جلد سوم

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی
۱۹۲۵ سے ۱۹۸۶ تک کی تحریریں

آثارِ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۱۹۰۹-۱۹۸۷

ماہنامہ رحیق اور ہفت روزہ الاعتصام کے اداریے

www.KitaboSunnat.com

ترتیب: احمد شاکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ﴾ صدق اللہ العظیم

آثارِ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۱۹۰۹
۱۹۸۷

مولانا محمد عطا اللہ حنیف بھوجیانی کی ۱۹۲۵ سے ۱۹۸۶ تک کی تحریریں

جلد سوم

ماہنامہ رحیق اور ہفت روزہ الاعتصام کے اداریے

تعارف: ڈاکٹر سفیر اختر حفظہ اللہ تقریب: مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

ترتیب: احمد شاکر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

www.KitaboSunnat.com

طبع اول ـــــ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ، اکتوبر ۲۰۱۷

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....

اہتمام ـــــ احمد شاکر

مطبع ـــــ روشن پریس لاہور

المکتبۃ السلفیۃ
علوم سلف کی اشاعت میں مستعد

شیش محل روڈ، لاہور 54000 پاکستان

فون: 042-37237184, 37230271

hammadshakir@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

www.KitaboSunnat.com

اداریے

ماہنامہ رحیق ...... ہفت روزہ الاعتصام

◆ ماہنامہ ''رحیق'' لاہور ---------------------- 7
◆ مولانا بھوجیانی کے اداراتی شذرات -------- 13
❖ ''رحیق'' کے خاص موضوعات ---------- 14
❖ مولانا رحمہ اللہ کی صحافت -------------- 16
◆ خدمات علمائے اہل حدیث اور اجراء ''رحیق'' -- 21
◆ رحیق کی مقبولیت پر جذبات تشکر ---------- 26
◆ منکرین حدیث کے جواب میں علمائے حق کی مساعی 28
◆ کیا علماء ''عقل'' کو کوئی حیثیت نہیں دیتے؟ --- 31
◆ مولانا علی میاں کی جامعہ سلفیہ میں آمد ------- 34
◆ رسالہ رحیق کے لیے اعیان ملت سے پرزور اپیل 37
◆ جامعہ سلفیہ کا تعلیمی نقشہ --------------- 40
◆ منکرین حدیث کے کارنامے ------------- 43
◆ محرم الحرام کے احکام و مسائل------------ 46
◆ تحریک مجاہدین کا دینی و اصلاحی پہلو---------- 50
◆ برصغیر میں انکارِ حدیث ------------- 54
◆ دستورِ پاکستان اور پرویز صاحب ---------- 61
◆ آہ مولانا مدنی! ------------------ 64
◆ تصویر سازی..... حقائق شرعیہ کی روشنی میں ---- 66
◆ آہ! امام الہند مولانا آزاد رحمہ اللہ ----------- 69
◆ معاشرتی بگاڑ اور اس کا حل -------------- 74
◆ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی چندنئی کتابیں -------- 78
◆ کچھ اپنے متعلق! ---------------------- 81
◆ غلام احمد پرویز اور غلام احمد مرزا ------------ 82
◆ فاتحة المجلد الثالث ------------- 84
◆ متجددین کی ایک عجوبہ گری ------------- 88
◆ آہ شیخ احمد شاکر مصری! ------------- 94
◆ پرویز کا پیش کردہ ایک حوالہ ------------ 100
◆ مقام سنت (جعفر شاہ پھلواروی) پر ایک نظر - 105
❖ ۱۔ حدیث صرف بصیرت نبوی ہے، وحی الٰہی نہیں 106
❖ ۲۔ بہت تھوڑی حدیثیں صرف ''الہام'' ہیں - 106
❖ ۳۔ معاملات کی احادیث شریعت منزلہ نہیں - 106
❖ ۴۔ رسول کی اطاعت بہ حیثیت امیر المومنین تھی، بہ حیثیت رسول نہیں ------------ 107
❖ ۵۔ احکامِ شرعی وقتی تھے ------------ 107
❖ ۶۔ عہد نبوی کے احکام کی حیثیت حجت دین کی نہیں، نظائر کی ہے ------------ 107
❖ ۷۔ احکامِ شرعیہ انسانوں کی عقل کے سپرد --- 108
❖ ۸۔ بعض صحابہ سادہ لوح تھے ------------ 108
◆ جماعت اہل حدیث ------------ 109
◆ مشکاۃ المصابیح کی شرحیں ------------ 116

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ علمی انحطاط ...... ایک جائزہ ---------- 121
◆ علمی انحطاط ...... ایک جائزہ ---------- 126
◆ رحیق کی بندش ---------- 130
◆ قضیہ امارت وصدارت ---------- 131
◆ معاشرہ کے بگاڑ کا واقعاتی تجزیہ اور اس کا علاج 134
◆ باقاعدہ نماز پڑھنے کو بھی تو لازم کیجیے! ---------- 137
◆ دوائی کے لیے شراب کا استعمال ---------- 137
❖ عالم اسلام عیسائی دیسہ کاریوں کے نرغے میں 138
◆ حقائق سے واقف رہیے! ---------- 140
◆ جمہوریت کے تقاضے ملحوظ رکھیے! ---------- 141
◆ کچھ ''الاعتصام'' کے بارہ میں ---------- 143
◆ علماء کرام غور فرمائیں ---------- 145
◆ اسلام پر رحم کیجیے ---------- 147
❖ حضرت حافظ صاحب مدینہ یونیورسٹی میں --- 150
❖ انتخابات اور غنڈے ---------- 151
◆ ووٹروں کے غور وفکر کے لیے ---------- 153
❖ مشاورتی کونسل کی سفارش ---------- 155
❖ مرزائی اور ''المنبر'' ---------- 156
❖ ''اقدام'' کی بندش ---------- 157
◆ بنیادی جمہوریتوں کا نظام ---------- 158
❖ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان سے! ---------- 159
❖ شاہ سعود کی دست برداری ---------- 160
◆ نصاب تعلیم کا مسئلہ ---------- 161
❖ ۷۵ افراد قتل اور پانچ سو زخمی ہوئے ---------- 163
❖ اور یہ انداز تنقید؟ ---------- 163
◆ صدارتی انتخاب میں جمعیۃ اہل حدیث کی پالیسی 165
◆ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس! ---------- 167
❖ لاؤڈ سپیکر پر پھر پابندی ---------- 168
❖ ٹیکسوں کے اضافے ---------- 168
❖ ''خاندانی منصوبہ بندی'' ---------- 169
❖ جمعہ کے دن دفتری اوقات میں فوری ترمیم کی ضرورت ---------- 169
❖ ترکی اور قبرص ---------- 170
❖ اسرائیل اور عرب ممالک ---------- 170
❖ امریکہ اور برطانیہ کی خطرناک سازش ---------- 171
◆ ربیع الاول اور اس کی روز افزوں بدعات --- 172
❖ پاکستان میں عیسائیت کا فروغ ---------- 174
❖ اور یہ ثالث بالخیر؟ ---------- 175
◆ اور قضیہ عائلی قوانین کا ---------- 177
◆ اسلامی طرز حیات کی کلید ---------- 179
❖ مسترآں باشد کہ ...... ---------- 182
❖ جمہوریت کی طرحِ نو ...... ہنگامی قوانین کا راج 184
◆ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی! ---------- 185
❖ شیعہ وسنی اساسِ اتحاد ---------- 185
◆ کشمیر کی جنگ آزادی ---------- 189
❖ تنگ آمد بجنگ آمد ---------- 189
◆ جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضے ---------- 193
◆ بہترین موقع! ---------- 196
◆ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے؟ ---------- 198
❖ پہلی حدیث ---------- 198
❖ دوسری حدیث ---------- 199
◆ اقوام متحدہ دوراہے پر ---------- 201
◆ مزارِ شہداء نہیں مسجد شہداء ---------- 203
◆ برصغیر میں تحریک احیائے حدیث اور جماعت اہل حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تاریخی کارنامے ---------------- 204

◆ تسخیر کائنات کا مطلب قرآنِ حکیم کی روشنی میں 209

❖ جمعیت علمائے اسلام کا سیاسی کردار؟ -------- 211

◆ ''الاعتصام'' کا اکیسواں سال ------------ 212

◆ اسلامی حکومت کے بنیادی اُصول ----------- 214

◆ پاکستان کا تیئسواں سال --------------- 217

◆ مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے کا حادثہ عظمیٰ! --- 220

❖ ڈھاکہ یونیورسٹی کا دردناک سانحہ --------- 221

◆ ۶ ستمبر..... یوم دفاعِ پاکستان! ----------- 222

❖ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا بروقت اقدام -- 223

❖ اربابِ حکومت کے امید افزا اعلان -------- 225

◆ جماعت اہل حدیث کی ایک مدبر اور مقتدر رہنماء سے محرومی! ----------------------- 226

◆ ہندوستان میں ایک اور قیامت صغریٰ! ------ 227

◆ رباط کانفرنس.....؟ ---------------- 229

❖ اخباری کاغذ کی گرانی ---------------- 230

❖ ایک اور اخلاقی ناسور ---------------- 231

◆ اسلامی بلکہ انسانی غیرت کا جنازہ؟--------- 232

❖ بھارتی مسلمانوں کا مسئلہ پھر اقوام متحدہ میں؟ 232

◆ حکومت کا ایک مستحسن اقدام ------------ 234

❖ جنگ ستمبر کی دستاویزی فلم ------------- 235

❖ پھر اردو نماز کا شوشہ؟ ------------------ 236

◆ پاکستان میں نظریاتی کشمکش ------------- 237

❖ ترکی انتخابات، حوصلہ افزا نتائج ----------- 239

◆ ''وَيْلٌ لِّلْعَرَبْ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبْ!'' -- 241

❖ ہزارہ کانفرنس میں ون یونٹ کی حمایت ------ 242

◆ ''ہر کہ آمد عمارت نو ساخت'' ------------- 244

◆ ''بس مسافروں کا لازمی بیمہ'' اسلامی شریعت کی روشنی میں! ----------------------- 246

◆ فریضۂ حج کی پابندیاں نرم فرمانے کی درمندانہ گزارش ---------------------- 248

◆ پلٹن میدان ڈھاکہ کا افسوسناک سانحہ ---- 249

◆ ہولناک سانحہ حیدرآباد ---------------- 251

❖ انتہائی قابل مذمت! ------------------ 252

❖ ملکی سیاست کا غبار آلود مطلع؟ ------------ 253

◆ محرم الحرام..... بعض ضروری مسائل -------- 254

◆ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ 257

❖ ''علمائے کرام کے متحدہ محاذ کی ضرورت'' ---- 259

◆ ''اسلام کی علامات خصوصی کی تعظیم'' -------- 263

◆ صدر آغا محمد یحییٰ خاں کا نشریہ اور اس کے تقاضے 265

❖ جماعت اسلامی کی ایک ''غیر آئینی'' قرارداد - 268

◆ سوڈان میں تقریباً ۲۵ ہزار مسلمان شہید ---- 269

◆ حکومت کی نئی ٹرانسپورٹ پالیسی ---------- 272

❖ ادارہ ''ندائے ملت'' کا ایک مستحسن اور قابل تقلید اقدام ---------------------------- 274

◆ سیاسی جماعتیں اور غیر ملکی امداد ----------- 276

❖ اور یہ مشنری ادارے.....! ----------------- 277

❖ ۲ جلوس، ۲ متضاد حقیقتوں کا اظہار --------- 278

❖ کونسل مسلم لیگ کا طرزِ عمل اور اسلامی جماعتوں سے گزارش ----------------------- 279

◆ ''نیا جال لائے پرانے شکاری'' ----------- 281

◆ ''الاعتصام'' کا بائیسواں سال ------------ 285

◆ مشرق وسطیٰ اور امریکی منصوبہ امن ------- 288

❖ اِسلامی نظام کی حامی سیاسی جماعتوں کا اتحاد - 289

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ مشرقی پاکستانی بھائیوں کی اعانت --------- 290
◆ ''پنجابی'' کی خطرناک تحریک! ----------- 291
❖ جھنڈوں پر پابندی کا مسئلہ -------------- 292
❖ مولانا محمد حسین شیخوپوری کی گرفتاری --------- 293
❖ مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب پرواز کی گرفتاری 294
◆ تفسیر احسن التفاسیر کی تکمیلِ طباعت کے لیے مخلص احباب اور اربابِ ہمت سے اپیل --------- 295
◆ المیہ اُردن اور صدر ناصر کے مگرمچھ کے آنسو؟ 297
◆ قومی اسمبلی کے اجلاس کے لیے ۲۵ مارچ کا تعین! 299
◆ قومی بجٹ...... ایک جائزہ -------------- 302
❖ ''خلافت وملوکیت'' اور اس کے ''وکیل صفائی'' کو شیعوں کا خراجِ تحسین وعقیدت ---------- 304
❖ اور یہ دعوتِ اتحاد -------------------- 304
❖ دو علمائے دین کا افسوس ناک قتل ---------- 306
◆ ''الاعتصام'' کا تئیسواں سال -------------- 307
◆ پاکستان کا چوبیسواں یوم آزادی ------------ 310
❖ قرطاس ابیض اور عوامی لیگیوں کی نشستوں کا فیصلہ 312
◆ چھ ستمبر اور جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضے ------ 314
◆ احادیث نبویہ ﷺ میں کفارِ ہند سے جہاد کی ترغیب ------------------------ 317
❖ پہلی حدیث ----------------------------- 317
❖ دوسری حدیث -------------------------- 318
◆ سعودی عرب کی امداد اور جنگ کا پس منظر -- 320
❖ جنرل اسمبلی کی قرار داد ------------------ 323
❖ مشرقی محاذ کے مجاہدوں کو سلام ------------ 323
❖ تیسری عالمی جنگ کے دہانے پر ----------- 324
◆ تصویر (فوٹو سازی) اسلام میں حرام اور ممنوع ہے 325
◆ ۱۴۔ اگست ۱۹۷۳ء ''آئین پاکستان'' کے نفاذ کا دن! ------------------------------ 330
◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک قابل اسوہ کارنامہ 333
◆ ''الاعتصام'' کا ستائیسواں سال ----------- 336
❖ اور دورِ جدید...... ساتواں سال ------------ 336
◆ گُلِ دیگر شگفت -------------------------- 340
❖ مولانا مودودی رحمہ اللہ کی ایک تازہ ''ریسرچ'' 340
❖ مقلِّد ''محدث'' کے منصب پر ----------- 341
◆ مدرسہ مصباح القرآن اور دفتر الاعتصام نئی عمارت میں افتتاحی تقریب ---------------------- 343
◆ ''الاعتصام'' ۲۹ ویں سال میں ------------ 346
◆ ''الاعتصام'' کا ۳۰واں سال -------------- 348
❖ اور دورِ جدید...... نواں سال -------------- 348
◆ دارالدعوۃ السلفیہ لاہور...... قیام اور مقصد ---- 350
◆ نص قرآنی کے خلاف خواتین کا مظاہرہ قرآن سے بغاوت وانحراف ہے ---------------------- 357
◆ علوم دینیہ کی ترقی اور ترفع کے لیے ایک اہم تجویز 358
◆ ''دارالدعوۃ السلفیہ'' لاہور کے زیر اہتمام زیر تسوید حواشی صحیح بخاری ---------------------- 362

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ ''رحیق'' لاہور

ایک تعارف

(سفیر اختر حفظہ اللہ، واہ کینٹ)

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد جن مسائل نے وطن عزیز کے اہل علم ونظر کی توجہ حاصل کی، ان میں اسلامی ریاست کا تصور اس لیے سب سے نمایاں تھا کہ جدوجہد آزادی کے دوران پاکستان کی خالق جماعت ..... آل انڈیا مسلم لیگ ..... نے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ مسلمانانِ برصغیر کی جداگانہ شناخت اور اس کی بنیاد پر جداگانہ وطن کے حصول کی ساری جدوجہد اسلامی روایات کے تحفظ ہی کے لیے تھی۔ تاہم قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ''پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ'' کے اجمال کو جب تفصیل کی شکل دی گئی تو واضح ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سابق راہنماؤں (اور پاکستان کے نئے حکمرانوں) اور علمائے کرام کے دینی تصورات میں خاصا فرق ہے۔ حکمران طبقوں کے نزدیک پاکستان کو ایک ایسی جدید اسلامی ریاست کی شکل دینا مقصود تھا جو مغربی افکار و اقدار سے کسی طرح متصادم بلکہ مختلف بھی نہ ہو، جبکہ علمائے کرام کے نزدیک اسلامی ریاست کی شکل سیکڑوں برس پہلے طے ہو چکی تھی اور اس کا محض احیاء پیش نظر تھا۔

حکمران طبقوں کا نقطہ نظر، ان کے بیانات اور تقاریر سے سامنے آیا، تاہم اسے مربوط شکل میں جن سرکاری اور نیم سرکاری اداروں نے پیش کیا، ان میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور اور جناب غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) کا ادارہ طلوعِ اسلام کراچی (بعد ازاں لاہور) نمایاں تھے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے علمی رفقاء اور جناب پرویز تفصیلات میں تو ایک دوسرے سے سو فیصد اتفاق نہ رکھتے تھے، تاہم قانون سازی کے مآخذ میں حدیث وسنت کو بنیادی مقام نہ دینے میں ایک دوسرے کے قریب تھے۔ نیز دونوں ادارے حدیث کو مختلف درجوں میں نظر انداز کرتے ہوئے اجتہاد کے داعی تھے۔ حکومتی سوچ کے برعکس علمائے کرام قرآن و سنت کے ''شریعت'' ہونے پر واضح نقطہ نظر رکھتے تھے۔

۱۹۵۰ء کی دہائی میں حدیث کی تشریعی وآئینی حیثیت پر بہت تفصیل سے مباحثہ ہوا۔ جدیدیت پسندوں اور علمائے کرام کے نکتہ ہائے نظر کھل کر سامنے آ گئے۔ اس مباحثے میں یوں تو سب ہی دینی مجلّات نے حصہ لیا تھا، تاہم ایک خاصا نمایاں مجلّہ لاہور سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''رحیق'' تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہنامہ ''رحیق'' المکتبۃ السّلفیہ لاہور کے بانی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی نے ''علمی و تبلیغی ماہنامہ'' کے طور پر اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جاری کیا تھا۔ اس کے اولین ''اداریے'' میں اہل حدیث بزرگوں کی علمی و تبلیغی اور صحافتی کاوشوں کا تذکرہ کرنے کے بعد نئے ماہنامے کے مقاصد پر بایں الفاظ روشنی ڈالی گئی۔

''اس داستان سرائی کا مقصد یہ ہے کہ ہم اخلاف اپنا موقف سمجھ سکیں اور ذمہ داریوں کا احساس تازہ رکھیں۔ فتنے اب بھی اسی قسم کے ہیں، بلکہ ترقی پر ہیں۔ فضا بدلی ہوئی اور حالات دگرگوں ہیں۔ پس یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہمیں کتاب و سنت کی اشاعت و تبلیغ کا فرض سرانجام دینا اور اس راہ کے ہر کانٹے کو راستے سے دور کرنا ہے۔ پاکستان میں اسلامی نفاذ کے جس ارادے کا اعلان ہوا ہے اس میں بھی ہمیں اپنا حصہ ادا کرنا ہے۔

الحمد للہ ہماری جماعت میں عام طور پر ان سب باتوں کا احساس موجود ہے اور مقامِ مسرت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی صورت میں ایک مضبوط تنظیم بھی ہمارے ہاں قائم ہے اور اس کی پشت پر اس کا اپنا ترجمان اخبار ''الاعتصام'' بھی ہے۔ اس صورت حال سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر اور سب سے پہلے ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد و اعمال میں مسلک حدیث کو زندہ رکھیں۔ اللہ کے بندوں تک اس کو پہنچانا اپنا مطمحِ نظر قرار دیں۔ اپنی اخلاقی قدروں کو قرآن و حدیث کے سانچے میں ڈھالیں۔

اسلاف کی طرح ہماری عملی زندگی سے بھی پتا چلنا چاہیے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔

اگر ہم من حیث الجماعت زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اپنی تنظیم کے خاکے میں یہی رنگ بھرنا ہوگا ورنہ اس کے خاطر خواہ نتائج سے ہم محروم رہیں گے۔ واللہ الموفق!

اسی جذبے کے تحت ''رحیق'' کا اجرا عمل میں آ رہا ہے۔ اس کا مقصد اسلام کی عموماً اور مسلک اہل حدیث کی خصوصاً تبلیغ و اشاعت ہے۔ اسلام اور سلف امت کے مسلک پر حملوں کی عملی اور سنجیدہ طریقوں سے مدافعت ہے۔ نیز سلف کے تأثر کو...... متقدمین ہوں یا متاخرین...... زندہ کرنا ہی اس کے اہم مقاصد سے ہے۔''

....

دینی صحافتی حلقوں میں ماہنامہ ''رحیق'' کا خیر مقدم کیا گیا۔ مثال کے طور پر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے ترجمان ''ثقافت'' کا تبصرہ دیکھیے:

''پاکستان میں خالص علمی، تحقیقی اور سنجیدہ قسم کے صحائف اور مجلّات کی بہت کمی ہے۔ یہ صحیح ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایسے رسالوں کی مانگ کم ہے۔ان کا حلقہ اشاعت علمی رسائل کی طرح وسیع نہیں ہو سکتا، لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ملت کی ذہنی اور فکری تعمیر اور تربیت میں جتنا حصہ یہ محدود حلقہ اشاعت رکھنے والے رسالے لیتے ہیں وہ کثیر الاشاعت رسالے نہیں لے سکتے ہیں جن کا واحد مقصد تخریب ہے۔مولانا عطاء اللہ حنیف نے ''رحیق'' نکال کر علم و ادب کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔''رحیق'' کے اب تک صرف چند نمبر نکلے ہیں، لیکن بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس نے جو اونچا معیار قائم کر دیا ہے، اس کی بنا پر تو یہ توقع بے جا نہیں کہ بہت جلد اس کا شمار ہندوستان اور پاکستان کے بہترین رسائل میں ہونے لگے گا۔''

''رحیق'' علمی و فکری سطح پر اپنی بھرپور پذیرائی اور اہلِ قلم کی تعریف و تحسین کے باوجود مالی طور پر مستحکم نہ ہو سکا۔اجرا کے چھ ماہ بعد مولانا سید محمود داوٗد غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۹۶۳ء) نے اپنے ''ارشاداتِ عالیہ'' میں فرمایا:

''مولانا عطاء اللہ صاحب ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں کہ وہ ان نامساعد حالات کے باوجود علوم کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور اس دور بدعت و الحاد میں احیائے دین اور اماتتِ جاہلیت کے لیے کمر بستہ ہو گئے اور اس مقصد عزیز کے لیے ماہنامہ ''رحیق'' کا اجراء کر چکے ہیں۔ تمام رفقاء احباب، مخلصین اور دردمندانِ اسلام سے استدعا کرتا ہوں کہ مولانا عطاء اللہ صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور اس نیک کام میں ان کی اعانت کریں۔اہل علم حضرات اپنے علم و فضل کے ذریعے اہل خیر اور مشتاقانِ علومِ نبویہ ماہنامہ ''رحیق'' کا حلقہ اشاعت وسیع کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں۔ راہ کی دوری اور سفر کی صعوبتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے:

ما بندگانِ عبودیت شعاریم   با فتح و شکست کار نداریم

اس اپیل کے باوجود معاملات سدھر نہ سکے اور ایک سال کے بعد جناب مدیر کو ''عرض حال'' بایں الفاظ کرنا پڑی کہ:

''یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ''رحیق'' جیسے علمی و تحقیقی اور سنجیدہ پرچے کا چلنا خاص تعاون اور سخت محنت کے بغیر مشکل ہے۔لہٰذا بطور اظہارِ حال عرض ہے کہ ''رحیق'' شدید مالی بحران سے دوچار ہے۔موجودہ حالات رہے تو اس کا جاری رہنا مشکل ہے۔''

مخلص احباب اور معاونین سے ایک بار پھر اپیل کی گئی کہ وہ اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں اور تعاونِ خاص سے نوازیں مگر اس اپیل کا کوئی فوری نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں بتایا گیا کہ ''حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت نا گفتہ بہ ہوگئی ہے۔ ''رحیق'' سیکڑوں روپے سالانہ قرض کے بوجھ تلے دب گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ یہی لیل و نہار رہے تو معلوم نہیں کب دم توڑ دے۔'' اس نا گفتہ بہ حالت پر چند احبابِ ''رحیق'' نے توجہ دی، مگر ''رحیق'' کی مالی حالت میں کوئی بہتری نہ ہوسکی اور خراب سے خراب تر ہی ہوتی چلی گئی۔ فروری اور مارچ ۱۹۵۹ء میں یکے بعد دیگرے اپیلیں شائع کی گئیں۔ آخر مئی ۱۹۵۹ء میں یہ ''ایک افسوس ناک اطلاع'' قارئین ''رحیق'' کے گوش گزار کردی گئی کہ ''پانی سر سے گزر چکا ہے۔ اس (رحیق) کا جاری رکھنا ناممکن ہو رہا ہے۔''

آخر جون، جولائی ۱۹۵۹ء کے مشترکہ شمارے میں اعلان کر دیا گیا:

> ''مئی ۱۹۵۹ء کے ''رحیق'' میں جو ایک افسوس ناک اطلاع شائع کی گئی تھی۔ جماعت اہل حدیث نے عام طور پر اس کو بہت محسوس کیا ہے۔ بہت سے اہل علم نے ملاقات پر اور خطوط کے ذریعے، جرائد و مجلّات نے اپنے شذرات میں ''رحیق'' کی بقا کو ایک بڑی ضرورت اور اس کی بندش کو جماعت کا علمی نقصان قرار دیا۔ بہت سے احباب نے وعدوں کی حد تک عملی تعاون کی پیش کش فرمائی۔ جماعت سے باہر کے علمی حلقوں نے اس علمی و تبلیغی مجلّہ کے بند ہو جانے پر افسوس اور تعجب کا اظہار کیا...... اور اس طرح ''رحیق'' کو جو خراجِ تحسین ادا کیا گیا ہے، اس کے لیے ہم ان سب حضرات کے ممنون ہیں، لیکن ان باتوں کے باوجود عملی طور پر ایسی صورت پیدا نہ ہوسکی جو ہمیں اپنا فیصلہ بدلنے پر آمادہ کر سکے۔ اس لیے بڑی دلی کوفت کے ساتھ آج سے یہ افسوس ناک اطلاع عملی صورت اختیار کر رہی ہے۔
>
> اب تو جاتے ہیں میکدے سے میرؔ　　پھر ملیں گے گر خدا لایا
>
> لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ .''

....

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اہل حدیث نقطہ نظر کے داعی تھے اور ''رحیق'' کے مندرجات پر اس کی بھرپور چھاپ تھی۔ حدیث کے مقام و حجیت کے حوالے سے ان کے ہاں درایتی تنقید کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ حتیٰ کہ وہ بزرگ، جو اہل حدیث فکر و خیال کے داعی سمجھے جاتے تھے، وہ بھی ان کی تنقید سے نہ بچ سکے۔ پروفیسر عبدالقیوم (م ۱۹۸۹ء) مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے پہلے سیکرٹری جنرل تھے اور اہل حدیث حلقے میں ان کا خاصا احترام تھا۔ انھوں نے ''اسلامیات'' کی درسی ضروریات کے لیے ایک کتاب ''فہم اسلام'' (لاہور، یونیورسٹی بک ایجنسی، ۱۹۵۷ء) مرتب کی۔ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا کہ ''اس کی معلومات قیمتی اور جوہری ہیں۔ گویا کوزے میں دریا ہے۔ جو لکھا ہے اپنے انداز کے مطابق تحقیق سے لکھا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......اردو میں شاید یہ معلومات کسی ایک جگہ نہ مل سکیں۔ علمی مسائل کے لیے پیرایہ بیان دل نشین اختیار کیا گیا ہے۔'' اس روشن پہلو کے ساتھ اس جانب بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ

''حدیث کی بحث میں سنت کی تعریف میں الجھاؤ سا محسوس ہوا۔ اہل سنت کے نزدیک حدیث و سنت ایک ہی شے کی دو تعبیریں ہیں، جیسا کہ مولف خود بھی تسلیم کرتے ہیں (ص ۸۵) اسی طرح درایت (ص ۵۲) کے متعلق جو لکھا گیا ہے، وہ محدثین کا مسلک نہیں۔ حدیث کی پرکھ کے جو معیار عام شہرت کی بنا پر لکھے گئے ہیں، وہ موضوع حدیث کو پرکھنے کے ہیں، ہر حدیث کے لیے نہیں۔ ثابت شدہ حدیثوں پر یہ لاگو نہیں ہوتے۔''

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے، جسے مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ ''منکر حدیث'' ادارہ سمجھتے تھے، مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کی تالیف ''مسئلہ اجتہاد'' شائع کی (۱۹۵۲ء) تو حافظ مجیب اللہ ندوی نے بھرپور ناقدانہ تبصرہ لکھا جو ماہنامہ ''معارف'' (اعظم گڑھ) میں بالاقساط چھپنا شروع ہوا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے اسے ''رحیق'' میں نقل کیا۔

کچھ عرصے کے بعد مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کا ایک مضمون بہ سلسلہ ''ضرورتِ اجتہاد'' روزنامہ ''امروز'' (لاہور) میں چھپا۔ ''رحیق'' نے اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا:

''ادارہ ''ثقافت'' نے ''مسئلہ اجتہاد'' پر مستقل کتاب بھی شائع کی ہے جس میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ''تبدیلی'' احوال کی بنا پر ''اجتہاد جدید'' کی درانتی سے قرآن و حدیث کے ہر صریح حکم (نص) کو کاٹا جا سکتا ہے۔ اب ''مسئلہ اجتہاد'' کے مصنف اور ادارہ ثقافت کے اہم رکن مولانا محمد حنیف صاحب ندوی نے دائرہ اجتہاد کی وسعتوں پر مشہور کمیونسٹ اخبار ''امروز'' کے دہ سالہ نمبر مجریہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کی پیچ در پیچ عبارت میں بمصداق لَیًّا بِـاَلْسِنَتِهِمْ فرمایا یہ گیا ہے کہ ''مسئلہ وراثت اور عورتوں سے متعلقہ قرآن و حدیث کے صریح احکام تک کو آج کے ارتقائی دور میں تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے۔'' پھر تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ ایسا کرنا ہوگا، ورنہ زمانہ کا مفتی، علمائے کرام کے فتویٰ کا انتظار نہیں کرے گا۔ نئی تبدیلیاں، نئی فقہ اور نئے قانون کی تدوین بہرحال کر کے رہیں گی۔''

اس ''نقد'' کے ساتھ یہ بھی واضح کرنا ضروری خیال کیا گیا:

''مضمون نگار جمعیت اہل حدیث (مغربی پاکستان) کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں، لیکن ان کا یہ نظریہ اہل حدیث کے مسلک سے صریحاً متصادم ہے۔ مسلک اہل حدیث کی تو بنیاد ہی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول پر ہے کہ نصوص کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی بھی مجتہد و امام کا اجتہاد و قول قابل تسلیم نہیں۔ پھر بے چارے یہ متجددین کس شمار و قطار میں ہیں۔ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ مصالح وقتیہ پر نصوص صریحہ کو قربان کر کے اسلام میں ترمیم کریں۔''

''رحیق'' نے ایک طرف حدیث کی حجیت کے حوالے سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب دیئے اور دوسری طرف ادارہ طلوعِ اسلام اور ادارہ ثقافت اسلامیہ کی مطبوعات پر شدید تنقید کر کے ان کی کمزوریاں واضح کیں۔ دفاعِ حدیث میں مدیر ''رحیق'' صحیحین کی احادیث کے بارے میں کسی تنقید یا چھان پھٹک کی اجازت دینے کے قائل نہ تھے۔ اسی طرح درایت کے حوالے سے استنادِ حدیث کے پرکھنے پر معترض تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے لکھا ہے: ''امت مسلمہ کو فکری انتشار و اضطراب سے بچانے اور ایک ضابطہ کے تحت رکھنے کا صحیح طریق یہ ہے کہ دورِ تدوین کے بعد تنقید احادیث صحیحین کی نہ اجازت دی جائے، نہ اسے تسلیم کیا جائے۔'' اگر حدیث اور بالخصوص صحیحین کے حوالے سے کسی عالم نے ذرا بھی تنقیدی زاویۂ نظر اختیار کیا تو وہ ''رحیق'' کی تنقید سے بچ نہیں سکا۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ برصغیر کے اہل حدیث اکابر کی گم گشتہ تحریریں ڈھونڈ ڈھونڈ کر شائع کرتے تھے۔ حافظ عبداللہ غازی پوری، نواب سید صدیق حسن خاں اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہم اللہ کی بعض نادر تحریریں (یا ان کے ترجمے) ''رحیق'' کے صفحات کی زینت بنی ہیں۔

....

''رحیق'' نے اہل حدیث زاویۂ نظر کی اشاعت و ترویج کے ساتھ عمومی دینی موضوعات پر متعدد وقیع مضامین شائع کیے ہیں جو وقت گزرنے اور ان ہی موضوعات پر نئی تحریروں کے سامنے آنے کے باوجود ایک حد تک اہمیت کے حامل ہیں۔ وطن عزیز کی علمی و فکری پیش رفت کے کسی بھی جائزے کے لیے ضروری ہے کہ معاصر جرائد و رسائل کی مباحث پیش نظر رکھے جائیں۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے کے آخری برسوں کے حوالے سے ''رحیق'' ان جرائد میں شامل ہے جن کے دیکھے بغیر ان برسوں کا کوئی فکری و علمی جائزہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا بھوجیانی کے ادارتی شذرات

(جرعات) کے خاص موضوعات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مخدومی المحترم حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸۷ء) ایک نابغۂ روزگار اور وحید العصر شخصیت کے مالک تھے، مطالعے کی وسعت، گہرائی و گیرائی کے ساتھ ساتھ نہایت بلند ذوقِ تحقیق کے حامل تھے۔ اسی لیے وہ پاک و ہند سے نکلنے والے علمی جرائد میں ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ اور ماہنامہ ''برہان'' دہلی کے بڑے قدردان اور ان کے مستقل خریدار اور قاری تھے۔ بڑے اہتمام سے ان کی فائلوں کو مجلد کرا کے محفوظ رکھتے تھے۔ ان کی وقف کی ہوئی لائبریری میں ان کی فائلیں بھی موجود ہیں۔

ان دو جرائد کی علمی و تحقیقی قدر و قیمت کے چونکہ وہ معترف تھے، اس لیے وہ چاہتے تھے کہ پاکستان میں بھی اس معیار کا کوئی علمی جریدہ جاری ہو۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے جب کہ پاکستان میں کوئی بھی علمی و تحقیقی جریدہ شائع نہیں ہوتا تھا۔ پاکستان میں اعلیٰ معیار کا علمی و تحقیقی جریدے کے اجراء کا اعزاز حضرت الاستاذ رحمہ اللہ ہی کو حاصل ہوا، گو وسائل اس کے متحمل نہیں تھے لیکن ذوق کی ایک ہی جست نے تمام مراحل طے کرا دیے اور آپ نے توکلا علی اللہ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں اس کا اجراء کر دیا۔

یہ تقریباً تین سال جاری رہا لیکن چونکہ اسے کسی جماعت کی سرپرستی حاصل نہیں تھی اور خود مرحوم نہ صرف وسائل فراواں کے مالک نہ تھے بلکہ محدود وسائل کے بھی حامل نہ تھے۔ ان کی تہی دامنی کو اور ناقدریٔ زمانہ کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے کہ تین سال تک یہ جریدۂ فریدہ کس طرح نکلتا رہا؟ یہ حضرت الاستاذ المرحوم کی کرامت ہی تھی کہ ماہنامہ ''رحیق'' اتنا عرصہ آن بان سے نکلتا رہا اور علمی و تحقیقی ذوق کی آبیاری کرتا رہا۔ جب اشاعت کا بوجھ ناقابل برداشت ہو گیا تو بوجھل دل کے ساتھ اس میکدۂ علم کو الوداع کہہ دیا ؎

خوش درخشید و لے شعلۂ مستعجل بود

حضرت الاستاذ نے اس جریدے کے ذریعے سے علمی و تحقیقی معیار کا جو نقش قائم فرمایا، وہ الحمد للہ آج تک قائم ہے اور بعد میں پاکستان میں نکلنے والے علمی جرائد میں سے کوئی بھی علمی پرچہ اس معیارِ بلند تک نہیں پہنچ سکا۔ اس کی یاد آج بھی اہل علم و تحقیق کو تڑپاتی ہے۔ گویا بہ زبان غالبؔ ؎

اے ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں مرگئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے اداراتی شذرات بھی ''معارف'' اعظم گڑھ کی طرح علمی و ادبی اہمیت کے حامل ہوتے تھے، شذرات کے لیے جو عنوان تجویز کیا گیا، اس سے ہی حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی بالغ نظری اور ذہانت و دقیقہ رسی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پرچے کا نام ''رحیق'' تھا جس کے معنی شراب خالص کے ہیں اور شذرات کے لیے عنوان ''جرعات'' رکھا، یہ جرعہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ''گھونٹ''۔ رحیق کی مناسبت سے معنی ہوئے۔ شراب خالص کے گھونٹ -یعنی دین حق (اسلام) کی صحیح صحیح تعبیر و توجیہ- تقلیدی جمود کے بادۂ کہن سے بھی پاک اور تجدد و جمود کے خوش رنگ جامِ نو سے بھی منزہ۔

اور واقعہ یہ ہے کہ ''رحیق'' نے اپنے نام کی لاج رکھی اور تجدد و جمود کی دونوں انتہاؤں کے درمیان نہایت اعتدال و توازن سے اسلام کے خالص منہج محدثین کی تائید و حمایت کا فریضہ بڑی محنت و جاں فشانی سے ادا کیا۔ تَقَبَّلَ اللّٰہُ جُھُوْدَہٗ وَ اَجْزَلَ ثَوَابَہٗ!

''رحیق'' کے خاص موضوعات:

۱۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ''رحیق'' کے ''جرعات'' اور دیگر مضامین میں سب سے زیادہ فتنۂ انکار حدیث سے اعتنا کیا گیا ہے اور اس کی تردید اور اس کے علم برداروں کے پھیلائے ہوئے مغالطات کی پردہ دری کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

۲۔ دوسرے نمبر پر جماعت اہل حدیث کی ان علمی و دینی اور حدیثی خدمات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے پاک و ہند میں فقہی جمود ٹوٹا اور حدیث کا غلغلہ بلند ہوا اور ماضی کے ان تجدیدی کارناموں کے حوالے سے جماعت اہل حدیث کو علمی محاذوں پر پوری سرگرمی سے کام کرنے کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے۔

۳۔ تیسرے نمبر پر مدارس دینیہ، دینی علوم اور علماء و طلباء وعلوم دینیہ کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ان کے کردار کو زیادہ موثر اور مفید تر بنانے کے لیے مخلصانہ مشورے اور اصلاحی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

۴۔ چوتھے نمبر پر اسی سلسلے میں ''رحیق'' کے ایک اداریے میں سید احمد شہید کے ایک ملفوظے کی روشنی میں اس نکتے کی بڑے درد دل سے وضاحت کی کہ معاشرے کے شرفاء، یعنی باحیثیت افراد نے اپنی اولادوں کو اپنے بہتر معاشی مستقبل کی خاطر دینی علوم سے آراستہ کرنے کی بجائے دنیوی علوم کی طرف دھکیل دیا حالانکہ شرفاء کی اولاد میں فطری طور پر ایسے جواہر مکنونہ نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں کہ اگر یہ طبقہ اور ان کی اولاد دین سے وابستہ اور دینی علوم سے بہرہ ور ہو تو معاشرے میں اس کے نہایت مفید اثرات پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں۔ پیٹ اور معاش کے مسئلے کو زیادہ اہمیت دینے کے نتیجے میں اسلامی معاشرہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت مثمر برکات ذریعے سے محروم ہو گیا اور یہ رجحان اتنا بڑھا کہ علماء نے بھی اپنی اولادوں کو دین اور علوم دین کے لیے وقف کرنے کے بجائے معاش کا کل پرزہ بنانا پسند کر لیا۔ حتیٰ کہ دینی مدارس کے ارباب انتظام نے بھی فکر معاش کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے کر اس کے دو حل اختیار کر لیے۔

ایک یہ کہ طلبائے علوم دینیہ مشرقی علوم کے کالجی امتحانات دے کر اسکولوں اور کالجوں میں ٹیچر، لیکچرار وغیرہ لگ جائیں۔

دوسرا یہ کہ عربی تعلیم کے مخمل میں انگریزی اور کالجی طریقہ ''تعلیم'' کے ٹاٹ کا پیوند لگا دیا جائے تا کہ عربی مدارس میں جاذبیت پیدا ہو سکے۔

یہ دوسرا رجحان کہ عربی تعلیم میں انگریزی اور جدید علم کے ٹاٹ کا پیوند لگا دیا جائے، اس وقت اس کا آغاز تھا اور چند اہل مدارس ہی اس کے لیے پر تول رہے تھے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ بیشتر دینی مدارس نے اس ''پیوند کاری'' کو اختیار اور قبول کر لیا ہے۔ چند مدارس ہی ایسے رہ گئے ہیں جو اس بقراطی نسخے کو استعمال کرنے میں متامل ہیں۔

لیکن حضرت مولانا رحمہ اللہ اس ''پیوند کاری'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''مگر ہمیں اپنے قصور فہم کا اعتراف کرتے ہوئے اس میں تامل ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دو زبانوں کا مسئلہ نہیں کہ تطبیق کے کسی بقراطی نسخے سے مرض کا علاج ہو سکے بلکہ مسئلہ دو مختلف المزاج و اللوازم تعلیمی نظاموں کا ہے جن کے درمیان اتنا بُعد مسافت ہے کہ اسے پاٹنا آسان نہیں۔''

آگے اس کی مزید تفصیل ہے، قارئین اسے ''رحیق'' مارچ ۱۹۵۹ء کے شمارے میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

۵۔ منکرین حدیث میں، جن کی تردید کے لیے مولانا مرحوم سرگرم رہے، صرف وہ حضرات ہی نہیں ہیں جو معروف و مشہور ہیں جن میں سرسید سے لے کر غلام احمد پرویز تک کے نام آتے ہیں، لیکن فکر مودودی اور فکری اصلاحی اور ان کے خوان علم کے ریزہ چین بھی ہیں، کیونکہ ان حضرات کے شذوذ و تفردات اور حدیث اور محدثین کی بے مثال عظیم الشان خدمات حدیث کے بارے میں ان حضرات کی موشگافیاں ایسی ہیں کہ ان سے بھی فتنۂ انکار حدیث کی چنگاریوں کو ہوا ملی ہے اور چمن حدیث کی خزاں رسیدگی میں بیگانوں کے ساتھ ساتھ ان ''اپنوں'' کی کرم فرمائی کا بھی دخل ہے۔

یہ مجموعہ ماہنامہ ''رحیق'' کے ''جرعات'' یعنی اداریوں اور شذرات پر مشتمل ہے۔ لیکن فتنۂ انکار حدیث کے ردّ میں حضرت الاستاذ المرحوم نے ''جرعات'' کے علاوہ بعض کتابوں پر جو مقدمات اور تبصرے کیے تھے وہ بھی بتوفیقہٖ تعالیٰ ''آثار حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ '' میں حتی الامکان یکجا کر کے شائع کیے جا رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رحمہ اللہ کی صحافت

از: حافظ احمد شاکر حفظہ اللہ

اصحاب علم و ادب جانتے ہیں کہ ہر زبان کا کینوس یا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے اور اس زبان کی بہت سی جہات ہوتی ہیں۔ نثر، نظم، ہجو، مدح، غزل، افسانہ، ناول، تحقیق و تنقید، لغت، تاریخ، صحافت۔

صحافت کی انواع پھر مختلف مثلاً روز نامہ، سہ روزہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ۔ اور ہر نوع کا اظہار، بیانیہ اور زبان بھی الگ الگ ہوتی ہے۔

مولانا معروف معنوں میں پیشہ وارانہ صحافی نہیں تھے، لیکن بدوِ شعور...... تقریباً ۱۶ سال کی عمر...... ہی سے انھوں نے روز نامہ زمیندار، روز نامہ انقلاب لاہور، سہ روزہ مدینہ بجنور مولانا ابوالکلام کا ہفت روزہ الہلال کلکتہ، البلاغ کلکتہ، ہفت روزہ، اہل حدیث، ہفت روزہ توحید امرتسر، ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث روپڑ، اخبار محمدی دہلی، مسلم گزٹ و دیگر اخبارات، رسائل، جریدے ان کے زیر مطالعہ رہے اور ان کی افادیت کا ادراک بھی انھیں خوب رہا۔ لیکن ہدف ان کا علم الحدیث، علمائے اہل حدیث اور مسلک حقہ اہل حدیث کا ابلاغ، تنقیح اور توضیح ہی رہی۔

ذہنی طور پر وہ ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے متاثر اور اس کے مداح تھے، اس کی رابطے کی افادیت، ہر ہفتہ مسائل دینیہ کو عوام تک پہنچانے اور معاشرتی زندگی کے پیش آمدہ مسائل کے حل کی ضرورت اور ہفتہ بھر کی ملک کی تازہ ترین خبروں سے عوام کو دینی تبصرے کے ساتھ آگاہ رکھنا، علماء وعوام کو باہم مربوط و منظم رکھنا اس لیے جماعتی زندگی کے لیے دل کے حساس ہونے کو وہ ناگزیر جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد انھوں نے گوندلانوالہ (گوجرانوالہ) پہنچتے ہی ہفت روزہ الاعتصام کا طباعتی اجازت نامہ حاصل کر لیا۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ نے اس کو انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ سے شائع کرنا شروع کر دیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام کے بعد الاعتصام کو مولانا کی اشاعتی ملکیت میں باقی رکھتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس عاملہ نے مرکزی جمعیۃ کا ترجمان بنا لیا۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ نے اپنے فیض یافتہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو اس کا ایڈیٹر مقرر کر دیا۔ مولانا ندوی کے ادارہ ثقافت اسلامیہ میں جانے کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے شب و روز کی محنت شاقہ سے پاکستان کی دینی صحافت میں اس کا نام بھی روشن کیا، مقام بھی بنایا اور اس کے وقار میں اضافہ بھی کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۶۴ء کے کچھ مہینوں اور پھر ۱۹۶۵ء کے چند ماہ جب مولانا بھٹی بھی ادارہ ثقافت کی ریسرچ کمیٹی میں شامل ہو کر ادارہ ثقافت منتقل ہو گئے تو مولانا رحمہ اللہ الاعتصام کی ایڈیٹنگ اور اداریہ نویسی کرتے رہے، ۶۵-۶۴ء کے عرصہ میں پاک بھارت کی جنگ کے ایام میں الاعتصام ان کے سپرد تھا، چنانچہ جہاد کے موضوع سے متعلقہ آیات قرآنی واحادیث نبوی کے دروس، ایام جہاد کی دعائیں جنگی قیدیوں کے احکام وغیرہ پر انھوں نے نہایت مختصر اور جامع دروس اور جہاد کی نظمیں خوب شائع کیں کہ صلیبی استبداد کی مسلمانانِ ہند سے وطن ...... سرزمین ہند ...... اور مغل حکومت چھین کر کافروں کے حوالے کر دینا، ان کے نزدیک تاریخ کے معرکہ صلیب و ہلال کا تسلسل تھا، ہند کی مسلمان حکومت کے دور میں مسیحی حکومت کے تجارتی قافلے کا ورود، صلیب کی فتح اور مسلمانوں کا مفتوح ہو جانا صلیب کی کامیاب حکمت عملی تھی، جس سے صلیب برصغیر میں مسلمانوں کے ثقافت و معاشرت میں رخنہ ڈالنے، اسلامی تاریخ کے عربی و فارسی ذخیرۂ علم کو نابود کرنے اور ہندوانہ معاشرے میں اسلامی معاشرت کے اثرات ختم کر کے صلیبی بود و باش کو سرزمین ہند میں رواج دینے اور علم کو صرف پیٹ کے لیے پڑھنے کا فکر بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

اسی طرح ۱۹۶۹-۱۹۷۰ء میں گردش حالات سے الاعتصام کی مکمل ذمہ داری جب ان پر آن پڑی تو ان ایام میں بھی ان کو پاکستانی عوام کے ساتھ صلیبی سازشوں اور حکمرانوں کی خود غرضی و نااہلی کے باعث سقوط مشرقی پاکستان کا دل گداز المیہ دیکھنا پڑا۔ اس دوان بھی انھوں نے مسئلہ جہاد پر دروس اور اداریے تحریر کیے، لیکن ۱۹۶۵ء کے اداریوں میں جو جذبہ و ولولہ تھا وہ ۱۹۷۱ء میں اس لیے نہ رہا کہ ایوب خاں حکومت کو ناکام اور چلتا کرنے کی جو عالمی سازشیں ۱۹۶۷ء سے ہونے لگی تھیں وہ ان خبروں کے بین السطور سے ان کی بو سونگھ رہے تھے۔

ہندوستان میں صلیب کے پنجے گاڑنے کی دسیسہ کاری سے جب وہ آشنا ہو گئے تو پھر صلیب دشمنی ان کی زندگی کا ہدف بن گئی۔ وہ اس بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی رائے کو صائب جانتے اور بساط عالم پر ابھرتے اور مٹتے نقوش کو صلیب و ہلال کی عینک سے دیکھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد صلیب جب ہندوستان بدر ہو گیا تو میری سیاست ختم ہو گئی، پاکستان کے قیام کے متعلق ان کی جو رائے تھی وہ ۱۹۴۷ء کے بعد ختم ہو گئی۔ مولانا رحمہ اللہ کہا کرتے تھے اب قیام پاکستان عمل میں آ گیا ہے، اب اس کو باقی رکھنا اور اس کے استحکام میں ہر طرح کی اور بھرپور کوشش کرنا ہر پاکستانی پر فرض ہے۔

بتوفیق اللہ وعونہ الاعتصام کا یہ امتیاز بھی رہا کہ مولانا نے اپنے دورِ صحافت میں الاعتصام کو جماعتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاست اور ذاتی اختلافات سے آلودہ نہ ہونے دیا اور بحمد اللہ کارکنان ''الاعتصام'' ابھی تک اس امتیاز کو نبھا رہے ہیں۔

ہفت روزہ الاعتصام کے ان اداریوں اور شذرات کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان کا کسی بھی حامیٔ پاکستان سے نہ جذبہ کم ہے اور نہ ہی حمیت، بلکہ وطن عزیز میں اسلام کے عملی نفاذ کو مولانا دینی ذمہ داری جاننے لگے جس کے لیے ان کا قلم ہمیشہ حرکت میں رہا۔ ان کا یہ امتیاز ان سب مسلم لیگیوں سے سوا تھا جنھوں قیام پاکستان کا سہرا سر پہ سجا رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اداریے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات علمائے اہل حدیث اور اجراء ''رحیق''

''بامقصد اور بامعنی زندگی گزارنے کے خواہش مند انسان کے سامنے کچھ شخصیات قابل تقلید اور آئیڈیل ہوتی ہیں۔

الاعتصام کے قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ بانی الاعتصام مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی آئیڈیل شخصیت حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ بایں وجہ تھے کہ نواب صاحب رحمہ اللہ کی زندگی تصنیف وتالیف اور دین کی نشر واشاعت سے عبارت تھی۔ مادی لحاظ سے تو مولانا اور نواب صاحب کے مابین کوئی نسبت ہی نہ تھی لیکن جذبہ شاید اگر ان جیسا نہیں تو ان کے قریب قریب ضرور تھا۔ ۱۷، ۱۸ برس کی عمر میں مولانا رحمہ اللہ نے پہلا مضمون اخبار محمدی دہلی کے لیے لکھا، اس کے بعد حسب توفیق الٰہی مختلف اخبار ورسائل میں وہ مضامین تحریر فرماتے رہے۔ تعلیم کے آخری سالوں میں انھوں نے اپنے شیخ واستاذ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے افادات مسئلہ رفع الیدین پر ''التحقیق الراسخ بأن احادیث رفع الیدین لیس لها ناسخ'' کے نام سے مرتب کر کے شائع کر دیے۔ ۸۰ سال پہلے کی وہ کتاب دیکھ کر ان کے طباعتی ذوق کا اندازہ خوب ہوتا ہے جس میں ان کے عزائم وخواہشات کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ اوائل عمر ہی میں اخبار اہل حدیث امرتسر انھوں نے دیکھا، اس سے استفادہ کیا اور اس میں لکھنا شروع کر دیا۔ جس سے جماعت سے رابطے اور اہل حدیث عوام تک مسائل دینیہ پہنچانے کے لیے ایک ہفت روزہ اخبار کی افادیت ان کے ذہن میں جاگزیں ہوگئی۔

مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا کتب خانہ، پریس اور اخبار جب ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں کی نذر ہو گیا اور جماعت اہل حدیث کا کوئی بھی جریدہ موجود نہ رہا تو ان دنوں انھوں نے وسائل نہ ہونے کے باوجود صرف جذبہ صادقہ کے تحت ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے لیے گوجرانوالہ سے اجازت نامہ حاصل کیا۔ بے سروسامانی میں جاری ہونے والا الاعتصام بفضلہ تعالیٰ بغیر کسی تعطل کے آج تک مسلک حقہ کی نشر واشاعت میں مصروف ہے۔ ﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾

ایسے ہی اشاعتی اداروں میں علم ودین کی اشاعت کے لیے انھوں نے دار المصنفین، اعظم گڑھ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگ میل جانا۔ سب سے پہلے امام شوکانی رحمہ اللہ پر مختصر رسالہ مرتب کر کے انھوں نے فیروز پور سے، جہاں وہ مقیم تھے، شائع کیا، پھر لاہور آ کر انھوں نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' کو حواشی سے مزین کر کے، اور شاہ صاحب کی خودنوشت کی تعریب کر کے ''المکتبۃ السلفیۃ'' کی ابتدا کی۔ چونکہ ان کے ذہن میں دارالمصنّفین، اعظم گڑھ کا خاکہ تھا اور ''دارالمصنّفین'' سے پچھلی صدی کے اوائل ہی سے ایک علمی ودینی مجلّہ ''معارف'' کے نام سے جاری تھا۔ اس لیے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کا دل بھی ایک علمی ماہنامے کی اشاعت کے لیے شدت سے ضرورت محسوس کر رہا تھا کہ پاکستان میں فتنہ انکارِ حدیث سر اٹھا رہا تھا اور تجدد پسند طبقہ اس کی بھرپور پشت پناہی کر رہا تھا اور علمی طور پر مثبت دلائل کے ساتھ ان پر نقد وجرح کا صحافتی لٹریچر' مارکیٹ میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ نے اپریل ۱۹۵۶ء میں ''المکتبۃ السلفیۃ'' کے زیرِ اہتمام ''رحیق'' کے نام سے ایک علمی مجلہ شروع کیا، جس کو علمی حلقوں میں بہت جلد اور بہت زیادہ پذیرائی ملی۔ یہ علمی رسالہ صرف ۳ سال جاری رہ سکا اور بالآخر ناقدریِ عالم کا شکار ہو کر میدانِ صحافت سے رخصت ہو گیا۔

مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ ''رحیق'' کا اداریہ ''جرعات'' کے نام سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اب بعض احباب کی خواہش پر ان ''جرعات'' کو الاعتصام میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اداریے میں چونکہ ادارہ کے مقاصد کی وضاحت اور تازہ ترین حالات کے متعلق اظہارِ خیال کیا جاتا ہے، اس لیے جس قدر ممکن ہوا ہر اداریے کے شروع میں اس کا پس منظر بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ پہلا اداریہ چونکہ افتتاحی تھا اس لیے اس کا پس منظر عرض کر دیا گیا ہے۔ (احمد شاکر)''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّبِيْنٍo مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِo وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُo﴾

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.))

اللہ عزوجل نے کمال رافت ورحمت سے جن لوگوں کو قرآنِ حکیم اور حدیث شریف کا علم عنایت فرمایا ہے ان پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کہ وہ اسے اللہ کے بندوں تک پہنچائیں، اور پھیلائیں۔ یہ تبلیغ واشاعت عمل سے بھی ہو اور وعظ وتذکیر سے بھی۔ درس وتدریس سے ہونی چاہیے، اور تصنیف وتالیف سے بھی۔ جس طریق سے ممکن ہو سکے، بہ ہر صورت ولولہ اور جذبہ کا ہونا ضروری ہے، وکل میسر لما خلق له.

ہمارے اس ملک میں، جو انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد ہندو پاک دو حصوں میں منقسم ہوگیا ہے، اہل علم وعمل کی ایک مقدس جماعت کی پیہم تبلیغی اور جاں فشاں جدوجہد کی بدولت ہم لوگوں کو کتاب وسنت کی صحیح روشنی پہنچی۔ یہاں تقلید جامد چھائی ہوئی تھی اور بدعات ورسومات کی حکومت تھی۔ یہ حالات تھے کہ ہمارے اسلاف میں سے۔

(**الف**)...... مسند تدریس کو شیخ الکل مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ نے زینت بخشی اور قریباً پون صدی (۱۲۵۹ھ - ۱۳۲۰ھ) تک پھاٹک حبش خاں کی چھوٹی سی مسجد کی چٹائیوں پر قرآن وحدیث اور ان کی روشنی میں فقہ پڑھائی۔

(**ب**)...... مولانا نواب سیّد محمد صدیق حسن خاں قدس اللہ روحہ نے ایک طرف ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے علوم قرآن وحدیث سے متعلقہ جوہری کتابیں طبع کرا کر ان کو رواج دینے کی سعی فرمائی۔ اور دوسری طرف خود بھی علومِ اسلامی کے قریباً ہر شعبے پر تصنیفات کا ایک انبار لگا دیا۔ اور عربی، فارسی اور اردو زبان میں ان کی خوب خوب اشاعت کی۔ اور اس طرح توحید خالص اور سنت صحیحہ کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔

ان دونوں کی مساعی سے محققین اور علمائے عاملین کی ایک جماعت تیار ہوگئی جن کے ذریعے سے ملک کی ساری فضا قال اللہ وقال الرسول کے غلغلوں سے گونج اٹھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں دو قسم کے ہنگاموں سے اور بھی جماعت کو دوچار ہونا پڑا۔ پہلا یہ کہ عیسائی حکومت اور مشنریوں کی دسیسہ کاریوں سے اسلام پر باہر سے بھی حملے شروع ہو گئے اور اندر سے بھی۔ باہر سے حملہ آور عیسائی مشنری اور آریہ تھے اور اندر سے جس فرقے نے دانستہ یا نادانستہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کیں وہ سر سیّد اور ان کی تربیت یافتہ کھیپ تھی۔ ان کی کوششوں سے بلاشبہ مسلمانوں کو قومی طور پر کچھ فائدہ ضرور پہنچا لیکن اس کے بدلے میں عقیدے میں تذبذب اور عمل سے لا پروائی قسم کی جو چیزیں درآمد ہوئیں کیا ان کا نقصان کم ہے؟ قادیانی کا فتنۂ نبوت، فتنۂ انکارِ حدیث، نظریہ وحدت ادیان وغیرہ یہ سب سر سیّد کی تحریک ہی کے ثمرات تلخ تو ہیں۔ اہل حدیث نے ان فتنوں کی روک تھام میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا اور علمی حلقوں میں خاصا قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

دوسرا یہ کہ مسلک اہل حدیث کی جب دن بہ دن ترقی ہونے لگی تو بطور ردِّ عمل، تقلید جامد اور بدعات و رسوم کے علمبردار گھبرا اٹھے۔ اور انھوں نے بھی اہل حدیث کے عقائد و اعمال پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے۔ ظاہر ہے، ان بھائیوں کی غلط فہمیوں کا دور کرنا بھی ضروری تھا، بحمد اللہ عمدہ اور علمی طریقے سے یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا۔

اوّل الذکر مدافعتی معرکے کے سرخیل بلکہ اس میں منفرد، مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی مرحوم اور ان کا ماہنامہ ''اشاعة السنة'' بعدہٗ مولانا ثناء اللہ مرحوم اور ان کا اخبار اہل حدیث، امر تسر تھے اور یہی انداز کچھ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم کا تھا۔

ثانی الذکر شعبے میں ان کے علاوہ مولانا محمد صاحب دہلوی اور ان کا اخبار ''محمدی''، مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی مدظلہ (اور اب رحمہ اللہ) اور ان کا جریدہ ''تنظیم اہل حدیث'' کی خدمات بھی اپنے اپنے درجے میں مفید اور تاریخ اہل حدیث میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

اس داستان سرائی کا مقصد یہ ہے کہ ہم اخلاف اپنا موقف سمجھ سکیں اور ذمہ داریوں کا احساس تازہ رکھیں۔ فتنے اب بھی اسی قسم کے ہیں بلکہ ترقی پر ہیں۔ فضا بدلی ہوئی اور حالات دگرگوں ہیں۔ پس یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہمیں کتاب و سنت کی اشاعت و تبلیغ کا فرض سرانجام دینا اور اس راہ کے ہر کانٹے کو راستے سے دور کرنا ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے جس ارادے کا اعلان ہوا ہے اس میں بھی ہمیں اپنا حصہ ادا کرنا ہے۔

الحمد للہ ہماری جماعت میں عام طور پر ان سب باتوں کا احساس موجود ہے۔ اور مقامِ مسرت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی صورت میں ایک مضبوط تنظیم بھی ہمارے ہاں قائم ہے اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشت پر اس کا اپنا ترجمان اخبار ''الاعتصام'' بھی ہے۔ اس صورتِ حال سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر اور سب سے پہلے ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد و اعمال میں مسلک حدیث کو زندہ رکھیں۔ اللہ کے بندوں تک اس کو پہنچانا اپنا مطمح نظر قرار دیں، اپنی اخلاقی قدروں کو قرآن و حدیث کے سانچے میں ڈھالیں۔ اسلاف کی طرح ہماری عملی زندگی سے بھی پتا چلنا چاہیے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ اگر ہم من حیث الجماعت زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اپنی تنظیم کے خاکے میں یہی رنگ بھرنا ہوگا، ورنہ اس کے خاطر خواہ نتائج سے ہم محروم رہیں گے۔ واللہ الموفق

اسی جذبے کے تحت ''رحیق'' کا اجرا عمل میں آ رہا ہے۔ اس کا مقصد اسلام کی عموماً اور مسلک اہل حدیث کی خصوصاً تبلیغ و اشاعت ہے۔ اسلام اور سلف امت کے مسلک پر حملوں کی علمی اور سنجیدہ طریقے سے مدافعت ہے، نیز سلف کے تأثر کو، متقدمین ہوں یا متاخرین، زندہ کرنا ہی اس کے اہم مقاصد سے ہے۔

راقم کو اعتراف ہے کہ اپنا علم و عمل ان بلند مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر ہے اور ہر طرح کی خوبیوں سے دامن خالی! تاہم اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص اور اکابر اہل علم اور اعیانِ جماعت، نیز دوسرے اصحابِ علم و فضل بزرگوں اور دوستوں کا تعاون شامل حال رہا تو ''رحیق'' اپنے پروگرام میں کامیاب ہوگا۔ دعا ہے حق جل مجدہ اخلاص سے بہرہ ور فرمائے اور ایسا کام لے جس سے وہ راضی ہو۔ ﴿وفي ذلك فليتنافس المتنافسون﴾ [1]

---

[1] جلد ا، شمارہ ا، اکتوبر ۱۹۵۶ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحیق کی مقبولیت پر جذبات تشکر

"تدریسی، تبلیغی اور علمی میدان میں اہل حدیث کا تفوق انھیں کس قدر عزیز اور مطلوب تھا، اداریے کی چند سطروں میں آپ اس کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے ہی جماعت کی تنظیم وہ کس قدر ضروری جانتے تھے، یہ گوجرانوالہ کانفرنس کی روئیداد کے تذکرے سے عیاں ہے۔ عالمی سیاست میں ان کی رائے یہ تھی کہ دنیا میں اسلام اور عیسائیت ہی دو متحارب قوتیں ہیں۔ عالمی سیاسی حرکات، تحریکات، تنازعات اور مناقشات کو وہ اسی زاویے سے دیکھتے، ان کا تجزیہ کرتے اور ان کی غمی خوشی کا اظہار اسی نہج سے ہوتا تھا۔ مصر میں نہر سویز جنگ کے نتائج بتاتے ہوئے ان کے قلم سے محبت کے زمزمے رواں ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ (احمد شاکر)"

اللہ عزوجل نے مجلّہ "رحیق" کو توقع سے زیادہ قبول فی الارض کے شرف سے نوازا، اصحاب علم وذوق نے اسے خوش آمدید کہا، صحافتی حلقوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور جماعت اہل حدیث کے پریس میں اسے ایک اچھا اضافہ قرار دیا گیا۔

اشاعت اسلام، تبلیغ واقامت دین اور ترویج علوم عربیہ کے جتنے شعبے ہیں جس طرح ان سب میں جماعت اہل حدیث نے نمایاں حصہ لیا ہے بلکہ بعض شعبوں میں وہ منفرد اور ممتاز ہے، اسی طرح بہ اعتبار جرائد ورسائل بھی قابل قدر اور وقیع خدمات سرانجام دی ہیں۔ اخبار "اہل حدیث" تو کل کی بات ہے، پیہم نصف صدی تک جس کا نقارہ بجا، پھر حضرت علامہ جناب مولانا سیّد محمد داود صاحب مدظلہ العالی (اور اب رحمہ اللہ) کا ہفت روزہ اخبار "توحید" جو "الہلال" کی شان کے ساتھ نکلا جس نے تھوڑے دنوں ہی میں بلند مقام حاصل کر لیا تھا۔ اس کے مقالات، علمی مباحث، تبصرے، فتاویٰ سب ہی اعلیٰ معیار کے ہوا کرتے تھے۔ اے کاش کہ مولانا موصوف اس کو جاری رکھ سکتے تو جماعت کے علمی وقار میں بہت اچھی نوعیت کا اضافہ ہوتا۔ مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی کا "اشاعۃ السنۃ" بھی بلند پایہ علمی ماہنامہ تھا جس نے موجودہ دینی فتنوں اور ان کے وساوس وشبہات سے متعلق آج سے سالہا سال قبل مباحث تحقیق رقم فرمائے تھے اور جن کی ضرورت آج بھی ویسے ہی ہے جیسے اس وقت تھی۔

اب یہ ہمارا دور ہے۔ جو فضا ہے، وہ سب کو معلوم ہے۔ "رحیق" کی چاہت ہے کہ بمصداق "فبھداھم اقتدہ" اسلام ومسلک حدیث کی کچھ خدمت کرے، لیکن نظر بہ اسباب یہ اسی وقت ممکن ہے جب اربابِ علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقلم اس کی سرپرستی فرمائیں، اس کا معیار بلند کرنے کے لیے مشوروں سے نوازیں۔ وقت کے اہم علمی مباحث پر قلم اٹھائیں، اور اس کی اشاعت بڑھانے کی طرف خاص توجہ دیں۔ اور یہ کسے معلوم نہیں کہ اچھے معیار کا رسالہ خاص علمی و مالی تعاون کے بغیر مشکل ہی سے جاری رہ سکتا ہے۔

تقسیم کے بعد مغربی پاکستان کی جماعت اہلِ حدیث نے جو نئی تنظیمی کروٹ لی ہے، اس کا عنوان ہے ''مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان'' اس کی بدولت جہاں اندرونی طور پر جماعت میں تنظیمی روح پیدا ہوگئی ہے، وہاں خارجی اعتبار سے ملک میں بہ حیثیت منظم جماعت اہلِ حدیث کا وقار قائم ہوگیا۔ والحمدلله علی ذلك .

اکتوبر میں مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان کا چوتھا سالانہ اجتماع گوجرانوالہ میں منعقد ہوا جو حاضری کے اعتبار سے خاصہ بارونق، نتائج کے لحاظ سے مؤثر اور فیصلوں کے اعتبار سے وقیع تھا۔

مرکزی جمعیۃ کے دستور کے مطابق کل مغربی پاکستان جماعت اہلِ حدیث کے منتخب شدہ اراکین شوریٰ کے متعدد اجلاس بھی ہوئے جن میں اکثر معاملات متفقہ طے ہوئے۔ ان ہی دو سو سے زائد منتخب ارکانِ شوریٰ نے بدستور سابق، متفقہ طور پر حضرت مولانا سیّد محمد داود صاحب غزنوی مدظلہ العالی (اور اب رحمہ اللہ) کو صدر مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان اور جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب آف گوجرانوالہ کو ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان منتخب کیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جماعت میں نئی تنظیمی بیداری ان ہی دو بزرگوں کے تدبر، مسلسل محنت، شب وروز کے انہماک اور تگ ودو کی مرہونِ منت ہے۔

گزشتہ دو مہینوں میں اہم عالمی حادثہ یہ ہوا کہ مشرق وسطیٰ میں قرون وسطیٰ کی صلیبی لڑائیوں کی تاریخ نے اعادہ کیا۔ یعنی یورپ کے عیسائیوں نے برطانیہ وفرانس کے عنوان سے مصر کی نہر سویز غصب کرنے کے لیے مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ اسباب چاہے کچھ ہوں، قدرِ مشترک یہ ہے کہ گیارھویں بارھویں صدی عیسوی میں حملے کا باعث اور بیسوی صدی میں یورش کی وجہ یہی ہے کہ عیسائیوں کے اعصاب پر مسلمان بطور ہوے کے سوار ہیں اور ان کی ذرا سی بیداری سے ان پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ اس گئی گزری حالت میں بھی اسلام سے عمومی انتساب میں بھی کتنی برکت ہے کہ اسلام وعیسائیت کی اس ''خالص قومی جنگ'' میں صرف مصری مسلمانوں نے مسیحی خونخوار حملہ آوروں کے چند دنوں میں چھکے چھڑا دیئے۔ تا آں کہ وہ چند ہفتوں ہی میں ''شاندار پسپائی'' پر مجبور ہوگئے۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر مسلمان سب کام بھی اسلام کے کرنے پر مستعد وعامل ہوجائیں تو کتنی نعمہائے الٰہی کے مورد بن سکتے ہیں۔ ﴿انتم الاعلون ان کنتم مومنین﴾ [1]

---

[1] جلد: ۱، شمارہ: ۳،۲۔ نومبر، دسمبر ۱۹۵۶ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث کے جواب میں علمائے حق کی مساعی

''یہ اداریہ ان کے ان جذبات کا عکاس ہے جو ان کے حاصل حیات تھے۔ عام جماعتی احباب کے لیے ''الاعتصام'' کا اجرا، اصحاب علم تک محدثین کی تعلیمات پہنچانے کے لیے ''المکتبۃ السّلفیۃ'' کا قیام، پھر علم و مطالعہ کے شائقین کو الحاد و جدیدیت کی دسیسہ کاریوں سے مطلع کرنے اور ان سازشوں کے تدارک کی طرف توجہ دلانے کی اہمیت جانتے ہوئے انھوں نے ماہنامہ ''رحیق'' کا اجرا کیا تھا۔ یہ وہی جذبہ ہے جو زندگی کے آخری دنوں میں دارالدعوۃ السّلفیۃ کی صورت میں ظہور پذیر ہوگیا تھا، اور اسی خواہش و تمنا کے تحت انھوں نے ۱۹۸۰ء میں زندگی کا اندوختہ، یعنی ذاتی کتب خانہ، جماعت اہل حدیث کے نام وقف کر دیا تھا۔ بجھی ہوئی راکھ سے ان کے جذبات کی سلگتی چنگاریاں ملاحظہ فرمائیں۔ (احمد شاکر)''

حق جل شانہ کے تکوینی تصرفات بھی عجیب ہیں۔ اپنے دین، جو قرآن و حدیث سے عبارت ہے، کی حفاظت کے کیسے کیسے سامان پیدا کرتا ہے۔

غیر منقسم ہندوستان میں جب عیسائی مشنریوں کے تبلیغ اور اسلام کی ترقی، نیز مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی مردم شماری سے بوکھلا کر آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند آنجہانی اور اس کی ذریت سے قرآنِ حکیم اور سیرت طیبہ محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ پر ناپاک حملوں اور الزام تراشیوں کی وسیع مہم شروع کر دی تو اس ''شر'' سے اللہ تعالیٰ نے ''خیر'' کا پہلو یوں پیدا کر دیا کہ مسلمانوں کی توجہ قرآنِ پاک، اس کی تعلیمات، آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور اس کے مثالی نتائج و ثمرات کی تبلیغ و اشاعت کی طرف کرا دی گئی اور ربع صدی کی قلیل مدت میں اردو زبان قرآن و سیرت نبویہ سے متعلق لٹریچر سے مالا مال نظر آنے لگی۔ علمائے کرام نے اعلیٰ، متوسط اور ابتدائی ہر طرح کی استعداد کے مطابق اس سلسلے کا عظیم ذخیرہ فراہم کر دیا۔

بس قرآنی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے صحیح حالات کا عام ہونا تھا کہ افسانہ طرازیوں کا وہ طوفان خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ اور اب یہ حال ہے کہ قرآن، اس کی تفسیر اور سیرت نبوی سے متعلقہ کتابیں لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر نور دیدہ اہل بصیرت ہو رہی ہیں اور معترضین و معاندین کے ''حشرات الارض'' میدان سے غائب ہوگئے اور اس قرآنی مثل کی صداقت ظاہر ہوئی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ﴾ (الرعد: ۱۷)

''پھر جو جھاگ ہے وہ تو یوں ہی جاتا رہتا ہے، اور جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے سو وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے، اللہ یوں مثالیں بیان کرتا ہے۔''

کچھ ایسا ہی معاملہ سیرت نبویہ کے ماخذ حدیث پاک کو پیش آیا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ایک نہایت ہی قلیل گروہ نے محسوس کیا کہ اس نومولود ملک میں سیاسیات، اقتصادیات اور معاشرے کو اخلاقی ضابطوں سے آزاد رکھنے میں سب سے زیادہ مانع احادیث ہیں۔ اس ''کانٹے'' کو راستے سے ہٹانے کے لیے پورے زور سے مختلف عنوانوں سے اس کی مخالفت شروع کر دی اور یہ ٹھان لیا کہ (خاکم بدہن) اس ملک سے حدیث کا نام ونشاں مٹا کر ہی دم لیں گے......!

اور یہ عجیب بات ہے کہ حدیث پاک پر نکتہ چینی کی تکنیک بھی وہی ہے جو آریوں کی قرآن وسیرت میں (معاذ اللہ) کیڑے نکالنے کی تھی۔ وہی حق وباطل کی آمیزش وہی زبان، وہی افسانہ طرازی وجعل سازی۔ تشابهت قلوبهم

اِدھر اللہ تعالیٰ نے انتظام یہ فرمایا کہ جوں جوں حدیث شریف اور حدیث کی کتابوں پر غلط صحیح اعتراضات واشکالات زور پکڑتے گئے، اسی نسبت سے اصحاب علم وذوق اور عام مسلمانوں کی توجہ احادیث کے مطالعہ اور کتب حدیث کی طباعت واشاعت کی طرف بیش از بیش ہوتی چلی گئی۔ اور صورت حال اب یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی طرح حدیثوں کے بھی جا بجا درس جاری ہیں۔ پرانے مجموعہ ہائے کتب احادیث ترجمے کے ساتھ جدید انداز اور نئے نئے عنوانوں سے طبع ہو رہے ہیں اور عصر حاضر کی ضرورتوں کے مطابق نئے نئے مجموعے تدوین پا رہے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ''اپنی دکانوں'' کو فروغ دینے کے لیے حدیث کے خلاف زہر چکانی کرنے والے ادارے بھی احادیث سے اپنے لیے تعاون لینے پر مجبور ہو رہے ہیں کیونکہ ؏

بنتی نہیں ہے بادہ وساغر کہے بغیر

الحمد للہ کہ احادیث شریفہ کے براہِ راست مطالعہ سے ان تمام فریب کاریوں کے پردے چاک ہو رہے ہیں جو لادینی نظام چاہنے والا یہ فرقہ پھیلا رہا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں، جنھیں محدثین نے صحیح ومستند واسطوں سے نقل وضبط کر دیا ہے، وہ اثر وبرکت ہے کہ ہوا وہوس سے خالی ذہن وقلوب اس کے مطالعہ وقراءت سے ضرور متاثر ہوتے اور اس سے ہدایت وراہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ الفاظ نبوی کا مطالعہ ہو، تراجم سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو مطلوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان رحمانی تصرفات سے یہ شرذمہ قلیلہ اب سراسیمہ ہے اور اپنی ناکامی محسوس کر رہا ہے، چنانچہ مسٹر غلام احمد پرویز نے نومبر ۱۹۵۶ء کو لاہور میں اپنے چند ہم خیال اکٹھے کر کے اس کو ''طلوع اسلام کنونشن'' کا نام دیا اور اس میں اپنی قلت اور بیچارگی پر آنسو بہائے اور عوام پر علماء اور احادیث کے بڑھتے ہوئے اثرات پر اظہارِ تشویش کیا۔ اس ''کنونشن'' میں غور وخوض کے بعد قرار پایا کہ ''کامیابی'' سے ہمکنار ہونے کے لیے منظم ہو کر اس مہم انکارِ حدیث کی تحریک کو چلانا ضروری ہے! اور یہ کہ اس نظریہ کو دیہاتی عوام تک پہنچایا جائے:

﴿إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ﴾ (الأنعام: ۱۲۱)

ضرورت ہے کہ حدیث پاک کو حجت دینی قرار دینے والے لوگ، جو بحمد اللہ بڑی اکثریت میں ہیں، کسی مقام پر سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس ''کلمۃ سواء'' پر متفق ہو کر ان لادینی مساعی کا بھر پور مقابلہ کرنے کی تجاویز سامنے لائیں، پھر ان پر عمل کرنے کا عزم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ حق والوں کی تھوڑی سی سعی میں بھی، بشرطیکہ سعی ہو، ضرور وہ بہت زیادہ برکت دیتا ہے اور حق کے مقابلے میں باطل بہت جلد ہزیمت کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ (الأنبياء: ۱۸)

اب تک کی مساعی زیادہ تر انفرادی نوعیت کی رہی ہیں جو اپنے ثمرات کے اعتبار سے کامیاب ثابت ہوئیں۔ اب جب کہ شیطانی طاقتیں مجتمع ہو کر سامنے آ رہی ہیں تو رحمانی جیوش کو بھی اجتماعی طور پر ان کا توڑ کرنا چاہیے:

﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (الأنفال: ۴۲)

پاکستان بننے کے بعد عام طور پر انکارِ حدیث کی تحریک کو چلانے میں کراچی کے ادارہ ''طلوع اسلام'' بیچارہ اکیلا ہی تھا۔ مگر ادھر چند سال سے اس کو لاہور میں ایک بہتر معاون مل گیا ہے تعجب ہے، جس کو حکومت پاکستان کی مالی سرپرستی بھی حاصل ہے اور وہ ہے ''ادارۂ ثقافت اسلامیہ''۔

یہ ادارہ تحقیق اور ریسرچ کے نام پر ایسی ''ثقافت'' اور کلچر کو وجود میں لانے کی کوشش میں مصروف ہے جس میں حدیث کے انکار کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد میں شرک، اعمالِ شرعیہ سے بے اعتنائی اور ''طاؤس ورباب'' قسم کی اباحیت کو فروغ حاصل ہو۔

ہمیں تسلیم ہے کہ اس ادارہ سے بعض مفید کتابیں بھی شائع ہوتی ہیں اور اس کے سارے مصنفین حدیث کے منکر نہیں۔ مگر یہ حقیقت بھی ماننی پڑے گی کہ دام ہمرنگ زمین کے مضرات زیادہ ہوتے ہیں۔ اُس بناء پر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ ادارہ زیادہ خطرناک ہے اور "إثمهما أكبر من نفعهما" کا مصداق![1]

---

[1] جلد: ۱، شمارہ: ۴۔ جنوری ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا علماء ''عقل'' کو کوئی حیثیت نہیں دیتے؟

''ہندوستان میں مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ حکمرانی کے باعث ہندوستانی معاشرے میں دین اور اہلِ دین کے لیے مسلمانوں کے عمومی اعمال، کردار اور رویے کی بنا پر ایک احترام پایا جاتا اور مسلمان علماء، خطباء اور ائمہ مساجد لائق تعظیم گردانے جاتے اور ان کی باتیں غور سے سنی جاتیں۔ صلیب نے اس معاشرے کی جب شکست وریخت چاہی تو اس نے علم برائے معاش کا سحر پھونکا اور دینی تعلیم کی بجائے انگریزی تعلیم و معاشرت کو متعارف کرانا بلکہ رواج دینے کی حوصلہ افزائی شروع کردی۔ اُن کی سوچ کے مطابق یہ شر انگیز مہم اس وقت تک کامیاب ہونا ممکن نہ تھی جب تک دین دار طبقے کا استخفاف...... ان کو کم تر ہونے کا احساس...... نہ کیا جائے، چنانچہ اولاً انگریز علم و معاشرت سے مرعوب طبقہ اور دوسرے نمبر پر انگریز کا پروردہ ٹوڈی طبقے کا علماء وطلبائے دین سے احترام کا سلوک گھٹتا گھٹتا اہانت تک پہنچا دیا گیا۔ انگریز سے مرعوب زدہ اسی طبقے کی ''باقیات السیئات'' نے پاکستان میں جب اس لہجے ورویے کو رواج دینا چاہا تو مولانا کی رگ حمیت پھڑکی اور انھوں نے یہ اداریہ تحریر فرما دیا۔ (احمد شاکر)''

علماء کے خلاف یہ مغالطہ عام طور سے شہرت پائے ہوئے ہے کہ یہ لوگ ''عقل'' اور ''عقلیات'' کو کوئی حیثیت نہیں دیتے۔ یہ مغالطہ صرف مغالطہ ہے۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ علمائے کرام نے کبھی ''عقل'' پر پہرے نہیں بٹھائے۔ قرآن وحدیث کے فہم کے لیے ان کے نزدیک عقل بنیادی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قرآن وحدیث ہی نے عقل کی فضیلت پر زور دیا ہے۔ اور تقلید و جمود و شکوک وشبہات کے مریضوں سے اپیل کی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو عقل کے میزان میں تول کر دیکھیں اور غور وفکر کو کام میں لائیں۔

قرآنِ حکیم نے عہد نبوی کے ایک فرقے کا بھی صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہی الزام ذکر فرمایا ہے کہ یہ ''عقل'' سے عاری ہیں یعنی منافقین نے کہا تھا: ﴿اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ﴾ (البقرۃ: ۱۳)

چونکہ ایسے ہوا وہوس میں سرمست لوگ اپنے مزعومات کو ''عقل'' سمجھ لیتے ہیں اس لیے قرآن نے فرمایا:

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۳)

''دیکھیے یہی کوتاہ عقل ہیں لیکن ان کو اتنا بھی پتا نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات اصل میں یہ ہے کہ مادیات میں مستغرق اور فسق و فجور میں لت پت گروہ جب یہ دیکھتا ہے کہ عام شاہراہ سے ہٹ کر چند پاکباز لوگ نہ صرف اپنے ہی ''عمل'' میں ''حسن'' پیدا کرتے ہیں بلکہ ان کو دوسروں میں بھی حسن عمل پیدا کرنے کی ایسی دھن ہے کہ ہر قسم کے مخالف طوفانوں میں اپنے مشن کی تبلیغ سے باز نہیں آتے اگرچہ اس سلسلے میں انھیں جان تک کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾ (الكهف: ٦)

تو وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ مجنون، پاگل اور ''عقل'' سے عاری ہیں۔ ''جو باز مانہ ساز'' کی بجائے ''باز مانہ ستیز'' کے فلسفے پر عامل ہیں، چنانچہ مشرکین عرب کی طرف سے آنحضرت ﷺ تک کو ''مجنون'' (عقل سے عاری) کا خطاب دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی عقل ہی کی طرف دعوت دی:

﴿أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ﴾ (الأعراف: ١٨٤)

''کبھی سوچا بھی ہے؟ اس تمھارے ساتھی میں ذرا بھی ''جنون'' نہیں۔''

﴿قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ﴾ (سباء: ٤٦)

''کہہ دیجیے: بس ایک بات تم سے کہتا ہوں کہ ایک ایک دو دو ہو کر سوچو! (عقل کو کام میں لاؤ گے تو تم کو معلوم ہوگا، کہ) یہ تمھارا ساتھی کوئی پاگل نہیں ہے۔''

یعنی عقل کو صحیح کام میں لاؤ لیکن جس کو تم ''عقل'' فرض کر کے اللہ کے رسول کو اس سے عاری قرار دے رہے ہو، وہ عقل نہیں، جذبات ہیں۔ اور مادی نشوں میں سرشار ہونے کی بنا پر انھیں عقل باور کر رہے ہو۔

کم و بیش ایسی ہی کچھ صورتِ حال آج کل درپیش ہے۔ ایک طرف تو عیش و عشرت میں سرمست اقتدار کی گدیوں پر متمکن یا اس کا امیدوار طبقہ ہے۔ جس کی پشت پناہی ایسے لوگ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو ''علم و عقل'' کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ اور ''باز مانہ ساز'' پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امرائے جور کی کج روی اور فسق و فجور کو وجہ جواز دینے کے لیے دلائل مہیا کرتے، اور لٹریچر تیار کر کے دیتے ہیں۔ اور نام اس پر کبھی قرآن کا چپکا دیتے ہیں، کبھی ثقافت وارتقا کا:

﴿إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ﴾ (النجم: ٢٣)

دوسری طرف بے چارے علماء ہیں جو اس امر کی پروا کیے بغیر کہ موجودہ بے قید تمدن اور ملحدانہ سیاست کیا کہتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور اس سلسلے میں بے دینی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معصیت کو فروغ دینے کے لیے جب قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کو گھسیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ اس پر نوٹس لیتے اور مغالطوں کے پردے چاک کرتے ہیں۔

چونکہ عوام کی اکثریت مسلمان ہے۔ وہ سیدھے سادے اسلام کو جانتے، مانتے اور امکانی حد تک اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بنا پر قدرتی طور پر ان پر علماء کا ہی اثر ہے۔ اوّل الذکر طبقہ یہ دیکھ کر بوکھلا جاتا ہے، اور اس کے پاس اپنے پیش رووں کی طرح اور کوئی توڑ نہیں کہ یہ ''ملا'' ''عقل'' سے عاری ہے، ''ترقی'' کا مخالف ہے، ''زمانے'' کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ وغیرہ وغیرہ:

﴿كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ (البقرۃ: ۱۱۸)

حالانکہ مسائل حاضرہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں، سیاسیات ہوں یا معاشیات، تمدن ہو یا معاشرت، جس کا علمائے کرام نے قرآن وحدیث وفقہ اسلامی کی روشنی میں صحیح اور درست حل پیش نہ کیا ہو۔

ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ ''ملا'' کی پھبتی اڑانے سے عہد حاضر کے مسائل حل نہیں ہوں گے، وہ حل کرنے سے ہی حل ہوں گے۔ علمائے کرام نے ہر ایسی کوشش کا اب تک بھی خیر مقدم کیا ہے اور آئندہ بھی تیار ہیں۔ لیکن اگر آپ لوگوں نے بے دینی کا نام ''دین''، حدیث کا نام ''عجمی سازش'' رکھ کر عقل بیچاری کو بدنام کرنے کی کوششیں جاری رکھیں، اور فسق وفجور کی فضا کو ترقی دینے، بھانڈوں، گویوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے موسیقی تک کے جواز کو اسلام سے کشید کرنے کی سعی کی تو آپ لوا پنی کامیابی کے لیے پر اُمید نہیں رہنا چاہیے۔ ان شاء اللہ ماضی کی طرح علمائے کرام اب بھی اپنا فرض سرانجام دیں گے اور آپ کے ان حملوں کو ناکام بنا دیں گے۔ کہتے ہیں ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' لاہور میں منعقد ہونے والے ''طلوع اسلام کنونشن'' میں پرویز صاحب نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ بعض ''منکرین حدیث'' ''طلوع اسلام'' کی بنا پر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور اس کو ''طلوع اسلام'' کی حسنات اور اس کے مطالعہ کے اثرات بتاتے ہیں۔ پرویز صاحب نے ان سے خطاب کرتے ہوئے حاضرین سے پوچھا ہے:

''کیا ''طلوع اسلام'' نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر فخر کرو۔'' ❶

یعنی ویسے نماز چھوڑ دو تو کوئی حرج نہیں، ہاں ترک نماز پر فخر نہ کرو۔

لیکن اسی نماز کے متعلق جس کو چودہ سو سال سے مسلمان ادا کرتے آئے ہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ((لا إسلام لمن ترك الصلوٰة.)) ❷ ''نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔'' ❸

---

❶ طلوع اسلام، ص: ۱۲۔ دسمبر ۱۹۵۶ء۔
❷ کتاب الصلوٰۃ لابن القیم، ص: ۶۵۔
❸ جلد ۱، شمارہ ۵، فروری ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3

www.KitaboSunnat.com

مولانا علی میاں کی جامعہ سلفیہ میں آمد

''مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے ایک عالمی شخصیت تھے۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے ان کا بڑا محبانہ اور مخلصانہ تعلق تھا۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی زندگی میں جب بھی پاکستان تشریف لاتے عموماً دونوں باہمی ملاقات کا اہتمام ضرور کرتے۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ کی مصروفیات کے باعث عموماً لاہور میں ان کی قیام گاہ پر مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی بیماری کے دنوں مولانا ندوی رحمہ اللہ جب ایک مرتبہ پاکستان تشریف لائے تو مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی بیمار پرسی کے لیے اپنے نیاز مند اور پاکستان کے مشہور آئی سرجن ڈاکٹر منیر الحق کے ساتھ دار الدعوۃ السلفیہ میں بھی تشریف لائے تھے۔

۱۹۵۷ء میں مولانا ندوی رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں بھی انھوں نے ورودِ مسعود فرمایا تو اس وقت جامعہ سلفیہ...... جس کے پہلے تعلیمی سال میں تخصص کی جماعت دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں شروع کی گئی تھی۔ تخصص کی اس جماعت کے اساتذہ اعیانِ وقت مولانا محمد داود غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد حنیف ندوی اور مولانا شریف سواتی رحمہم اللہ تھے...... کے طلباء نے مولانا ندوی رحمہ اللہ کے اعزاز میں عصرانے کا اہتمام کیا تھا۔ اداریہ ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ علماء واعیانِ مسلک اہل حدیث کس قدر وسیع النظر ف اور فراخ دل ہوتے ہیں کہ وہ اختلافِ نظر کو اعترافِ علم وعظمت میں کبھی آڑے نہیں آنے دیتے۔'' (احمد شاکر)

پاک وہند کے مشہور عالم، جو اہل قلم ہونے کے ساتھ صاحب دل بھی ہیں، جناب مولانا ابوالحسن علی [ند]وی صاحب پچھلے دنوں لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ طلبائے جامعہ سلفیہ لاہور نے آپ کو دعوتِ عصرانہ [دی]۔ جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے محترم راہ نماؤں اور جمعیۃ اہل حدیث لاہور کے [معز]ز اراکین نے بھی شرکت فرمائی۔

طلبائے جامعہ سلفیہ نے آپ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا جس میں مولانا موصوف کی علمی وتبلیغی [خد]مات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اس کے شعبہ ہائے تنظیم وتبلیغ... [اخ]بار الاعتصام، ادارہ اشاعۃ السنۃ، جامعہ سلفیہ...... کا اجمالی تعارف کرایا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالحسن علی صاحب نے سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے مختصر مگر جامع اور پر مغز خطاب فرمایا، جس میں اہل حدیث کے ساتھ اپنے خاندانی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل حدیث کو اپنی اس تحریک نشاۃ جدیدہ میں چار باتوں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے:

۱: سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے ساتھ عشق صادق اور اس پر عمل میں شوق اور ولولہ، اس کے لیے دل میں سوز اور محبت، اس کی تبلیغ واشاعت، پھر اس کو برپا اور نافذ کرنے کے لیے وہ تڑپ پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جو اس برصغیر میں اس جماعت کے اسلاف کرام، مولانا سیّد احمد شہید، مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا ولایت علی وغیرہ رحمہم اللہ میں تھا۔

۲: ظاہر کے ساتھ باطن درست کرنے کی فکر کے لیے وہ راہ اختیار کی جائے جس پر ماضی قریب کے علمائے اہل حدیث گامزن تھے۔ مثال کے طور پر آپ نے مولانا عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی کے اسمائے گرامی پیش کیے۔

۳: حدیث پاک کے خلاف جو مہم کراچی کے ادارہ طلوع اسلام اور لاہور کے بعض اداروں کی طرف سے (غالباً اشارہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف تھا) چلائی جا رہی ہے اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر علمی اور سنجیدہ قسم کا لٹریچر تیار کرایا جائے، جس کی حسن وخوب صورتی کے ساتھ اشاعت ہو۔

۴: ہمارے ہاں مدتوں سے جو نصابِ تعلیم جس انداز سے رواج پذیر ہے اس کی تقلیدی بندھنوں سے بھی اہل حدیث کو آزاد ہونا چاہیے جب کہ تقلید جامد کے خلاف اہل حدیث نے کامیاب جہاد کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے عہد حاضر کے تقاضوں اور ندوہ کی تحریک اصلاح نصاب کی مساعی کا اجمالی ذکر کیا اور اہل حدیث کو بھی اصلاحِ نصاب میں اسی نہج پر چلنے کا مشورہ دیا۔

مولانا علی میاں کی تقریر کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر محترم حضرت مولانا سیّد محمد داود صاحب مدظلہ العالی نے ان قیمتی مشوروں کے لیے موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اصلاح نصاب کا مسئلہ پہلے ہی دن سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سامنے ہے، اور گزشتہ سالوں میں اس سلسلے کا کچھ کام جمعیت اہل حدیث کر بھی چکی ہے اور مسلسل کر رہی ہے۔ ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ نصاب کو مفید سے مفید تر بنایا جائے۔''

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صدر محترم کے ان ارشادات کی تھوڑی سی تشریح کر دی جائے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اس سلسلے میں ایک کام تو یہ کیا ہے کہ حاملین تعلیم قدیم وجدید اور تعلیمی تجربہ نیز نصابی امور سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم مثلاً خود صدر محترم مولانا غزنوی، مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ، حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاستاذ جناب مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی، استاذ محترم جناب مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی، جناب مولانا محمد حنیف صاحب ندوی، جناب عبدالقیوم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور وغیرہم کی راہ نمائی میں عربی مدارس کی ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ جماعتوں کے لیے ایک نصاب مرتب کرایا۔ پھر دوسرا کام یہ کیا کہ مغربی پاکستان کے قریباً دس پندرہ مدارس عربیہ کے مہتمم اور مدرسین حضرات کے ایک اجلاس میں اسے پیش کیا تاکہ نصاب میں وحدت پیدا کی جا سکے۔

الحمد للہ کہ جماعت کے مدارس کی اکثریت نے جمعیت کی تجاویز کا خیر مقدم کیا اور اس کو اپنانے پر آمادگی ظاہر کی، چنانچہ ادھر چند سال سے وہی نصاب کلاً یا جزءً عام طور پر رائج ہے اور وحدت نصاب کی صورت پیدا کرنے کے رجحانات ترقی پذیر ہیں۔

اس سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ اس سال مرکزی جمعیت کی تحریک پر جماعت کے متعدد مدارس کی ثانوی اور اعلیٰ جماعتوں کے سالانہ امتحان یونیورسٹی کے طریقے پر ہو رہے ہیں۔

تیسرا کام جمعیت کا یہ ہے کہ اس نے مجوزہ نصاب کو کلیتاً رائج کرنے کے لیے ایک مرکزی درس گاہ ''الجامعۃ السلفیہ'' قائم کر دی جس کی تعلیمی ابتدا اس سال سے ہو گئی ہے۔ اکابر جماعت کا خیال ہے کہ شوال ۷۶ھ سے لائل پور میں مجوزہ نقشے کے مطابق اس کا مستقل وجود عمل میں لا کر باقاعدہ کام شروع کر دیا جائے۔

اگر بفحوائے ''خير الأعمال ماديم عليه'' ٹھوس بنیادوں پر مسلسل محنت اور سعی پیہم کو کام میں لایا گیا تو امید غالب ہے کہ جماعت اہل حدیث کا یہ کارنامہ نہ صرف مفید اور اعلیٰ نتائج کا حامل ہو گا بلکہ قابل تقلید اور باعث رشک بھی۔

ہاں، اس امر کی طرف اکابر جمعیت کو توجہ دلانا شاید نامناسب نہ ہو کہ تعلیمی امور میں بھی قدامت کو جدت سے بدلنے اور عہد حاضر کے تقاضوں کے ساتھ چلنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ عقائد و طرز زندگی میں سلف کی روش ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اگر جدت کے ساتھ خدانخواستہ ''تجدد'' بھی راہ پا گیا تو اس کے نتائج سخت خطرناک ہوں گے۔ اگر ہم ان سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کوئی مضبوط عملی ضابطہ بنانا ہو گا، تاکہ ہمارے مدارس تجدد میں غلو کی وبا سے محفوظ رہ سکیں۔ مولانا علی میاں کے دوسرے ارشادات کے متعلق ہم کسی دوسری صحبت میں شاید کچھ عرض کر سکیں گے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے اور توفیق خاص سے نوازے۔ وهو الموفق ونعم المعين. [1]

---

[1] ج: ۱۰، ش: ۶۔ مارچ ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ رحیق کے لیے اعیان ملت سے پرزور اپیل

''مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے ماہنامہ رحیق کا اجرا کر کے جہاں اسلاف ...... ماہنامہ اشاعۃ السنۃ، ماہنامہ ضیاء السنۃ ...... کی یاد تازہ کی تھی، وہاں جماعت کی علمی تاریخ میں ایک گراں قدر اضافہ بھی فرمایا تھا۔ جماعتی وغیر جماعتی احباب نے اس کاوش کو کس جذبے سے خوش آمدید کہا، کس قدر پذیرائی فرمائی اور مولانا رحمہ اللہ کے مقام علم وفضل کا کس فراخ دلی سے اعتراف فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی مخدومنا حضرت مولانا محمد داود غزنوی رحمہ اللہ کے ارشادات عالیہ اس کا مظہر ہیں جو حضرت رحمہ اللہ نے ''رحیق'' کی توسیع اشاعت کی غرض سے جماعت کے لیے ارشاد فرمائے تھے۔ ان ارشادات کو مدیر ''رحیق'' نے ادارتی صفحات میں اس لیے شائع کیا کہ ''کلام الملوک ملوک الکلام'' کا اقتضا یہی تھا۔ (احمد شاکر)''

عرصے سے ایک ایسے دینی اور علمی ماہوار مجلّے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جو محدثین کرام کے مسلک کے مطابق علومِ کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا ایک باقاعدہ سلسلہ ہو۔ خدا بھلا کرے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کا جنھوں نے اس ضرورت کا احساس کیا اور ''رحیق'' کے نام سے ایک علمی وتبلیغی ماہنامہ جاری کر دیا۔

مولانا عطاء اللہ صاحب ہماری جماعت کے ان مقتدر علماء میں سے ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں علوم کتاب وسنت کی تدریس وتبلیغ کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ذہن ثاقب اور روشن ضمیر حاصل ہے، اور علماء سلف کی کتابوں کا مطالعے کا اس درجہ ذوق وشوق ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ وہ اس باب میں ممتاز مقام رکھتے ہیں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ اپنے پہلو میں حساس اور دردمند دل رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی بے راہ روی، الحاد پسندی اور سنت سنیہ مرضیہ کے مقابلے میں رسوم جاہلیت اور بدعات کی مقبولیت کو دیکھ کر وہ ایک مومن صادق کی طرح بے چین اور مضطرب ہو جاتے ہیں، اور وقتاً فوقتاً ایسا لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں جس سے دین قیم کی اشاعت ہو اور سلف صالح کا طریقہ مرضیہ مسلمانوں کے پیش نظر رہے تاکہ وہ اس دورِ ظلمات میں چراغ راہ ثابت ہو۔

آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہمیں یہ خطرہ نہیں کہ عیسائی مشنریوں کے حملے یا آریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی پرچارکوں کی دریدہ ذہنی سے مسلمانوں کے عقائد وایمانیات ضائع ہو جائیں گے یا وہ اسلام صبغۃ اللہ کو ترک کر کے عیسائیت کا بپتسمہ لے لیں گے یا وہ چوٹی رکھ کر جینو پہن لیں گے اور ہون یاترا کریں گے۔ آج ملک وملت کو جس چیز کا خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ تمام وہ رسوم جاہلیت، فسق وفجور، فواحش وبدعات اور منکرات جنھیں اسلام ختم کرنے اور دنیا سے نیست ونابود کرنے کے لیے آیا تھا وہ اسلام، ثقافت اسلام اور ری کنسٹرکشن آف اسلام (تجدید اسلام) کے نام سے جاری کیے جائیں گے اور جو آواز اس کے خلاف اٹھے گی اسے الحاد پسند پریس اور حکومت کے اثر واقتدار کے ذریعے ملا اِزم کا نام دے کر دبا دی جائے گی۔

یہ ہے سب سے بڑا فتنہ جس کا احساس ہر دینی رجحان رکھنے والے فرد اور جماعت کو بے چین کر دیتا ہے ؎

فلیبك علی الإسلام من كان باكيا

میں کہاں سے وہ صور اُسرافیل لاؤں جس کی آواز سے خوابیدہ دلوں کی بستیوں کو جگا دوں اور انھیں خبردار کروں کہ باہر سے کوئی دشمن تمھاری بستیوں کو تاخت وتاراج کرنے کے لیے حملہ آور نہیں ہو رہا ہے خود تمھارے اندر اسلامی نام رکھنے والے، اسلام کا لبادہ پہننے والے بلکہ تجدید اسلام کا دم بھرنے والے تمھارے دین ومذہب کو اس طرح مسخ کرنے کا عزم کر چکے ہیں جس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے یہودیت اور عیسائیت کو مسخ کیا تھا۔ آج یہ دشمن سنت رسول اللہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کو عجمی سازش کا نام دے کر مسلمانوں کے دلوں سے اس کی عظمت زائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور سنت کے خلاف ایسی مسموم فضا پیدا کر کے قرآنِ حکیم کو اپنی خواہشات نفسانی کا، العیاذ باللہ، تختۂ مشق بنانا چاہتا ہے۔ بزرگانِ سلف کے کارناموں کو خاک میں ملا کر اپنی امامت اور اجتہاد کی مسند بچھانا چاہتا ہے اور اس طرح سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت، معروف کو منکر اور منکر کو معروف، حسنہ کو سیئہ اور سیئہ کو حسنہ، شرک کو توحید اور توحید کو شرک، متدین کو ذلیل اور فساق وفجار کو معزز بنانا چاہتا ہے۔

آج وہی زمانہ ہے جس کی خبر اُس صادق ومصدوق ﷺ نے دی تھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے راوی ہیں:

((سيجيء أقوام في آخر الزمن وجوههم وجوه الآدميين وقلوبهم قلوب الشياطين أمثال الذياب الضوارى ليس في قلوبهم شيء من الرحمة . الآمر فيهم بالمعروف متهم ، والمؤمن فيهم مستضعف ، والفاسق فيهم مشرف ، السنة فيهم بدعة ، والبدعة فيهم سنة فعند ذلك يسلط الله عليهم شرارهم فيدعو خيارهم فلا يستجاب لهم ...... مختصرا .))[1]

[1] المعجم الصغير للطبراني، ص: ۱۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”آخر زمانے میں ایسے لوگ برسرِ اقتدار آئیں گے جن کے چہرے انسانوں کے سے ہوں گے لیکن ان کے دل شیطانوں کے سے ہوں گے۔ وہ شکاری بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ رحم کا نام ونشان ان کے دلوں میں نہ ہوگا۔ نیکی کی بات کہنے والا ان کے نزدیک معیوب ومتہم ہوگا۔ مومن ان میں کمزور وحقیر اور فاسق ان میں معزز سمجھا جائے گا۔ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت سمجھا جائے گا۔ ان حالات میں بدترین لوگوں کا اقتدار ہوگا۔ نیک لوگ دعائیں مانگیں گے مگر ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت حاصل نہ ہوگا۔“

پس مبارک اور سعید ہیں وہ لوگ جو اس صورتِ حال سے متاثر ہو کر امر بالمعروف نہی عن المنکر اور فواحش ومنکرات کے انسداد اور احیاءِ سنت واماتتِ بدعت اور رسومِ جاہلیت کے خلاف جہاد کے لیے کمر بستہ ہو جائیں اور علوم کتاب وسنت کی ترویج کے لیے مستعد ہو جائیں۔ لومۃ لائم کی پروا کیے بغیر توحید ربّ العالمین وسنت سیّد المرسلین کی اشاعت اور طریقہ مرضیہ سلف صالحین کے قیام کے لیے ساعی وکوشاں ہوں اور سیّد البشر وخاتم الرسل کی اس دعا کے مستحق ہوں، فرمایا:

((رحمة الله على خلفائي ، رحمة الله على خلفائي ، رحمة الله على خلفائي)) ، قالوا: ومن خلفاء ك يا رسول الله ﷺ؟ قال: ((الذين يحيون سنتي ويعلمونها عباد الله .)) ❶

”خدا کی رحمت ہو میرے نائبوں پر، خدا کی رحمت ہو میرے نائبوں پر، خدا کی رحمت ہو میرے نائبوں پر۔“ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے نائب کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور اللہ کے بندوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔“

مولانا عطاء اللہ صاحب ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ نامساعد حالات کے باوجود علوم کتاب وسنت کی تبلیغ واشاعت اور اس دور بدعت والحاد میں احیاءِ دین اور اماتتِ جاہلیت کے لیے کمر بستہ ہو گئے ہیں اور اس مقصدِ عزیز کے لیے ماہنامہ ”رحیق“ کا اجرا کر چکے ہیں۔ تمام رفقاء، احباب، مخلصین اور دردمندانِ اسلام سے استدعا کرتا ہوں کہ مولانا عطاء اللہ صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور اس نیک کام میں ان کی اعانت کریں۔ اہلِ علم حضرات اپنے علم وفضل کے ذریعے اور اہلِ خیر اور مشتاقانِ علوم نبویہ ماہنامہ ”رحیق“ کا حلقہ اشاعت وسیع کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں۔ راہ کی دوری اور سفر کی صعوبتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے، ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیے، نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے ؎

باہندگاں عبوذیت شعاریم با فتح وشکست کار نداریم ❷

❶ جامع بيان العلم لابن عبد البر، ص: ٢٤. ❷ جلد ۱، شمارہ ۷، اپریل ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ کا تعلیمی نقشہ

''مولانا رحمہ اللہ چونکہ کم وبیش پچیس سال تک تدریس سے منسلک رہے، کچھ ان کا مزاج بھی اجتماعی تھا کہ تجربے اور مشاہدے نے یہ جان لیا تھا: ؎

موج ہے دریا میں، بیرونِ دریا کچھ نہیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس منعقدہ لائل پور (فیصل آباد) میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیرِ اہتمام فیصل آباد ہی میں ایک مرکزی درسگاہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا رحمہ اللہ نے جس پر مسرت سے لبریز یہ اداریہ تحریر فرمایا اور اس کے لیے چند مختصر لیکن مفید ترین تجاویز بھی اعیانِ جماعت کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس اداریے میں التعلیقات السلفیة علی سنن النسائی کی طباعت کی خوش خبری بھی دی گئی ہے۔ نیز آخری پیرے میں علمائے اہل حدیث کی علم پروری اور قدر شناسی دیکھیے کہ وہ کس فراخ دلی سے مختارات من أدب العربی کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں، اور اس کو داخل نصاب کرنے کا مشورہ دینے میں بھی وہ متامل نہیں ہوئے، ملاحظہ فرمائیے۔ (احمد شاکر)''

الحمد للہ کہ اس ملک میں جماعت اہل حدیث کی اجتماعی حیثیت میں پہلی جماعتی درسگاہ ''الجامعة السلفية'' کا اجرا مشخص طور پر بہ مقام لائل پور عمل میں آ گیا ہے اور انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ جامعہ کو مشہور اہل علم محقق، استاذ محترم حضرت مولانا حافظ محمد صاحب نفع اللہ الطالبین بعلومہ کی سرپرستی بحیثیت شیخ الجامعہ حاصل ہوگئی ہے۔ اور دوسری قابل مسرت یہ خبر ہے کہ مرکزی جمعیت کے صدر محترم جناب مولانا سیّد محمد داود صاحب غزنوی مدظلہ العالی (اور اب رحمہ اللہ) نے بھی حسبۃً للہ ہر مہینے دو سبقوں، ایک کتابی دوسرا محاضرہ، سے طلبائے جامعہ کو مستفیض فرمانے کا وعدہ فرما لیا ہے۔

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ''الجامعة السلفية'' کا جماعت اہل حدیث کی نگرانی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے انتظام میں ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ''الجامعة السلفية'' یا اس کا نصاب جماعت اہل حدیث کے ساتھ مخصوص ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''الجامعة السلفية'' کا تعلیمی نقشہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے تعلیمی نظریات پر ترتیب دیا گیا ہے جس میں قرآنِ حکیم، حدیث اور فقہ کے علاوہ ان کے علوم خادمہ کو بھی ہر ایک کے مناسب برابر اہمیت دی گئی ہے۔ اور یوں بھی عملی طور پر دیکھا جائے تو جماعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مدارس میں حنفی مکتب فکر کے نہ صرف طلباء بلکہ اساتذہ تک بھی ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ اور اس طرح کہ اہل حدیث ماحول کو انھوں نے کبھی اجنبی محسوس نہیں کیا۔ ولیس الخبر کالعیان

"الجامعة السلفية" بھی جماعتی روایات کا حامل ہے اور اس وقت بھی مدرسہ فتح پوری دہلی کے ایک سابق صدر مدرس جناب مولانا شریف اللہ صاحب اس کے عملہ شیوخ میں شامل ہیں۔

اس سلسلے میں اپنے اکابر کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے:

۱: الجامعة السلفيه کے اساتذہ اور طلباء کو خلوص، عبادات و معاملات، وضع، ہیئت اور لباس میں طرز بود و ماند سنن نبویہ کی پابندی اور سادہ معاشرت میں محدثین کرام کی روش پر چلنا ضروری ہے۔ ہمارے ماضی قریب کے علماء بھی سلف کی روایات کے حامل تھے۔ بلکہ "الجامعة السلفية" کے سارے عملے کے لیے سنن کی پابندی ضروری قرار دی جائے۔

۲: چونکہ اس وقت مدرسین، مبلغین اور خطباء کی سخت قلت ہے، اس لیے نہایت ضروری ہے کہ جامعہ کی تعلیم میں حضرات اساتذہ اور طلباء عزیز کے یہ مقصد ہر لمحہ پیش نظر رہے۔

۳: طلباء میں یہ تصور پختہ کیا جائے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور پھر اس کے دین کی تدریس وتبلیغ کے لیے علوم عربیہ کو نہایت محنت سے حاصل کریں۔ جس پاکیزہ جذبے کے تحت اجلۂ محدثین اپنی کتابوں کو حدیث ((إنما الأعمال بالنيات)) سے شروع کرتے ہیں، اس پاک جذبے کو بکرات ومرات ان کے ایسا ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جائے کہ موجودہ فاسد ماحول سے پیدا شدہ فاسد نظریۂ معاش ...... فکر روٹی ...... بالکل پچھلی صف میں چلا جائے۔

۴: امتحانات یونیورسٹی کے سلسلے کی کسی چیز کو، گو وہ کیسے ہی پر فریب اور جاذب عنوانوں سے ہو، جامعہ کی تعلیم کے قریب تک نہ پھٹکنے دیا جائے بلکہ اس امر کی کڑی نگرانی ہونی چاہیے کہ اس قسم کے رجحانات جنم ہی نہ لینے پائیں۔

۵: تربیت کے لیے قرآنِ حکیم کے روزانہ درس کا التزام بہت ضروری ہے۔ ماضی قریب میں صبح کے درسِ قرآن کو اخلاقی اور عملی تربیت میں خاص دخل رہا ہے۔ یقین ہے کہ یہ شے اب بھی مؤثر ہوگی، بشرطیکہ اسے استقلال اور مسلسل محنت کے ساتھ جاری رکھا جائے۔

۶: معلوماتی مطالعے کے لیے دار المطالعہ کا قیام نہایت ضروری ہے جس کے لیے جامعہ کے بجٹ میں خاص گنجائش رکھی جانی چاہیے۔ اس طرف توجہ نہ دی گئی تو طلباء عزیز میں علمی ذوق کی کمی رہے گی۔

۷: معلوماتی مطالعے میں سلیقہ اور ضبط ہونا چاہیے، یعنی ایسے طریقے سے یہ مطالعہ کرایا جائے کہ اصل مقصد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے معاون ہو، ورنہ یہی مطالعہ ذہنی انتشار کا اگر سبب بن جائے تو بجائے مفید ہونے کے مضر ہو سکتا ہے۔

8: معلوماتی مطالعے کا ایک خاص حصہ اسلاف کرام کی کتابیں اور ان کے تذکروں کا ہونا چاہیے کیونکہ قرآن وحدیث کے بعد ائمہ سنت کی تصانیف اور محدثین وصوفیائے کرام کے تذکروں سے دل درست ہوتے اور دماغ جلا پاتے ہیں۔ بخلاف عصر حاضر کی اکثر کتابوں کے کہ ان سے یہ مقصد نہ صرف کہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات اوجھل ہو جاتا ہے۔

یہ باتیں سرسری طور پر زبانِ قلم پر آ گئی ہیں ورنہ راقم جانتا ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے ایسی باتیں کرنا لقمان کو حکمت سکھانے کی جسارت ہے۔

جامعہ کی تعمیر کا کام سرگرمی سے شروع ہو گیا ہے، ہم سب کا فرض ہے کہ اس کی صوری ومعنوی تکمیل میں اپنی مساعی تیز تر کر دیں۔ مدتوں کی تمناؤں کے بعد ایک چیز منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے تو جماعت کے شانِ شایاں اس کی تکمیل ہونی چاہیے جس کے لیے زیادہ سے زیادہ سرمایہ پہلی ضرورت ہے۔ ہماری جماعت میں بحمد اللہ ایسے افراد کی کمی نہیں جن کی تھوڑی سی نگہ التفات سے تعمیر کی بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں، ﴿إن تنصروا الله ينصر كم ويثبت اقدامكم﴾

"المكتبة السلفية" لاہور ایک مدت سے سنن نسائی کی طباعت میں مصروف تھا جس کے انتظار میں پاک وہند کے بہت سے شائقین چشم براہ تھے۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس کتاب کی طباعت، اس کے حواشی "التعليقات السلفية على المجتبى من السنن" سمیت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ ولله الحمد

تعلیقات نویس چاہتا تھا کہ کتاب سے پہلے ایک مقدمہ ہو مگر بعض ناگہانی حوادث کے پیش آ جانے کی وجہ سے اس کی تحریر وتسوید عمل میں نہیں آ سکی اور صرف اس وجہ سے کتاب کی اشاعت کو مؤخر کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا، تاہم ارادہ اس کے لکھنے کا ترک نہیں کیا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مقدمہ ترتیب پا گیا تو اس میں فن سے متعلقہ بہت سے اہم مباحث ایک جگہ مرتب مل سکیں گے جو متفرق مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں، بيده الأمر وهو نعم المولى ونعم النصير.

یہ معلوم کر کے اصحاب علم وذوق خوش ہوں گے کہ محترم فاضل مولانا ابو الحسن علی ندوی کی عربی نثر میں بلند پایہ کتاب "مختارات من أدب العرب" کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے مناسب جماعتوں کے نصاب میں داخل کیا جائے۔ یہ ہر حیثیت سے مقامات حریری وغیرہ سے بہتر اور برتر ہے۔ "الجامعة السلفية" کے نصاب کے مرتبین کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ❶

❶ جلد: ا، ش: ۹، جون: ۱۹۵۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث کے کارنامے

’’ماہنامہ رحیق کے اجرا کا مقصد فتنہ انکارِ حدیث کی بیخ کنی بھی تھا اور ثقافت کے نام پر ثقافتی دسیسہ کاریوں کی پردہ کشائی بھی۔ منکرین حدیث نے حدیث پاک میں تشکیک کے لیے مستشرقین سے دلائل درآمد کر کے ان کو پھیلایا اور فرائض تک میں شک کا کھارا ڈال کر عبادات کی شیرینی کو کسیلا کرنے کی مذموم کوششیں یوں شروع کر دیں کہ ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء میں بعض تجدد زدہ من چلوں نے نماز عید الفطر اردو میں ادا کی تھی، اور دوسری طرف قیامِ پاکستان کے بعد نفاذ اسلام کے جذبوں سے معمور پاکستانی قوم کو جن شیطانی حربوں سے بہلانے کی کوشش کی گئی ان میں موسیقی زیادہ نمایاں تھی جس کو من چلوں نے روح کی غذا کا عنوان دے کر جواز کی راہ ہموار کرنا شروع کر دی تھی کہ موسیقی سے بہلنے والوں کا بھکنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ انھی حالات میں مولانا رحمہ اللہ نے ذیل کا اداریہ سپردِ قلم کیا جس کا پہلا حصہ نور ایمان اور حقانیت مسلک محدثین سے منور ہے اور آخر میں فتنہ انکارِ حدیث اور تجدد سے بھرپور ثقافت کی نشان دہی کی گئی ہے۔ (احمد شاکر)‘‘

دنیا کی ساری قوموں میں مسلمان قوم کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ جس مذہب اسلام کی یہ حامل ہے

- اس کی بنیادی کتاب قرآنِ حکیم کا لفظ لفظ ڈیڑھ ہزار سال سے اب تک محفوظ ہے۔
- اس کے نبی کریم سیّد الاولین والآخرین محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ پوری کی پوری محفوظ ہے اور اسی کا دوسرا نام حدیث ہے......!
- اس پاک نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زیادہ ایسے محنتی، ذہین اور جان نثار صحابہ عنایت فرمائے جنھوں نے نہ صرف یہ کہ اس کتاب اور اس کے لانے والے نبی کی سیرت کو محفوظ کرنے میں اپنی جانیں کھپا دیں بلکہ اسلام کو...... خلافت علی منہاج النبوہ کے ذریعے...... عبادات، اخلاقیات، معاشیات، سیاست، معاشرت سب امور میں عملاً برپا کر کے دکھا دیا۔ اور تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ اس سے بہتر دور انسانیت کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔
- اس پاکباز جماعت نے کتابِ الٰہی کی ضروری تشریحات......لغت کے اعتبار سے ہوں یا شریعت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص اصطلاحات اور پس منظر (شانِ نزول) کے اعتبار سے ...... بھی بیان کر دیں، تاکہ آنے والی نسلیں قرآن فہمی میں غلطیوں سے بچ سکیں۔

❀ انسان اور اس کے خالق و مالک، انسان اور انسان کے تعلقات سے متعلقہ بنیادی مسائل، اصولِ توارث کے ذریعے، امت مسلمہ میں اتفاقی رنگ میں تکوینی طور پر باقی رکھے گئے۔ یہ مسائل اعتقادی بھی ہیں اور عملی بھی، اخلاقی بھی ہیں اور سیاسی بھی، معاشی بھی ہیں اور معاشرتی بھی......!

اختلاف اگر ہے تو جزئیات اور ذیلی تفریعات میں ہے، جس کا ہونا ہر زمان و مکان میں رہنے والے مذہب کے لیے ناگزیر ہے۔

ہر دور میں ایسی جماعت موجود رہی جس نے ان خصوصیات کے حامل مذہب کو ہر قسم کے نامساعد حالات میں ہر قیمت پر سینے سے لگائے رکھا، تاکہ بعد میں آنے والوں تک وہ اصل صورت و ہیئت میں پہنچ سکے۔ اور یہ مقدس جماعت ہے مفسرین سلف، محدثین عظام، فقہائے محدثین، محققین فقہائے مذاہب اربعہ، محققین صوفیاء کرام کی، شکر الله مساعيهم وجزاهم عن جميع المسلمين خير الجزاء.

انھی علماء حضرات کی وساطت سے وہ مذہب ہم تک پہنچا جس پر آج ہم فخر کرتے ہیں اور اس کے امتیازات کے باعث ہمارا سر اونچا ہے۔ ولله الحمد

ہمارے دور کے منکرین حدیث کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ماضی سے منقطع کر دیا جائے۔ اسی لیے حدیث کے انکار کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے۔ اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر سے اعراض ہے۔ اسی لیے مفسرین سلف کا استخفاف ہے۔ اسی لیے صحیح تصوف ...... جس کا مسنون نام ''احسان'' ہے ...... کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔ اسی لیے فقہ اسلامی کو قدامت کا طعنہ دے کر کلیۃً دریا برد کرنے کے مشئوم ارادے ہیں۔ اسی لیے دورِ حاضر سے ہر طرح کی مطابقت کرنے کا شور ہے۔ اسی لیے انبیاء علیہم السلام سے لے کر آج تک کے اسلامی طریق معاشرت پر مُلّا ازم قسم کے الفاظ سے پھبتیاں کسی جا رہی ہیں۔ اور اسی لیے قرآن و سنت کے منصوصہ اور مسلمانوں کے چودہ سو سال کے متفقہ اور اجماعی مسائل کو منتخب کیا گیا ہے تاکہ ان کو ''ریسرچ'' اور ''اجتہاد جدید'' کی درانتی سے کاٹ پھینکا جائے۔

یہ کلمہ شریف میں رسالت محمدی کی شہادت، یہ نماز اور اس کے اوقات، یہ رمضان المبارک کے روزے، یہ زکوۃ کا نصاب، یہ حج بیت اللہ شریف، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت قربانی، یہ حدود و تعزیرات اسلامی، یہ پوتے کی وراثت، یہ درود شریف کا انکار وغیرہ مسائل منصوصہ و اجماعیہ کے خلاف جو مخصوص انداز کا لٹریچر ادارہ طلوعِ اسلام کراچی اور ادارہ ثقافت لاہور کی طرف سے پھیلایا جا رہا ہے اور ان کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش جاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کی غرض اس کے سوا کیا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے مسلمانوں کو ان کے ماضی سے منقطع کر دیا جائے، تاکہ وہ موجودہ فاسق تمدن، بے دین سیاست اور بے قید معاشرت کو آسانی سے قبول کر سکیں۔

۱۳۷۶ھ کی نماز عید الفطر لاہور کے بعض منچلوں نے اردو میں پڑھ ڈالی تو بجا طور پر مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ اس خبر کا مبتدا وہ شگوفہ ہے جو ادارہ ثقافت لاہور کے آرگن رسالہ ''ثقافت'' نے غالباً فروری ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں ایک مضمون کی شکل میں چھوڑا تھا۔ جس میں مغالطہ آمیز طریقے سے اردو میں نماز پڑھنے کی تلقین تھی۔ گو اس کو عمداً کچھ پیچیدہ بنا دیا گیا تھا۔

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ (الأنعام: ۱۱۲)

پچھلی سہ ماہی میں ہمارے ملک کی ثقافتی ترقی کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ ناچ گانوں کو خاص فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ ملتان میں شاندار طریقے سے اس کا مظاہرہ کیا گیا، مسٹر سہروردی نے بہ نفس نفیس ملک سے باہر رقص فرمایا۔ اور اندرون ملک اس کی تشہیر و تبلیغ کی گئی۔ اب مری میں بھی صدرِ مملکت کی سرپرستی میں اس ''اسلامی ثقافت'' کا شوق کیا جا رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ عام مسلمان اس کو بآسانی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے، اس لیے ان رنگیلے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ ادارہ ثقافت لاہور کے ایک ''سیّد زادے'' نے ''اسلام اور موسیقی'' نام کی ایک ضخیم کتاب ان رنگ رلیاں منانے والوں اور دل دادگانِ عیش و عشرت کے ہاتھ میں دے دی ہے کہ ؏

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اور کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑہ جمع کر کے اس پر اسلام کی چھاپ لگا دی ہے۔

﴿وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ﴾ (الأنعام: ۱۱۳) [1]

---

[1] جلد: ۱، ش: ۱۰، جولائی ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرم الحرام کے احکام ومسائل

علم قرآن وحدیث کو ایمان ویقین کی مضبوطی سے پکڑنا یعنی احکام الٰہیہ اور سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق زندگی گزارنے کو اہل علم تمسک بالکتاب والسنہ کہتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثمر رائے میں توازن واعتدال ہوتا ہے۔ وسعت مطالعہ کے باوجود تجدد کی پھسلن پر بھی تمسک بالکتاب والسنہ کی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے مولانا کو نوازے رکھا۔ ذیل کا اداریہ محرم الحرام جیسے حساس موضوع پر انھوں نے تحریر فرمایا۔ اس میں ان کا توازن واعتدال، حفظ مراتب اور حکمت بھری موعظت ونصیحت ملاحظہ فرمایئے کہ اگر علماء ایسا طریقہ اظہار اپنا لیں تو پھر چار سو نفرت کے شعلوں کی بجائے گلہائے محبت والفت یقیناً لہلہانے لگیں۔ (احمد شاکر)

محرم الحرام کی مناسبت سے اہل سنت حضرات کے ملاحظہ، غور اور اس پر عمل کے لیے اس کے احکام ومسائل اور بعض متعلقہ امور ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱: شرعی حیثیت سے اس مہینے کے مقتضیات وہ ہی ہیں جن کا ذکر مندرجہ تحت صحیح ومستند احادیث میں آ گیا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ .))
  ”یعنی رمضان کے بعد (نفلی) روزوں کے لیے سب سے فضیلت والا مہینہ محرم ہے۔“
- رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو جب دیکھا کہ یہود عاشورے کے دن کا روزہ رکھتے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں تو فرمایا: مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ ”اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟“ انھوں نے کہا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ وَ اَغْرَقَ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُ ”کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو نجات دی۔ اور ان کے دشمن فرعون وغیرہ کو غرق کر دیا۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر روزہ رکھا اور ہم بھی (ان کی اتباع اور اس دن کی تعظیم میں) روزہ رکھتے ہیں۔“
  آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
  ((فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ ﷺ وَ اَمَرَ بِصِيَامِهٖ))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم پر موسیٰ علیہ السلام کے حقوق تم سے زیادہ ہیں۔'' چنانچہ خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔ ❶

❀ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ یہود اس دن کو عید مناتے اور اس میں زیب و زینت بھی کرتے تھے مگر رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ اس دن روزہ ہی رکھیں:

((کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذون عیدا ویلبسون نسائھم فیہ حلیھم وشادتھم فقال رسول اللہ ﷺ فصوموہ انتم .)) ❷

❀ بعض روایتوں میں ہے کہ قریش بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ ❸

❀ اپنے آخری دور میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ۹ر محرم کے ساتھ ۱۰ر محرم کا روزہ بھی ہم رکھیں گے۔

((فاذا کان العام المقبل ان شاء اللہ صمنا الیوم التاسع .)) (صحیح مسلم)

((وفی روایتین بقیت الی قابل لاصومن التاسع ولآمرن بصیام یوم قبلہ ویوم بعدہ .)) ❹

❀ ((عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیھود صوموا قبلہ یوما وبعدہ یوما .)) ❺

یعنی یہود کی مخالفت کرتے ہوئے ۹، ۱۰ یا ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ رکھا کرو۔

''رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے روزے (کے ثواب) کی بابت سوال ہوا تو فرمایا اس سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔''

((سئل عن صوم یوم عاشوراء فقال یکفر السنۃ الماضیۃ .)) ❻

خلاصہ یہ ہے کہ جتنا امتیاز اس مہینے یا عاشورے کے دن کو حاصل ہے وہ روزے ہی سے متعلق ہے، اس کے سوا باقی جس قدر حدیثیں بیان کی جاتی ہیں حفاظ و نقادانِ فن حدیث کی نظر میں ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہے۔ اس لیے ان کی بنا پر سب کام مثلاً اس دن خصوصی کھانا پکانا، گھر میں فراخی وتوسیع کرنا، صدقہ وخیرات، مساکین کو کھانا کھلانا، دانے جوش دینا، سبیلیں لگوانا، ایسی سبیلوں سے پانی پینا، ماتمی لباس پہننا، سرمہ لگانا، قبروں کی زیارت کو جانا وغیرہ سب امور بدعت وناجائز ہیں۔ (ما ثبت بالسنۃ وغیرہ)

۲: اسلام کی تاریخ میں بڑا اہم حادثہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے جو ایرانیوں اور یہودیوں کی سازش

---

❶ صحیح مسلم: ۲/ ۳۵۹. ❷ صحیح مسلم: ۱/ ۳۵۹.

❸ صحیح مسلم. ❹ لطائف المعارف، ص: ٤٩.

❺ مسند امام احمد: ٤/ ۲۱ بسند حسن. ❻ صحیح مسلم.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ۲۳ھ کے آخر میں واقع ہوئی اور یکم محرم ۲۴ھ کو آپ کی تدفین عمل میں آئی پھر ایک اہم حادثہ یہ ہوا کہ کوفے کے شیعیان علی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا۔ پھر اموی گورنر عبید اللہ ابن زیاد کی فوج میں شامل ہو کر خود ہی حضرت حسین کو ان کے متعدد ساتھیوں اور گھر والوں سمیت کربلاء کے میدان میں ۱۰ ارمحرم ۸۰ھ کو شہید کر دیا۔ إنا لله و إنا إليه راجعون .

اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں حادثے بڑے ہی دور رس نتائج کے حامل تھے، مگر ان سے محرم کی حیثیت میں مذہبی نقطہ نگاہ سے کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

۳: یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی نے آپ کی تاریخ شہادت و تدفین کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دی، مگر عجیب بات ہے کہ حضرت حسین کی شہادت کے دن ۱۰ ارمحرم کو اتنی بڑی اہمیت دے دی گئی، اس قدر کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ و بے دردانہ شہادتیں بھی اس کے سامنے ماند پڑ گئیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں واقعہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ذکر کر کے کس قدر صحیح لکھا ہے:

((كل مسلم ينبغي له ان يحزنه قتله فانه من سادات المسلمين وعلماء الصحابة وابن بنت رسول الله ﷺ التى هى افضل بناته وقد كان عابدا وشجاعا وسخيا ولكن لا يحسن ما يفعله من اظهار الجزع والحزن الذى لعل اكثره تصنع رياء وقد كان ابوه افضل فقتل وهم لا يتخذونه ماتما كمقتل الحسين وكذلك عثمان كان افضل من على عند اهل السنة وقد قتل وهو محصور فى داره وقد ذبح من الوريد الى الوريد ولم يتخذ الناس يوم قتله ماتما وكذلك عمر بن الخطاب كان افضل من عثمان وعلى قتل وهو قائم يصلى فى المحراب صلوة الفجر ولم يتخذ الناس يوم قتله ماتما ...... انتهى .)) [1]

"ہر مسلمان کو حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم ضرور ہونا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کے پیارے نواسے، اور عابد و بہادر صحابی کو شہید کر دیا گیا، لیکن ان کے والد علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کیا اس سے کم اہم ہے، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادتوں کے دنوں کو کسی

[1] البدایہ والنہایہ: ۸/ ۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابی نے یوم ماتم نہیں بنایا نہ کسی کو اہمیت دی۔"

اور شاہ ولی اللہ کا یہ ارشاد بھی کتنا مبنی بر حقیقت ہے:

((یا معاشر بنی آدم اتخذتم رسوما فاسدة تغیر الدین اجتمعتم یوم عاشوراء فی الاباطیل فقوم اتخذوه ماتما اما تعلمون ان الایام ایام الله والحوادث من مشیة الله وان کان حسین قتل فی هذا الیوم فای یوم لم یمت فیه محبوب من المحبوبین وقوم اتخذوه منسکا بصنیعکم .)) ❶

"لوگو! دین کو بدل ڈالنے والے کیسے رواجوں کے خوگر ہو گئے ہو۔ عاشوراء کے دن کیسی کیسی بیہودگیاں کرتے ہو۔ سب دن اللہ تعالیٰ کے ہیں حضرت حسین (اگر اتفاقاً) اس دن شہید ہو گئے تو کون سا ایسا دن ہے جس میں کسی نہ کسی اللہ کے بندے کی وفات نہ ہوئی ہو۔"

۴: بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ واقعہ کربلا کو مبالغہ آمیز داستان کی حیثیت سے بیان کرنے والے دو شخص ہیں ابو مخنف لوط بن یحییٰ، اور ہشام بن محمد الکلبی۔ مگر دونوں کے متعلق راویوں کی تحقیق کرنے والے محدثین کا فیصلہ ہے کہ یہ دونوں، داستان گو اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہیں۔

آٹھویں صدی کے مستند مؤرخ حافظ ابن کثیر یہ داستانی واقعات ذکر کر کے لکھتے ہیں:

((اکثره من روایة ابی مخنف لوط بن یحیٰی وقد کان شیعیا وهو ضعیف الحدیث عند الائمة لکنه اخباری .)) ❷

زیادہ تفصیل لسان المیزان (۴/۴۹۲) میں ہے اور ہشام بن محمد کے متعلق حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر دونوں لکھتے ہیں کہ وہ رافضی اور افسانہ طراز ہی تھا۔ حدیث میں قابل اعتماد نہ تھا۔ ❸

تاریخ طبری مروجہ واقعات کا ماخذ ہے مگر ان کا اکثر حصہ ابو مخنف صاحب کی داستان سرائی کا مرہون منت ہے اہل سنت علماء وواعظین کو چاہیے کہ اس واقعہ کو بیان کرتے وقت تحقیق کر لیا کریں کہ اس میں کہیں لوط صاحب کی مہربانی شامل تو نہیں ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کا افسانوی حصہ شیعی پروپیگنڈا کا پہلا زینہ ہے۔ ❹

---

❶ تفہیمات الہیہ: ۱/ ۲۱۸.

❷ البدایہ: ۸/ ۲۰۲.

❸ لسان المیزان: ۶/ ۱۹۶، نیز دیکھئے منہاج السنہ ۱/ ۱۳.

❹ جلد: ۲، ش: ۱۰، اگست ۱۹۵۷ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک مجاہدین کا دینی و اصلاحی پہلو

مولانا اپنے مطالعے کی وسعت اور تنوع کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔ خصوصاً مسلک محدثین پر تنقید، اصحاب الحدیث کی تنقیص اور علمائے اہل حدیث کا استخفاف وہ کسی صورت برداشت نہ کرتے تھے۔ اصحاب الرائے اپنے تفوق و برتری کی دھاک بٹھانے کی خاطر اگر کبھی تاریخی حقائق کو جھٹلانے یا گڈمڈ کرنے کی کوشش کرتے تو مولانا کا قلم فوراً حرکت میں آ جاتا۔ اور بعض دفعہ وہ مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے درخواست کر کے تاریخی ریکارڈ درست یا اظہارِ حق کا فریضہ ادا کرتے تھے۔ ذیل کا اداریہ تفوق و برتری کے خواہش مند اسی گروہ کی ایک غلط بیانی یا تاریخ مسخ کرنے کی ایک کوشش پر لکھا گیا تھا۔ اور آئندہ اداریے میں جس موضوع پر لکھنے کا اعلان کیا تھا آئندہ شمارے میں اس موضوع پر حضرت مولانا سلفی رحمہ اللہ کا ایک تفصیلی مقالہ ملنے پر شاملِ اشاعت کر دیا گیا تھا۔ پیشِ نظر اداریے میں بھی ان کے قلم کا احتیاط اور انداز اظہار ایسا ہے کہ ؎ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو (احمد شاکر)

متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی قریبی زمانے کی تاریخ سے جن لوگوں کو دلچسپی ہے ان کو معلوم ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں شمالی ہند میں مغلوں کی حکومت کو انگریز کی ریشہ دوانیوں اور سکھوں کی چیرہ دستیوں سے بچانے اور صحیح اسلامی حکومت (خلافت علی منہاج النبوۃ) قائم کرنے کے لیے علمائے کرام کے معزز گروہ سے اگر کسی نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی تو وہ مولانا محمد اسماعیل شہید اور آپ کے پیر و مرشد حضرت سیّد احمد شہید، پھر ان کے متوسلین و مسترشدین ہی تھے۔

توحید و سنت کی اس عاشق جماعت نے تحریک کو ایک طرف اندرونِ ملک میں منظم کیا، امکانی حد تک اس کی تنظیم و تبلیغ کو وسعت دی اور دوسری طرف سرحد پر عملی طور پر جہاد بالسیف کا معرکہ گرم کر دیا۔

بالاکوٹ کے میدان میں ان دو بزرگوں کی شہادت (۱۲۴۶ھ - ۱۸۳۱ء) کے بعد ان کے جانشینوں نے اسی نہج پر یہ اسلامی جہاد ایک صدی سے زیادہ عرصے تک جاری رکھا تا آنکہ انگریز یہاں سے جانے پر مجبور ہوگیا، اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے موقع دے دیا کہ وہ اسی خطے پر خلافت اسلامی قائم کر سکیں جس میں بالاکوٹ کی شہادت گاہ واقع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر واقع یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس مقدس دعوت کو لبیک کہا اور پھر آنے والے ہر دور میں ہر قیمت پر اس کو سینے سے لگائے رکھا، وہ حضرات اہل حدیث تھے، جن کو انگریز کی شیطنت نے ''وہابی'' کا خطاب عنایت کیا تا کہ ''اہل تقلید'' بدک کر اس تحریک کے مخالف ہو جائیں یا کم از کم اس سے الگ رہیں، چنانچہ انگریز بہادر کی یہ چال کامیاب ہوئی، اور ''اہل تقلید'' حضرات من حیث الجماعۃ اس تحریک جہاد سے الگ رہے، بلکہ بعض دفعہ مختلف عنوانوں سے اس دینی تحریک کی مخالفت میں نمایاں حصہ لیا گیا۔

وجہ یہ ہوئی کہ اس دعوتِ اصلاح و جہاد کی فکری بنیاد تقلیدی جمود کو توڑنے اور قرآن وحدیث سے بواسطہ اصحاب الحدیث اخذ واستفادہ کرنے اور ان پر عملی زندگی کو استوار کرنے پر تھی، اس لیے قدرتی طور پر پوری دلجمعی سے وہی شخص اس میں کام کر سکتا تھا جو اس بنیادی فکر کو قبول کرے۔ اور ظاہر ہے کہ ''اصحاب تقلید'' بزرگ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔

یہ بات حضرت سیّد احمد شہید کے بعض ملفوظات سے ظاہر ہے جنھیں صراط مستقیم کے نام سے مولانا اسمٰعیل شہید نے مرتب کیا تھا جس میں فرمایا ہے:

''در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر وخوب است لیکن علم پیغمبر ﷺ را منحصر در علم یک شخص از مجتہدان نہ داند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردید بموجب مقتضیاتِ وقت بہ ہر کس رسیدہ وبعد ازاں کہ کتب مصنفہ شدہ جمعیت آن علوم ظاہر گشتہ پس در مسئلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد دران نہ کند واہل حدیث را مقتدائے خود شناسد وبہ دل محبت ایشاں دارد وتعظیم ایشاں لازم شمرد کہ حاملانِ علم پیغمبر اند ...... ومقلدان، تعظیم وتوقیر مجتہدان بخوبی مے دانند محتاج آگاہی براں نیستند۔'' ❶

خود مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے مواضع ثلاثہ میں رفع الیدین کے مسنون ہونے کے اثبات میں جو کتاب لکھی اس میں صاف صاف لکھ دیا:

((كيف يجوز التزام تقليد شخص معين مع تمكن الرجوع إلى الروايات المنقولة عن النبي ﷺ الصريحة الدالة خلاف قول الإمام المقلد.)) ❷

اس تعلیم وتربیت کا یہ اثر تھا کہ یہ جماعت جذبہ جہاد کے ساتھ ساتھ عمل بالحدیث کے جذبے سے بھی سرشار تھی، چنانچہ اس جماعت مجاہدین کی قیادت ملک کے اندر اور باہر ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں رہی جو اہل

❶ ص: ۲۹ مجتبائی۔ ❷ تنویر العینین، ص: ۳۸ طبع دھلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو اپنا مقتدا مانتے اور تقلید شخصی سے کنارہ کش رہے تھے، یعنی صادق پوری خاندان: مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، مولانا احمد اللہ، مولانا یحییٰ علی، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالکریم وغیرہ۔

یہ وہ لوگ تھے جو سیاست، معیشت، معاشرت، عبادات، معاملات سب میں بیک وقت قرآن وحدیث پر عامل تھے۔ جذبۂ جہاد کی سرشاری، اس کے لیے ہمہ وقت تیاری اور معرکۂ کارزار کی گرم بازاری کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ ۱۸۳۱ء سے ۱۹۱۵ء، قریباً ایک صدی، تک انگریز اس سے خائف ولرزاں رہا کیونکہ اندرون ملک اسی جماعت کی انگریز مخالف سرگرمیاں اور بیرونِ ملک مناسب موقع پر ان کے حملے انگریز کے لیے سردردی کا باعث بنے ہوئے تھے۔

صادق پوری خاندان کے زیرِ اثر نواب صدیق حسن خاں صاحب اور مولانا سیّد نذیر حسین محدث دہلوی کے متوسلین و تلامذہ نے، بعض نے فکری طور پر اور بعض نے عملی طور پر، اس تحریک جہاد وقیامِ نظامِ اسلامی کو زندہ رکھا۔ اس کے ثبوت میں حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی تالیفات اور حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ علمائے حدیث دہلی، دکن، بہار، پورب (مشرقی ہند) بنگال و پنجاب وغیرہم۔

پنجاب میں مسلک اہل حدیث کی اشاعت زیادہ تر خاندان غزنویہ، خاندان لکھویہ اور مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کے ذریعے ہوئی اور یہ سب تحریک سے کسی نہ کسی طرح وابستہ تھے۔

اس داستان سرائی کی ضرورت آج اس لیے پڑی کہ معزز معاصر ''نوائے وقت'' مجریہ یکم ستمبر ۱۹۵۷ء میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی مرحوم کا بلاضرورت ایک ''اکتشافی'' خط شائع کیا گیا ہے جس میں موصوف کی طرف یہ الفاظ منسوب ہیں:

> ''ایک بات کہتے کہتے مجھے ڈر بھی لگتا ہے مگر حقیقت حال کو چھپایا بھی نہیں جاسکتا کہ اہل حدیث کے نام سے جو تحریک مدارس سے شروع ہوئی تھی اس کا مقصد بھی اس وہابی تحریک کو ختم کرنا تھا جس کو حضرت سیّد احمد شہید اور حضرت اسمٰعیل شہید نے شروع کیا تھا جس کا مقصد ہندوستان کو انگریزی اقتدار سے پاک کرنا تھا۔''

نہایت ادب سے عرض ہے کہ یہ افسانہ طرازی واقعات سے سراسر ناواقفیت یا کسی مخفی جذبے کی تسکین پر مبنی ہے۔ اس تاریخی حقیقت کی کوئی کیسے تکذیب کرسکتا ہے کہ پنجاب کی سرحد پر انگریز اور اس کے پروردوں سے لڑائیاں صرف اہل حدیث نے لڑی ہیں اور اسی جماعت نے انگریز کو ہمیشہ پریشان رکھا۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ مولانا ولایت علی، یہ مولانا عنایت علی، یہ مولانا عبداللہ، یہ مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ کون تھے؟ گلاب سنگھ (بانی ریاست کشمیر) کو کس نے شکست دے کر انگریزوں کی پناہ لینے پر مجبور کیا تھا؟ یہ کون لوگ تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن پر ۱۸۶۴ء میں مقدمے چلائے گئے۔ کیا اس کا کام وہابی تحریک کو ختم کرنا تھا، پھر بہت سے حضرات کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ جس جماعت کو ہمارے ملک میں انگریز کی نوازش سے ''وہابی'' کا خطاب دیا گیا؟ وہ اہل حدیث ہی ہے۔ یہ جماعت نیچے سے اوپر تک مسلمانوں کی اصلاح چاہتی تھی، اس لیے اس کو اگر ایک طرف اسلامی نظام قائم کرنا تھا تو دوسری طرف ایسی تربیت بھی کرنا تھی جس کے بعد وہ اسے چلا بھی سکیں، اس لیے ان کو تبلیغ و تدریس اور بیعت وارشاد کے سب سلسلوں کو ایک ساتھ چلانا پڑا لیکن جماعت من حیث الجماعت ایک دن کے لیے بھی اصل مقصد ...... انگریز کو نکال کر خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام ...... سے غافل نہیں ہوئی اور یہ امتیاز صرف اسی کو حاصل ہے۔ وللہ الحمد

ہاں، اس سلسلے میں بعض لوگوں کو مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے طرزِ عمل سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس پر اور مذکورہ خط کے دوسرے حصے پر گفتگو ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے۔ ان شاء اللہ [1]

---

[1] جلد: ۲، ش: ۲، ستمبر ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں انکارِ حدیث

افسوس کہ ناسازیِ طبع کے باعث جرعات کی اشاعت کا تسلسل باقی نہ رہ سکا۔

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا تھا کہ رحیق کا مقصدِ اشاعت فتنہ انکارِ حدیث اور الحاد و تجدد سے اصحابِ علم کو باخبر رکھنا، ان کے تدارک کی طرف اہلِ علم کو متوجہ کرنا اور مثبت انداز میں مذکورہ بالا دونوں طبقات کے دجل آمیز خیالات اور استشراق کی بنیاد پر پھیلائے ہوئے مغالطات کو طشت ازبام کرنا تھا۔ پاکستان کا آئین اور نظامِ حکومت کیسا ہو؟ یہ بحث قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اپنی خواہشِ عمل گریزی کے باعث پاکستان میں اسلام کی آئینی دخل اندازی سے گریزاں تھا، استشراقی رسد اور متجددین کی موشگافیاں جب رطب و یابس دلائل سے ان کا حوصلہ بڑھاتیں تو وہ خم ٹھونک کر حدیث کی تشریعی یعنی قانونی حیثیت کا انکار کرنے لگتے۔ ایسے مواقع پر مولانا رحمہ اللہ ان کو آڑے ہاتھوں لیتے اور مستشرقین کے بودے علمی دلائل کی کمک کا پوسٹ مارٹم کر کے اس کا تار و پود بکھیر دیتے۔ ملاحظہ کیجیے کہ مولانا رحمہ اللہ حریف کی چالوں سے کس قدر باخبر اور ان کی فکری گمراہیوں سے فقہ جدید کا لبادہ اتار کر اس کی حقیقت انھوں نے کس طرح واضح فرما دی۔ (احمد شاکر)

ابھی کل کی بات ہے کہ قرار دادِ مقاصد میں جب قرآن مجید کے ساتھ ''سنت'' کا لفظ رکھنے کا معاملہ درپیش تھا تو پرویز صاحب نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا کہ یہ لفظ پاکستان کے آئین کی بنیاد نہ ہونے پائے اور اوپر کے طبقے کے چند اشخاص اس کوشہ دے رہے تھے، مگر الحمد للہ کہ پروردگارِ عالم کی مدد اور مسلمانوں کی متحدہ آواز کے اثر سے یہ سعی نامسعود ناکام ہوگئی اور ''سنت'' دستورِ پاکستان کی بنیاد بن کر رہی۔

اس دستور کی رو سے جہاں قرآن و حدیث دونوں کی دینی و قانونی حیثیت یکساں تسلیم کر لی گئی وہاں اس پرویزی پروپیگنڈے کی بھی عملاً تردید ہوگئی کہ حدیث پاک امت کے پاس محفوظ موجود نہیں اور جو ہے وہ (معاذ اللہ) عجمی سازش کی ساختہ پرداختہ ہے۔

قریباً ایک صدی سے شرعی نظامِ حکومت سے محروم رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کو اس سے جو دستوری قسم کا بُعد سا ہوگیا ہے اس کو دور کرنے کے لیے ہماری دستوریہ نے ایسا کمیشن مقرر کرنا طے کیا جو موجودہ قوانین اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث دونوں پر غور وفکر کے بعد ایسی سفارشات مرتب کرے جن کی روشنی میں مروجہ قانونی دفعات کو قرآن وحدیث کی تصریحات وتعلیمات سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔

اس بنا پر بجا طور پر توقع تھی کہ اس کمیشن کے تقرر میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے گا کہ اس کے ارکان وہ حضرات ہوں جو سنت کی دینی اور قانونی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوں، کیونکہ ایسے شخص سے مقصودہ سفارشات یا ان میں حصہ لینے کی امید کیسے کی جاسکتی ہے جو سنت کی دینی وقانونی حیثیت اور امت میں اس کے محفوظ وموجود ہونے کا ہی سرے سے منکر ہو۔

مگر جمہور مسلمانوں کے تعجب وحیرانی کی انتہا نہ رہی کہ جب اراکین کمیشن کا اعلان ہوا تو ان میں ان صاحب کا نام بھی موجود تھا جو نہ صرف یہ کہ سنت کو آئین پاکستان کی بنیاد تسلیم کرنے کے لیے بطیب خاطر تیار نہیں بلکہ پچھلے تقریباً بیس سال سے حدیث شریف کے خلاف ایک مہم چلا رہے ہیں۔ اس کی دینی حیثیت کے وہ مخالف، قانونی حیثیت کے وہ منکر، موجود ہونے کے وہ انکاری۔ نہ صرف یہ بلکہ انھوں نے قرآنِ کریم کو بھی کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے کہ اپنے ہی من مانے معنوں کو معارف قرآن کے نام سے پروپیگنڈے کی پوری طاقت صرف کر کے نشر کیے چلے جا رہے ہیں۔

عوام مسلمانوں نے جب اس پر پُر زور احتجاج کیا اور حکومت کو توجہ دلائی کہ اس کا یہ اقدار دستور کے علاوہ پیش نظر مقصد کے بھی خلاف ہے تو ان صاحب (مسٹر پرویز) کو اس کی فکر پڑی اور خطرہ لاحق ہوگیا کہ شاید حکومت کو سابق کی طرح اب بھی جمہوری مطالبے کے سامنے جھکنا پڑے اور اس طرح ''لب بام'' سے ''دو چار ہاتھ'' ورے ہی اقتدار کی ''کمند ٹوٹ کر'' رہ جائے گی۔ وہ بہت سٹپٹائے، حسب عادت علماء کو دو چار ملاحیاں سنائیں اور بوکھلا کر اپنے ''عہدے'' کو بحال رکھنے کے لیے آپ نے اکتوبر ۷۵ء کے ''طلوع اسلام'' میں ''برسر اقتدار قیادت'' کو یہ ''رشوت'' یا مشورہ دیا کہ یہاں ''جمہوری راج'' ختم کر کے فوجی حکومت قائم کردی جائے۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

اندازہ کیجیے کہ محققین اہل سنت کے مختلف مکاتب فکر کو فرقوں کا نام دے کر ملت کے افتراق پر آنسو بہانے والے یہ حضرات اپنے جاہ واقتدار کو بچانے کی خاطر بے چاری امت مسلمہ کو انتشار واضطراب اور استبداد کے کس گڑھے میں پھینکنے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔

ہمارے ہاں کی قریبی مذہبی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ مرزائے قادیانی اور اس کی ''امت'' نے ''کاروبار نبوت وتجدید'' کو مسلمانوں میں فروغ دینے کے لیے غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان اختیار کیا تو عوام ان کی طرف لپکے۔ تبلیغ کے سلسلے میں جتنا ان کا کام تھا اس سے زیادہ شور مچایا اور اس سے خوب کمایا اور سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

پھر مسٹر عنایت اللہ مشرقی صاحب نمودار ہوئے۔ ''تنظیم و عسکریت'' کے نام سے چند دن چمکے اور ہزاروں کے وارے نیارے کر لیے۔ سادہ لوحوں میں آوارہ اور منفی قسم کا لٹریچر پھیلا کر خود اب سسکیاں لے رہے ہیں۔

ان کے بعد مرزا صاحب قادیانی کے ہم وطن وہم نام مسٹر غلام احمد صاحب پرویز آئے۔ ان کا ''اسلام'' دہلی کے وائسرائنگل لاج سے ''طلوع'' ہونا شروع ہوا تھا۔ انھوں نے ''صرف قرآن'' کا نعرہ بلند کیا۔ کچھ مدت سے اس کی ہماہمی ہے مگر شباب کی جولانیوں پر پہنچ کر اپنے پیش رووں کی طرح اب یہ بھی روبہ زوال ہونے کو ہے:

﴿وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾

(ابراهيم: ٢٦)

ان کے علاوہ بعض سیاسی و نیم سیاسی گروہ اور بھی پیدا ہوتے رہے جن کے دل فریب لیبل اور نعرے دیکھ کر بھولے بھالے لوگ ان کی طرف متوجہ اور ان پر فریفتہ ہوتے رہے ہیں۔

لاہور کے نیم سرکاری ادارہ ثقافت اسلامیہ کا معاملہ بھی کچھ اس سے مختلف نہیں جس کو غالباً معرضِ وجود میں اسی لیے لایا گیا ہے کہ اس سے موجودہ لادینی رجحان رکھنے والی برسرِ اقتدار پارٹی اپنے ''اعمال و مشاغل'' کے لیے ''خام مواد'' مہیا کرائے اور یہ ان کے ہر ہر ''کارنامے'' پر ''اسلامی ثقافت'' سے سندِ جواز تلاش کر کے دے۔ اس کے لیے اس نے ''فقہ جدید کی ضرورت'' کا جاذبِ نظر عنوان انتخاب کیا ہے۔

جہاں تک فقہ جدید کی واقعی ضرورت کا تعلق ہے اس کو سب سے پہلے یہاں اہلِ حدیث ہی نے محسوس کیا، پھر علمی قواعد اور قرآن و حدیث وائمہ سلف کے مسلمہ و طے کردہ ضوابط کے تحت اس کام کی طرح بھی ڈالی جسے اصولاً دوسرے مکاتبِ فکر نے بھی قبول کیا جس کی تفصیل کسی دوسرے وقت میں کی جائے گی ان شاء اللہ۔ اب بھی وسیع النظر علمائے اہلِ حدیث و حنفیہ، صحیح العقیدہ والعمل ماہرین قانون جدید کے اشتراک و تعاون سے یہ کام احسن طریق سے سرانجام دے سکتے ہیں جیسا کہ مصر میں ہو رہا ہے۔

مگر جس قسم کی ''فقہ'' مرتب کرنے کے ڈھنگ ان ثقافتی حضرات کے ہیں اس کے لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے تیرہ سو سالہ علمی نظام، عملی پروگرام اور مسلمات کو یکسر بدلنا ہوگا۔

ثقافتی فرقے کی غالباً پہلی اردو کتاب ''اسلام کی بنیادی حقیقتیں'' ۱۹۵۱ء میں چھپی تھی۔ کتابوں کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکان پر جب سرسری طور پر اس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو راقم نے اسی وقت بھانپ لیا تھا کہ بعض پرانے فتنوں کا یہ نیا روپ ایک دن اپنا رنگ لائے گا۔

لیکن فتنوں کا ایک طوفان ہے اور علمائے حق کی جماعت بہت ہی قلیل! ان کے سامنے ملت کے مفاد کے بہت سے تعمیری کام بھی ہیں، کس کس رخنے کی طرف دھیان دیں۔ اب تک شاید اسی وجہ سے وہ اس نئے فتنے کی طرف توجہ نہیں دے سکے۔ ادھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اس برخود غلط طائفہ نے اپنے پاؤں پھیلانے اور اپنی ''خدمات'' کے گن گانے شروع کر دیے ہیں، اس لیے ضرورت ہے کہ ''ادارہ طلوع اسلام'' کے ساتھی ''ادارہ ثقافت اسلامیہ'' سے بھی واقفیت حاصل کی جائے۔ چناچہ ''فقہ جدید کی ضرورت'' کا نقاب اوڑھ کر جس جدید علم کلام کو پھیلایا جا رہا ہے اور اسلامی اصطلاحات کی جدید تشریحات کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، اس کے چند نمونے یہاں پیش کیے جاتے ہیں تاکہ اس گلستان سے ''ثقافتی بہار'' کا قیاس ہو سکے۔

سب سے پہلے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے بانی اور قائد خلیفہ عبدالحکیم صاحب کے چند ایک خیالات مذکورہ بالا کتاب سے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے کہ موصوف نے ''رسالت محمدیہ'' پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے:

''خدا نے دیکھا کہ موحد افراد دیگر ادیان میں بھی پائے جاتے ہیں جن کا عقیدۂ توحید بھی درست ہے اور ان کے اعمال بھی صالح ہیں۔ بعض ایسے لوگ اپنی سوسائٹی کی روایات کی وجہ سے اس مخصوص جماعت میں داخل نہ ہو سکے جو رسولِ کریم ﷺ نے تیار کی۔ اسلام کی فراخ دلی یہ ہے کہ ایسے افراد کے متعلق اس نے نہایت درجہ رواداری برتی ہے۔ ان کو اسلام میں اسی طبقے میں داخل کیا ہے جس نے خدا کی طرف اپنا رخ کر کے زندگی بسر کر دی اور وہ محسن تھے۔ ایسوں کے لیے بھی قرآن میں وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو اولیاء اللہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں ﴿لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾۔ از روئے قرآن مومن محسن افراد دو قسم کے ہو سکتے ہیں: ایک وہ جن کو محمد رسول اللہ کی رسالت کو کما حقہ سمجھنے کا موقع ملا اور وہ نبی کی مقرر کردہ شریعت پر عامل ہوئے۔ دوسرا وہ طبقہ جو معاشرتی، روایاتی یا تاریخی مجبوری کی وجہ سے اس مخصوص جماعت کے ڈسپلن میں نہ آ سکا لیکن وہ جہاں بھی رہا موحد رہا، اور اس کے اخلاق صالح رہے۔ اس نے اسلام کچھ اپنی فطرت اور کچھ اپنے مقتدا نبی کی نبوت سے حاصل کیا۔ وہ عبادت کرتا ہے لیکن اس کی عبادت میں مسلمانوں کی صلاۃ کے ارکان اور پابندی اوقات نہیں۔ وہ ﴿مما رزقنھم﴾ پر عمل پیرا ہے لیکن اس کی خیرات مسلمانوں کی مقرر کردہ زکاۃ کے نصاب سے مطابق نہیں ہو سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ زکاۃ مخصوصہ سے کہیں زیادہ خیرات کرتا ہو۔ اگر اس نبی کی امت اور جماعت کے باہر کچھ لوگ ایسے ملتے ہوں جن میں وہ باتیں ملتی ہوں جو اصل مقصود ہیں تو ایسوں پر نجات کا دروازہ بند کرنا حد درجے کی تنگ نظری ہوگی۔'' ❶

''لیکن مسلمان علماء نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ گناہ گاری کے باوجود مسلمان کی نجات کی توقع ہو سکتی ہے لیکن غیر مسلم اعمال صالحہ کے باوجود جہنم کا ایندھن ہے۔ یہود بھی ایسی باتیں کرتے تھے، اور اسی قسم کی اجارہ داری کے مدعی تھے۔'' ❷

یہ ہے ''جدید فقہ'' کا ''جدید علم کلام'' جس کی رو سے نجات اخروی کے لیے رسول کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنا ضروری نہیں۔ ظاہر ہے جب رسالت کا ماننا ضروری نہ ٹھہرا تو پھر کیا ضرورت ہے کہ انسان خواہ مخواہ آنحضرت ﷺ کی فرمودہ و کردہ نماز و زکاۃ پر عمل پیرا ہونے کا تکلف کرے، چنانچہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس خوبصورت طریقے سے اس کی اہمیت گرائی گئی ہے۔ خلیفہ صاحب کے ایک طویل مقالے کا یہ تھوڑا سا اقتباس ہے۔ پورا مقالہ اسی قسم کی ''تحقیقات نادرہ'' کا حامل اور ''فقہ جدید'' کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔

یہ ارشادات ۵۱ء کے ہیں، حال کا ارشاد بھی سن لیجیے:

''قرآن نے نجات کو کسی ملت کا اجارہ قرار نہیں دیا اور بعض دوسری ملتوں کا نام لے کر وضاحت سے کہا ہے کہ ان کا جو فرد بھی خدا پرست، آخرت کا قائل اور انسانوں کا محسن ہے وہ نجات یافتہ ہے۔ ایسے لوگ اگر دوسری ملتوں میں بھی ہوں تو وہ اولیاء اللہ اور خوف و حزن سے بالاتر ہیں۔'' ❸

اس عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ رسالت محمدیہ علی صاحبها ألف ألف صلوة وتحية کا ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری نہیں۔ نجات یافتہ ہونے کے لیے آنحضرت ﷺ کو ''اچھا'' سمجھ لینا کافی ہے۔ لیکن قرآنِ حکیم کا اعلان یہ ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ﴾

(البقرة: ۱۳۷)

''فقہ جدید کی ضرورت'' کا ایک اور شاہکار ملاحظہ فرمایئے، یعنی ڈارون کے مطرود و مردود نظریۂ ارتقا پر ایمان لا کر قرآنِ حکیم کے فرمودہ قصہ تخلیق آدم کا حلیہ یوں بگاڑا گیا:

''قرآن کا آدم مسجود ملائک اور مسخر کائنات ہے۔ اس سے کوئی ایک فرد مراد نہیں بلکہ یہ انسانیت کا

❶ اسلام کی بنیادی حقیقتیں، ص: ۲۲۴.

❷ کتاب مذکور، ص: ۱۱۵.

❸ ثقافت، ص: ۱۱۔ محریہ جنوری ۱۹۵۷ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصب العین ہے۔'' ❶

''ملک وجن کے سجدے کا مطلب ان قوتوں کا اعلیٰ اور ارتقائی مقصد کے لیے مسخر ہو جانا ہے۔ قصہ آدم وابلیس وملائکہ کوئی ڈرامہ نہیں تھا جو خدا کے سامنے کھیلا گیا ہو۔ یہ بشریت، ملکیت اور ابلیسیت کی حقیقتوں، صلاحیتوں، فطرتوں کی ایک حسین داستان ہے۔ بزبانِ حال ہم یہ قصہ پڑھتے ہیں کہ دیوار نے کھونٹی سے پوچھا کہ تُو مجھ میں سوراخ کیوں کرتی ہے؟ کھونٹی نے جواب دیا کہ یہ سوال اس سے کر جو مجھے ٹھونک رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ دیوار نے کوئی سوال کیا اور نہ کھونٹی نے کوئی جواب دیا۔ بلکہ ایک قصے کے پیرائے میں ایک خاص حقیقت بیان کی گئی ''کلیلہ ودمنہ'' ایسی ہی داستانوں سے بھری ہے۔ رومی دعطاء نے اس طرح کے بے شمار قصے لکھے ہیں۔ ان کا مقصد صرف ایک حقیقت کو بیان کرنا ہوتا ہے، ڈرامائی انداز ہے۔ قرآن نے بھی بشری، ملکی اور جنی فطرتوں کو بیان کرنے کے لیے اسی طرح کا دلنشین انداز اور پیرایہ قصہ اختیار فرمایا ہے۔'' ❷

سمجھے آپ؟ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام کوئی امر واقعہ نہیں، خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوا، بس اس کی حیثیت کلیلہ ودمنہ کی کہانیوں اور ''دلنشین ڈرامائی انداز'' کی ہے۔ كبرت كلمة تخرج من أفواههم إن يقولون إلا كذبا .

اور وحی کی حقیقت یوں بیان کی گئی ہے:

''فطرت کی اندرونی راہنمائی ہے۔ اس لفظ کے متفرق طور پر استعمال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کا وحی والہام اسی قوت کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جس کے ذریعے خلاق قدرت، حیوانات اور عام انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے، البتہ ان اشکال کے مدارج میں بہت بڑا فرق ہے، جس طرح ماہرین فن اپنی اپنی ایجادات واختراعات میں فطرت کی اندرونی راہنمائی سے مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں، اور جب کسی شعبۂ فن میں اس کے ماہر کو کوئی نئی بات سوجھتی ہے تو وہ فطرت اندرونی ہدایت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء اور رسولوں نے ہادیِ فطرت سے جو تعلیمات اخذ کیے ہیں وہ بھی اندرونی الہام کا نتیجہ ہیں۔ یہ سمجھنا صحیح نہ ہوگا کہ ان پر خارج سے کوئی قوت عمل کرتی ہے۔'' ❸

---

❶ ثقافت، ص: ۵۔ جنوری ۱۹۵۱ء۔

❷ ثقافت، ص: ٦٨۔ محریه جنوری ١٩٥٦ء۔ ❸ اسلام کی بنیادی حقیقتیں، ص: ٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ''وحی'' کی حیثیت بس ایک عمدہ قسم کے ماہر فن کی حیثیت ہے۔ کہاں کا فرشتہ اور کیا اس کا نزول! ایک صاحب لکھتے ہیں:

''بنی اسرائیل کے انحطاط کے زمانے میں ...... اور انبیاء زادوں کی تعداد ایک ہی وقت میں سینکڑوں کی تھی اور ان کی حالت ایسی ہی تھی جیسے ہمارے زمانہ میں خانقاہوں کے پیروں کی ہے اور یہی حلقہ ارادت اور یہی وجد وحالت کی کیفیت ان پر طاری رہتی اور لوگ خیال کرتے کہ ان پر روح القدس کا نزول ہورہا ہے۔'' ❶

یعنی انبیائے بنی اسرائیل علیہ السلام (معاذ اللہ) موجودہ زمانے کے سچے جھوٹے پیروں کی طرح کی ایک کھیپ تھے۔ اور سنیے!

''معراج کے بارے میں کچھ روایات ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ سب ایرانی زردتشی ہیں، معراج کا قصہ وہی کچھ ہے۔ صرف نام بدل دیے گئے ہیں (پھر وہ قصہ ذکر کر کے لکھا ہے) یہی قصہ مسلمانوں میں تبدیل نام کے بعد شائع ہوا اور اس کو مستند بنانے کے لیے احادیث میں مذکور ہوا۔ معراج کے بارے میں تمام احادیث زندیقوں کی اختراع ہے۔'' ❷

کیا یہ معراج نبوی کا صریح انکار نہیں؟ پھر یہ بھی ارشاد ہے:

''یوم آخر'' پر ایمان ایک اصولی امر ہے، لیکن قرآن بطور عقیدہ کے یہ بات نہیں منواتا۔' ❸

چلیے قیامت پر ایمان سے بھی چھٹی ہوئی۔ باقی رہے وہ مقدماتِ یومِ آخرت جن کو ماننا آج تک مسلمانوں کا متفقہ طور سے عقیدہ ایمان کا جزو چلے آرہے ہیں تو ان کے متعلق یوں گوہر افشانی فرمائی گئی ہے:

''علامہ نسفی اور شارح علامہ تفتازانی باہمہ علم وفضل عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال وجواب اور میزان اور پل صراط پر ایمان کو بھی عقائد میں شامل کرتے ہیں۔ اگر میرا بس چلتا تو میں لفظ ''عقیدہ'' ہی اس معنی میں لغت سے خارج کر دیتا۔''

''اگر میرا اختیار ہوتا تو میں اس قسم کے عقائد کی جگہ اور ہی پیش کرتا۔'' ❹

غرض یہ نمونہ ہے اس بنیاد کا جس پر ثقافتی فقہ جدید کی عمارت اٹھانے کے داعیے ہیں۔ ❺

---

❶ ادارہ ثقافت کی کتاب مذاہب اسلامیہ، ص: ۱۶۲
❷ مذاہب اسلامیہ، ص: ۲۴۹.
❸ اسلام کی بنیادی حقیقتیں، ص: ۱۵۰.
❹ مذاہب اسلامیہ، ص: ۲۴۶.
❺ جلد: ۲، ش: ٤، نومبر ۱۹۵۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستورِ پاکستان اور پرویز صاحب

علم اسماء الرجال کی تاریخ اتنی واضح، روشن اور بے مثال ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اور دین اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ محدثین عظام رحمہم اللہ نے احادیث روایت کرنے میں جہاں ایک ایک لفظ نقل کرنے میں احتیاط کیا وہاں ایک ایک راوی کے عمل و کردار اور حفاظت وصیانت کا خیال بھی رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی یہ طبقہ حدیث و محدثین پر کوئی ایسی دلیل تو کجا سوءِ ظن بھی پیدا نہ کرسکا جس سے اس وحی غیر متلو، ان کے خدام کسی تشکیک کی زد میں آسکیں۔ یہ عمل گریز طبقہ ہمیشہ کی طرح ہمارے معاشرے میں اب بھی موجود ہے کہ یہ طبقہ کہیں قرآنِ حکیم کو عرب کے جاہلی ادب کی ساز پر چڑھاتے ہیں اور کہیں حدیث پاک کو عقل کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ان کی تاریخ دیکھیں تو کہیں یہ مستشرقین کے استشراقی چشمے سے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور کہیں قرآن وحدیث کے تراجم سے عمل گریزی کی غیر مطلوب فقہ تراشتے ہیں۔ مولانا رحمہ اللہ کی عقابی نظر ان کے افکار ونظریات کو پاتال سے نکال کر اہل علم کی خدمت میں پیش کر کے علماء حدیث کو دعوت فکر دیتے ہیں۔ آیئے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (احمد شاکر)

جب سے پاکستان کی دستوری فضا میں لاکمیشن کا چرچا ہوا ہے اس کے دانا دشمنوں کا ایک مخصوص اور قلیل طبقہ پر پُرزے نکال کر میدان میں آ گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس ملک کو کسی اعتبار سے بھی شاید مستحکم دیکھنا پسند نہیں کرتے، اور چاہتے ہیں کہ سیاسی طور پر جس طرح اس کا نظام ڈانواں ڈول اور انگریز بہادر کے کاسۂ لیسانِ ازلی ووفا کیشانِ سرمدی کے رحم وکرم پر ہے، اسی طرح قانونی حیثیت سے بھی پاکستان انتشار واضطراب کے گرداب میں ہمیشہ کے لیے پھنسا رہے۔ لا قدره اللّٰه تعالٰی.

چنانچہ ادارہ طلوع اسلام کراچی اور ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، دونوں اس موقع پر پھر سے سرگرم ہو گئے ہیں۔ دونوں اس ''نقطہ ماسکہ'' پر متفق ہیں کہ دستورِ پاکستان میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وافعال کو ضابطہ زندگی کی بنیاد (قانونی ماخذ کی حیثیت) ماننے سے ہر صورت روکا جائے، اور اس کی بجائے ''برسر حکومت پارٹی''، جسے یہ لوگ ''مرکز ملت'' کا نام دیتے ہیں، کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ باہم گٹھ جوڑ، جس پر ''شوریٰ'' کا نقاب ڈال دیا گیا ہے، سے قرآنِ مجید کو حسبِ ضرورت ''استعمال'' میں لائیں۔ جیسے جیسے ''مرکز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملت'' بدلتے جائیں ویسے ویسے قرآنی استعمالات بھی بدلتے چلے جائیں، یعنی ایک ''مرکزِ ملت'' ایک طرح کا ''قرآنی نظامِ صلاۃ وزکاۃ'' تجویز اور ''قرآنی معاشرہ'' قائم کرے تو دوسرا دوسری طرح کا اور تیسرا تیسری قسم کا۔ و علی ھذا القیاس.

پرویز صاحب کے انکارِ حدیث کی مہم اسی محور کے گرد گھومتی ہے جس پر حال ہی میں آپ نے ایک مضمون ''اسلام میں قانون سازی'' بھی کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ اور اکتوبر ۱۹۵۷ء میں لاہور آکر ایسا ہی ایک لیکچر بھی داغ دیا ہے۔

اس تگ ودو کا مقصد یہ ہے کہ قرآن سمجھنے اور اس کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے معیارِ خطا وثواب ومدارِ حق وباطل سنت نبویہ اور فہمِ صحابہ وائمہ دین کی بجائے مغرب کے ڈکشنری نویسوں اور ان مغرب زدہ صحافیوں کی ''درایت وفہم'' کو قرار دیا جائے۔ ظاہر ہے اگر قرآنی قانون سازی ایسے ہی قرآن فہموں کے ہاتھ دے دی جائے تو قانونی انتشار واضطراب کے سوا اس کا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے!

''کرسی اقتدار'' یا ''مرکزِ ملت'' کے دوسرے محافظ ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور کے خلیفہ عبدالحکیم صاحب عنوان ''تجدید واحیاء'' کے تحت لکھتے ہیں:

''قرآن معدودے چند قوانین پر مشتمل تھا۔ اس کا نہایت اہم حصہ وضع قوانین کے چند بنیادی اصول تھے جو نہایت صاف اور بڑے ترقی پسند تھے۔ قرآن کے بعد قانون سازی کا دوسرا ماخذ آنحضرت کے اقوال وافعال تھے۔ یہ ماخذ نہایت غیر یقینی اور بے ترتیب تھا جو چھ یا زائد نسلوں کی زبانی ترسیل وارسال کے واسطوں سے پہنچا تھا جس کو جہالت، مستقل ذاتی مفادات اور فرقہ واری نزاعات نے مسخ کر دیا تھا۔ اور جو قطعی اور قابل اعتماد معیارِ عمل قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔''[1]

آگے چل کر ''متجد دین'' کے طبقوں کا ذکر کرتے ہوئے ''در حدیث دیگراں'' کے انداز سے لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کے طریقوں اور فیصلوں کا پتا چلانا دشوار ہے، کیونکہ احادیث کا ذخیرہ یکساں اصول پر مبنی نہیں ہے اور صریح اضافہ والحاق کے علامات ظاہر کرتا ہے۔ اگر یہ تحقیق بھی جائز ہوجائے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی خاص موقع پر کسی خاص طرح عمل فرمایا تھا تو اس کو صرف موقتی اہمیت دی جائے گی۔''[2]

خلیفہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث محفوظ ہے ہی نہیں، اور ہر حدیث کے ''مسخ'' ہونے اور اس میں ''صریح اضافہ والحاق'' ہونے کا احتمال قوی ہے۔ لیکن اگر بدقسمتی سے کوئی حدیث

---

[1] ثقافت، ص: ۹، نومبر ۱۹۵۷ء۔ [2] ص: ۱٤، نومبر ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ''مفاسد'' سے بچ نکلنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو وہ صرف اسی زمانے کے لیے آپ ﷺ کا ''خاص عمل'' تھا، یعنی بہر صورت سنت قانونی ماخذ نہیں ہو سکتی۔ رہا قرآن کا ماخذ قانون ہونا تو اس کی جوگت بنے گی اس کی ترجمانی ''مستجد دین'' کی زبان سے یوں کی گئی ہے:

> ''قرآن میں جن معاشرتی حالات سے قوانین بحث کرتے ہیں وہ اس وقت کی صورتِ موجودہ کے لحاظ سے تھے، اس لیے یہ قوانین نہیں بلکہ ان کے پس پردہ جو اساسی اصول کارفرما ہیں وہی مذہب کے ہمیشہ قائم رہنے والے اجزاء ہیں۔'' ❶

یعنی قرآن کا ایک بڑا حصہ بھی صرف وقتی تھا، لہٰذا وہ بھی مستقل قانونی ماخذ بننے کے قابل نہیں۔ اس کی حیثیت بھی محض راہنما اُصول کی ہے اور بس۔

ان خوش فہم حضرات پر واضح ہو جانا چاہیے کہ اس فتنے کی ابتدا میں مستشرقین کے اس پھیلائے ہوئے مغالطے سے کہ حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور کئی صدیاں عہد نبوی کے بعد وجود میں آئیں، ممکن ہے کچھ لوگ دھوکا کھا گئے ہوں۔ اب ان شاء اللہ ان کا اور ان کے آپ جیسے شاگردوں کا یہ جادو نہیں چل سکے گا۔ حقائق واضح ہو کر اب سامنے آ گئے ہیں اور بہ دلائل و براہین ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن و حدیث پر مشتمل جس شریعت کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اسے صحابہ، تابعین، ان کے محدثین کرام و فقہائے عظام کے ذریعے علما و فقہا اس نے پورا فرمایا ہے اور وہ سب مدون و منقح طور پر امت کے پاس موجود ہے، تاکہ امت ہمیشہ کے لیے اسے بنیادِ زندگی بنا سکے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے احادیث صحیحین کو قطعی الصحۃ قرار دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

> ((واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ ھو الحفیظ یحفظ ھذا الدین کما قال تعالیٰ: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ .)) ❷❸

---

❶ ص: ۱۲، نومبر ۱۹۵۷ء.

❷ الحجر: ۹، منهاج السنة: ٤/ ٥٩.

❸ جلد: ۲، شمارہ: ۵۔ دسمبر ۱۹۵۷ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ مولانا مدنی!

یہ اداریہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی وفات پر ہے۔ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ اور مولانا مدنی رحمہ اللہ میں چوں کہ قیامِ پاکستان سے پہلے کی صلیب دشمنی کہہ لیں یا بدیشی سامراج کا بغض کہہ لیں قدر مشترک تھی۔ اس لیے مولانا نے فقہی ہم آہنگی نہ ہونے کے باوجود ان کے سیاسی مقام سے اپنی عقیدت کا کھلے دل سے اظہار کیا جب کہ اس طبقہ کی طرف سے اس طرح کے اظہار واعتراف کی مثال کم از کم ہمارے علم میں نہیں۔ (احمد شاکر)

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

ہندو پاک کے مذہبی، علمی، خانقاہی اور سیاسی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و الم کے ساتھ سنی گئی کہ سینکڑوں علماء کے استاذ، ہزاروں صلحاء کے مخدوم۔ لاکھوں انسانوں کے مرجع عقیدت، مولانا حسین احمد صاحب مدنی طویل علالت کے بعد دارالعلوم دیو بند میں ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ (۵ دسمبر ۱۹۵۷ء) کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا میں اتنے اوصاف جمع تھے جن کا اس سیاست زدہ دور میں ایک جگہ پایا جانا مشکل ہے۔ مذہب، سیاست، تصوف اور حسنِ اخلاق کی حسین آمیزش کے حامل تھے۔ ادھر مسند تدریس پر حدیث پاک کی تدریس میں انہماک ہے تو سٹیج پر سیاسیاتِ حاضرہ پر مناسب حال تقریر بھی فرما دی ہے۔ خلوت میں حق تعالیٰ سے راز و نیاز ہے تو مجالس سیاسیہ میں ملکی مسائل پر گفتگو میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔

مولانا مرحوم کی زندگی اگر اس امر کی شہادت تھی کہ مذہب کے ساتھ سیاست بھی چل سکتی ہے تو اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اسلامی سیاست وہی ہوسکتی ہے جو کتاب وسنت کی نگرانی میں ہو...... اور یہ نتیجہ تھا حدیث پاک سے تعلق کا۔ اس کی تدریسی مزاولت کا، اور سارے شعبہ ہائے زندگی میں اس پر عمل سے شغف کا.....!

پہلی جنگ عظیم کے آخری ایام میں انگریز سے آئینی لڑائی کے لیے مسلمانوں کا جو ہراول دستہ...... جن میں حنفی، اہل حدیث...... علمائے قدیم وتعلیم یافتگان جدید سب ہی شریک تھے۔ آگے آیا تھا اس میں علمائے دیو بند سے مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کے بعد آپ ہی کی شخصیت نمایاں تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالٹا کی اسیری، کراچی کا مقدمہ بغاوت، جمعیۃ علمائے ہند کی صدارت، قید و بند کے مصائب، سب مراحل طے ہوتے گئے۔ ہندوستان آزاد ہوگیا۔ مولانا ان خوش قسمت لوگوں سے ہیں، جنھوں نے انگریز کو ہندوستان سے اپنی آنکھوں جاتا دیکھ لیا......!

آزادی کے بعد مسلمانانِ ہند جن حالات سے دوچار ہیں۔ ان میں..... نظریہ اسباب ظاہرہ...... مولانا ابو الکلام آزاد کے بعد مولانا مرحوم ان کا بہت بڑا سہارا تھے۔ اس اعتبار سے بھی آپ کی جدائی قوم کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

آپ نے سالہا سال تک والہانہ انداز سے حدیثِ پاک کا درس دیا۔ حنفی مسلک پر تصلب کو قائم رکھا۔ اور اس کی خوب خوب تبلیغ فرمائی، بزرگانِ دیو بند کی روایات کو مضبوطی سے تھامے رہے۔ افسوس ہے کہ بہمہ وجوہ قاسمی نظریات کی حامل یہ آخری شمع بھی اب خاموش ہے۔ غفر اللہ له وبرد مضجعه۔

داغ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے! ❶

---

❶ جلد ٢، شمارہ ٦، جنوری ١٩٥٨ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصویر سازی......حقائق شرعیہ کی روشنی میں

وسعت مطالعہ کے باوجود مولانا رحمہ اللہ کی رائے تصویر، سود، بیمہ وغیرہ کے بارے میں احادیث صریحہ کے ظاہری احکام کے مطابق رہی جس میں وہ کسی تاویل، تطبیق اور تلون کے کبھی قائل نہ ہوئے۔ دوسرے جرعات اس دور کے ہیں جب تصویر کی عمومیت اس حد تک نہیں تھی جیسا کہ اب یہ کمجری الدم تک پہنچ چکی ہے۔ ایک وقت تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ ہال میں جناب محمد علی جناح کی پورٹریٹ لگائی گئی تھی، اس کی نقاب کشائی کے وقت حاضرین کھڑے ہو کر اس کے آداب بجا لائے تھے اور اس وقت ہمیں یہ سمجھ آ گئی تھی کہ تصویر کی حرمت کی وجہ کیا ہے۔ آج کل تصویر کو فوٹو سٹیٹ بھی کہا جا رہا ہے اور اب ہر گھر، بلکہ ہر جیب میں کرنسی نوٹوں کے علاوہ موبائل فون کی طفیل کم و بیش ہر جیب میں پہنچ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اس اضطراری گناہ کو معاف فرمائے تاہم کسی گناہ کے عام ہو جانے، اس کی معصیت میں کمی کم از کم ہمارے علم میں نہیں۔ بہر حال معصیت کو معصیت ہی جاننا چاہیے۔ چاہے وہ فنون لطیفہ کے نام پر ہو یا آرٹ کے نام پر۔ آخر میں ''الفرقان'' لکھنؤ (ہند) سے نقل کردہ اقتباس اہل ایمان کے لیے بہت چشم کشا ہے۔ (احمد شاکر)

اسلام کے نام پر بنائے گئے نئے ملک ''پاکستان'' پر مسلط ٹولے کا ایک تازہ کارنامہ ہے کہ بعض نوٹوں پر مسٹر محمد علی جناح کی تصویر چھاپ دی گئی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مصوری جاہلی قوموں کی تہذیب کا ایک عنصر ہے۔ اسلامی تہذیب سے نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اس کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا خاص اہتمام تھا۔ جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے:

((''عن علی ، قال: کان رسول الله ﷺ فی جنازة فقال: ((أیکم ینطلق إلی المدینة فلا یدع بها وثنا إلا کسره ، ولا قبرا الا سواه ، ولا صورة إلا لطخها وفي رواية ((طلخها)) فقال علي: أنا أنطلق یا رسول الله! قال: ((فانطلق .)) فانطلق ثم رجع فقال: یا رسول الله! لم أدع بها وثنا إلا کسرته ولا قبرا إلا سویته ولا صورة إلا لطختها وفي رواية طلختها ، ثم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللہ ﷺ: ((من عاد لصنعة شيء من هذا فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ .)) ❶

''یعنی ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر اونچی قبر ڈھا کر درست کر دی جائے، ہر بت کو توڑ ڈالا جائے اور ہر تصویر کو مسخ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ اس حکم کو نافذ کر کے واپس خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضور ہر اونچی قبر کو میں نے ڈھا کر درست کر دیا، اور ہر بت کو مسمار کر دیا ہے اور ہر تصویر کو مسخ کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے۔ فرمایا: ''(بس ٹھیک ہے۔) اس قسم کے کام (فنون لطیفہ) کو آئندہ جو کوئی ''زندہ'' کرے گا وہ شریعت محمدی کا انکاری ہے۔''

اس قسم کی احادیث تواتر معنوی کے درجے پر پہنچی ہوئی ہیں۔ پھر یہ مسئلہ اہل سنت کے مکاتب فکر کا متفق ہے۔ کسی بھی مسلک کا اس میں اختلاف نہیں کہ جانداروں کی تصویر سازی اور اس کا استعمال دونوں ممنوع ہیں۔

بعض نئے ''مجتہدین'' کی اُپج یہ ہے کہ تصویر اور فوٹو میں فرق ہے۔ اسلام نے تصویر سے منع کیا ہے لیکن ''فوٹو'' سے نہیں۔ مگر قطع نظر اس کے کہ یہ فرق صرف موہومی ہے، عرض یہ ہے کہ نتیجہ تو دونوں کا ''مظاہر پرستی'' ہی ہے۔ افسوس کہ علماء پر ''ظواہر پرستی'' کا الزام دھرنے والے خود بت پرستوں کی تقلید کرتے ہوئے مظاہر پرستی میں مبتلا ہیں اور اس کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں۔

ایک مغالطہ یہ دیا گیا ہے کہ مصر وغیرہ مسلمان ملکوں میں تصویر سازی رواج پذیر ہے۔ تو اس کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل کے الفاظ میں گزارش ہے:

((أعطوني شيئا من كتاب الله أو سنة رسوله حتى أقول به .)) ❷

اس پر قرآن وحدیث سے دلیل کی ضرورت ہے۔ ہما وشما کے اقوال کی کیا حیثیت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام میں بھی ان کے قائل وفاعل وہی چند حضرات ہیں جو مغرب کی بت پرست تہذیب سے مرعوب اور اس سے متاثر ہیں۔ ورنہ جہاں تک مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق ہے، وہ اس سے نفرت کرتے ہیں، چنانچہ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ حکومت پاکستان پر قابض گروہ کی اس حرکت کو جمہور مسلمانوں نے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر احتجاج کیا ہے۔ کیا جمہوریت کے دعوے دار اس پر غور کریں گے۔

پچھلے دنوں ایک کتاب ''What Happened in History'' یعنی ''تاریخ کے حوادثات'' انگریزی میں شائع ہوئی ہے جس میں بڑی تحقیق اور کاوش سے ان اقوام کے مذہبی خیالات، عقائد، رسوم، علم الاصنام،

❶ مسند إمام أحمد بإسناد حسن: ۲/ ۶۹، ۲۷۴. ❷ تاريخ الإسلام للذهبي، ص: ۹۴ طبع أحمد شاكر.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرافات، اوہام پرستی اور ایک اَن دیکھی ہستی کے تصورات پر بحث کی گئی ہے۔ جو زمانہ تاریخ سے پہلے گزر چکی ہیں اور جن کے حالات کا سراغ، کتبوں، قدیم اوزاروں، برتنوں، مقابر اور دوسری چیزوں سے نکالا گیا ہے۔

اس کے بعد مصنف (V.Gordonchilo) نے اسلام کی بعض خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے فوٹو پرستی پر بھی تبصرہ کیا ہے جو بہ شکریہ ''الفرقان'' (لکھنو) حسب ذیل ہے:

''ہماری مہذب دنیا میں فنون لطیفہ کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ آرٹ ہماری سوسائٹی کا ایک عظیم جزو بن چکا ہے، مگر دنیا کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ قرآن میں آرٹ کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے جمالیات میں زندگی گزاری ہے اور جنھیں اسے ترقی دینے پر فخر ہے وہ یقیناً اسلام سے مایوس ہوں گے کہ اس میں ان کے ذوق کی یہ چیز نہیں ہے۔ لیکن داد دینی پڑتی ہے قرآن کو کہ اس نے سیرت کی اُن تمام برائیوں کو چیلنج کیا ہے جو آرٹ کے نام سے آج ہماری سوسائٹی کو گمراہ کر رہی ہیں اور اس اصلاحی وتنقیدی قرآنی تحریک کی قدر اُس وقت معلوم ہوگی جب ایک طویل زمانے کے بعد آرٹ کی برائیاں زندگی کی سطح پر آجائیں گی اور ہماری نئی نسلوں کو گھن لگا دیں گی۔ ہمارا آرٹ کیا ہے؟ ذہن کی بے راہ روی، اخلاق کی کجی، ذوق کی شوریدگی، جنسی انارکی، ہوس کی آرزو اور پرانی برائیوں کو چھپانے کی ایک ترکیب۔ قرآن نے بت پرستی کی تردید اور مذمت کرکے آرٹ کی آدھی عمارت کو مسمار کر دیا، کیوں کہ آرٹ کا بہت بڑا حصہ قدیم زمانے کے بتوں اور تصویروں کی ایک شرمناک یادگار ہے اور ان جنسی تعلقات کی یاد ہانی کراتا ہے جن پر جمالیات کا خول چڑھا ہوا ہے۔ قرآن حسن فطرت کا آئینہ تو ہے، فحش کاری کا معلم نہیں۔

ہماری سوسائٹی میں آج کل فنونِ لطیفہ کی بڑی قدر ہے لیکن وقت آئے گا کہ آرٹ کی برائیاں ظاہر ہوں گی اور قرآن کی پیش بینی ایک حقیقت بن کر سامنے آئے گی۔'' ❶ ❷

---

❶ ماہنامہ الفرقان لکھنو۔

❷ جلد: ۲، ش: ۷، بحریہ فروری ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! امام الہند مولانا آزاد رحمہ اللہ

''ہلال وصلیب کی تاریخی کشمکش انیسویں صدی میں جب متحرک ہوئی تو اس نے خلافت اسلامیہ یعنی مسلمانوں کی اجتماعیت کو تاراج کرنے کے لیے ترکی میں سازشیں اور دسیسہ کاریاں شروع کردیں، اور دوسرا برصغیر میں ۱۰۰۰ سال سے قائم مسلمانوں کی مغل حکومت کی شکست وریخت کرکے اس میں آباد مسلمانوں کے اٹھ کو ٹکڑوں میں تقسیم کردینے کو صلیب نے کامیابی کی کلید جان لیا اور اس کے لیے تخریبی منصوبے...... تنسیخ جہاد کا فتویٰ، جعلی نبوت کا پرچار اور مسلمانوں کے مابین تکفیر کے فتوے...... شروع کردیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تکوینی امر سے ترکی اور ہندوستان کو دو ایسی شخصیتوں سے نواز دیا جنھوں نے تاریخ کے مطالعے اور اپنے علم کی روشنی ومشاہدے سے مسلمانوں سے ہمدردی کے باعث صلیب کی حکمت عملی کو جان کر صلیب کو نشانے پر رکھ لیا۔ ہندوستان کی وہ عبقری شخصیت مولانا ابوالکلام آزاد تھے اور ترکی کے جمال الدین افغانی۔

مولانا ابوالکلام کی نصف صدی سے زیادہ سیاسی جدوجہد سے انگریز کو بالآخر ہندوستان چھوڑنا پڑا۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ جب علم ومطالعہ کی دنیا میں داخل ہوئے تو انھیں پڑھنے کو بجنور کا اخبار مدینہ، پنجاب کا زمیندار، کلکتے کا الہلال ملا۔ جن کے متواتر مطالعے سے صلیب دشمنی ان کے فکر وخیال میں سرایت کرگئی اور وہ سیاست میں بطور کارکن عملاً داخل ہوگئے، چنانچہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت وہ جمعیۃ علماء ہند ڈسٹرکٹ فیروزپور کے نائب صدر تھے اور جمعیۃ علمائے ہند بھی مولانا آزاد کے سیاسی مقصد یعنی استخلاص ہند ہی کی ہم نوا تھی۔ اس ناطے مولانا حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کا مولانا آزاد کے علمی تفوق اور سیاسی حکمت عملی سے مرعوبیت کے باعث ان سے عقیدت ونیازمندی کا رشتہ قائم ہوچکا تھا جس کا اظہار پیش نظر اداریے میں نمایاں اور واضح نظر آئے گا۔ لیکن ملاحظہ فرمائیں کہ مولانا بھوجیانی نے عقیدت ونیازمندی کو سیاست تک ہی محدود رکھا، مولانا آزاد کے فکری تفردات کے بارے میں خاطر جمع رکھا اور کسی بھی رائے زنی سے مجتنب رہے۔ مولانا بھوجیانی فرمایا کرتے تھے کہ میری سیاست ۱۹۴۷ء میں ختم ہوگئی تھی کہ میری سیاست کا مقصد برصغیر سے انگریز کو نکال باہر کرنا تھا، اسی وجہ سے ۱۹۴۷ء کے بعد بعض دینی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی تحریکات وتنظیمات میں تو وہ شامل رہے لیکن ان کی سیاسی سرگرمی کوئی نہ رہی۔ (احمد شاکر)"

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں!

آہ! کیوں کر کہیے کہ آسمان علم وفضل کے درخشندہ آفتاب، بزم تحقیق کی شمع فروزاں سرآمد روزگار حکیم، امراضِ ملت کے ماہر طبیب، علوم قدیم وجدید کی جامع ہستی، دنیائے اسلام کے جید عالم، تدبر وفراست کے ذروۂ علیاء پر فائز شخصیت، جنگ آزادی کے بہادر جرنیل، کروڑوں انسانوں کے محبوب راہنما، جبل استقامت، عفو وحلم مجسم، مخلص و بے لوث زعیم، ہند و پاک کے مسلم امام حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ عزوجل رحمۃ واسعۃ نے ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو ۲ بجے رات کے مبارک وقت میں بہ مقام دہلی داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون.

آہ وہ دماغ کا بادشاہ، دل کا درویش، آتش بیان خطیب، ابوالکلام ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا اور یوں نصف صدی کی یہ پوری تاریخ اپنوں اور پرایوں سے یہ کہتی ہوئی دفن ہوگئی۔ ؎

لو آج مرگِ فانی بے کس سے مٹ گئی
وہ اک "خلش" جو خاطر اہل "وطن" میں تھی

بھارتی مسلمانوں کے لیے مولانا حسین احمد رحمہ اللہ کا صدمہ ہی کیا کم تھا کہ ان کے بعد جلد ہی اس حادثۂ فاجعہ سے بھی انھیں دوچار ہونا پڑا۔ مولانا مرحوم ومغفور اُن کی امیدوں کا آخری سہارا تھے۔ ان کے وصال باللہ کے بعد وہ جس قدر دل فگار اور سراسیمہ ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر سیّد محمود (سابق وزیر تعلیم، بہار) جیسے بزرگ اس موقع پر بے ہوش ہوگئے۔ لیکن اس کارخانۂ ہست وبود میں کسے دوام ہے۔ ما شاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن.

انیسویں صدی مسیحی کا آخر اور بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ وہ ہے جب انگریز کا طوطی خوب بول رہا تھا۔ خصوصاً مشرق وسطی اور اُس وقت کے ہندوستان میں اس کی فرعونیت عروج پر تھی۔ وہ مغل حکومت پر غاصبانہ قبضہ جما کر بدمست ہو رہا تھا اور ترک حکومت کو اپنا حریف سمجھ کر اپنی عیارانہ چالوں سے اسے ٹھکانے لگانے میں مصروف تھا۔ جہاں مسلمان اس کے محکوم تھے، وہاں مقہور ومجبور تھے۔ اور اس کے انواع واقسام کے مظالم کے شکار، مسلمان حکومتیں جہاں تھیں، مرعوب اور سہمی ہوئی۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے دست گیری فرمائی اور دو عبقری پیدا کر دیے: علامہ جمال الدین افغانی اور مولانا ابوالکلام محی الدین احمد آزاد۔ ان دونوں نے قدیم مدارس عربیہ کے طریقے پر تعلیم پائی۔ حالات کا مطالعہ کیا۔ اسلام ومسلمانوں کے متعلق انگریز کے طرزِ عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھا تو ان کے حساس دل اس صورتِ حال سے تڑپ اُٹھے۔ وہ جان کی بازی لگا کر کارزار سیاست میں اتر پڑے اور اپنی ساری خداداد صلاحیتیں اس راہ میں صرف کر دیں اور اس زور سے "کُنجشك فرومایه" کو "شاہین" سے لڑا دیا کہ ہندوستان اور تھوڑے دنوں بعد مصر سے انگریز بہادر بوریا بستر باندھ کر رخصت ہونے پر مجبور ہو گیا۔ ﴿يخربون بيوتهم بأيديهم وأيدي المؤمنين فاعتبروا يا أولي الأبصار!﴾

ایشیا کے ان دونوں مسلمان مفکروں کا نظریہ یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کا اصل حریف دشمن عیسائی اور انگریز ہیں۔ اسی نکتے پر انھوں نے اپنی مساعی مرکوز کر دیں۔ وہ ہر اُس کانٹے کو راہ سے ہٹانا ضروری سمجھتے جس سے انگریز اور انگریزیت کو فائدہ پہنچا ہو اور ہر اُس طریق پر گامزن ہو جاتے جس سے انگریز کو شکست دینے میں مدد ملے۔ اور صلیب وہلال کی تاریخی کشمکش سے باخبر۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ نظریۂ سیاست مبنی بر حقائق نہیں تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہند کے بعد انگریز کی منتقمانہ درندگی نے مسلمانوں کے فعال عنصر کو کچلنے کی ٹھان لی اور اسلام کو اِس ملک سے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسلامی عقائد ونظریات اور مسائل واعمال کے خلاف زہر چکانی کے لیے مسیحی مشنری پھیلا دیے گئے۔ عیسویت کی اشاعت کے لیے پر زور تحریک شروع کر دی گئی۔ تعلیمی نظام اپنے حسب منشا مرتب کر کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کی صداقت اور اسلام کے بنیادی عقائد کو کمزور کرنے کی سکیم تیار کر لی۔ پرانی اسلامی تہذیب کے بچے کھچے جو لوگ رہ گئے تھے ان میں سید احمد خاں صاحب، جن کو بعد میں سر سیّد بنا دیا گیا، سوجھ بوجھ والے تھے۔ دل بھی حساس پایا تھا، مگر ان پر آخر انگریز کا جادو چل گیا جس کے نتیجے میں جاگیردار اور دفتری قسم کے طبقوں نے انگریز سے صلح کر لی۔ اور سر سیّد تو ایسے مسحور ہوئے کہ آخر دم تک انگریز اور انگریزیت کی محبت میں سرشار رہے۔ اور ایسی غلط روش پر قوم کو چلایا جس کے نتائج اب تک مسلمان بھگت رہے ہیں۔ ﴿وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا!﴾

پھر ہندو کو بھی انگریز نے اس طرح تھپکی دی کہ ہندو مسلمان پھر کبھی متحد ہو کر ۵۷ء کی سی صورتِ حال پیدا نہ کر سکیں۔ ادھر علمائے کرام کو عیسائی حکومت کی سرپرستی میں مسیحی مبلغین کے اودھم مچانے اور سر سیّد کی خلافِ اسلام پالیسی کی وجہ سے بجا طور پر اسلام اور علوم عربیہ کے تحفظ کی فکر پڑ گئی کہ مبادا عیسائی حکومت یہاں بھی اندلس کی طرح اسلام وعلوم اسلامیہ کو نیست ونابود ہی کر دے۔ اس بنا پر دہلی میں شیخ الکل حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث رحمہ اللہ، دیوبند میں مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ، بھوپال میں حضرت مولانا سیّد محمد صدیق حسن خاں صاحب رحمہ اللہ، لکھنو میں علمائے فرنگی محل اور ان سب بزرگوں کے تلامذہ نے تدریس وتصنیف میں مصروف جہد وعمل ہو کر اسلام کے علمی وعملی محاذ کو مضبوط کر لیا۔

ان مختلف عوامل کی وجہ سے اُفق ہند پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ انگریز بڑے اطمینان سے کوس "لمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الـمـلـك" بجارہا تھا اور ساری مسلمان قوم میں جماعت اہل حدیث کے مجاہدین ہی تھے جو حضرت مولانا ولایت علی رحمہ اللہ کی قیادت میں ہندوستان کے اندر اور اس کی شمال مغربی سرحد تک پھر اسلامی جہاد کی شمع روشن کر کے انگریز کے لیے وجہ سر درد بنے ہوئے تھے۔

تاریخ کے اس تاریک اور نازک ترین دور میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نور اللہ ضریحہ وقدس روحہ کا "الھلال" طلوع ہوا جس کی تابانیوں سے ملک کا گوشہ گوشہ جگمگا اٹھا۔ اس نے تھوڑی ہی مدت میں بتا دیا کہ وہ مسلمان کے لیے ''ہلال'' ہے تو انگریز کے لیے ایک بجلی ہے جو اُس کے ایوانِ سطوت وجبروت پر گر رہی ہے۔ اس کی گھن گرج نے اس قلعے میں بھی، جو سرسیّد کی آڑ میں انگریز نے بنا رکھا تھا، شگاف پیدا کر دیا۔

اس کی دعوتِ حق نے علمائے کرام کو اس قدر جھنجھوڑا کہ انھوں نے اس راہ میں مسندیں قربان کر دیں۔ اس نے صوفیاء کو اِس زور سے پکارا کہ وہ خانقاہوں سے باہر نکل آئے۔ اس مردِ حق آگاہ کی آواز میں وہ تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی کہ مسلمانانِ ہند کے ہر مکتب فکر کا فعال وکامل عنصر جہادِ حریت میں متحد العمل نظر آنے لگا۔ اس کی مخلصانہ مساعی میں اس قدر اثر تھا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اور اس کے کاسہ لیسوں کے علی الرغم ہندو مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔

انگریز کی ضرب المثل عیارانہ سیاست نے کیا کیا جتن نہیں کیے کہ سونے کی چڑیا ہندوستان اس کے ہاتھ سے نکلنے نہ پائے۔ مگر ایشیا کے اس بطل جلیل اور ہندوستان کے اس مجاہد کبیر کی عبقری ذہانت، عمیق تدبر اور کوہ وقار عزیمت نے انگریزی ڈپلومیسی کو ہر مقام پر شکست دے دی۔

بالآخر انگریز کو اپنی سیاست کا رخ بدلنا پڑا لیکن نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی پروردہ اس کو یہاں ٹھہرا نہ سکا بلکہ اس کی قہرمانیت بھی خاک میں مل گئی۔ اور جس سلطنت پر سورج غروب نہ ہوتا تھا وہ اب تیسرے درجے کی طاقت بن کر رہ گیا ہے کہ:

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یہ ہے بجا طور پر امام الہند کا فاتحانہ کارنامہ جس میں ان کا اس صدی میں کوئی سہیم وشریک نہیں ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مولانا سیاست ہی میں عبقری نہ تھے، علم میں بھی کامل اور کلام کے بادشاہ تھے۔ خطابت میں جلال وجمال کی حسین آمیزش، طرزِ نگارش والہانہ بھی اور عالمانہ بھی۔ اس میں نقل بھی اور عقل بھی! ناممکن ہے کہ قلب سلیم اس سے اثرِ حق قبول نہ کرے۔

''الہلال'' کے مقالات کے ذریعے آپ نے قدیم علماء کو، جو ۱۸۵۷ء کے بعد عام طور پر تدریس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتبلیغ ہی کے ہو کر رہ گئے تھے، پھر سے سیاست کے میدان میں لاکر کھڑا کر دیا۔ ان کو محسوس کرا دیا کہ سیاست بھی مذہب ہی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور اصحابِ سیاستِ جدید کو بتلایا کہ اصلاً سیاست وہی ہے جو قرآن وحدیث اور خلافت راشدہ کی راہنمائی میں ہو۔

سرسیّد کی جو فکری گمراہیاں ''تہذیب الاخلاق'' اور ''تفسیر القرآن'' کی وجہ سے انگریزی تعلیم یافتگان میں رواج پا رہی تھیں اور جن سے ان کے ذہن مسموم ہو رہے تھے، الہلال نے ان کے زائل کرنے میں بھی بڑا کام کیا، اسلامی معاشرت اور تفسیر صحیح کی طرف ان کی راہنمائی کی۔

''الہلال'' کے بعد ''تذکرہ'' آپ کی تصانیف کا شاہکار کہا جاسکتا ہے۔ اور کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اگر آپ عملی سیاسیات میں نہ پڑتے تو دوسرے شاہ ولی اللہ ہوتے۔

''تذکرہ'' کے بعد ''مسئلہ خلافت'' اور ''جزیرۃ العرب'' اگرچہ ایک خاص نقطہ نظر کے تحت بطور خطبہ لکھی گئی ہے، تاہم تحقیقات نادرہ پر مشتمل ہے۔ ''غبار خاطر'' ادبی اعتبار سے اردو ادب میں منفرد کتاب ہے۔ ''ترجمان القرآن'' مولانا کی بہترین تفسیری یادگار ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم سے آپ کو کس قدر شغف تھا اور یہ کہ قحطِ علم کے اس دور میں کیسی قرآنی بصیرت آپ کو ودیعت فرمائی گئی تھی۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ عصری نظریات سے غالباً غیر شعوری تاثر کی وجہ سے اس میں "الہلال" اور ''تذکرہ'' کا دعوتی معیار قائم نہ رہ سکا۔

((ولكل جواد كبوة، والمعصوم من عصمه الله تعالى، ولله در من قال من السلف: وكل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا رسول الله ﷺ.))

وادریغا! فضل وکمال کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔ علم وادب کی محفل سونی ہوگئی۔ سیاست ملی کا ایوان ویران ہوگیا۔ ایسی ہستیاں صدیوں میں کہیں پیدا ہوتی ہیں ؎

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید
برفت از بزم علم آں حکیمے دگر
دانائے راز آید کہ ناید

((اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه، وأكرم نزله ووسع مدخله، ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس، وأبدله دارا خيرا من داره وأهلا خيرا من أهله، وقه فتنة القبر وعذاب النار.)) ❶

❶ جلد: ۲، ش: ۸، مجریہ مارچ ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی بگاڑ اور اس کا حل

”آج کل ہر اسکول، این۔ جی۔ او یا مدرسہ پر طلب العلم فریضة علی کل مسلم جو لکھا ہوتا ہے صحیح بات یہ ہے کہ اس فرضیت سے مراد اس قدر دینی علم ہے جس سے ہر مسلمان اللہ تعالیٰ یعنی خالق کے حقوق و فرائض (اوامر و نواہی، حلال و حرام) اور مخلوق یعنی اس کے بندوں (والدین، اساتذہ، اولاد، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، مسلمانوں اور انسانوں) کے حقوق کا علم حاصل کرے اور یہی علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آج شائع ہونے والے اداریے میں مولانا نے اس غیر دینی سوچ اور فکر پر کرب کا اظہار کیا ہے جو علم برائے معاش کی صورت میں معاشرے کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا ہے۔ اس کا اگر دلچسپ تجربہ کرنا چاہیں تو دیکھیے ایم اے عربی شخص عربی کی چند سطریں لکھنا تو کجا پڑھ بھی نہیں سکتا، یہی حال اسلامیات اور دیگر موضوعات کا ہے۔ یہ زہر جب سے دھیرے دھیرے دینی اور عربی مدارس میں پہنچا ہے تو اب بعض فاضلین درس نظامی عربی بولنا لکھنا تو دور کی بات ہے کسی عربی عبارت کا ترجمہ بھی انھیں کرنا پڑ جائے تو وہ وخت (مشکل) میں پڑ جاتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ سارا علم برائے معاش اور حصولِ اسناد ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مولانا کا ۵۵ سال پہلے کا اداریہ موجودہ حالات پر کس طرح منطبق آتا ہے۔ (احمد شاکر)“

ہمارے اس ملک پاکستان میں معاشرے کا بگاڑ جس تیزی سے ترقی کر رہا ہے اس سے ہر حساس مسلمان پریشان ہے، مگر اس مرض کے علاج کی طرف نہ تو پوری توجہ دی جا رہی ہے اور نہ اس کے لیے کوئی مؤثر عملی اقدام کیا جا رہا ہے۔

بلاشبہ اس کا علاج صرف قرآنِ حکیم اور حدیث پاک کی تعلیم کے عام کر دینے میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علوم و معارف کا گنجینہ یہی ہیں۔ انھی کے رائج و نافذ رہنے سے ہم تک صحیح اسلام پہنچا ہے۔ انھی کے تعلیم و تعلّم پر بنیاد تھی ہمارے اس مبارک دور ..... خلافت راشدہ کے دور ..... جسے بجا طور پر عہد زرّیں قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ جو اخلاق فاضلہ کا تھوڑا بہت حصہ یا ان کا احساس نظر آ رہا ہے وہ ماضی قریب میں علمائے کرام کی ایسی ہی مساعی اور ایثار و قربانیوں کی بدولت ہے جو اِن بندگانِ حق نے درس و تدریس، علوم قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث وفقہ اسلامی کوفروغ دینے کے لیے فرمائیں اور ہر طرح کے نامساعد حالات کے باوجود ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ ورنہ سرسیّد احمد خاں علی گڑھی اور اس کے فرقے کے ذریعے انگریز نے جس تعلیمی نظام کو اس برصغیر میں رائج کیا تھا اس نے ''فطرت''، ''نیچر''، ''تحفظ حقوق''، ''حقوقِ نسواں'' اور ''ترقی'' وغیرہ فریب نظر عنوانوں سے محمدی اسلام کو یہاں سے رخصت کرنے میں کیا کیا جتن نہیں کیے۔

یہ بات اب کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ جس چیز کو ''تعلیم جدید'' کہا جاتا ہے اس کا مطمح نظر پیٹ کی ضرورت کو ہر صورت مقدم رکھنا، معاشی مشکلات کو حل کرنا، اور صرف مادی ترقی کا حصول ہوتا ہے۔ اس کی ساری مشینری اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔ ہائی اسکولوں، کالجوں، دفتروں، عدالتوں میں یہی فضا ہے۔ اس کے طلباء، مدرسین اور اساتذہ میں اسی قسم کے چرچے رہتے ہیں۔

اور مستثنیات سے معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اس کھیپ کی بہت بڑی اکثریت تنخواہ، ترقی، گریڈ، سروس، امتحانات، ڈگریوں اور عہدوں کے چکر میں پھنسی رہتی ہے اور بس دھن دولت کی ہوتی ہے ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

غلط فہمی نہ ہو، جہاں تک ''تعلیم جدید'' کے یکے از اسبابِ معیشت ہونے کا تعلق ہے، دوسری صنعتوں کی طرح اس سے انکار نہیں۔ لیکن کیا اسے ''علم'' کا مقدس نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ یہی محل نظر ہے ہمارے نزدیک۔ اور جو کچھ بھی ہو، یہ وہ علم ہرگز نہیں جو ایک مسلم کا طرۂ امتیاز اور اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔

آپ تک انبیاء کی تہذیب، صلحاء کے اخلاق، خدا ترس اور رعایا پرور سلاطین کی تاریخ، اور دورِ اوّل کی قانونی دستاویزوں کو پہنچانے والے اور اسلامی علوم کے حامل ''مُلاّ'' کو ملاحیاں سنا کر حقائق نہیں بدلے جا سکتے۔ خدارا بتایا جائے کہ گزشتہ پون صدی کی ''جدید تعلیم'' سے بحیثیت مجموعی اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ اخلاق میں کیا رفعت پیدا ہوئی؟ برصغیر میں مسلمانوں کی تکالیف کم ہوئیں یا زیادہ؟ مسلمانوں کو تفرقہ بازی کے جہنم میں کس نے جھونک رکھا ہے؟ اس نوزائیدہ ملک کو طوائف الملوکی میں مبتلا کرنے والے کون لوگ ہیں؟ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ''کلرک بنانے والی'' اس ''جدید تعلیم'' کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔ ہوسِ اقتدار کی حکمرانی، دولت کی بھوک کی فراوانی، مادی ترقی میں مسابقت، امور اخرویہ کی مخالفت، ذلك مبلغهم من العلم.

بخلاف اس کے قرآن وحدیث کے تعلیم وتعلّم کی اوّلین غرض حق تعالیٰ کی مغفرت کا حصول، اس کی عبادات کے طریقوں کا علم، اس کی رضا وعدم رضا کے اسباب سے واقفیت، انبیاء وصلحاء کے طرز زندگی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچان، ملکاتِ فاضلہ میں رسوخ پیدا کرنا، مسئلہ جزا و سزا اور اخروی فلاح و بہبود کو اپنے اعمال میں اوّلین اہمیت دینا اور حقوق العباد کی نگہداشت ہوتی ہے۔ پھر علوم اسلامیہ کی نگہداشت کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچانا، اسلام کے داخلی فتنوں اور خارجی حملوں کی مدافعت اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی مقتضیات سے ہے۔

انھی امور پر مشتمل علم کو قرآنِ مجید نے ''فقاہت فی الدین'' قرار دیا ہے اور ہر علاقے، خاندان، شہر اور گاؤں کے مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی فرض گردانا ہے کہ ان میں ایک جماعت اس کے لیے وقف رہے:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْٓا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (الأنفال: ۱۲۲)

اس آیت کریمہ کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان کے ہر گاؤں، ہر شہر، ہر شہر کے ہر محلے، ہر بڑے خاندان، کاروبار کے ہر طبقے پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے سیکھنے سکھانے کا اہتمام کریں۔ زیادہ نہیں صرف ۲۵ سال ہی حق تعالیٰ کے فرمودہ اس اصلاحی پروگرام پر یک سوئی سے عمل پیرا ہو کر دیکھیں کہ کس طرح معاشرہ اصلاح پذیر ہوتا ہے۔

مگر افسوس ہوتا ہے کہ زمانے سے مطابقت اور دنیا طلبی میں مسابقت کا جذبہ اس قدر غالب ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں صحیح طریقے سے سوچنا ہی ترک کر رکھا ہے۔ ملک کا کھاتا پیتا اور ذہین طبقہ جذبات نفس کی تسکین کے لیے اسی رو میں بہہ رہا ہے، جس کا مزہ وہ چکھ رہا ہے۔ وہ ''جدید تعلیم'' ہی کی طرف لپکتے اور اسی پر اپنی توانائیاں صرف کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور سرمایہ داری و جاگیرداری کے نشے میں اس پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرماتے۔

آزمودہ را آزمودن جہل است

دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ صحیح طور پر سوچیں، پھر اس کے لیے ایمان، اذعان اور استقلال سے مسلسل کام کریں۔

ویرحم اللہ عبدا قال: آمین!

ماہِ رمضان المبارک ختم ہو کر شوال کا مہینا شروع ہو رہا ہے۔ اس ماہ سے مدارسِ عربیہ کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔ انقلاب احوال اور غلط اثرات کی وجہ سے عربی تعلیم بھی ویسی تو نہیں رہی، تاہم عربی مدارس اکثر جگہ موجود ہیں اور بحمد اللہ اپنی اپنی جگہ مقدور بھر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمارے قارئین کو معلوم ہے کہ جماعت اہل حدیث کے تبلیغی منصوبوں میں ایک بڑا منصوبہ ایک مرکزی درس گاہ الجامعۃ السلفیہ کا قیام ہے۔ الحمد للہ اس نے اپنی عمر کے دو سال پورے کر لیے ہیں اور یہ امر موجب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صد مسرت ہے کہ اس سال وہ اپنی عمارت میں منتقل ہو رہا ہے۔

الجامعۃ السلفیہ کے نصابِ تعلیم کی سب سے بڑی خوبی اس کی جامعیت ہے۔ اس میں نہایت مناسب طریقے سے جدید ضروریات کے مطابق مضامین کو درس نظامی میں سمو دیا گیا ہے۔ شوال میں داخلہ شروع ہے۔ ہر مکتب خیال کے طلباء کے لیے الجامعۃ السلفیہ کے دروازے کھلے ہیں۔ ❶

❶ جلد ۲، شمارہ ۹، اپریل ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ ثقافت اسلامیہ کی چند نئی کتابیں

”جو قومیں فکری لغزشوں، کوتاہ عملیوں، نفسانی لذتوں، ذہنی عیاشیوں اور آرام کوشیوں کے ذریعے قلبِ مسلم کو روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم کرنے کی خواہش مند تھیں، وہ برصغیر کے مسلمانوں کے علمِ دین سے دوری اور دینی تربیت کی محرومی سے کس حد تک کامیاب ہوچکی ہیں، یہ بات اب روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ تجدید واجتہاد کے خوش نما ناموں کے اس زہر سے پہاڑوں کی غاروں تک میں محبوس انسان متاثر ہو چکے ہیں۔ ذیل کے اداریے میں کجی کے انھی راستوں تک پہنچانے والے لٹریچر کی مولانا نے نشان دہی کر کے رحیق کے مقاصد اجرا کا حق ادا کیا ہے۔ اداریہ پڑھیے اور مولانا رحمہ اللہ کی دقیق نظری اور فکری عمق کی داد دیجیے کہ ان کا ذہن رسا متجدد دین ونام نہاد مجتہدین کی پاتال تک کس طرح پہنچا اور کس طرح انھوں نے بے عملی کے ان خدشات کا اظہار کیا جن سے ہم آج کل دوچار ہو چکے ہیں۔ (احمد شاکر)“

یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ پاکستان کے دروبست پر قابض طبقہ اپنی پوری طاقت اس پر صرف کر رہا ہے کہ یہاں کے اسلامی معاشرے کو مغرب کے مادیت زدہ مسیحی طرزِ معاشرت میں بدل دیا جائے۔ وہ اس خام خیالی میں مبتلا ہے کہ اسی صورت میں ”بابر بعیش کوش“ کے کاروبار کو کچھ دن مزید مہلت مل سکتی ہے۔ مگر اس کے لیے مسلمان رائے عامہ ہرگز تیار نہیں۔ وہ بہت سی عملی کوتاہیوں کے باوجود اسلامی تعلیم اور علمائے کرام کے زیرِ اثر ہونے کی وجہ سے اسلامی طرزِ معاشرت کو سینے سے لگائے ہوئے اور ہر قیمت پر اس کو نبھانے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ لیکن اسے برسرِ اقتدار طبقے کی خوش قسمتی کہیے کہ کچھ دانش ور، ”ثقافت، ترقی ادب، اقبال“ کے نام سے مسلم رائے عامہ کو اسی قسم کا ”بپتسمہ“ دینے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے علماء کا اثر زائل اور بدعقیدگی پیدا ہو، فحاشی بڑھے اور بے حیائی نشوونما پائے۔

شرح اس کنائے کی یہ ہے کہ لاہور میں چند دانش وروں نے تین ادارے بنا رکھے ہیں: ”ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، مجلس ترقی ادب، بزمِ اقبال“۔ تینوں کو مسلم عوام کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے حکومت کی طرف سے گراں قدر مالی امداد ملتی ہے۔ اور کارنامہ ان کا ایسے لٹریچر کا مہیا کرنا ہے جس سے مسلمانوں کی پرانی مسلّمہ اقدار فنا ہو جائیں۔ مغرب کی مادی اقدار ان کی جگہ لے لیں تاکہ وہ ماضی سے منقطع ہو کر صرف حال ہی میں الجھ کر رہ جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد ہوگا ادارہ ثقافت کے سرد پیر خلیفہ عبدالحکیم صاحب نے رسوائے عالم کتاب ''اقبال اور ملا'' لکھی، ''بزمِ اقبال'' نے اسے شائع کیا اور حکومتی اداروں میں اسے خاص اہتمام سے پھیلایا گیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد ہوگا کہ پاکستان کے ادعائی زعماء مسٹر غلام محمد صاحب لاہوری سابق گورنر جنرل پاکستان، جناب سکندر مرزا صدر مملکت پاکستان وغیرہ نے مختلف موقعوں پر، لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی مجلس مذاکرہ کی افتتاحی تقریر تک، علمائے کرام کے متعلق کیسے کیسے ''ارشادات'' فرمائے ہیں، ان کو سامنے رکھیے۔ اور ان سے ''اقبال اور ملا'' کا تقابلی مطالعہ کیجیے۔

دستور پاکستان میں قرار دادِ مقاصد کے ذریعے جب قرآن وسنت کے ماخذ قانون ہونے کی بنیادی حیثیت تسلیم کر لی گئی تو اس کے خلاف بغاوت کی فضا پیدا کرنے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کیے گئے۔ مجلس ترقی ادب نے اس سلسلے میں یہ خدمت سرانجام دی کہ شام کے محمصانی نام کے کسی شخص کی ایک کتاب کا اردو ترجمہ ''فلسفۂ شریعت'' کے نام سے صرف اس وجہ سے جلد از جلد شائع کیا کہ اس کے ایک باب میں ''وقتی ضروریات کے لیے قرآن وحدیث کی صاف صاف تصریحات کو بدل دینے کا جواز'' پیش کیا گیا ہے۔

اسی موضوع پر ادارہ ثقافت نے ''مسئلہ اجتہاد'' مستقل کتاب بھی شائع کی جس میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تبدیلی احوال کی بنا پر ''اجتہاد جدید'' کی درانتی سے قرآن وحدیث کے ہر صریح حکم (نص) کو کاٹا جا سکتا ہے۔ اب ''مسئلہ اجتہاد'' کے مصنف اور ادارہ ثقافت کے اہم رکن مولانا محمد حنیف صاحب ندوی نے دائرہ اجتہاد کی وسعتوں پر مشہور کمیونسٹ اخبار ''امروز'' کے دہ سالہ نمبر مجریہ ۲۳/ مارچ ۵۸ء میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کی پیچ در پیچ عبارت میں بمصداق لیا بألسنتهم فرمایا یہ گیا ہے کہ ''مسئلہ وراثت اور عورتوں سے متعلقہ قرآن حدیث کے صریح احکام تک کو آج کے ارتقائی دور میں تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے۔'' پھر تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ یہ کرنا ہوگا ''ورنہ زمانے کا مفتی علمائے کرام کے فتوے کا انتظار نہیں کرے گا۔ نئی تبدیلیاں، نئی فقہ اور نئے قانون کی تدوین بہر حال کر کے رہیں گے۔''

واضح رہے کہ مضمون نگار جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں لیکن ان کا یہ نظریہ اہل حدیث کے مسلک سے صریحاً متصادم ہے۔ مسلک اہل حدیث کی تو بنیاد ہی اس اصول پر ہے کہ نصوصِ کتاب وسنت کے مقابلے میں کسی بھی مجتہد وامام کا اجتہاد وقول قابل تسلیم نہیں، پھر بے چارے یہ متجدد دین کس شمار وقطار میں ہیں۔ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ مصالح وقتیہ پر نصوصِ صریحہ کو قربان کر کے اسلام میں ترمیم کریں۔

شاید دو سال ادھر کی بات ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے خلیفہ عبدالحکیم صاحب کی معنوی سرپرستی میں ایک عائلی کمیشن مقرر کیا تھا جس نے ایسی سفارشات کی تھیں جن کا مقصد قرآن وحدیث وفقہ اسلامی کی بنیادیں کھوکھلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کو یورپین طرز پر ڈھالنا ہے۔ رہی سہی کسر لاکمیشن کے تقرر سے نکال دی گئی۔ جس میں گو خلیفہ صاحب خود نہیں ہیں، لیکن ہم پیالہ وہم نوالہ ان کے برادر بزرگ جناب مسٹر غلام احمد صاحب پرویز موجود ہیں جو بالکل ان ہی لائنوں پر وہاں کام کریں گے جن پر خلیفہ صاحب اب تک کر رہے ہیں۔

اقتدار و سرمائے میں بدمست ایک طبقہ نہ صرف خود ہی رقص وسرود کی محفلوں اور دوشیزہ رقاصاؤں سے اختلاط واستمتاع سے لطف اندوزی میں مستغرق ہے بلکہ ملک میں اسے پھیلانے کی پوری پوری کوشش بھی کر رہا ہے، مگر چونکہ قراردادِ مقاصد کے تحت کسی وقت بھی رائے عامہ چیلنج کر سکتی تھی۔ اس لیے یہ سعادت بھی ادارۂ ثقافت ہی کے حصے میں آئی کہ اس نے پھلواری شریف کے ایک دانش ور پیر زادے سے ''اسلام اور موسیقی'' پر ایک ''مدلل'' دستاویزی کتاب ان فساق وفجار کے ہاتھ میں دے دی جس میں ''جمالیات'' کے غیر متعلق لیکن جاذب عنوان کے تحت اِدھر اُدھر کے غیر متعلقہ حوالہ جات فراہم کرتے ہوئے خوب تدلیس سے کام لیا گیا ہے۔ پھر ''غیر جانبداری'' کا رعب ڈالتے ہوئے اس کتاب میں تو یہ کہا کہ ''قرآن اس سلسلے میں خاموش ہے۔'' مگر پھر آپ کو جلد ہی سجدۂ سہو کا الہام ہوگیا، چنانچہ رسالہ ''ثقافت'' (اپریل) کے پرچے کے ایک مضمون میں قرآنِ حکیم سے بھی سرود و بربط کا جواز ثابت کر کے تحقیق مکمل کر دی گئی۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (البقرة: ۷۹)

اس سے شاید یہ تأثر دینا پیش نظر ہے کہ جب یہ ''دلائل'' ان محافل رقص وغنا اور مجالس فسق وفجور کے جواز پر موجود ہیں تو رائے عامہ برسر اقتدار ٹولی سے احتساب کرنے والی کون ہوتی ہے۔

اس ''جمال'' کو ''کمال'' تک پہنچانے کے لیے ضبط تولید (برتھ کنٹرول) کا ''مسئلہ'' عشرت کدہ یورپ سے درآمد کیا گیا اور اس پر نقاب ڈال دیا گیا ''معاشی ہمواری، رفع بے روزگاری'' کا۔ پھر پروپیگنڈے کے دوش پر اس کی ضرورت کا ڈھنڈورا پیٹا گیا، بیان دیے گئے، دھواں دھار تقریریں جھاڑی گئیں، کانفرنسیں کی گئیں۔ مگر اس پر اسلام کے لیبل کی ابھی ضرورت باقی تھی، چنانچہ یہ لیبل بھی ادارۂ ثقافت نے ''اسلام اور ضبط ولادت'' پر سلسلۂ مضامین لکھ کر مہیا کر دیا کہ ؎

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

حدیث کا انکار کرنے کے باوجود ان مضامین میں جس طرح حدیثوں کا غلط صحیح استعمال کیا گیا ہے بلکہ عام طور پر بھی من گھڑت روایتیں یہ لوگ لاتے ہیں، اس پر ہم کسی دوسرے وقت ان شاء اللہ روشنی ڈالیں گے۔ [1]

---

[1] جلد: ۲ ش: ۱۱، جون: ۱۹۵۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اپنے متعلق!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ رحیق کی دوسری جلدی (جس کا یہ آخری شمارہ ہے) اختتام پذیر ہوئی فالحمد للہ اولا و آخرا. رحیق کا اجرا خالص تبلیغی مقاصد کے لیے عمل میں آیا تھا اور بتوفیقہٖ تعالیٰ بساط بھر اس نے یہ خدمت سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کا معیار اعلیٰ علمی حلقوں میں پسند کیا گیا ہے، اس کے تحقیقی مقالات کو شرف قبول حاصل ہوا ہے۔ لیکن یہ ہماری کوئی خوبی نہیں، اس کا سہرا ہمارے ان بزرگوں اور احباب کے سر ہے جو بدستور اس نوزائیدہ کو اپنی قلمی سرپرستی اور شفقتوں سے نوازتے رہے۔ جن کے ہم ممنون ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ نہ صرف کہ وہ اپنی سابقہ توجہات کو جاری رکھیں گے، بلکہ رحیق کی مالی مشکلات میں ہاتھ بٹانے کے لیے بھی اپنے وسیع اثر ورسوخ کو کام میں لانے سے دریغ نہ فرمائیں گے۔

اکتوبر ۱۹۵۷ء کے پرچے میں بھی یہ عرض کر کے کہ رحیق سخت مالی بحران سے دوچار ہے تعاون کی اپیل کی گئی تھی۔ بعدہٗ ایک اشتہار شائع کیا گیا، مگر افسوس کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ حالت سخت ناگفتہ بہ ہوگئی ہے، رحیق سیکڑوں روپے سالانہ قرض کے بوجھ تلے دب گیا ہے، اگر خدانخواستہ یہی لیل ونہار رہے تو معلوم نہیں کہ کب دم توڑ دے۔

رحیق کسی بڑی تجارتی فرم کا پرچہ نہیں کہ تجارتی منافع کے بل بوتے پر اسے باقی رکھا جا سکے اور نہ ہی اس کی پشت پر کوئی خاص تنظیم ہے جو اس کا خسارہ برداشت کرتی چلی جائے۔ بنا بریں اس کے باقی رہنے کی یہی صورت ہے کہ جماعت اہل حدیث اور دوسرے دینی حلقے رحیق کی توسیع اشاعت میں خاص دلچسپی لیں۔ اس کے تعاون کے لیے کچھ وقت صرف فرمائیں، علاوہ ازیں ہر خریدار کم از کم پانچ خریدار مہیا کرنے کا تہیہ کر لے تو رحیق کی فوری مشکلات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فضل سے رحیق نوازوں کا ایک خاصہ حلقہ ہے، ضرورت ہمت کرنے کی ہے..... کیا ہم یہ توقع رکھنے میں حق بجانب نہیں کہ رحیق کی ضرورت واہمیت کو قولاً تسلیم کرنے والے بزرگ اور دوست عملاً اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں گے۔ و اللہ الموفق و علیہ التکلان. ❶

❶ جلد۲، شمارہ۱۲، جولائی ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام احمد پرویز اور غلام احمد مرزا

مسٹر غلام احمد صاحب پرویز بٹالوی اپنے ''طلوعِ اسلام'' میں اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تعلیمات کو بگاڑنے اور اس کے مسلماتِ متوارثہ سے مسلمانوں کو بدگمان کرنے کے سلسلے میں جو ''شاہکار'' وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہے ہیں علمائے کرام، کثر الله سوادهم، نے ان کے سب مغالطات کے پردے چاک کر کے رکھ دیے۔ (اور بحمد اللہ اس جہادِ حفاظتِ دین میں اہلِ حدیث کو اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔) اب جو کچھ ادارہ طلوع اسلام لکھ رہا ہے وہ اعادہ و تکرار کے سوا کچھ نہیں۔ اس کا کوئی اعتراض یا مغالطہ ایسا نہیں جس کا صحیح و مدلل جواب اہلِ علم کی طرف سے نہ دے دیا گیا ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب حلقوں پر پرویز صاحب کی حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ وہ اور ان کے ''معارف قرآنی'' کتنے پانی میں ہیں۔ پھر مجلس اسلامی مذاکرہ منعقدہ لاہور میں دنیائے اسلام کے علمائے عظام نے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ یہ ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس سے خود اُن کا تأثر اُس بوکھلاہٹ سے ظاہر ہوتا ہے جو کلوکیم کی رپورٹ دیتے وقت ان پر طاری ہوئی ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنے چند ہم خیالوں کے ساتھ ایک ٹولی بن کر رہ گئے ہیں جس کو وسعت دینے کے لیے اب ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ کبھی جماعت سازی کے جدید طریقے اختیار کر کے ''بزمیں'' بنا رہے ہیں، کبھی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے ہم نامی و ہم وطنی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام واقف ہوں گے کہ مرزا صاحب نے ''تبلیغِ اسلام'' کے عنوان سے ''براہین احمدیہ'' نامی کتاب کی طباعت کے لیے چندے کی مہم شروع کی تھی، ان ہی لائنوں پر ''قرآنی فکر و نظام'' کے نام پر قادیانی کے ہم سایہ اس بٹالوی نے بھی ''لغات القرآن'' کی طباعت کے لیے چندے کی مہم چلا دی ہے جس میں قریباً ساٹھ ہزار روپے وصول کر چکے ہیں، مزید سلسلہ جاری ہے۔ وكلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا.

اس نوعیت کے چندہ بازوں کی کامیابی کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ جس ذہن نے براہین احمدیہ جیسی لغو کتاب کی طباعت کے لیے ہزاروں روپے مرزا صاحب کی نذر کر دیے تھے، اسی ٹائپ کے سادہ لوح ''طلوعِ اسلام'' جیسے دشمن قرآن و حدیث پرویز صاحب کو بھی ہزاروں کے چندوں سے مالا مال کر سکتے ہیں۔ فما أشبه الليلة بالبارحة!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ادارہ طلوعِ اسلام'' کا برادر خورد ''ادارہ ثقافتِ اسلامیہ'' جس انداز سے دینِ اسلام میں ترمیم و تحریف کرنے میں سرگرم عمل ہے، اس کا نقصان بعض حیثیتوں سے ''بڑے بھائی'' سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس کے عنوان زیادہ دل کش اور چال گہری ہے۔ پرویز صاحب جو باتیں کھل کر کہتے ہیں، اس ادارے کے دانش ور اس پر اسلامی اصطلاحات کے خول چڑھا دیتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اہلِ علم و تحقیق اور فقہ اسلامی کے حامل اصحابِ قلم میدان میں نکلیں اور اس ادارے کے نئے انداز کے مغالطوں کی جراحی کریں، کیوں کہ اس ادارے کا کام یہ ہے کہ ''دائرۂ اِجتہاد'' میں لامحدود ''وسعتیں'' پیدا کر کے وحدت عقائد کے دینی رشتے کو کمزور کرے اور ملک کے برسرِ اِقتدار اور عیاش طبقے کو عیاشیوں اور ان کے وسائل کے لیے سندِ جواز مہیا کر کے دے۔ اس بنا پر طلوعِ اسلام کی طرح اس ادارے کے خدو خال واضح کرنے کی بھی شدید ضرورت ہے۔

چوں کہ یہ ادارہ سلف صالحین کے طریقِ علم و عمل سے مسلمانوں کو بالکل کاٹ دینا چاہتا ہے، اس لیے خطرہ ہے کہ ہماری ماڈرن حکومت تصریحاتِ کتاب وسنت کی بجائے اسی ادارے کے ''ماڈرن اسلام'' کو اتھارٹی ماننا شروع کر دے، جیسا کہ اس قسم کے قوی رجحانات پائے جاتے ہیں، چنانچہ حکومت کلبوں، رقص گاہوں اور ناچ گانوں کی طرح اس کی بھی سرپرستی میں سرگرم نظر آتی ہے۔

تاکہ سند رہے اور بہ وقتِ ضرورت کام آئے۔ [1]

بلاتبصرہ:

معزز معاصر ''تسنیم'' اپنی ۳ جولائی ۱۹۵۸ء کی اشاعت کے ''تکلف برطرف'' میں رقم طراز ہے۔ (مختصراً)

حکومت پاکستان نے مغربی پاکستان کے تعلیمی اور ثقافتی اداروں کے لیے ۳۸ لاکھ ۳۸ ہزار روپے کی منظور دی ہے۔ اس میں سے ۲۵ ہزار روپیہ پاکستان آرٹ کونسل لاہور کے لیے اور ۲۵ ہزار ادارہ ثقافت اسلامیہ کے لیے رکھا گیا ہے۔

الحمرا کی آرٹ کونسل کے ناچ رنگ کے فن کی ترقی کے لیے حکومت ۲۵ ہزار روپیہ مخصوص کر دیتی ہے اور وہ ادارہ ثقافت اسلامیہ جو سب کچھ ہے مگر نہ ثقافت ہے نہ اسلامیہ اس کو بھی ۲۵ ہزار عطا فرمائے گئے ہیں۔ تاکہ اس کے ''خلیفے'' اسلامی اقدار کو پچھاڑنے کے لیے تصنیف و تالیف کے اکھاڑے میں ڈنٹر پیل سکیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار!

www.KitaboSunnat.com

---

[1] جلد: ۲، ش۔ ۱۲، جولائی ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحة المجلد الثالث

دین کی بقا، اسلام کا نفاذ یا خلفائے راشدین کا نظام حکومت اسی صورت میں واپس آ سکتا ہے جب مسلمان عوام کے سامنے دین اسی شکل میں پیش کیا جائے جس شکل میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اس نازل شدہ دین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اصحاب الحدیث کے پاک باز گروہ نے اس دین کو تحریف، مصلحت پسندی اور اہل حرص وہوس کے غیر اسلامی عقائد واعمال کی آمیزش سے بچا کر "ورثة الانبياء" ہونے کا حق ادا کر دیا۔ جزاهم الله عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء.

جس دور میں عمل گریز طبقے نے الفاظ کی مینا کاری سے پاکستانی معاشرے میں اوامر الٰہیہ کے ترک، شریعت کی بے اہمیتی اور بے راہ روزندگی کو متعارف کرانے اور اشتراکیت کے گن گانے شروع کیے تھے اور ''اہل قرآن'' و ''اہل ثقافت'' ان کو دلائل کی فراہمی میں پیش پیش تھے، مولانا نے نصف صدی قبل ان کی بو سونگھ کر اور ارادے بھانپ کر یہ اداریہ لکھا تھا آج کل تو یہ آکاس بیل ہماری انفرادی، عائلی اور اجتماعی معاشرت پر چھا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شرور سے محفوظ رکھے۔ (احمد شاکر)

الحمد لله الذي جعل [1] في كل زمان بقايا من أهل العلم يدعون من ضل إلى الهدى وينهونه عن الردى يحيون بكتاب الله الموتى وبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجهالة والردى، فكم من قتيل لإبليس قد أحيوه وكم من ضال تائه قد هدوه فما أحسن آثارهم على الناس. ينفون عن دين الله سبحانه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين وتأويل الضالين. [2] الذين عقدوا الوية البدع وأطلقوا عنان الفتنة بقول على الله

---

[1] وفي المروى عن عمر رضي الله عنه: الحمد لله الذي امتن على العباد بأن يجعل في كل زمان...... إلخ (البدع والنهي عنها)

[2] کتاب "الرد على الجهمية" میں "الجاهلين" ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفـى الله تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا۔ وبقول في كتابه بغير علم فنعوذ بالله من كل فتنة مضلة وصلى الله على محمد .

یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ایک مکتوب گرامی کا خطبہ ہے جو آپ نے حافظ مسدد بن مسرہد البصری رحمہ اللہ (ف ۲۲۸ھ) کے نام لکھا تھا۔ [1] جس میں حافظ مسدد رحمہ اللہ کے استفسار پر اہل حدیث کے عقائد ذکر فرمائے ہیں۔

چند لفظوں کے اختلاف کے ساتھ یہی خطبہ آپ کی کتاب الـرد علی الجهمیه کا فاتحة الکلام ہے۔ [2] اس خطبے سے حضرت امام رحمہ اللہ کے شغف کی وجہ غالباً یہ ہے کہ الفاظ کی کمی بیشی سے حضرت فاروق اعظم رضي الله تعالى عنه وأرضاه سے مروی [3] ہے۔

رحیق کی جلد ثالث کا افتتاح اس مبارک خطبے سے اس لیے کیا جا رہا ہے کہ یہ اس کے مسلک اور پالیسی کا مظہر ہے۔

اس خطبے میں فرمایا گیا ہے کہ حاملین علوم شرعیہ نے نہ صرف اسلام کو اسی شکل میں پیش کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کر کے دکھایا بلکہ اس کو ہر اُس چیز سے بچا کر رکھا جس سے اس کا صاف وشفاف آئینہ غبار آلود ہوتا ہے۔ اس پاک باز جماعت نے اسلام کو محرفانہ غلو، باطل قانون سازی اور غفلت وجہالت پر مبنی اعراض وبے عملی سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

دراصل یہ مضمون مندرجہ ذیل حدیث سے ماخوذ ہے:

عن ابراهيم بن عبدالرحمن العذري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يـحـمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الضالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين . (رواه البيهقي في كتاب المدخل مرسلا) [4]

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ صاحب نے اس حدیث کی تشریح یوں فرمائی ہے:

تحريف الغالين وهو اشارة الى التشدد والتعمق ، وانتحال المبطلين وهو

---

[1] طبقات الحنابله لابن أبي يعلى، ص: ۲٤۸.

[2] دیکھیے: كتاب الرد على الجهمية مطبوعه اواخر تفسير جامع البيان، ص: ۳۰۔ طبع فاروقی دهلی.

[3] كتاب البدع والنهى عنها للامام الحافظ محمد بن وضاح المتوفى، ۲۸٦ھ، طبع شام.

[4] مشكاة شريف: كتاب العلم، فصل: ۲، اصابه، ص: ۱۲۱، لسان الميزان: ۷۷/۱، فتح المغيث، ص: ۱۲۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارة الی الاستحسان وخلط ملة بملة، وتاویل الجاهلین وهو اشارة إلی التهاون وترك المامور به. ❶

یعنی غالیوں کی تحریف (دین) ہے۔ ناجائز سختی جھیلنا، اپنے اوپر اپنی پیدا کردہ جکڑ بندیاں عائد کر لینا۔ مسائل میں بلاوجہ کریدنا وغیرہ۔

اس کی مثال میں قبر پرستوں، آباء و مشائخ کے جامد مقلدوں، جاہل صوفیوں اور پیشہ ور پیروں کے کردار کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور باطل پرستوں کا انتحال یہ ہے ❷ کہ ''مصلحت پسندی'' پر اسلام کا خول چڑھا کر اور غیر اسلامی عقائد و اعمال کی آمیزش کر کے اسلام کو ملغوبہ بنا دیا جائے۔ جس طرح ''ادارہ ثقافت'' لاہور کے دانش ور، وقتی مصالح (استحسان) پر قرآن و حدیث کے نصوصِ صریحہ تک کو قربان کر دینے کے در پے ہیں۔ نیز پرویز صاحب جیسے جرنلسٹ اشتراکیت (یعنی عہد حاضر کی مزوکیت) کے مالی نظام کو ''قرآنی نظامِ ربوبیت'' کے عنوان سے عوام کے حلقوں میں اتارنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اور جاہلوں کی تاویل ہے: ❸ شریعت کی اہمیت گرانا، اوامر الٰہیہ کا ترک اور بے راہ روزندگی میں سرمستی۔ اسے سمجھنے کے لیے ہمارے اوپر مسلط گروہ کی بیان بازیاں اور طرز زندگی پھر ان کی دیکھا دیکھی عام معاشرے کی حالت ہمارے سامنے ہے۔

یہ تین قسم کی اعتقادی اور عملی بنیادی گمراہیاں مسلمانوں کے اندر ایسی ہیں جن کے پیدا ہونے سے اسلامی طاقت کا انحطاط شروع ہوا جو اب تک روبہ ترقی ہے۔ اور معلوم نہیں کب تک رہے۔ عقلیت پرستوں اور تقاضا ہائے وقت کے نبض شناسوں کو اس کا علاج سوچتے اور کرتے صدیاں گزر گئیں۔ مگر اب تک ناکامی ہی پلے پڑی ہے۔ اور جب تک سوچنے کا یہی ڈھنگ رہا مسلمانوں کا حال بد سے بدتر ہوتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ کتاب و سنت کے ظواہر نصوص اور سلف امت (قرونِ ثلاثہ اولیٰ) کے سانچے میں مسلمانوں کے عقائد اور ہر قسم کی متعلقہ عبادات، سیاسیات، معاشیات، عادات وغیرہ اعمال کو نہ ڈھالا جائے۔ اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے:

لن یصلح اخر هذه الامة الا بما صلح به اوّلها.

یعنی جس طریق سے قرنِ اوّل میں اصلاح ہوئی وہی طریقہ بعد میں آنے والوں کی اصلاح کا ہے۔''

یہی دعوت جماعت اہل حدیث کی دعوت ہے۔ جس کو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے:

الفرقة الناجیة هم الاخذون فی العقیدة والعمل جمیعا بما ظهر من

---

❶ حجة الله: ۱/ ۷۰.
❷ بمعنی غلط انتساب۔
❸ لفظی معنی الفاظ کو غلط معنی پہنانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکتاب والسنة وجری علیه جمہور الصحابة والتابعین . ❶

یعنی نجات یافتہ وہی جماعت ہے جو ظاہر قرآن وحدیث اور مسلک جمہورِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے مطابق اپنے عقائد اور اعمال رکھتی ہے۔"

پھر لکھتے ہیں:

وغیر الناجیة کل فرقة انتحلت عقیدة خلاف السلف او عملا دون اعمالهم . ❷

یعنی ہر وہ ٹولی جو سلف کے عقیدہ وعمل کے خلاف ہو گم کردہ راہ ہے۔

حسب فرمان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ "بقایا اہل علم" فقہائے اہل حدیث ہر زمانے میں موجود رہے۔ جنھوں نے دل دادگان، عقل ودرایت، علم برادرانِ نیچر وارتقاء اور عشاق بدعات واہواء کے حملوں سے تعلیمات اسلامیہ کو بچائے رکھا۔ کتاب وسنت کے نصوص کو محفوظ رکھا۔ ان کے معانی کو محفوظ رکھا۔ اس لغت کو محفوظ رکھا، جو عہد نبوت کی زبان تھی۔ قرنِ اوّل کی اسلامی زندگی کو محفوظ رکھا، جو قرآن وحدیث کی عملی صورت تھی۔ ورنہ اسلام کے یہ داخلی دشمن جن کو نہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عقائد پسند ہیں، نہ اخلاق وعادات نہ اس مبارک عہد کی سیاست ان کے "فلسفہ ارتقا" کے ساتھ چل سکتی ہے۔ نہ قرنِ اوّل کی معیشی ومعاشی نظام ان دل بافتگانِ فلسفہ جدید کے "کفش ہائے کج" میں فٹ آ سکتا ہے ایسے حضرات (خاکم بدہن) اسلام کی شکل وصورت مسخ کر کے رکھ دیتے ہیں۔

ولکن یابی الله الا ان یتم نوره ولو کره الکافرون .

ہمارے دور کی کشمکش سنت وبدعت حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے دور سے اُصولاً مماثل ہے۔ اہل حدیث نے اس وقت اس کا علاج سنت کی علمی وعملی ترویج واشاعت سے کیا تھا۔ آج بھی وہی صورتِ حال ہے۔ لہٰذا علاج بھی وہی کارگر ہوگا، ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ اس سے عہدہ برآ ہونے کی سب سے زیادہ ذمہ داری جماعت اہل حدیث پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے شاندار ماضی کی قابل فخر روایات کو پورے عزم وہمت سے تازہ رکھے گی۔

فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس ونسأل الله ان یجعلنا منهم ونعوذ بالله من کل فتنة مضلة . ❸

---

❶ حجة الله البالغة: ۱/ ۱۷۰۔ ❷ ایضاً ❸ جلد ۳ شمارہ ۱-۲، اگست ستمبر ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متجددین کی ایک عجوبہ گری

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دین میں اسبابِ تحریف کی جو وضاحت فرمائی ہے مولانا نے اس اداریے میں ان کا اصولاً ذکر فرما کر متجددین کی ان غیر محمود مساعی کی نشان دہی فرمائی جو وہ جدید اور غیر دینی نظریات سے متاثر ہو کر کرتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک اہم مسئلہ وسائل رزق سے مایوس ہو کر آبادی کو محدود کرنا ہے۔ متجددین کی ایک شرعی اجازت کو اُصول قرار دینے کی جرأتِ تحریف پر مولانا نے گرفت فرمائی ہے اور اس ضمن میں کئی اہم فقہی اور حدیثی نکات بھی مولانا کے قلم گوہر بار نے بیان کر دیے ہیں۔ اصلاً آبادی کی محدودیت کے پرچار کر انحصار صرف اسباب پر کرتے ہیں جب کہ اسلام مسبب، یعنی رازق پر انحصار کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب پر مخلوق کی گرفت نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

تفننِ طبع کے لیے ملاحظہ فرمائیں کہ ایک دور میں ان کا شعار ہوتا تھا ''کم بچے خوش حال گھرانہ''، پھر ترمیم کر دی کہ بچے دو ہی اچھے، پھر جب قدرت نے ایک حکمران ہی سے یہ ''حد'' عبور کروا دی تو آج کل لوگو یہ بن گیا ہے: ''بچے کم ہی اچھے'' تاہم اداریہ ملاحظہ فرما کر علمی نکات کا حظ اٹھایئے۔ (احمد شاکر)

شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں ان اسباب کا ذکر کیا ہے جن سے دین میں تحریف راہ پاتی اور اسلام کا حلیہ بگاڑنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک سبب یہ ہے جسے ہم اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں:

> ''بعض لوگ کسی دوسری ملت کے معتقد یا کسی خاص نظریے کے حامل ہوتے ہیں مگر جب وہ کسی وجہ سے اسلام میں داخل ہوتے یا اسلامی علوم (قرآن، حدیث، فقہ و تصوف اسلامی وغیرہ) کا مطالعہ کرتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اپنے موروثی عقائد ترک کریں یا کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی زندگی بدلیں، وہ (اپنے ''اجتہاد'' کے زور سے) مزعومہ عقائد و نظریات (بلکہ خیالات) کے لیے (قرآن و حدیث سے) ''دلائل'' مہیا کرتے ہیں اور اس طرح اسلام و غیر اسلامی عقائد اور رسوم و عوائد کو ایسا گڈمڈ کر دیتے ہیں کہ حق و باطل اور صحیح و غلط میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے، یعنی بہ ظاہر وہ ''تحقیق'' اسلامی نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہ کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ لوگ اسلام سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دلائل" کشید کرتے وقت ہر کمزور سے کمزور سہارا لیتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ اپنے خیالات کو جھوٹی روایتوں سے مضبوط بنانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنی طرف سے موضوع حدیثیں بھی گھڑنے لگ جاتے ہیں۔" شاہ صاحب کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

((ومنها (أي من أسباب التحريف) خلط ملة بملة حتى لا تتميز واحدة من الأخرى وذلك أن يكون إنسان في دين من الأديان تعلق بقلبه علوم تلك الطبقة ثم يدخل في الملة الإسلامية فيبقى ميل في قلبه إلى ما تعلق به من قبل فيطلب لأجله وجها في هذه الملة ولو ضعيفا أو موضوعا، وربما جوز الوضع ورواية الموضوع لذالك وهو (أي هو الذي أشار إليه صلى الله عليه وسلم في) قوله: ((لم يزل أمر بني إسرائيل معتدلا حتى نشأ فيهم المولودون وأبناء سبايا الأمم فقالوا: بالرأي فضلوا وأضلوا. ❶)) ❷

شاہ صاحب کے اس تجزیے کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمارے ہاں کے منکرینِ حدیث اور تجدد پسندوں کی مساعی، تحریر وتقریر کا پس منظر سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں رہتی۔

کیا کیا راستے یہ حضرات اسلام میں "ترمیم" کرنے کے لیے اختیار فرما رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان "تحقیق کنندگان" کا اپنا کچھ نہیں، عام طور پر ان کے خیالات مسیحی مفکروں سے مستعار اور یورپ کے سیاست بازوں کا پس خوردہ ہوتے ہیں، ان کا کام تو بس مسلم عوام میں ان کی تبلیغ واشاعت اور ان کے لیے قرآن وحدیث کو (غلط صحیح) استعمال کرنا ہوتا ہے۔

لیکن ہمارے بہت سے بھائیوں کو اس حقیقت واقعیہ کا پتا نہیں ہوتا اور وہ چست فقروں اور عبارتی سحر طرازیوں کا شکار ہو کر یہ خیال کر بیٹھتے ہیں کہ شاید یہ کوئی بڑی نکتہ آفرینی اور درد ملت کا شاہکار پیش کیا گیا ہے۔

اس عجوبہ گری کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ برتھ کنٹرول مغربی سیاست کا مسئلہ ہے مگر "ثقافت اسلامیہ" کا جو ادارہ حدیث پاک کے خلاف آئے دن زہر اگلتا اور اس کے غیر محفوظ ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتا رہتا ہے اور جس نے انکار حدیث کی تبلیغ میں ایک مستقل کتاب "مقام سنت" نامی شائع کی ہے، وہ ادارہ ان ہی "غیر محفوظ" حدیثوں کی بنا پر برتھ کنٹرول کو جسے شہوانی اغراض کے لیے لذیت پسند طبقہ یہاں درآمد کر رہا ہے، اسلامی مسئلہ بنانے پر تُلا ہوا ہے۔

---

❶ یہ حدیث مجمع الزوائد (۱/۱۸۰) میں مرفوعاً ابن عمر سے اور جامع بیان العلم (۲/۱۳۸) میں حضرت عروہ تابعی سے (ان کا قول) ہے۔

❷ حجة الله: ۱/ ۱۲۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو ظاہر ہے کہ اس عیاشانہ دبا کو فقہ اسلامی کے ''مسئلہ عزل'' سے بھلا کیا تعلق ہوسکتا ہے، مگر داد دیجیے اس ذہانت کی کہ جا بجا ''الحادی'' پیوند لگا کر اس مہم کو سر کر لیا گیا اور دونوں کی کڑیاں باہم ملا کر دکھا دی گئیں۔

صحیح حدیثوں سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جن دنوں بچہ اپنی والدہ کا دودھ پی رہا ہو ان ایام میں مدینہ منورہ کے لوگ ''جنسی ملاپ'' سے احتراز کرتے تھے، اس خیال سے کہ ایسی حالت میں مادۂ حیات رحم میں جانے سے دودھ میں بچے کے لیے مضرِ صحت اجزا پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے خصوصاً اس صورت میں کہ حمل قرار پا جائے۔ تاہم اگر ''ملاپ'' ناگزیر ہوتا تو ''عزل'' سے کام لیتے، یعنی ایسی صورت پیدا کر لیتے کہ مادۂ حیات رحم میں نہ پہنچنے پائے۔

اسلام نے اس سادہ سی فطری صورت کے لیے کوئی سخت امتناعی حکم صادر نہیں فرمایا۔ مگر ہمارے یہ ''ثقافتی'' حضرات پاکستان کی بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور معاشی ناہمواری کا غیر فطری علاج ''برتھ کنٹرول'' تجویز کر رہے ہیں اور صریح قرآنی آیت ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (بني إسرائيل: ٣١) کو نظر انداز کر کے ان غیر متعلقہ احادیث کا سہارا سرکاری منصوبہ بندی کو دے رہے ہیں اور اس کے لیے ''تحقیق و دیانت'' کے عجیب عجیب نمونے پیش کر رہے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ ایک شخص نے ''عزل'' کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو جواب میں ارشاد ہوا: ''ایسا کیوں کرتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: "أشفق علی ولدھا" ''مجھے اس کے بچے کا ڈر ہے۔'' جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ''عزل'' نہ کرنے کی صورت میں دودھ میں خرابی پیدا ہو کر بچے کے لیے ضرر کا خطرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اگر اس طرح دودھ میں خرابی پیدا ہو سکتی تو ایرانیوں اور رومیوں کے لیے بھی یہ ''جنسی ملاپ'' مضر ہوتا۔ ❶ (لہٰذا تم عزل نہ کیا کرو۔)

فنِ حدیث کے ماہرین نے "أشفق علی ولدھا" کے معنی اسی قسم کے کیے ہیں، چنانچہ دسویں صدی ہجری کے ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((أي أخاف .... على ولدها الذي ترضعه لما أن الجماع يضره وقيل أي أخاف إن لم أعزل عنها لحملت وحينئذ يضر الولد الأرضاع في الحمل. انتهى.)) ❷

---

❶ صحيح مسلم: ١/ ٤٦٦.

❷ مرقاة شرح مشكاة: ٣/ ٢٤١

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث پاک میں معاشی ناہمواری کا اشارہ تک نہیں ہے، مگر اس کو مطلب کے لیے ہموار کرنے کے لیے ادارۂ ثقافت کے دانش وروں نے سب ڈکشنریوں اور اپنی لغت دانی کے دعاوی کو طاق پر رکھ کر پہلے تو اس فقرے کا یہ معنی کیا: ''اس کی اولاد کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔'' پھر اس سے مندرجہ تحت نتیجے کا پیوند لگا کر ''برتھ کنٹرول'' کے شرعی ثبوت پر مہر ثبت کردی:

''اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاشی تنگی میں مزید اضافہ ہونے کے اندیشے سے ضبط ولادت پر عمل کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔'' ❶

دیکھا آپ نے بات کہاں سے کہاں پہنچادی گئی حالانکہ اس حدیث کے الفاظ سے جواز کی بجائے عزل کی ممانعت مترشح ہوتی ہے، یعنی آنحضرت ﷺ نے سائل سے فرمایا: جس قسم کے ضرر کا تمھیں خوف ہے اس کا پایا جانا بجائے خود مشکوک ہے تو پھر عزل سے فائدہ؟ اور یوں حکیمانہ طریقے سے سائل کو عزل سے منع فرما دیا۔ اس طرح کے اشارات دوسری احادیث میں بھی آئے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درمیان میں ''معاشی تنگی کا اندیشہ'' کہاں سے ٹپک پڑا۔

اس غلط ترجمے میں خلیفہ عبدالحکیم صاحب بیچارے شاید یوں مبتلا ہوئے کہ ان ہی جیسے کسی ''دلدادۂ ثقافت'' بہی المصری صاحب نے اس حدیث سے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا:

''اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اولاد سے بچنے کے لیے ایسا کرتا تھا اور حضور ﷺ نے اس میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا۔'' ❷

اور خود ان صاحب نے نیل الاوطار سے یہ عبارت پیش کر کے اپنی ''فقاہت'' کا یوں نمونہ دکھایا:

((ومن الأمور التي تحمل على العزل الفرار من كثرة العيال .)) (ثقافت حوالہ بالا)

مگر افسوس اس مصری صاحب نے بھی نیل الاوطار کے اس مقام کو یا تو سمجھا نہیں یا دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے پوری عبارت نقل نہ کی، کیوں کہ اس میں ان کے پیش کردہ نتیجے کے بجائے ''عزل'' کی ممانعت کا پہلو نکلتا ہے، تا بہ ضبط تولید چہ رسد!

پوری عبارت یوں ہے:

((قـولـه: أشفق على ولدها . " هذا أحد الأمور التي تحمل على العزل ......

---

❶ ثقافت، ص: ۱۲، اپریل ۵۷ء۔

❷ ثقافت، ص: ۵۱، مئی ۱۹۵۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومنها الفرار عن كثرة العيال ...... فيها خشية علوقة الزوجة الأمة ...... وكل ذلك لا يغني شيئا لاحتمال أن يقع الحمل بغير الاختيار .)) ❶

اصحابِ علم غور کر سکتے ہیں کہ کیا حدیث سے وہ کچھ ثابت ہوسکتا ہے جسے مصری صاحب اوران کے مقلد خلیفہ صاحب ناواقفوں کو باور کرانا چاہتے ہیں۔ وذلك مبلغهم من العلم .

ایک دوسرے ثقافتی مضمون نگار نے اس مہتم بالشان درآمد شدہ مسئلے کے لیے متمسکات کے اور بھی انبار لگائے ہیں، ان کا استدلالی اندازہ لگانے کے لیے بھی شاید یہی نمونہ کافی ہوگا ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا!

اصل مشکل ایسے حضرات کی یہ ہوتی ہے کہ کسی موضوع پر جب کسی مجبوری کی وجہ سے ''مواد'' مہیا کر کے دینا ہوتا ہے تو ہر ہر طریقہ اختیار کیے بغیر ان کے لیے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ قرآن کے معانی بدل کر ہو یا لغت عربی میں اضافہ کر کے، ضعیف ومردود بلکہ موضوع روایات کام میں لائی جاسکیں یا صحیح حدیثوں کے انکار سے، کسی شخصیت کا سہارا لینا پڑے یا صحابہ کرام تک کو مسترد کرنے کی نوبت آئے، بنیادی اقدار کی گہرائیوں میں ڈوب کر یا ارتقا کے زینے پر چڑھ کر۔ غرض کسی ضابطے کی پابندی قبول کیے بغیر ہر صورت اپنا مدعا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

یہاں تک لکھا جا چکا تھا کہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ اشتراکی چین نے کسی بزرجمہر فلسفی کے کہنے پر اپنی معاشی ناہمواری کا یہی علاج تجویز کیا تھا مگر اب حکومت چین نے اس پالیسی کو ترک کر دیا ہے۔ اور اس کے راہنماؤں نے کہا ہے کہ اگر ہم سارے وسائل کو بروئے کار لائیں تو مزید ساٹھ کروڑ کے پیٹ بھر سکتے ہیں، یعنی ؎

میں ہوا کافر تو کافر مسلماں ہوگیا!

اس خبر پر ہفت روزہ معاصر ایشیا لاہور تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے:

''چینی راہنماؤں کی یہ بات اپنے اندر وزن بھی رکھتی ہے اور حقیقت بھی کہ اگر وہ اپنے سارے وسائل کو کام میں لائیں تو مزید ساٹھ کروڑ پیٹ بھر سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جس اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اس نے اس کے رزق کا سامان بھی بہم پہنچایا ہے۔ پانی اور ہوا کی طرح پیٹ بھرنے کے ذرائع اور وسائل اتنے بے پایاں ہیں کہ اگر ان کو پورے طور پر کام میں لایا جائے تو انسانی آبادی چاہے کتنی ہی بڑھتی چلی جائے اس کا پیٹ کسی اندیشے کے بغیر بھرا جا سکتا ہے، اسی

❶ نیل الأوطار: ٦/ ١٦٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اللہ تعالیٰ نے رزق کی کمی اور افلاس کے خوف سے نسل کشی کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بنی إسرائیل: ۳۱)

''اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمھیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل بڑی خطا ہے۔''

اشتراکی چین کے مقاصد برتھ کنٹرول کے ترک کرنے سے جو کچھ بھی ہوں، اس نے جو بات کہی ہے وہ ہم مسلمانوں کے کہنے کی تھی، پھر اس نے تو یہ بات خالص مادی نقطۂ نظر کے تحت کہی ہے، ہمارے تو ایمان واعتقاد کا تقاضا ہے کہ اللہ کی رزاقی پر اعتماد رکھیں۔'' [1]

---

[1] جلد: ۳، ش: ۰۳، اکتوبر ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ شیخ احمد شاکر مصری!

مولانا رحمہ اللہ عالم اسلام کے اہم کتب خانوں کی فہارس کتب بہت اہتمام سے حاصل فرماتے، پھر ان کا باقاعدہ مطالعہ کرتے، تازہ ترین اور اہم کتب پر نشان لگا کر انھیں حاصل کرتے۔ اور اسی حوالے سے ..... جب کہ ذرائع ابلاغ نہایت محدود تھے وہ علمائے کرام خصوصاً حدیث پاک کے محققین اور خدمت گزاروں سے وہ آشنا رہتے۔ درج ذیل اداریہ انھوں نے عالم اسلام کے عظیم محقق اور محدث شیخ احمد محمد شاکر مصری رحمہ اللہ کی وفات پر تحریر فرمایا تھا، جس سے ان کی وسعت معلومات خصوصاً اصحاب الحدیث وابلہ کی نشاطات وخدمات سے باخبر رہنا واضح ہوتا ہے۔ (احمد شاکر)

عالم اسلام کے علمی و مذہبی حلقوں میں یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ سَلَفِیِّین (جماعت اہل حدیث) مصر کی ایک محقق عصر ہستی، لغت عربی کے استاذ کامل، غیور وجسور مصلح، فنون وعلوم حدیث کے مجدد، عمیق النظر فقیہ، بلند پایہ محدث، علامہ شیخ احمد بن محمد شاکر رحمہ اللہ 25 ذوالقعدہ 1377 ہجری کو قاہرہ میں انتقال فرما گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون.

افسوس ہے آپ کے سوانح حیات تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی، البتہ آپ کی بعض تحریروں سے چند باتوں کا پتا چل سکا ہے۔

آپ کے والد شیخ محمد شاکر بڑے جید عالم تھے۔ وہ برسوں قضائے مصر کے عہدۂ جلیلہ اور الجامع الازہر کے بعض اہم مناصب پر فائز رہے۔ الازہر کے جمود کو توڑنے اور اس کو اصلاح وترقی کی طرف لانے کے لیے علامہ سیّد رشید رضا مرحوم وغیرہ نے جو کوششیں کی تھیں، شیخ محمد شاکر رحمہ اللہ بھی ان میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ قابل فخر بیٹے نے نامور باپ کی علمی وعملی آغوش میں نشوونما و تربیت پائی، درسیات کی بعض کتابوں کی تعلیم حاصل کی اور ان کی علمی صحبتوں سے فیض یاب ہوئے۔ [1]

غالباً علامہ محمد شاکر رحمہ اللہ حنفی المسلک تھے، شاید اسی وجہ سے شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ اپنے زمانہ طلب علم سے لے کر تیس سال تک حنفی مکتبِ خیال سے وابستہ رہے اور حنفی کی حیثیت سے بیس برس تک مصر کے قاضی بھی۔ لیکن حدیث نبوی سے شغف اور مطالعہ ومزاولت کی برکت سے بالآخر ہر قسم کی تقلید کے بندھن ٹوٹے۔

[1] مقدمہ تعلیق جامع ترمذی، ص: 92، 96۔ الشرع واللغہ، ص: 65.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کی راہ پر گامزن ہو گئے اور اہل حدیث کا خالص مسلک اختیار کر لیا۔ شرح رسالہ امام شافعی کے مقدمے میں اس امر کی خود صراحت کر دی ہے:

((وقد نشأت في طلب العلم وتفقهت على مذهب أبي حنيفة ونلت شهادة العالمية من الأزهر الشريف حنفيا، ووليت القضاء منذ عشرين سنة، أحكم كما يحكم اخواني بما أذن لنا في الحكم به من مذهب الحنفية، *ولكن بجوار هذا بدأت دراسة السنة النبوية اثناء طلب العلم من نحو ثلاثين سنة فسمعت كثيرا وقرأت كثيرا و درست أخبار العلماء* والأئمة ونظرت في أقوالهم وأدلتهم ...... لم أتعصب لواحد منهم ولم أحد عن سنن الحق في ما بدا لى.)) ❶

ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے:

((أنا أرفض التقليد كله ولا أدعوا إليه سواء كان تقليدا للمتقدمين أم للمتأخرين.)) ❷

تعلیق جامع ترمذی کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

((وعلى النهج القويم سار عليه أئمتنا من أهل الحديث سرت.)) ❸

''ہمارے ائمہ اہل حدیث جس سیدھے اور درست راستے پر گامزن تھے وہی میرا مسلک ہے۔''

آپ کا ایسا لکھنا امر واقعہ ہے۔ نہ صرف مسائل فقہیہ میں بلکہ رجال حدیث کی تحقیق اور علل احادیث کی تدقیق تک میں آپ کی شان مجتہدانہ اور واقعتاً محدثانہ ہے جس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے:

((كأنه خلق للحديث.))

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ علومِ حدیث پر وسعت عبور کے اعتبار سے نویں صدی ہجری کے محقق، حافظ حدیث حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد شیخ احمد محمد شاکر پہلے شخص ہیں جو رجال وعللِ احادیث پر مجتہدانہ کلام کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی ''تقلید'' سے کام نہیں لیتے، ورنہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد آنے والے علمائے کرام نقدِ احادیث ورجال کے سلسلے میں حافظ صاحب موصوف رحمہ اللہ ہی پر عموماً اعتماد کرتے ہیں، مثلاً: حافظ سخاوی، حافظ سیوطی، علامہ شوکانی اور امیر یمانی رحمہ اللہ وغیرہم۔ اس امر کا اندازہ ان مباحث سے ہو سکتا ہے جو اُن کی تعلیقات جامع ترمذی، مسند امام احمد، رسالہ امام شافعی اور الباعث الحثیث وغیرہا میں جابجا پھیلے ہوئے ہیں۔

---

❶ مقدمہ شرح رسالہ امام شافعی، ص: ۸۔ ❷ الشرع واللغة، ص: ۸۹۔ ❸ ص: ٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

((لا عذر لأحد يعلم حديثا صحيحا أن يخالفه لا تقليدا ولا اجتهادا ولا استحسانا ولا استنباطا.)) ❶

''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ تقلید، اجتہاد، استحسان ومصالح اور استنباط کسی بھی بہانے صحیح حدیث کو ترک کرے۔''

محدثین کرام أعلی اللہ مقامهم سے شیخ موصوف والہانہ شیفتگی رکھتے تھے، خصوصاً حضرت امام شافعی سے تو یہ محبت، عشق کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے۔ رسالہ امام شافعی کی شرح کا مقدمہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

((لو جاز لعالم أن يقلد عالما كان أولى الناس عندي أن يقلد الشافعي، فإن هذا الرجل لم يظهر مثله في علماء الإسلام في فقه الكتاب والسنة ونفوذ النظر فيهما ودقة الاستنباط.)) ❷

''کسی عالم کو دوسرے کسی عالم کی تقلید کا جواز اگر ہو بھی تو بلاشبہ امام شافعی ہی اس کا استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کی تقلید کی جائے، اس لیے کہ علمائے اسلام میں کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا جو کتاب وسنت کی فقاہت، نظر کی گہرائی اور دقت استنباط میں امام شافعی جیسا ہو۔''

یاد رہے کہ حضرت شیخ نے یہ رائے یوں ہی نہیں قائم کر لی۔ انھوں نے بدوّ وشیوع مذاہب فقہیہ کا غیر جانب دارانہ اور تقابلی مطالعہ غائر نظر سے کیا ہے۔ انھوں نے حضرت امام شافعی کی کتاب ''الأم'' کے حرف حرف کو پڑھا، پرکھا۔ انھوں نے اصولِ حدیث واصولِ فقہ کی بنیادی کتاب حضرت امام شافعی کے ''الرسالة'' پر سالہا سال عکوف کیا، جب جا کر علی وجہ البصیرت یہ فیصلہ دیا ہے۔

''الرسالة'' للامام الشافعی پر استاد احمد ایسے فدا تھے کہ اس کو نہایت ذوق وشوق اور محنت شاقہ سے جدید طریقے پر مرتب کیا، پھر قیمتی اور نفیس علمی مقدمے کے ساتھ اعلیٰ پیمانے پر اسے شائع کرایا اور اس طرح اس کی خدمت کر کے اس سے استفادے کو سہل بنا کر اس کو عام کرنے کی کوشش فرمائی۔

حدیث پاک پر اعتراض کرنے والوں اور نکتہ چینوں کی اقسام کا تفصیل سے ذکر کر کے محدثین کرام رحمہم اللہ کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

((وليعلم من يريد أن يعلم ...... أن المحدثين كانوا محدثا ملهمين تحقيقا

❶ مقدمہ تعليق جامع ترمذی، ص: ٦٩.
❷ ص: ٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمعجزة سيد المرسلين حين استنبطوا هذه القواعد المحكمة لنقد رواية الحديث ومعرفة الصحاح من الزياد وأنهم ما كانوا هازلين ولا مخدوعين وأنهم كانوا جادين على هدى وعلى صراط مستقيم فكان تلك القواعد التي ارتضوها للتوثق من صحة الأخبار أحكم القواعد وأدقها .)) ❶

''ان (تشکیک زدہ) حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے اہل حدیث نے نقدِ روایات کے بارے میں جو قواعد مرتب کیے ہیں وہ الہامی ہونے کی بنا پر نہایت درجے کے محکم ہیں۔ ائمہ حدیث محدث وملہم تھے تاکہ سیّد المرسلین ﷺ کے معجزے کی تحقیق ہو سکے۔ محدثین جادۂ مستقیم پر تھے۔''

الباعث الحثیث کے مقدمے میں بھی اس موضوع پر بڑی مدلل اور ایمان افروز تقریر کی ہے اور منکرینِ حدیث (متشککین) پر نقد فرمایا ہے۔ ❷

محدثین کرام رحمہم اللہ ان کے مسلک اور کارنامہ ہائے زریں سے گہرے تعلق خاطر کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ ممدوح نے اپنی زندگی اسی راہ میں صرف کر دی۔ حدیث وفقہ الحدیث اور ان سے متعلقہ متعدد اہم کتابوں کو مرتب کیا اور ان پر محققانہ حواشی اور بعض کے تحقیقی اور بسیط مقدمے لکھے۔ محلی، إحكام كلاهما للحافظ ابن حزم، كتاب الخراج ليحيىٰ بن آدم، جامع ترمذی ❸، الرسالة للإمام الشافعي، جماع العلم للإمام الشافعي، الباعث الحثيث للحافظ ابن كثير، ألفية الحديث للسيوطي، الإحسان بتقريب صحيح ابن حبان للعلاء الفارسي، التحقيق للحافظ ابن الجوزي، تفسير ابن جرير (تخریج کی حد تک) ❹، مسند امام احمد، اختصار تفسیر ابن کثیر (عمدۃ التفسیر) وغیرہ۔

غالباً جامع ترمذی، صحیح ابن حبان اور مسند امام احمد کی طباعت نامکمل رہی؛ اوّل الذکر کی کتاب الصلاۃ تک دو جلدیں آئی ہیں۔ ابنِ حبان کی صرف ایک جلد اور المسند کے ۱۵ اجزاء ہم تک پہنچے ہیں۔ اختصار تفسیر ابن کثیر کے چار اجزاء (سورۂ مائدہ تک) آئے ہیں، معلوم نہیں مرحوم ان کاموں کی تکمیل کر چکے تھے یا نہیں۔ کتاب ''التحقیق'' غالباً طبع ہی نہیں ہو سکی۔ ان کاموں کے ناتمام رہ جانے پر جس قدر بھی افسوس اور صدمہ ہو کم ہے، ایسی ہستیاں صدیوں میں کہیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کا شیوہ تسلیم و رضا بقضاء ہونا چاہیے،

❶ مقدمہ تعلیق جامع ترمذی، ص: ۷۳۔ ❷ ص: ۷۔۱۰ طبع ثانی۔

❸ اس امر کا ذکر نا مناسب نہ ہوگا کہ شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے ہمارے اہل حدیث محقق عالم مولانا محمد عبدالرحمن صاحب رحمہ اللہ کی شرح ترمذی (تحفۃ الاحوذی) کو بہت داد دی ہے: "تأليف العالم العلامة الشيخ محمد عبدالرحمن من كبار علماء الحديث بالهند وهو شرح نفيس جدا." (مقدمہ جامع ترمذی، ص: ۲)

❹ یہ تفسیر دراصل شیخ احمد کے بھائی شیخ محمود محمد شاکر کی تحقیق وتعلیق سے شائع ہونا شروع ہوئی ہے۔ شیخ احمد صرف تخریج کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما شاء الله كان وما لم يشاء لم يكن۔ إن الله بالغ أمره قد جعل الله لكل شيء قدرا .

دعا ہے اللہ عزوجل اپنے رسول ﷺ کی حدیث پاک کے اس محب صادق کو بہشت بریں میں مقامات علیا پر فائز فرمائے اور اس کو اس کی محبوب جماعت؛ انبیاء وصدیقین، شہداء وصالحین کے زمرے میں شامل کرلے۔ ویرحم الله عبدا قال: آمینا .

پچھلے دنوں لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی مجلس مذاکرہ میں شام کے بعض نمائندوں نے تجویز پیش کی تھی کہ موجودہ دور کے بعض مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کے لیے ''فردی اجتہاد'' کافی نہیں بلکہ اس سے کئی مفاسد کے دروازے کھلنے کا اندیشہ ہے، اس کی بجائے ''اجتماعی اجتہاد'' کی صورت پیدا کرنی چاہیے۔ ان صاحب نے پھر اُس کی شکل بھی بتائی تھی۔ یہ تجویز بھی دراصل علامہ احمد محمد شاکر مرحوم نے ۱۳۶۲ ہجری (۱۹۴۴ء) میں مصر کے وکلاء کے سامنے رکھی تھی جس زمانے میں اسی قسم کا سوال درپیش تھا جیسا اب پاکستان میں ہے اور درحقیقت اس مسئلے کا معتدل حل بھی یہی ہے۔ مرحوم نے فرمایا تھا:

((يا رجال القانون في مصر! بكم أبدأ دعوتي وأنتم أصحاب السلطان في وبيدكم الأمر والنهي وأنتم الذين تضعون القوانين ولجانكم تعمل الآن فى تعديلها على مبادى التشريع الحديث تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم نضع أيدينا في أيديكم ونعمل مخلصين لله، أنتم أعلم بأسرار القوانين منا ونحن أعلم بالكتاب والسنة وأسرار الشريعة منكم فإذا تعاونا أخرجنا أبدع الآثار .))

''اے مصر کے قانون دان حضرات! میں آپ حضرات کو سب سے پہلے دعوت دیتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں دستوری معاملات اور اس کے نفاذ کی باگ ڈور ہے۔ آپ کی کمیٹیاں اور کمیشن (قوانین مصر کو) مروّجہ دساتیر کے مطابق کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ آیئے! ہم اور آپ مل کر کام کریں۔ دستورِ ملک کا معاملہ ہم سب کا مشترکہ ہے، اخلاص اور للّٰہیت کو کام میں لائیں۔ آپ لوگ یقیناً موجودہ قانون کی نزاکتوں سے خوب واقف ہیں اور ظاہر ہے کہ کتاب وسنت اور شریعت کے نشیب وفراز کو ہم (علمائے کرام) خوب جانتے ہیں۔ ہم دونوں مل کر کام کریں گے تو اس کے نتائج حیرت انگیز طور پر عمدہ نکلیں گے۔''

سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا:

((الاجتهاد الفردي غير منتج في وضع القوانين بل يكاد يكون محالا أن يقوم به فرد وأفراد والعمل الصحيح المنتج هو الاجتهاد الاجتماعي فإذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبودلت الأفكار وتداولت الآراء ظهر وجه الصواب إن شاء الله .)) [1]

''(یاد رہے) ''اجتہاد فردی'' سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ صحیح عملی تجویز یہ ہے کہ ''اجتہاد اجتماعی'' سے کام لیا جائے۔ تبادلہ افکار سے مطلوبہ مقصد ظاہر ہو کر رہے گا، ان شاء اللہ۔''

پھر اس کی عملی صورت یہ ارشاد فرمائی:

((فالخطة العملية فيما أرى أن تختار لجنة قوية من أساطين رجال القانون وعلماء الشريعة لتضع قواعد التشريع الجديد غير مقيدة برأي أو مقلدة لمذهب إلا نصوص الكتاب والسنة وأمامها أقوال الأئمة وقواعد الأصول وآراء الفقهاء وتحت أنظارها آراء رجال القانون كلهم ثم تستنبط من الفروع ما تراه صوابا مناسبا لحال الناس وظروفهم مما يدخل تحت قواعد الكتاب والسنة .))

''اس قسم کی کمیٹی کا تقرر عمل میں لایا جائے تو ماہرینِ قانونِ جدید اور فقہ اسلامی کے علماء پر مشتمل ہو۔ یہ کمیٹی خاص مذہب یا قول کے تقید و وساطت کے بغیر براہِ راست کتاب وسنت سے موجودہ مسائل کا حل تلاش کر کے قانون وضع کرے۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ اس کمیٹی کو ائمہ فقہ کی آراء، اقوال اور فقہی اصول وقواعد کو سامنے رکھنا ہوگا، قانونِ جدید سے پورا پورا استفادہ کرنا ہوگا اور اس طرح قرآن وحدیث کی روشنی میں حالات وظروف کے مناسب دستور مرتب کیا جائے۔''

لیکن حالات وظروف سے مناسبت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نصوص صریحہ تک کو مصلحت وقت کے لیے ترک کر دیا جائے بلکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کوئی بھی قانون:

((ولا يصارم نصا ولا يخالف شيئا معلوما بالضرورة .)) [2]

''قرآن وحدیث کی نصِ صریح اور ضروریاتِ دین سے متصادم نہ ہونے پائے۔''

یہ ہے مصر کے ایک محقق روشن خیال اہل حدیث عالم کا مجوزہ قابل عمل حل۔ اس مسئلے کا جو قدیم وجدید میں بلاوجہ معقول باعثِ نزاع بنا ہوا ہے، اس حل کا بنیادی محور یہی ہے کہ دستور کی اصل بنیاد نصوصِ قرآن وحدیث ہوں۔ جن مسائل میں قرآن وحدیث کے صاف صاف فیصلے موجود ہیں، ان کو نہ فردی اجتہاد بدل سکتا ہے نہ اجتماعی، نہ کوئی قانون کمیشن، نہ کوئی قومی اسمبلی، اس لیے کہ مصرحہ فیصلہ جات اجتہاد کے دائرہ کار ہی سے باہر اور ابدی ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الأحزاب: ٣٦) [3]

---

[1] الشرع واللغة، ص: ٨٩. [2] الشرع واللغة، ص: ٩٠. [3] جلد ٣ شماره ٤ نومبر ١٩٥٨ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرویز کا پیش کردہ ایک حوالہ

حدیث پاک کی حجیت کا منکر اور حدیث پاک کو اسلامی قانون کا ماخذ تسلیم نہ کرنے والا طبقہ، جو خود کو اہل قرآن کہلاتا ہے، اپنی مطلب برآری کے لیے عموماً مجروح بلکہ موضوع روایت کو بہ طورِ حدیث استدلالاً بیان کرتا ہے: ''ہر حدیث کو قرآنِ حکیم پر پیش کرو، یعنی پرکھو، جو حدیث قرآن کے مطابق ہو اس کو تسلیم کرلو اور غیر موافق کو رد کردو۔'' اُس دور کے انکار حدیث کے پرچارکر ماہنامہ ''طلوع اسلام'' نے اس کو مغالطے بلکہ تحریف کے انداز میں اصول فقہ حنفیہ کی معروف کتاب سے نقل کر کے عام مسلمانوں کو فقہ حنفی کے پرویزی فکر سے ہم آہنگ ہونے کا دھوکا دینے کی جب کوشش کی تو مولانا رحمہ اللہ نے اس پر فوراً علمی گرفت فرمائی بلکہ اس موضوع حدیث کی تحقیق وتخریج اور علماء کے آراء نقل فرما کر یہ ثابت فرمایا کہ یہ اس دین گریز طبقے کا صریحاً دجل......فریب...... ہے۔

ملاحظہ فرمایئے اداریے میں اس موضوع حدیث کا پوسٹ مارٹم۔ (احمد شاکر)

عجیب بات ہے کہ منکرینِ حدیث ایک طرف تو حدیث پاک کے حجیت دینی، اسلامی قانون کا ماخذ اور اس کے محفوظ ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں، لیکن دوسری طرف ٹٹول ٹٹول کر اپنے مطلب کی روایتیں پیش بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور لطف یہ کہ جس حدیث کو حاملین و ماہرین فن حدیث نے تحقیق وتنقید کی چھلنی میں چھان کر ٹکسال باہر کیا ہو، زیادہ تر اسی قسم کی روایتوں کو یہ طبقہ زیادہ اچھالتا ہے، چنانچہ لاہور کا ''ادارۂ ثقافت'' اور اس کا ''برادر بزرگ''؛ ''ادارہ طلوع اسلام'' آئے دن اس کا ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔

رسالہ ''طلوع اسلام'' (نومبر ۵۸ء) نے پہلے صفحے پر نمایاں طور سے ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے اور حنفی اصول فقہ کی ایک کتاب کا حوالہ دے کر اپنے ناظرین کو باور کرانا چاہا ہے کہ فقہ حنفی بھی اس کے باطل نظریات کی ہم آہنگ ہے۔ اور یوں اپنی مساعیِ انکار وتردیدِ حدیث کو ہلکا اور محدود کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

وہ روایت یہ ہے:

((یکثر لکم الأحادیث من بعدي فإذا روي عني حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ.))

''افسوس ہے علم وتحقیق کے ان مدعی حضرات کا یہ وتیرہ نہ تحقیقی ہے نہ علمی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً گزارش ہے:

۱: آپ لوگ حدیث پاک کی حجیت، ثبوت اور ماخذ قانون شرعی ہونے کا صریحاً اور فخراً انکار کرتے ہیں جس پر آپ کا لٹریچر گواہ ہے۔ مگر حنفیہ کرام رحمہ اللہ حدیث شریف کو قانون اسلامی کا دوسرا ستون نہ صرف یہ کہ مانتے ہیں بلکہ اس ماننے کو ایمان کا جزو جانتے ہیں جس پر فقہ حنفی اور اس کا اصول شاہد عدل ہے۔ اندریں حالات یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ آپ کا ان کو اپنے ساتھ گھسیٹنا صریح مغالطہ اور ناروا جسارت ہے۔

۲: یہ روایت ''توضیح'' میں خبر واحد اور قرآن کے مزعومہ معارضے کے سلسلے میں ذکر کی گئی ہے مگر ''تلویح'' حاشیہ ''توضیح'' میں اس پر تنقید کر کے ناقابل اعتبار بھی اس کو قرار دے دیا گیا ہے۔ ''طلوع اسلام'' کی دیانت کا یہ حال ہے کہ اس نے نقد و جرح کو چھوڑ دیا ہے۔

۳: علامہ تفتازانی ❶ ''تلویح'' میں لکھتے ہیں:

((قد طعن فيه المحدثون بأن في روايته يزيد بن ربيعة وهو مجهول وترك في إسناده واسطة بين الأشعث وثوبان فيكون منقطعا، وذكر يحيى بن معين أنه حديث وضعته الزنادقة.)) ❷

''اس کی سند میں ایک راوی لا پتا ہے، دو جگہ سلسلہ ٹوٹا ہوا ہے بلکہ حافظ ابن معین کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کو ملحدین نے گھڑا ہے۔''

''تلویح'' کے حنفی محشی مولانا امیر علی نے اس کی تائید کرتے ہوئے امام ابن معین کے حق میں لکھا ہے:

((وهو أعلم هذه الأمة في علم الحديث وتزكية الرواة.)) ❸

۴: اس رائے میں امام ابن معین رحمہ اللہ ہی منفرد نہیں، دوسرے کبار محدثین بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت امام

---

❶ اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ویسے تو علامہ تفتازانی (ت ۷۹۱ھ) نے اس روایت کو مجروح گردانا ہے مگر ایک دوسری فاش غلطی کر گئے کہ اس کو صحیح بخاری کی روایت بنا دیا۔ تفتازانی معقولیات کے علامہ بلاشبہ ہیں مگر فنِ حدیث سے بالکل کورے ہیں۔ ان بے چاروں نے مکھی پر مکھی شاید یوں ماری کہ علامہ عبدالعزیز حنفی بخاری (ت ۷۳۰ھ) کی "كشف الأسرار" (شرح اصول بزدوی) میں کہیں لکھا دیکھ لیا: "إن الإمام أبا عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري أورد هذا الحديث في كتابه وهو الطود المنيع في هذا الفن وإمام أهل الصنعة فكفى بإيراده دليلا على صحته." (۳/ ۱۰) معلوم نہیں مصنف "كشف الأسرار" نے امام بخاری کی کون سی کتاب (اگر براہِ راست خود ہی اس کتاب سے نقل کیا ہے) مراد لی۔ اور پھر امام بخاری اگر اپنی کسی کتاب میں اس کو لائے ہیں تو کس انداز سے، مگر علامہ تفتازانی (ت ۷۹۱ھ) نے اسے صحیح بخاری کی حدیث خیال کر لیا، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ صحیح بخاری تو کجا صحاح کی باقی کتابوں میں بھی نہیں بلکہ ان کے علاوہ متداول کتب حدیث میں بھی اس مکذوبہ روایت کا نشان نہیں ملتا۔ دیکھیے! کسی فن سے ناآشنا ہو کر اس میں دخل دینے والا کیسی کیسی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

❷ ص: ٤٧٧ طبع نول كشور. ❸ ص: ٤٧٨ حاشيه.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ما رواه أحد عمن يثبت حديثه في شيء صغير ولا كبير .)) ❶

امام عبدالرحمٰن ابن مہدی کہتے ہیں:

((الزنادقة والخوارج وضعوا ذلك الحديث .)) ❷

حافظ ابن عبدالبر (ت ۴۶۳ھ) کا کہنا ہے:

((هذه الألفاظ لا تصح عنه ﷺ عند أهل العلم بصحيح النقل من سقيمه .)) ❸

علامہ مجد الدین صاحب قاموس (ت ۸۱۶ھ) نے لکھا ہے:

((لم يثبت فيه شيء وهذا الحديث من أوضع الموضوعات .)) ❹

حافظ ابن حجر (ت ۸۵۲ھ) سے حافظ سخاوی (ت ۹۰۲ھ) نے نقل کیا ہے:

((إنه جاء من طرق لا تخلو من مقال .)) ❺

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اس قول کی تصدیق کے لیے حافظ ابن حزم (ت ۴۵۶ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب الإحكام في أصول الأحكام (۲/۷۶-۷۹) دیکھنی چاہیے۔ انھوں نے اس روایت کے چند مختلف طرق ذکر کر کے ان پر بھرپور تفصیلی اور مدلل تنقید کی ہے۔ علامہ سیّد شریف جرجانی (ت ۸۱۶ھ) کی طرف منسوب رسالہ اصولِ حدیث میں (جو جامع ترمذی کے ساتھ بھی مطبوع ہے) اسے موضوع تسلیم کیا گیا ہے۔ اس طرح علامہ محمد طاہر فتنی (ت ۹۸۶ھ) صاحبِ مجمع البحار نے بھی۔ (تذکرۃ الموضوعات، ص: ۲۸) علامہ شوکانی (ت ۱۲۵۰ھ) نے یہ سب اقوال تقریباً نقل کیے ہیں۔ ❻

یہ ہے اس روایت کی گئی گزری حالت کہ حضرت امام شافعی اور امام عبدالرحمٰن ابن مہدی کے زمانے سے لے کر آج تک قریباً ہر دور کے آئمۂ حدیث و محققین علماء نے اس کو مجروح و مطرود قرار دیا ہے، مگر اس ستم ظریقی کے کیا کہنے کہ پرویز صاحب اور ان کے لگے بندھے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اسے رٹے ہی چلے جا رہے ہیں، سچ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے:

﴿وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ﴾ (النور: ٤٠)

---

❶ إرشاد الفحول، ص: ٣١.
❷ جامع بيان العلم.
❸ جامع بيان العلم: ٢/ ١٩١.
❹ سفر السعادة، ص: ١٤٦.
❺ المقاصد الحسنة، ص: ١٧ طبع هند.
❻ إرشاد الفحول، ص: ٣١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: رحیق جلد ثالث کے شمارہ نمبر (۱۔۲) میں جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے پرویز صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ وہ خود بھی حدیثوں کے پرکھنے کے معاملے میں اس اصول کے قائل نہیں کہ وہی حدیث قبول کی جائے جو قرآن کے مطابق ہو۔ پھر ان کی کتاب مقامِ حدیث (ص: ۳۲۸ وغیرہ) سے اپنا دعویٰ ثابت کیا تھا جس کو اب تک ''طلوع اسلام'' نے سکوتاً تسلیم کیا ہے، پھر اب اس جھوٹی روایت کو اچھالنے کے کیا معنی؟

۶: اصل معاملہ یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری میں حدیث کا دور دورہ ہوا۔ ہر سُو اِس کا چرچا پھیلا اور چار دانگ عالم میں اس کا ڈنکا بجا تو یونانیوں سے تازہ درآمد کیے ہوئے فلسفہ زدہ لوگوں (معتزلہ) کے دماغ اکثر احادیث کو ہضم نہیں کر پاتے تھے، اس لیے انھوں نے دام ہم رنگ بچھایا اور عوام کے طعن و تشنیع سے بچنے اور ان پر اثر انداز ہونے کے لیے اس قسم کی حدیثیں گھڑیں۔ اور وہ ایسے ہی جس طرح دورِ حاضر میں آپ لوگ ان ہی جیسے طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ وہ اگر گھڑتے تھے تو آپ ان کی تیار کردہ مصنوعات کی نکاسی کر رہے ہیں۔ مگر محدثین کرام نے فوراً ہی چوری پکڑ لی اور معتزلہ کے اس جھوٹ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

۷: ہماری دانست میں معتزلہ ہی سے عیسیٰ بن ابان کے واسطے سے شاید غیر شعوری طور پر اُصول فقہ حنفی میں یہ موضوع روایت داخل ہوئی۔ اصول فقہ کی جو کتابیں اس وقت مروّج ہیں، ان میں سے سب سے قدیم کتاب فخر الاسلام بزدوی (ت ۴۸۲ھ) کی اصول فقہ کی کتاب میں اس کا ذکر ملتا ہے، یعنی پانچویں صدی ہجری میں، اس سے قبل نہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام طحاوی رحمہ اللہ وغیرہم کی مصنفات میں یہ روایت کہیں موجود نہیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ کبار محدثین بزدوی سے مدتوں پہلے اس جھوٹ کا پردہ چاک کر چکے تھے۔ اور خود اُصول بزدوی کی اپنی جو حیثیت ہے اس کو حجۃ اللہ البالغہ (۱/۱۶۰) میں شاہ ولی اللہ نے بیان کر دیا ہے۔ خیر اپنی جگہ پر یہ معاملہ جو کچھ بھی ہو، بہ ہر حال اہل سنت کا اپنا ہے، منکرینِ حدیث کا بغلیں بجانا بے موقع ہے۔

۸: یہ علمی نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ حدیث شریف کے معیارِ صحت پر گفتگو آئمہ حدیث و فقہ کے ہاں بہ حیثیت اس کے خبر ہونے اور بہ اعتبار ثبوت ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ثبوت کا تعلق سند سے ہوتا ہے اور اسی سے بحث کی ضرورت۔ لیکن ''قرآنِ مجید سے مطابقت و مخالفت'' کا معاملہ دلالت سے متعلق ہے جو امر دیگر ہے، خلط مبحث نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی صحیح حدیث ظاہری مفہوم کے اعتبار سے قرآنِ مجید کے خلاف نظر آتی ہو تو اس کے حل کے سیدھے سادے دو طریقے ہیں: یا تو حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا یا تعارض پیدا کرنے والے ذہن نے قرآنِ کریم کا جو معنی سمجھا وہ معنی درست نہیں ہوگا، قرآن کا مطلب کچھ اور ہوگا۔ دیکھیے صحابہ وتابعین سے قرآن کی جو تفسیریں صحیح اسناد سے مروی ہیں، ان کی بنا پر صحیح حدیثیں اور قرآن شریف باہم متعارض نہیں، کیوں کہ سلف کا قرآنی فہم درست تھا۔

اور یہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن کی کوئی آیت دوسری کسی آیت کے بہ ظاہر خلاف معلوم ہوتی ہو تو اس وقت یہی کہا جائے گا کہ دونوں آیتوں میں سے ایک کا یا دونوں کا وہ مفہوم نہیں جو بہ ظاہر سمجھا جا رہا ہے۔ بہر صورت تطبیق کی راہ ہی نکالی جائے گی۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ معاذ اللہ ایک آیت ہی صحیح ثابت نہیں۔ یہ بحث رحیق کی بعض پچھلی اشاعتوں میں مختصری ہو بھی چکی ہے۔ واللہ الهادی [1]

---

[1] جلد: ۳، ش: ۵، دسمبر ۱۹۵۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامِ سنت (جعفر شاہ پھلواروی) پر ایک نظر

اس اداریے میں مولانا رحمہ اللہ نے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی طبع کردہ کتاب ''مقامِ سنت''، جس کا کسی پچھلے اداریے میں ذکر آیا تھا، کے اقتباسات نقل کر کے اس کتاب کے مصنف و ناشر کے نزدیک سنت کا مقام کیا ہے اس کا پردہ چاک کیا ہے۔ (احمد شاکر)

رحیق میں کہیں ذکر آ گیا تھا کہ لاہور کے ''ادارہ ثقافتِ اسلامیہ'' نے انکارِ حدیث کی تبلیغ میں ایک مستقل کتاب ''مقامِ سنت'' شائع کی ہے جس پر ادارہ مذکور کے آرگن رسالہ ''ثقافت'' (دسمبر ۵۸ء) نے نہ صرف ناراضی کے ''تأثرات'' کا اظہار کیا ہے، جس کا ''تأثرات نگار'' کو حق حاصل ہے، بلکہ ناچیز اور ہیچ مداں مدیر رحیق کو ''علمی تہی دستی اور گروہی تعصب میں مبتلا'' خطاب سے بھی نوازا گیا ہے جس میں اوّل الذکر کے لیے تو ہم ان کے ممنون ہیں کہ انھوں نے ایک امر واقعہ کا اظہار فرمایا ہے لیکن ان کی خدمت میں بہ صد ادب یہ عرض کرنے کی اجازت بھی چاہتے ہیں کہ دوسرا ''الزام'' محض واہمہ کی تخلیق ہے۔ ''ادارہ ثقافت'' کے متعلق ہماری یہ رائے کہ وہ 'منکرِ حدیث ادارہ ہے' بحمد اللہ نہ تو تعصب پر مبنی ہے اور نہ ہی یہ بات ہے کہ ہم ''کتابیں پڑھے بغیر ہی اپنی رائے دے دیا کرتے ہیں۔'' ❶

ہم نے ''ثقافتی کتابیں'' پڑھ کر ہی رحیق میں ان امور کا ٹھوس ثبوت دیا ہے۔ ''ادارہ ثقافت'' کے اکثر دانش وَروں کی تحریروں میں ''انکارِ حدیث'' کے علاوہ بھی بہت سی خلافِ اسلام چیزیں موجود ہیں۔

آج کی صحبت میں ''مقامِ سنت'' کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ یہ الزام کہ ہم ''صرف طعن تشنیع سے ہی اپنی علمی تہی دامانی ❷ کے خلا کو پُر کر لینا کافی سمجھتے ہیں'' (ثقافت، دسمبر ۵۸ء) کہاں تک درست ہے۔ یہ تالیف ❸ ویسے تو ژولیدہ بیانی کا شاہکار ہے، تاہم اگر صاف چیز اس میں ملتی ہے تو وہ مندرجہ ذیل امور ہیں ❹:

---

❶ رسالہ ثقافت، ص: ٤، دسمبر ٥٨ء.

❷ بعض ثقافتی دانش وَروں کی ''علمی پُر دامانی'' کے نمونے ہماری نگاہ میں بھی ہیں، وإن تعودوا نعد.

❸ ''تالیف'' اس لیے کہ اس میں عموماً اپنے پیش رو منکرین حدیث وغیرہ کی باتوں اور کئی دفعہ چبائے ہوئے نوالوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ عبداللہ چکڑالوی، مرزائے قادیانی، مشرقی صاحب، پرویز صاحب وغیرہم۔

❹ واضح رہے ہماری غرض اس وقت صرف ''تعارف'' ہے کہ مولانا شاہ محمد جعفر صاحب پھلواری (رکن ادارۂ ثقافت) کی یہ تالیف حدیث پاک کی تردید اور مخالفت میں لکھی گئی ہے۔ رہی اس کے مندرجات پر تنقید تو عمومی طور پر ہو چکی ہے اور خصوصی طور پر وہ قابل توجہ ہی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ حدیث صرف بصیرت نبوی ہے، وحی الٰہی نہیں ❶:

☆...... ''پیغمبر کی بصیرت واجتہاد کوئی ایسی معمولی چیز نہیں ہوتی جسے ہم سرسری نظر سے دیکھ لیا کریں۔ اور اسے معمولی درجہ دے کر ٹال جائیں۔ تمام عالم کے عقلاء مل کر بھی وہ بصیرت نہیں پیدا کر سکتے جو تنہا پیغمبر کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وحی وحی ہے اور بصیرت بصیرت۔'' ❷

☆...... ''بجز تنزیل (قرآن) کے کسی حکم کو وحی نہ سمجھا جائے۔'' (ص:۷۵)

۲۔ بہت تھوڑی حدیثیں صرف ''الہام'' ❸ ہیں:

☆...... ''احادیث سب کی سب غلط نہیں، ان میں صحیح حصے بھی موجود ہیں۔ اور جو صحیح ہیں ان میں سب الہام نہیں بلکہ کچھ حصہ الہام کا ہے اور کچھ غیر الہامی ہے۔ جو الہامی حصہ ہے وہ الہام ہونے کے باوجود ما أنزل اللہ یا اس کے ہم پلہ نہیں۔'' ❹

☆...... ''حدیث کا بہت ہی مختصر حصہ الہامی ہے۔'' ❺

☆...... ''زیادہ سے زیادہ چند مقامات ایسے ہیں جہاں حدیث کو الہامی مانا جا سکتا ہے۔'' ❻

ایک جگہ لکھا ہے:

''خالص دینی معاملات میں بھی حضور کی تمام باتوں کو غیر متبدل نہیں تصور کیا گیا۔'' ❼

۳۔ معاملات کی احادیث شریعت مُنزّلہ نہیں:

☆...... ''اُن تمام احادیث پر نظر ڈالیے جو معاملات سے تعلق رکھتی ہیں تو اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ وہ سب کی سب بصیرت نبوی کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ وہ سب حدود اللہ کے اندر ہیں لیکن ان کا تعلق الہام سے نہیں بلکہ بصیرت سے ہے۔'' ❽

☆...... ''معاملات میں کسی حدیث کا الہام ہونا بالکل بعید از قیاس ہے۔'' ❾

☆...... ''معاملات میں سنت بلاشبہ وحی کے اندر اور وحی کے مطابق تو ہوتی ہے لیکن خود وحی نہیں ہوتی۔'' ❿

---

❶ یہ معلوم ہے کہ سب اہل سنت حدیث کو وحی مانتے ہیں۔

❷ مقام سنت، ص: ٦٦.

❸ ''الہام'' مؤلف کے نزدیک وہی شے ہے جسے علمائے اہل سنت متفقہ طور پر ''وحی خفی'' قرار دیتے ہیں۔ لیکن مؤلف اس ''الہام'' کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے۔ بنا بریں اس کا دروازہ بھی قیامت تک کے لیے ان کے نزدیک کھلا ہے، یعنی بات وہی ہے جو اُن کا منکرِ حدیث فرقہ کہہ رہا ہے، یعنی حدیث وحی اور حجت دین نہیں لیکن لمبا چکر کاٹ کر، قاتلهم الله أنى يؤفكون.

❹ ص: ٦١.

❺ ص: ٥٣.

❻ ص: ٩٠.

❼ ص: ١٠٥.

❽ ص: ٦٥.

❾ ص: ٩٠.

❿ ص: ٧٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆...... ''معاملات سے تعلق رکھنے والی تمام احادیث بصیرت نبوی ہیں نہ کہ الہام وتنزیل۔'' ❶

☆...... ''معاملات کے متعلق جتنی بھی احادیث ہیں وہ (بشرط صحت) سرتا سر بصیرت نبوی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔'' ❷

☆...... ''معاملات میں معاشرت، معیشت، معاش، سیاست وغیرہ ساری چیزیں اپنے تمام اجزاء سمیت داخل ہیں اور ان میں ہر چیز متبدل ہے۔'' ❸

۴۔ رسول کی اطاعت بہ حیثیت امیر المومنین تھی، بہ حیثیت رسول نہیں:

☆...... ''جن احکام الٰہی کی اطاعت کا نام اطاعت الٰہی ہے وہ آتے ہی ہیں بواسطہ رسول، اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ عین اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ رسول کے بعد وہی اطاعت اُولوا الأمر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور ان کی اطاعت عین اطاعتِ خداوندی ہے۔ رسول ہو یا اُولوا الأمر سب کا مقصد خدا ہی کی اطاعت کرانی ہوتی ہے، لہٰذا اصل مطاع اللہ تعالیٰ ہے، خواہ کسی کے واسطے سے ہو۔'' ❹

☆...... ''حضور ایک تو امیر مومنین تھے محمد بن عبداللہ ﷺ کی حیثیت سے اور دوسرے پیغمبر تھے محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے۔ زندگی میں یہ دونوں اطاعتیں یک جا تھیں، لیکن بعد از وفات پہلی قسم کی اطاعت ختم ہو کر نائبین میں منتقل ہوگئی اور دوسری اطاعت قیامت تک کے لیے ''رسالت'' یعنی قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ بس حضور ﷺ نے جو کچھ رسول اللہ کی حیثیت سے دیا یا فرمایا اس میں کسی تغیر وتبدل کا امکان نہیں۔ لیکن دوسری حیثیت کے فرامین ہر فرمان پر مقدم ہونے کے باوجود بجائے خود متبدل ہیں اور وحی نہیں۔'' ❺

نتیجہ:......اس بھاری سر دردی کا نتیجہ بھی مؤلف ہی کی زبان سے سنیے کہ معاملات کی تمام احادیث:

۵۔ احکامِ شرعی وقتی تھے:

''اسی دور، اسی ماحول اور ان ہی مخصوص حالات کے لیے صحیح ترین اور مناسب ترین احکام ہیں۔ اور چونکہ معاملات متبدل ہوتے ہیں، اس لیے اس دور کی بہت سی باتیں کسی دور میں قابل رد وبدل بھی ہوسکتی ہیں۔'' ❻

۶۔ عہد نبوی کے احکام کی حیثیت حجتِ دین کی نہیں، نظائر کی ہے:

''ہر اسلامی ریاست وامارت کے نظام میں حضور کے فیصلے (اگر ان میں تغیر وتبدل ضروری نہ ہو) تمام دوسرے فیصلوں پر مقدم ہوں گے۔ بنیاد صرف کتاب اللہ، باقی تمام چیزیں نظائر

❶ مقام سنت، ص: ٦٨. ❷ ص: ٩٠.
❸ ص: ٦٣. ❹ ص: ١١١.
❺ ص: ١١٢. ❻ ص: ٩١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مؤیدات) کا مقام رکھتی ہیں اور ان میں فرامینِ نبوی سب پر مقدم ہیں۔'' (ص:۱۱۲)

۷۔ احکامِ شرعیہ انسانوں کی عقل کے سپرد:

''جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تنزیل (قرآن) نے ان کی صرف حدود بیان کر دی ہیں۔ باقی رہیں جزوی تفصیلات تو ان کو انسانوں کی عقل و بصیرت ہی پر چھوڑا گیا ہے۔'' ❶

۸۔ بعض صحابہ سادہ لوح تھے:

''حضور کے فیض یافتہ صحابہ میں بھی ایسے سادہ لوح مسلمان تھے جو وفورِ علمِ حدیث کے باوجود پورے اخلاص اور سچائی کے ساتھ ایسی روایتیں بیان کرتے تھے جو تنزیل کے خلاف ہوتی تھیں۔'' ❷

اور مثال میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا ہے:

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا ہے کہ یہ اقتباسات چند ہیں۔ ورنہ محدثین پر پھبتیاں، الزامات، اتباعِ سنت کا تمسخر، انکارِ حدیث کے ''دلائل'' کی سیر حاصل تفصیلات وغیرہ باتوں کے علاوہ علم واستدلال کے نوادر سے یہ تالیف لطیف مالا مال ہے۔

اور یہ اسی کتاب پر ہی موقوف نہیں بلکہ ثقافتی تحریروں اور مساعی کا (علاوہ ان کے دوسرے الحادی خیالات کے) اس بارے میں لب لباب یہ ہے کہ حدیث اولاً تو محفوظ ہی نہیں رہی، اس کا وجود ہی مشکوک ہے۔ اگر کچھ حصہ ''محفوظ'' ہے بھی تو اس کی حیثیت حجتِ دین کی نہیں بلکہ نظائر کی ہے اور وہ دوامی نہیں، اسی دور کے لیے تھیں۔ اب ہر زمانے کی اسلامی ریاست کو اختیار ہے کہ جس حدیث کو چاہے ترک کر دے، چاہے اس پر عمل کر لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ایک ''رسول کے اجتہاد'' کے طور پر نہیں بلکہ ایک ''اعلیٰ انسان'' ہونے کی وجہ سے مقدم سمجھے جانے کے قابل ہیں، واجب التسلیم والعمل نہیں، وغیرہ۔

لیکن بلاشبہ یہ خیالات، جن کی اشاعت میں ادارہ سرگرم ہے، نصوصِ قرآنیہ صریحہ سے خلاف اور پوری امت کے مخالف ہیں۔ اب اگر کوئی ان کو ٹوکتا ہے اور اپنے ناواقف بھائیوں کو متنبہ کرتا ہے کہ مبادا ''اسلامی ثقافت'' کے نام اور اس کے دانش وروں کے ''کام'' سے کوئی دھوکا کھا جائے تو ''رواداری'' کے یہ واعظ حضرات بگڑنا شروع کر دیتے ہیں، ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ○﴾ ❸

---

❶ ص: ۶۲۔ ❷ ص: ۸۶۔ ❸ جلد: ۳، ش: ۶، جنوری ۱۹۵۹ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اہل حدیث

مولانا رحمہ اللہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو برصغیر میں علمِ حدیث کی ترویج اور عمل بالحدیث کا بانی سمجھتے اور منبع قرار دیتے تھے، اس خانۂ انوارِ نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے مستنیر درس گاہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کا مقام ایک شمع فروزاں کا تھا۔ عون المعبود شرح سنن ابی داود اور تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی علمِ حدیث کی اس شمع فروزاں کی وہ نورانی کرنیں تھیں، جس نے برصغیر ہی نہیں مشرق وسطیٰ تک کے تشنگانِ علم الحدیث کو نہ صرف سیراب کیا بلکہ ان کے علم وفکر کو ایسی جلا بخشی کہ انھوں نے اس گلستانِ حدیث نبوی کا کھلے دل سے نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس سے مستفید ہونا بھی تسلیم کیا۔

اسی طرح والا جاہ سیّد نواب صدیق حسن خاں قنوجی رحمہ اللہ نشرِ علمِ حدیث، یعنی کتبِ حدیث کی اشاعت وطباعت کی بنا پر حضرت مولانا رحمہ اللہ کے لیے ایک منارۂ نور کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور دیکھا جائے تو "المکتبة السلفية" کے قیام اور دارالدعوۃ السّلفیہ کی تاسیس کے پس منظر میں حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت ہی کارفرما ہے اور یہ دونوں اِشاعتی ادارے ان سے عقیدت ومحبت کا مظہر ہیں۔

درج ذیل اداریے میں مولانا رحمہ اللہ نے برصغیر کے علماء خصوصاً علماء وطلبائے علمِ حدیث کو احساس کمتری وکہتری سے نکال کر اپنے مقام کی پہچان محسوس کرانے کی کوشش کی ہے۔ اور علمائے ہند کی خدماتِ حدیث پر مشرق وسطیٰ کے کبار علمائے حدیث کے حقیقت پسندانہ اعتراف کے ساتھ ساتھ بعض کبار علمائے احناف کی وسعت ظرفی بھی نقل کردی ہے جو انھوں نے علمِ حدیث کے بقاء واِحیا کے سلسلے میں علمائے اہل حدیث کی مساعی کو تسلیم کرتے ہوئے تحریر فرمائی تھی۔ لیجیے! علمائے ہند کی حدیثی خدمات کے سمندر کو ایک کوزے میں ملاحظہ فرمائیے۔ (احمد شاکر)

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کی جو روشنی اس وقت برصغیر ہندو پاک میں نظر آرہی ہے اور یہاں کے ایوان ہائے علم وعمل ان کے چرچوں سے گونج رہے ہیں تو یہ سب نتیجہ ہے جماعت اہل حدیث کے ان نفوس قدسیہ کی مساعی، محنت، قربانی اور ایثار کا، جن کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لیے منتخب فرمایا اور تکویناً ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سپرد یہ خدمت کی گئی۔ انھوں نے علماً، عملاً، تصنیفاً، تدریساً اور تبلیغاً اس مقدس علم کی اشاعت کی جس سے سنن نبویہ کا اِحیا ہوا اور صدیوں کا وہ جمود ٹوٹا جس نے یہاں کے فقہاء، واعظین اور مدرسین کو ٹھس کر رکھا تھا۔

تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں یہ کام شروع ہوا اور چودھویں صدی ہجری کی پہلی چوتھائی میں اس آفتابِ ضیا پاش کی روشنی نہ صرف دہلی، راجپوتانہ، یوپی، بہار، بنگال، جنوبی ہند، سندھ، گجرات، کاٹھیاواڑ، شمال مغربی سرحد اور پنجاب میں بلکہ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک تک کے علمی حلقوں میں پہنچ گئی۔ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾

اِحیائے سنت کی اس علمی اور اصلاحی تحریک کی قیادت دو مجددین وقت کر رہے تھے: شیخ الکل مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور والا جاہ امیر الملک مولانا سیّد محمد صدیق حسن خان صاحب قنوجی سربراہ ریاست بھوپال طاب الله ثراهما وجعل أعلى الجنة مثواهما.

مصر کے علامہ رشید رضا مرحوم ۱۳۵۴ھ میں ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ جب وہ ۱۳۱۵ھ میں مصر پہنچے تو:

> ''وہاں کے خطباء، واعظین اور مدرسین کا یہ حال دیکھا کہ وہ اپنے خطبوں، وعظوں اور اسباق میں ایسی بے نشان روایتیں بیان کر رہے ہیں جن میں ضعیف، منکر اور موضوع سب ہی قسم کی ہیں۔'' [1]

اور سلسلۂ گفتگو میں یہ بھی لکھا:

> ((قد ضعفت في مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر حتى بلغت منتهى الضعف في أوائل القرن الرابع العشر.)) [2]

> ''علم حدیث کی یہ کمزور حالت سب ہی مشرقی ملکوں شام، عراق اور حجاز وغیرہ میں دسویں صدی ہجری سے چلی آ رہی ہے مگر چودھویں صدی کی ابتدا میں یہ ضعف انتہا کو پہنچ گیا۔''

اور کھلے دل سے اعتراف کیا ہے:

> ((ولولا عناية إخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضي عليها بالزوال من أمصار الشرق.)) [3]

> ''ہندوستان کے علمائے حدیث نے اس دور میں علومِ حدیث سے خوب اعتنا کیا۔ اگر وہ یہ نہ کرتے تو شاید یہ علم مشرق کے شہروں سے مٹ جاتا۔''

اس سے قبل ۱۳۴۷ھ میں مصر ہی کے ایک دوسرے اہل علم نے لکھا تھا:

> ((ولا يوجد في الشعوب الإسلامية من وفى الحديث قسطه من العناية

---

[1] مقدمه مفتاح كنوز السنة. [2] أيضاً. [3] أيضاً.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

في هذا العصر مثل إخواننا مسلمي الهند، أولئك الذين وجد بينهم حفاظ للسنة ودارسون لها على نحو ما كانت تدرس في القرن الثالث حرية في الفهم ونظر في الأسانيد.)) ❶

''ہمارے اس دور میں کسی بھی اسلامی ملک کے مسلمانوں نے علمِ حدیث کو اس کا حق نہیں دیا، سوائے ہندوستان (متحدہ) کے کہ وہاں جماعت اہل حدیث میں ایسے حفاظ و مدرسینِ حدیث موجود ہیں جو تیسری صدی ہجری کے طرز پر پابندیِ مذاہب سے آزاد درسِ حدیث دیتے اور حسبِ ضرورت نقدِ روایات سے بحث کرتے ہیں۔''

یہ طریقِ تدریس وتنقیدِ روایات تھا مولانا سیّد محمد نذیر حسین، علامہ شیخ حسین یمنی بھوپالی اور ان کے تلامذہ کرام رحمہم اللہ کا جس میں اجتہادی روح کارفرما تھی، اور مسائل میں روایات کی چھان بین محققانہ طور پر کی جاتی تھی۔ اور یہ وہی طریقہ ہے جس کی بنیاد شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغۃ کا مبحث سابع اور امام شوکانی یمنی کی تصانیف ہیں جو بہ واسطہ نواب سیّد محمد صدیق حسن خاں رحمہ اللہ اس ملک (اب برصغیر) میں آئیں۔ استاد خولی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں:

((وإن أساس تلك النهضة في البلاد الهندية أفذاذ أجلاء تمخضت بهم العصور الحديثة وانتهجوا في تحصيل العلوم نهج السلف فنبه شأنهم وعلا أمرهم وذاع صيتهم فكان لها الأثر الصالح والسبق الواضح، ومن أشهر هؤلاء الأعلام ولي الله الدهلوي صاحب التصانيف أشهرها "حجة الله البالغه" والسيد صديق حسن خان ملك بهوبال صاحب التصانيف الكثيرة أيضا انتهى ملخصا)) ❷

اس کے بعد لکھتے ہیں:

((وفي الهند الآن طائفة كبيرة تهتدي بالسنة في كل أمور الدين ولا تقلد أحداً من الفقهاء ولا المتكلمين وهي طائفة المحدثين.)) ❸

''اب بھی بڑی تعداد میں وہاں ایسی جماعت (اہل حدیث) موجود ہے جو زندگی کے سارے شعبوں میں حدیث شریف کو راہنما مانتی ہے۔ وہ نہ فقہیات میں کسی کی تقلید کرتے ہیں، نہ عقائد

❶ مفتاح السنة للأستاذ عبد العزيز الخولي، ص: ١٦٩.

❷ أيضاً. ❸ أيضاً.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کلامی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

اِحیائے علومِ حدیث کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث کے ان تجدیدی کارناموں کا اظہار واعلان مصری محققین ہی نے نہیں کیا، خود ہمارے ہاں کے بعض حنفی اہل قلم واصحابِ فکر نے بھی اس کا اعتراف فرمایا ہے۔ مولانا مناظر احسن بہاری مرحوم ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

''اس کو تسلیم کرنا چاہیے کہ اپنے دین کے اساسی سرچشموں (قرآن وحدیث) کی طرف توجہ ہندوستان (متحد) کے حنفی مسلمانوں کی جو پلٹی اس میں اہل حدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کو بھی دخل ہے۔ عمومیت غیر مقلد تو نہیں ہوئی لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔'' ❶

اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا ہوگا، اس لیے کہ چودھویں صدی ہجری کی اس آخری چوتھائی میں ''دستوری عنوان'' سے الحاد وبے دینی کا جو ریلا آرہا ہے اس کے سامنے ''جمودی فقہ'' نہیں ٹھہر سکے گی۔ اس کے لیے بند اگر باندھا جاسکتا ہے تو قرآن وحدیث کے اسی طریقِ تدریس وتحقیق سے جو اہل حدیث کا ہے جس میں جمود کو توڑنے کے ساتھ ساتھ ایجابی علاج بھی موجود ہے جو الحاد تک پہنچا دیتی ہے۔ اور وہ یہ کہ تعبیرِ قرآن وحدیث میں اختلاف کی صورت میں معیارِ حق وصواب صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا طریق ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ (۱/۰۷اوغیرہ) میں اس کی تصریح کی ہے۔

اس سلسلے میں اس فاضل مصری مصنف نے یہ بھی لکھا ہے:

((طبعوا كثيرا من كتبها النفيسة التي كانت تذهب بها الإهمال وتقضي عليها غير الزمان ومن حسناته (السيد صديق حسن) طبع فتح الباري ونيل الأوطار وتفسير الحافظ ابن كثير، طبعت هذه على نفقته في المطبعة الأميرية بمصر فكانت من أنجح وسائل إحياء السنة.)) ❷

''اس جماعت نے حدیث کی ایسی نفیس اور بیش قیمت کتابوں کو طبع کرایا جو ضیاع کے خطرے سے دوچار ہو رہی تھیں۔ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے فتح الباری، نیل الاوطار اور تفسیر ابن کثیر کو اپنی طرف سے زر کثیر خرچ کر کے مصر میں طبع کرایا۔ اور یہ بلاشبہ عالمِ اسلام میں احیائے سنت کا کامیاب عامل اور سبب ہے۔''

مصر ہی کے ایک ناشر، جو بڑے جید عالم تھے اور جنھوں نے تفسیر روح المعانی، عینی شرح بخاری اور المحلی

❶ ماهنامه برهان، دهلي، شماره: ۲، جلد: ۴۱۔ اگست ۱۹۵۸ء.

❷ مفتاح السنة، ص: ۱۶۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسی ضخیم وجلیل القدر کتابیں شائع کی ہیں؛ علامہ محمد منیر دمشقی مالک مطبعہ منیریہ، حضرت نواب محمد صدیق حسن خاں اور دوسرے علمائے حدیث (متحدہ) ہند کی تحریک اشاعتِ علومِ حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وهي نهضة عظيمة أثرت على باقي البلاد الإسلامية فاقتدى بها غالب البلاد الإسلامية في طبع كتب الحديث والتفسير .)) ❶

''یہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اثر ڈالا، چنانچہ بلادِ اسلامیہ میں ان کی اقتدا کرتے ہوئے حدیث وتفسیر کی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔''

اس کی مثال میں (سنن دارمی، تلخیص الحبیر، بلوغ المرام، درایہ تخریج ھدایہ، الادب المفرد، تاریخ صغیر از امام بخاری، سبل السلام، منتقی الاخبار، شرح خمسین لابن رجب، سنن دارقطنی مع التعلیقات المغنی، الفیہ عراقی مع التعلیقات، فتح المغیث شرح الفیہ عراقی از حافظ سخاوی، حجۃ اللہ البالغہ، اللآلی المصنوعہ، قیام اللیل للمروزی، ذیل اللآلی، المعجم الصغیر طبرانی، المقاصد الحسنہ، الفوائد المجموعہ وغیرھا) کو بہ طور مثال پیش کیا جاسکتا ہے کہ یہ سب کتابیں ہمارے ہی علماء نے طبع اور شائع کیں یا کرائیں جن میں سے بعض بتتبع ہندوستان اور مصر میں طبع ہوگئی ہیں لیکن بعض اب تک ہندوستان ہی کی مطبوعہ ہیں جن سے دنیائے محققین استفادہ کر رہے ہیں بلکہ فتح الباری جیسی ضخیم کتاب بھی نواب صاحب کے طبع کردہ مصری نسخے کے بعد اہل حدیث ہی کے مطبع انصاری، دہلی نے طبع کی تھی جو باریک خط کے تقریباً چار ہزار بڑے صفحات پر مشتمل ہے۔

علامہ محمد منیر دمشقی أنموذج في الأعمال الخيريه میں ایک دوسرے مقام پر حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

((كم له من أياد بيضاء في خدمة العلم والعلماء وإن جحد فضله الحاسدون وضعفاء العقول المتصنعون .)) ❷

اور شروحِ سنن ابی داود کے تذکرے میں مولانا محمد شمس الحق رحمہ اللہ صاحب کی سنن ابی داود کی محققانہ ومحدثانہ شرح کی داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے بعد سنن ابی داود پر جس کسی نے بھی کچھ لکھا ہے اسی شارح کا تتبع کیا ہے:

---

❶ أنموذج في الأعمال الخيرية، ص: ٤٦٨.

❷ ص: ٣٨٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((کل من جاء بعد من شیوخ الهند وغیره استمدوا من شرحه .)) ❶

اور مولانا محمد شمس الحق تلمیذ رشید مولانا سیّد محمد نذیر حسین رحمہ اللہ کا تعارف ان لفظوں سے کرایا ہے:

((والمؤلف صاحب عقیدة صحیحة ومذهبه مذهب أهل حدیث .)) ❷

سیّد صاحب مغفور کے ایک دوسرے فیض یافتہ مولانا محمد عبدالرحمن صاحب مبارک پوری رحمہ اللہ اور ان کی شرح ترمذی کے متعلق شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ مصری لکھتے ہیں:

((من كبار علماء الحديث بالهند وهو شرح نفيس جداً .)) ❸

یہ ہے بہت ہی مختصر تذکار ہمارے ماضی قریب کے علمائے حدیث کے ان زندہ وجاوید کارناموں کا جن سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور برابر اٹھا رہا ہے اور جس کا اعتراف اپنوں بیگانوں سب کو ہے۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء .

اس داستان سرائی کا مقصد ''پدرم سلطان بود'' کا مصداق بننا نہیں ہے بلکہ اپنے اشغال واعمال کا جائزہ لینا ہے کہ اسلاف کے جانشین ان کے اخلاف ہوتے ہیں، ہم احساس کریں یا نہ کریں۔ جانشینی کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کے کام کو آگے بڑھایا ہے؟ واقعات کا جواب یہ ہے کہ بڑھانا تو کجا اسے بھی جاری نہیں رکھ سکے۔ وجوہ اس کے کوئی بھی ہوں، واقعہ یہ ہے کہ ربع صدی سے احیاء واشاعتِ علومِ حدیث کی نوعیت کا بنیادی کام تقریباً بند ہے۔ تحفۃ الاحوذی کی اشاعت کے بعد حدیث پاک کی کوئی ایسی ٹھوس خدمت نہیں ہو پائی جسے اس جماعت اور اس کی روایات کے شایانِ شان کہا جاسکے۔ درس وتدریس کا کام البتہ جاری ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے بھی امتیازی اوصاف میں اب کمی واقع ہوگئی ہے۔ ''جدت'' میں ڈھالنے کی طرف رجحان ضرور ہے لیکن خالص محدثانہ طریق سے بے اعتنائی سی ہے۔

لیکن اس سے بھی انکار مشکل ہے کہ پچھلی ربع صدی میں بہت سے داخلی اور خارجی فتنوں سے جماعت کو دوچار ہونا پڑا۔ جس سے عہدہ برآ ہونا اصلاحی مقاصد کے لیے ناگزیر تھا۔ یہی دور سیاسی ہنگاموں کا بھی رہا ہے۔ بھلا پھر جس جماعت کا اہم مقصدِ زندگی خلافت راشدہ جیسی حکومت کا قیام ہو وہ سیاسیات سے کیسے پہلو تہی کرسکتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسی قسم کے حالات وواقعات میں ہمارے اکابر اور علمائے کرام ایسے الجھے کہ دوسرے تعمیری کاموں کی طرف توجہ نہ کرسکے۔ اگرچہ فرداً فرداً احساس سب کو رہا مگر مذکورہ بالا قسم کے کسی کام کے لیے کوئی اقدام نہ کیا جاسکا۔

---

❶ أنموذج، ص: ٦٢٧. ❷ أيضاً.

❸ مقدمه تعليق ترمذي، ص: ٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وما تشاؤون إلا أن يشاء الله﴾

ادھر چند سال ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے اہل حدیث نے اس انداز کی نئی کروٹ لی ہے اور کتبِ حدیث کی خدمت اور اشاعت کی طرف ان کی توجہ پلٹی ہے۔ انھوں نے اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش شروع کر دی ہے جس کا پہلا مظہر صحاح ستہ کی کتاب سنن نسائی مع التعليقات السلفية اور مشكاة شریف کی سب سے بہتر شرح مرعاة المفاتيح کا طبع ہو کر شائع ہونا ہے جس پر آئندہ اشاعت میں مفصل اظہار خیال کیا جائے گا۔ إن شاء الله العزيز . ❶

❶ جلد: ۳، ش: ۷، فروری ۱۹۵۹ء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکاۃ المصابیح کی شرحیں

برصغیر کے مدارس میں مروج کتب حدیث کے مسلک محدثین کے مطابق مختصر حواشی آپ یوں سمجھیں کہ ان کا مقصد حیات تھا۔ چونکہ تمام مدارس دینیہ میں حدیث کی ابتدائی کتاب مشکاۃ شریف سب سے پہلے پڑھائی جاتی ہے اس لیے مشکاۃ شریف کے حواشی ان کے خیال میں سب سے اہم تھے۔ جس میں ان کے فکری دوست حافظ محمد زکریا بن میاں محمد باقر رحمہ اللہ (جھوک دادو) شریک فکر وعمل تھے۔ چنانچہ ذیل کے اداریے میں ان کے فکر اور عمل کی مختصر روئداد آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس اداریے میں جن کتب کے غیر مطبوع ہونے پر مولانا نے حسرت کا اظہار کیا تھا وہ بحمد اللہ سب طبع ہو چکی ہیں۔ ان کتب کے ناموں پر حواشی میں اپنے محدود علم کے مطابق کچھ اجمالی تعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ (احمد شاکر)

حدیث کی متداول ومعروف کتاب مشکاۃ شریف کی ایک مبسوط شرح مرعاۃ المفاتیح کی ایک جلد حال ہی میں طبع ہو کر آئی ہے جسے دیکھ کر یہ مقولہ یاد آ گیا: ”کم ترك الأول للآخر.“ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شرح بے نظیر ہے۔ حلِ لغات وغریب الحدیث، حلِ مشکلاتِ حدیث، رجال پر ناقدانہ کلام، تخریجِ احادیث، مسائلِ فقہیہ پر سیر حاصل مباحث، اصحاب الحدیث واصحاب الرائے (باصطلاح شاہ ولی اللہ صاحب) کے دلائل کا تفصیلی جائزہ، تراجم صحابہ اور مصنفین وائمہ حدیث سب کو حاوی ہے۔ اس جامعیت کی حامل مشکاۃ کی اب تک کوئی شرح نہیں ہوئی۔ جہاں تک مطالبِ حدیث کی وضاحت کا تعلق ہے، بلاشبہ مصنف مشکاۃ کے شیخ واستاذ علامہ حسین بن محمد الطیبی رحمہ اللہ (م ۷۴۳ھ) کی شرح الکاشف عن حقائق السنن اس بارے میں بہترین تسلیم کی گئی ہے، مگر افسوس کہ وہ اب تک طباعت سے محروم ہے۔ ❶ عرصہ ہوا مولانا نواب حبیب الرحمٰن صاحب شروانی مرحوم ومغفور نے ان سطور کے راقم کے نام ایک خط میں اس کی طباعت پر آمادگی کا ارادہ ظاہر کیا تھا، پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔

اس کے بعد شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کی لمعات التنقیح ❷ اور مولانا علی قاری کی مرقاۃ ❸ کا درجہ

---

❶ جو بحمد اللہ ۱۴۱۳ھ میں ...... طبع اوّل ...... کراچی اور ...... طبع دوم ...... ۱۴۱۷ھ میں سعودیہ میں طبع ہو چکی ہے۔

❷ بحمد اللہ یہ کتاب بھی مولانا کے شاگرد رشید حافظ عبدالرحمٰن الجوہری رحمہ اللہ (گوہڑوی) کے مکتبہ معارف علمیہ نے ۹۵-۱۳۹۰ھ (پانچ سال میں) میں مولانا مفتی عبید اللہ رحمہ اللہ (مہتمم الجامعۃ الاشرفیہ لاہور) کی تحقیق وتعلیق اور حافظ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی تخریج کے ساتھ چار جلدیں طبع ہو چکی ہیں لیکن افسوس کہ یہ شرح مکمل نہ ہو سکی۔

❸ قدیم طبع کے بعد مرقات کا ایک عمدہ ایڈیشن مکتبہ امدادیہ ملتان سے ۱۱ جلدوں میں کئی سال قبل طبع ہو کر مارکیٹ میں مل رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے مگر اول الذکر اب تک طبع نہیں ہو سکی اور ثانی الذکر پانچ ضخیم جلدوں میں آج سے ستر برس قبل مصر سے شائع ہوئی تھی مگر ایک مدت سے بالکل نایاب ہے۔

ان دونوں شرحوں میں، اللہ تعالیٰ ان کے مؤلفین کو جزائے خیر دے، بڑی عمدگی سے ایضاحِ مطالب سے متعلقہ مواد جمع کر دیا گیا جو بہت خوب ہے، تاہم علاوہ اس کے کہ ان میں فقہیات وحلِ مشکلات کے لیے ایک ہی نقطہ نظر یعنی حنفی مکتبِ فکر، کی نمائندگی کو بالالتزام ملحوظ رکھا گیا ہے، پھر تخریج وتنقید احادیث کے اعتبار سے بھی بالکلیہ تشنہ ہیں۔ حالانکہ مشکاۃ کی شرح، بالخصوص فصل ثالث، میں اس کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

مصابیح السنۃ للبغوی ومشکاۃ شریف کی تخریجِ احادیث اور حسبِ ضرورت ان پر ناقدانہ بحث ونظر کی ضرورت کو اصحابِ علم ہمیشہ سے محسوس کرتے چلے آئے ہیں، چنانچہ علامہ محمد بن ابراہیم مناوی الشافعی (م ۷۴۶ھ) نے کشف المناهج والتناقيح في تخريج أحاديث المصابيح ❶ لکھی تو حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة ❷ تصنیف فرمائی۔ لیکن افسوس ہے آج ہم لوگ ان دونوں سے محروم ہیں۔ عرصہ ہوا حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدث رحمہ اللہ ہی کے ایک فیض یافتہ جناب مولانا احمد حسن محدث دہلوی (۱۳۳۸ھ، ۱۹۲۰ء) اور حضرت الاستاذ مولانا محمد شرف الدین صاحب مدظلہ العالی نے تنقيح الرواة في تخريج أحاديث المشكاة تحریر کی تھی جو مختصر ہونے کے باوجود بہت مفید ہے۔ جس کا پہلا نصف ❸، یعنی ربع اول ۱۳۲۵ھ میں مطبع انصاری دہلی سے اور ربع ثانی ۱۳۳۳ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا، مگر دوسرا نصف ❹ جو زیادہ اہم تھا، مطبع مجتبائی والوں کی بے اعتنائی سے ضائع ہو گیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

الحمد للہ کہ فاضل نبیل حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری دامت برکاتہم کی تصنیف فرمودہ یہ شرح تکمیل کو پہنچ گئی تو نہ صرف یہ کہ ان سب سے مستغنی کر دے گی بلکہ مرقات ولمعات کی ضرورت بھی نہایت عمدگی سے پوری کرے گی۔ ثلث کتاب کی شرح ہو چکی ہے۔ مطبوعہ حصہ دوسری جلد ہے جو تحفۃ الاحوذی کے

---

❶ اس کتاب کی دوسری اور تیسری طبع ۱۴۲۶ھ اور ۱۴۲۷ھ میں سعودیہ سے طبع ہو چکی ہیں۔

❷ اسی طرح ہدایۃ الرواۃ بھی دار ابن القیم (بریدہ) سعودیہ سے طبع ہو چکی ہے۔

❸ بحمد اللہ اس نصف اول کی طبع مجتبائی کا عکس دار الدعوۃ السلفیہ ایک عرصہ سے طبع کر رہا ہے۔

❹ اس کا گم شدہ قلمی نسخہ...... من جد وجد کے مطابق ...... مولانا نے وارثان مطبع مجتبائی سے خرید لیا تھا، وہ چونکہ کرم خوردہ تھا اس کے الجزء الثالث کو مولانا نے پہلے نقل کرایا، پھر کرم خوردہ بیاض مکمل کیا اور اس میں حل لغت اور طلباء کی ضرورت کے مختصر حواشی تحریر کیے۔ اس کے بعد مولانا فالج کی طویل بیماری میں مبتلا ہو گئے لیکن اس کے الجزء الرابع پر اپنی نگرانی میں مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اور جنت مکیں قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ سے، الجزء الثالث کے منہج پر کام کروایا اور اپنی نگرانی ہی میں ان کی طباعت بھی مکمل کی۔ اب یہ کتاب مکمل ...... نصف اول مطبع مجتبائی کا عکس ...... اور الجزء الثالث والجزء الرابع تکمیل حواشی کے ساتھ مارکیٹ میں موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائز اور ۵۰۰ صفحات پر خود مولانا ممدوح کی نگرانی میں طبع ہوئی ہے۔

جلد اول المکتبۃ السلفیۃ لاہور کے زیر اہتمام مولانا محمد باقر صاحب مدظلہ العالی (مہتمم مدرسہ خادم القرآن والحدیث، جھوک دادو طور، ضلع لائل پور، مغربی پاکستان) کی سرپرستی میں طبع ہو رہی ہے جو ان شاء اللہ بہت جلد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگی۔ جلد اول و دوم مل کر ربع مشکاۃ (کتاب الجنائز ختم) تک یہ شرح پہنچ چکی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مبارک کام کو تکمیل تک پہنچائے اور حسنِ قبول کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

۱۹۴۸ء میں خاکسار راقم سطور کی تحریک و تجویز پر محبّ مکرم مولانا حافظ محمد زکریا صاحب (خلف الرشید مولانا محمد باقر صاحب موصوف)، اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی نعمتوں سے نوازے، نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارک پوری دام مجدہ کی خدمت میں مشکاۃ پر کام کرنے کی درخواست کی۔ مولانا ممدوح نے بڑی خندہ پیشانی سے منظور فرما کر کام شروع کر دیا تھا کہ چند ہی دنوں بعد مولانا حافظ محمد زکریا تو اللہ کو پیارے ہو گئے، لیکن ان کا یہ صدقہ جاریہ اس عالم ناسوت میں بھی ان کی یاد تازہ رکھے ہوئے ہے۔

شاید مرحوم ہی کے اخلاص کا یہ نتیجہ ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود ان کا جاری کیا ہوا کام بدستور ہوا جا رہا ہے۔ واللہ لا یضیع أجر المحسنین.

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے!

ناسپاسی ہوگی اگر اس امر کا ذکر نہ کیا جائے کہ حدیث پاک کی اس خدمت میں ہماری جماعت کے مخیّر اصحابِ ثروت کا بہت بڑا حصہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان ہی کی ہمت سے اتنا بڑا کام سرانجام پا گیا ہے، چنانچہ دوسری جلد کی تیاری اور طباعت کے اخراجات ہندوستان کی جماعت اہل حدیث کے چند اربابِ جود وسخا نے برداشت کیے ہیں اور جلد اول پر جماعت اہل حدیث جھوک دادو وغیرہ کے سب اخراجات اٹھ رہے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اگر کام صحیح طور سے کیا جائے تو جماعت اہل حدیث میں ایسے صاحب دل جوہر موجود ہیں جو قرآن و حدیث کی خدمت کے لیے کسی بھی مالی قربانی سے دریغ نہیں کرتے ع

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

ابھی کل کی بات ہے کہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور نے جدید تعلیقات، نئے انداز اور حسن طباعت کے ساتھ صحاح ستہ کی کتاب سنن نسائی شریف شائع کی ہے جس کی وجہ سے پچھلے پچیس تیس سال کے بعد پہلی دفعہ وہ جمود ٹوٹا جس نے ہمارے اعصاب پر اضمحلال طاری کر رکھا تھا کیوں کہ ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی کے بعد صحاح ستہ کی یہ پہلی کتاب ہے جو اہل حدیث نے شائع کی ہے۔ مگر اس میں ہمت ان ہی مخلص ومخیّر حضرات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے جنھوں نے آڑے وقت میں المکتبۃ السلفیۃ لاہور کی طرف ہمدردی کا ہاتھ بڑھایا اور ہزاروں روپے سے، گو بہ صورتِ قرض ہی سہی، اس کی اعانت فرمائی۔

میری مراد محترم خان عبدالعظیم خان صاحب فیروز پوری، محترم حاجی عبدالرحمن صاحب پٹیالوی (خانیوال) اور مکرم میاں محمد عالم صاحب پٹوی ٹھیکیدار (لاہور) وغیرہم، سے ہے کہ اول الذکر ہر دو دوستوں نے کتابت وغیرہ کے اخراجات مرحمت فرمائے اور آخر الذکر بزرگ نے کاغذ کے لیے رقم عنایت فرمائی۔ جزاهم الله تعالى جزاء حسنا.

اور حقیقۃ الحقائق تو یہ ہے کہ إذا أراد الله شيئا هيأ أسبابه. اس دور میں، جو جا رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی راہنمائی کی شدید ترین ضرورت ہے جس کا ذریعہ صرف حدیث و علومِ حدیث کا شیوع و ذیوع ہے، یہی وجہ ہے کہ ''بیگانوں'' اور ''اپنوں'' نے حدیث پاک کے انکار و مخالفت پر کمر باندھ لی بلکہ اس کے خلاف محاذ قائم کر رکھا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق دین کی حفاظت حدیث پاک کی اشاعت کے ذریعے کر رہا ہے:

﴿وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ٥٤)

اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے دلوں میں جذبہ پیدا کرتا ہے اور وہی اس کے لیے اسباب مہیا فرماتا ہے۔ ولله الأمر من قبل ومن بعد.

خوش نصیب ہیں وہ نفوسِ سعیدہ جن سے حق تعالیٰ قرآن پاک اور حدیثِ رسولِ پاک ﷺ کی اشاعت کی خدمت لے لے اور اس مقدس مشن کے لیے وہ ذریعہ بن جائیں۔ اللّٰهم اجعلنا منهم واحشرنا في زمرتهم.

مغربی پاکستان کی جماعت اہل حدیث کے واحد جماعتی تعلیمی ادارے الجامعۃ السلفیۃ لائل پور کا اپنے اصل مجوزہ مقام پر، پہلا سال بتوفیقہ تعالیٰ بہ خیر و خوبی ختم ہو گیا اور ہمارے اندازے کے مطابق تعلیم کا معیار بھی خاصا اچھا رہا۔ فالحمد لله وحده.

اہل حدیث کے بہت سے مدارس انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ قابل قدر تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن الجامعۃ السلفیۃ جماعتی ادارہ ہے اور بڑے منصوبے کے حامل نظریے کے تحت عمل میں لایا گیا ہے، اس لیے جماعت کو اس طرف پوری توجہ اور اپنے قومی کاموں میں اس کو سرفہرست رکھنا چاہیے۔

اس وقت تعمیر کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اب تک کام چلانے کے لیے کل ۱۵ کمرے بن سکے ہیں۔ اساتذہ اور طلباء کو رہائش کی دقتوں کے علاوہ مسجد کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی بہت تکلیف ہے۔ جامعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلفیہ کمیٹی (رجسٹرڈ) کو چاہیے کہ قریبی فرصت میں ایک اجلاس کرے اور اس میں ایک لائحہ عمل مرتب کر کے مجوزہ نقشے کے مطابق اب تعمیر کا کام بھی شروع کر دے۔ ہمت کی جائے تو آئندہ سال میں الجامعۃ السلفیۃ کی تعلیمی ترقی کے کافی امکانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اخلاص، عمل اور محنت کی توفیق بخشے۔ [1]

[1] جلد: ۳، ش: ۸، مارچ ۱۹۵۹ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی انحطاط ...... ایک جائزہ

تمام عصری تعلیمی اداروں کی پیشانی ''طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے'' کی مشہور حدیث سے مزین ہوتی ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ فرض علم سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق (عبادات و فرائض، حلال و حرام) اور بندوں کے حقوق (نبی ﷺ کا حق، صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ رحمہم اللہ، والدین، اساتذہ، اولاد، پڑوس اور ہر مسلمان کے حقوق) ہیں۔ جن کی تعلیم کا ان تعلیم گاہوں میں عموماً اہتمام نہیں ہوتا کہ یہ تعلیم گاہیں علم برائے معاش کی تعلیم گاہیں ہیں۔ درج ذیل اداریے میں مولانا نے غفلت، کوتاہی یا جس مرض کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مرض اب کم وبیش تمام دینی مدارس میں اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ وبا کی طرح پھیل چکا ہے۔ کوئی پس ماندہ ذہن اگر اس فتنے کی طرف نشان دہی کرتا ہے تو ...... علم برائے معاش کا ...... جدید نظریہ ''زمینی حقائق'' کے بیسیوں دلائل سے اگلے وقتوں کے ان لوگوں کو پچھاڑ کر رکھ دیتا ہے، حالانکہ نتائج زمینی حقائق کی بادصرصر پر نہیں بلکہ ایمان کی باد بہاری کی حقیقتوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ والی اللہ المشتکی . (احمد شاکر)

اس امر میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ کی طرح اب بھی اپنے دین اور علوم دین کی حفاظت کا سامان پیدا کرے گا جیسا کہ اس نے اپنا ایک قانون کتاب حکیم میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۸)

اور جس کی مثالیں اسلام کی زریں تاریخ میں موجود ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کا دن بہ دن روبہ ترقی علمی انحطاط جو تشویش ناک صورت اختیار کرتا جارہا ہے اس طرف علمائے کرام، کثر اللہ سوادھم، کو اجتماعی توجہ اور اس سلسلے میں کوشش کی فوری ضرورت ہے۔ اسبابِ مرض کی تشخیص، اس کا علاج، پھر اس کو بروئے کار لانا علماء کا جماعتی فریضہ ہے۔ ان کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ علوم اسلامیہ: قرآن، حدیث، فقہ وتاریخ اسلامی، ادب ومعانی وغیرہ کے تحفظ وبقا کی ذمہ داری ان ہی پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ علمِ دین انبیاء علیہم السلام کا ورثہ ہے، اور یہ مال میراث حق تعالیٰ نے صرف ان کو موہبت فرمایا ہے، دوسرے خواہ کچھ کہیں قوم کی کشتی کے ناخدا وہی ہیں۔ وذلکَ فضل اللہ یؤتیہ من یشاء .

یہ امر موجبِ اطمینان ہے کہ فرداً فرداً اس کا احساس ہر مکتب فکر کے حساس اور دردمند علماء حضرات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ ایک مدت سے اس کے اسباب کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں، لیکن نزاکت حالات کا تقاضا ہے کہ بین الجماعتی طور پر غور کر کے کسی فیصلہ کن نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے مگر وہ فیصلہ نظری نہ ہو عملی ہو، اور لچک رکھنے کے باوجود کلیت کا حامل اور اصولاً ٹھوس ہو۔

بہت سے مفکرین کا خیال ہے کہ موجودہ قابلیتی بحران کا سبب سے بڑا سبب مدارس عربیہ کا مروجہ نصاب تعلیم ہے۔ حالانکہ ماضی قریب کے جید اہل علم جن پر برصغیر پاک و ہند کو بجا طور پر فخر ہے، ولی اللّٰہی خاندان اور ان کے متوسلین، مولانا سیّد محمد نذیر حسین، مولانا نواب سیّد محمد صدیق حسن، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد شمس الحق، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا سیّد محمد انور شاہ، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی، مولانا سیّد سلیمان صاحب ندوی، مولانا ثناء اللہ مرحوم وغیرہم رحمہ اللہ سب بزرگ اسی نصاب کے فیض یافتہ تھے۔

ان حضرات کی خدماتِ علمی اور اسلامی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ اپنے اپنے درجے میں ان ہی کی مساعی، محنت، ایثار اور قربانیوں کا فیض ہے جو علومِ دینیہ کی تھوڑی بہت رونق نظر آ رہی ہے۔

اس گزارش کے یہ معنی نہیں کہ نصاب تعلیم میں حالات کے مطابق مناسب جزوی تبدیلیوں کی ضرورت نہیں بلکہ کہنا یہ ہے کہ موجودہ صورتِ حال کی کیا واحد وجہ یہی ہے؟ اس پر مزید ہمہ جہتی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ کیا اس کے اسباب دوسرے نہیں ہو سکتے جو مادی بھی ہوں اور روحانی بھی، ظاہری بھی ہوں اور باطنی بھی!

ہم سمجھتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ ''مزعومہ مصالح'' سے خالی الذہن ہو کر سوچا جائے تو وہ معلوم نہ ہو سکتے ہوں۔

آج کی صحبت میں ہمیں اربابِ فکر ونظر کی خدمت میں ایک ایسے اہم سبب کا ذکر کرنا ہے جس کی طرف موجودہ تحریکِ احیاء وتجدیدِ توحید وسنت کے بانی حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید قدس اللہ روحہ نے اشارہ کیا ہے۔ مولانا ممدوح اپنے شیخ طریقت حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات ''صراطِ مستقیم'' میں لکھتے ہیں:

''باید دانست کہ در جوہر اولاد کرماء استعدادے مکنون بطریق میراث از آبائے کرام ایشاں ودیعت مے نہند لیکن آں محض استعداد در ہیچ یکے از امور معاشیہ ومعادیہ کار آمدنی نیست آرے اگر ہماں استعداد بر روئے کار آید وبہ سبب تعلیم وتعلم وتشرع وتدین جلوہ گر شود البتہ مظہر امور عظیمہ ومصدر منافع جلیلہ خواہد شد وایں استعدادات مکنونہ را بہ مثابہ استعدادات ازلیہ کہ نصیبہ ہر شخص در ازل الآزال استعدادے از استعدادات صالحہ یا فاسدہ گردیدہ باید فہمید اما بنائے مجازاۃ بر محض آں استعدادات نیست...... الخ'' [1]

---

[1] صراط مستقیم، ص: ٦٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''واضح رہے کہ شرفاء کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے فطانت، ذہانت اور شرافت کا ایک جوہر ودیعت کر رکھا ہے جو آباء واجداد سے ان میں وراثتاً منتقل ہو کر آتا ہے۔ مگر صرف یہ فطری استعداد ہرگز ہرگز کارآمد نہیں جب تک کہ ان قابل جوہروں کی علوم اسلامی کی تعلیم و تعلم اور تشرع وتدین کے ذریعے تربیت نہ کی جائے۔ بلاشبہ اس ذہین وفطین طبقے کی علمی و دینی تربیت سے بڑے مفید نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔''

اس ارشاد کی روشنی میں عربی کی پچھلی پون صدی کی تعلیمی رفتار اور معیارِ قابلیت کی بتدریج پستی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مومنانہ فراست کا مذکورہ بالا تجزیہ کس قدر درست ہے۔

انگریزوں کے آنے کے بعد مسلمانوں کے ذہین طبقے نے عربی کی بجائے انگریزی کا رخ کر لیا اور اسلامی نظامِ تعلیم کی بجائے ان کا میلان ایسے تعلیمی نظام کی طرف ہو گیا جس کا مقصد اور کچھ بھی ہو ''علم'' ہرگز نہیں تھا۔ مذہب اور اخلاقی اقدار اُس کے دائرۂ کار ہی سے خارج تھے۔ تاہم ''کرماء'' کی اکثریت اور اکثر علمی خاندانوں نے اپنے نونہالوں کو جنھیں ورثہ میں ''اعلیٰ استعداد کا جوہر'' ودیعت ہوا تھا۔ دہلی (مرحوم)، دیوبند، لکھنو، امرت سر (مرحوم)، حجاز، مصر کے عربی دار العلوموں اور تفسیر وحدیث کے مدارس کی بجائے علی گڑھ، لندن، کیمبرج اور امریکا بھیجنا شروع کر دیا۔ انتہا یہ کہ یہ وبا بعض ان علمائے عربیت کے گھروں میں بھی گھس آئی جنھوں نے عربی ہی کی بہ دولت قوم میں عزت پائی۔ شہرت وحیثیت کے مالک ہوئے، انھوں نے بھی اپنی اولاد کو کالج ہی کی طرف دھکیل دیا تاکہ وہ ''استعدادی جوہر'' سے کام لے کر بہترین ''دفتری'' بن سکیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے عوام کو بھی عربی پر انگریزی کی ترجیح کا تاثر دیا، اس پر مستزاد یہ کہ کالج کی ''تعلیم'' میں تمتعات مادیہ کا حصول اور خوش حال زندگی بسر کرنے کا مستقبل نظر آ رہا تھا۔ اب یہ سیلاب ہے کہ تھمتا نظر ہی نہیں آتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا کہ علماء تک اس رو میں بہہ گئے؟ اکثر ذہین وطباع حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ عربی کے مروجہ نظامِ تعلیم میں جاذبیت اور کشش نہیں اس میں معاشی مسئلے کا حل نہیں، پھر اس مفروضے پر کبھی مشرقی علوم کے کالجی امتحانات تجویز کیے گئے جس سے مقصدیت کو شدید نقصان پہنچا اور کبھی یہ سوچا گیا کہ کیوں نہ عربی تعلیم کے مخمل میں انگریزی اور کالجی طریقہ ''تعلیم'' کے ٹاٹ کا پیوند لگا دیا جائے تاکہ عربی مدارس میں جاذبیت پیدا ہو سکے۔ مگر ہمیں اپنے قصورِ فہم کا اعتراف کرتے ہوئے اس میں تامل ہے ہمارے نزدیک یہ دو زبانوں کا مسئلہ نہیں کہ تطبیق کے کسی بقراطی نسخے سے مرض کا علاج ہو سکے بلکہ مسئلہ دو مختلف المزاج واللوازم تعلیمی نظاموں کا ہے۔ جن کے درمیان اتنا بعد مسافت ہے کہ اسے پاٹنا آسان نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ایک کا مقصدِ اصلی حکومت کی گاڑی چلانا، دفتری کاموں میں مہارت اور مادیات سے تعلق پیدا کرنا اور پیٹ کو مقصودِ زیست بنانا ہے تو دوسرے کا نصب العین حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے اسباب کا حصول، اعلیٰ اخلاق اقدار کی نشوونما، قناعت کی زندگی اور اعتماد علی اللہ کی نعمت سے سرفرازی ہے۔ ایک ''تعلیم'' سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تعلیماتِ مقدسہ سے دوری پیدا ہوتی ہے تو دوسری سے آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اتباع سنت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ ایک سے اپنے قابل فخر اسلاف سے رشتہ جڑتا ہے دوسری سے حال و مستقبل کا فکر ذہن پر ایسا مستولی ہوتا ہے کہ اپنے تابناک ماضی سے نفرت ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے نقطہ نظر سے اسلامی تعلیم کے یہ مقاصد بہت بلند ہیں، کما قال اللہ تعالی:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلة: ١١)

اس کے مقابلے میں ''جدیدیت'' کا طریقہ پست اور سفلی ہے، کما قال اللہ تعالی:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ (النجم: ٢٩۔ ٣٠)

ہمارے نزدیک جاذبیت ایسی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو دینی علوم کے مزاج سے مناسبت رکھتی ہو۔ دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر ساحل مراد سے ہم کنار ہونے کی توقع خام خیالی سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں۔ علاوہ ازیں عربی تعلیم و تعلم کی عمر تیرہ سو سال سے زیادہ ہے، کیا اس کا دامن جذب وانجذاب کے نسخوں سے خالی ہے کہ ہم مصنوعی طریقے تلاش کرتے پھریں اور تجربوں میں حیران و پریشان ہو کر وقت و مال کا ضیاع کریں۔

خیر وجوہ کچھ بھی ہوں، انگریز کے درآمد کردہ تعلیمی نظام کی طرف لپکنے کا نتیجہ کیا نکلا، یہی کہ اس میں ''تشرع و تدین'' کے فقدان کے باعث ہماری قوم کے جواہر پاروں میں جو ''استعدادات مکنونہ'' موجود تھیں وہ دینی شکل میں ''جلوہ گر'' نہ ہو سکیں، اور قوم بہ قول شاہ صاحب رحمہ اللہ ''منافع جلیلہ'' سے محروم ہو گئی۔ اب لائق خطیبوں کا قحط ہے۔ قابل مدرسین کا کال ہے۔ اچھے مصنف ملتے نہیں اور محققین علومِ قرآن و حدیث تو عنقا ہوتے جا رہے ہیں۔ بس چند چراغ ہیں جو ٹمٹما رہے ہیں......!

ہم سمجھتے ہیں اس صورتِ حال کے پیدا ہونے میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ سبب کو بڑا دخل ہے۔ اس کو موضوع بنا کر غور و فکر فرمایا جائے اور ایسے ذرائع کو بروئے کار لایا جائے کہ ملک کے ذہین افراد اور علمی خاندان، دین کا علم عربی کے ذریعے بہ حیثیت دینی علم کے حاصل کرنا شروع کر دیں پھر دیکھیے گا یہ طریق کیسا مثمر برکات ہوتا ہے جیسا کہ ہمارا شاندار ماضی اس پر شاہد عدل ہے۔ واللہ ولی التوفیق.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی صاحبِ سبل السلام شرح بلوغ المرام (م۱۱۸۲ھ) کے ایک جلیل القدر شاگرد نے ساٹھ برس کی عمر میں قضا کا عہدہ قبول کر لیا۔ اس پر علامہ ممدوح نے ان کو طویل قصیدے کی صورت میں ایک خط لکھا جس کے چند شعر حسب ذیل ہیں:

ذبحت نفسك لكن لا بسكين ـــ كما رويناه عن طه ويٰسين
ذبحت نفسك والستون قد وفدت ـــ عليك في العمر ماذا بعد ستين
ذبحت نفسك يا لهفي عليك لقد ـــ كنا نعدك للتقوى والدين
وان تقل اكرهونا كان ذا كذبا ـــ فنحن نعرف احوال السلاطين
وان تقل حاجة مست و مسكنة ـــ فاين صبرك من حين الى حين
والله وصى به في الذكر في سور ـــ كم في الحواميم منه والطواسين
قد شد خير الورى في بطنه حجرا ـــ ولو اراد أتاه كل مخزون
ما مات والله جرعا عالم ابدا ـــ سل التواريخ عنه والدواوين
سل الهدى والغنى ممن خزائنه ـــ سبحانه بين حرف الكاف والنون ❶

”تم نے قاضی بن کر چھری کے بغیر اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ (حدیث نبوی کی طرف تلمیح ہے) ساٹھ برس کی عمر میں یہ تم نے کیا کیا ہے ہم تو تمھیں دین وتقویٰ سے متصف سمجھتے تھے اگر تم فقر وفاقہ سے مجبور ہو گئے تھے تو صبر سے کام لینا چاہیے تھا جس کا حکم قرآن کی متعدد آیات میں ہے، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ سرور کائنات ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیے تھے حالانکہ آپ چاہتے تو خزانوں کے ڈھیر لگ جاتے۔ پھر اچھا یہ تو بتاؤ تمھارے سامنے یہ تاریخیں پڑی ہیں کیا کبھی ایسا حادثہ وقوع میں آیا کہ کوئی عالم دین بھوک سے مر گیا ہو؟ ہدایت اور غنا اسی سے طلب کرو جس کے کلمہ کن کے تحت خزانے ہیں۔“ ❷

---

❶ ظفر اللاضي فيما يجب في القضاء على القاضي.

❷ جلد:۳، ش:۱۹، اپریل ۱۹۵۹ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی انحطاط ...... ایک جائزہ

اس اداریے میں مولانا رحمہ اللہ نے جس مرض کی نشان دہی، یعنی رسوخ فی العلم کا نہ ہونا، فرمائی ہے وہ نصف صدی میں اس سے کہیں زیادہ بڑھ چکا ہے جو نصف صدی قبل تھا۔ مولانا رحمہ اللہ نے حفظ کے جس ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کو اگر ہم امام وکیع رحمہ اللہ کی امام شافعی رحمہ اللہ کو کی گئی نصیحت کے آئینے میں دیکھیں تو یار لوگوں نے سوءِ حفظ کے ڈھیروں سامان اور حیلوں سے امت مسلمہ کو آلودہ کر دیا ہے جس کا مداوا اب ہما شما کے بس میں نہیں۔ دور حاضر میں حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ نے راقم سے فرمایا تھا کہ میں نے مولانا رحمہ اللہ کی ہدایت اور مشورے پر بعض متون حفظ کیے تھے جن سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ بہ ہر صورت اس تحریر سے مولانا کا یہ جذبہ عیاں ہے کہ مولانا آئندہ نسل میں رسوخ فی العلم، حفظ وضبط اور اتقان کی خواہش کس قدر رکھتے تھے۔ شوال المکرم یعنی دینی مدارس کے تعلیمی سال کی ابتدا ہو رہی ہے، اگر اصحابِ مدارس اس نکتے کی طرف توجہ فرمائیں تو ان شاء اللہ اس کے نتائج بہت مفید، مثبت اور دیرپا ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی ماہنامہ رحیق کے آخری شمارے کا اداریہ بھی شائع کیا جا رہا ہے جس کے ساتھ اس علمی رسالے کے بند ہونے کی جاں گسل اطلاع ہے۔ گویا ماہنامہ رحیق ناقدریِ علم کا شکار ہو کر غمِ زمانہ کی گود میں ہمیشہ کے لیے سو گیا ع

اسی کو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

(احمد شاکر)

عالم اسلام کے بالعموم اور پاک و ہند کے حالات بالخصوص اس امر کے شدید متقاضی ہیں کہ علومِ شرعیہ کی عربی تعلیم وتدریس اور اشاعت کے نظام کو مضبوط کیا جائے اور مروجہ نظامِ تعلیم میں جہاں جہاں جھول پیدا ہو گئے ہیں ان کے اسباب کی تحقیق وتشخیص کے بعد متحدہ طور پر ان کو دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔

اولاً: ...... اس لیے کہ پاکستان میں آئندہ ایک ایسی صاحبِ علم جماعت کی ضرورت ہے جو علمی وعملی طور پر دینی حمیت وصلابت کے ساتھ ساتھ فکری اعتبار سے اصحابِ بصیرت ہوں تاکہ پیش آمدہ جدید مسائل کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث کے نصوص سے حل کرنے کی خوب استعداد رکھتے ہوں۔

ثانیاً: ......اس لیے کہ قرآن وحدیث اور بعض دینی کتب کے تراجم، جو اکثر صرف تجارتی ہیں اور غیر محتاط بھی، کی اشاعت سے کج فہم طبقہ جو غلط فائدہ اٹھا رہا ہے اور ترجموں کے بل بوتے پر شبہات کے فتنے ابھار کر امت میں فکری وعملی انتشار پھیلا رہا ہے، اس کے مغالطوں کا پردہ چاک کیا جائے، کیونکہ بدقسمتی سے یہی خام قسم کے لوگ پراپیگنڈے کے زور سے پیش پیش ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مقصد صرف علوم شرعیہ کی براہِ راست عربی کی تعلیم اور مضبوط تعلیم ہی کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جس سے صرف علمائے کرام اور علومِ شرعیہ کے طلبائے عظام کو عہد برا ہونا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات پر ہم نے رحیق کی گزشتہ اشاعت میں گفتگو کی تھی۔ آج کی صحبت میں ایک دوسرے امر کی طرف دردِ دل رکھنے والے اور حساس اصحابِ فکر کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کے طریقۂ تعلیم میں قوتِ حافظہ کی تشحیذ اور علومِ شرعیہ کے حفظ وضبط کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے جس کی طرف تکوینی اشارہ آخری وحی کے نزول کے لیے خطۂ عرب کا انتخاب ہے، جس کی قوتِ حافظہ ضرب المثل کی حیثیت حاصل کرچکی ہے۔ اور تشریعی اشارہ آیت کریمہ ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ (العنكبوت: ٤٩) اور احادیث مبارکہ، مثلاً: ((نضر الله عبدا سمع مقالتي فحفظها ووعاها وأداها)) وفي لفظ: ((فبلغه كما سمعه.)) (مشكاة) میں فرمادیا گیا تھا اور جس کے اہتمام بلیغ کی مثال میں حافظ الحدیث علی الاطلاق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ کافی ہے جس میں ان کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ازدیاد حافظہ کا اعجازی انتظام فرمادیا جس کا ظہور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حسب منشا ہوا:

((عن أبي هريرة قال: قلت: يا رسول الله! إني أسمع منك حديثا كثيراً أنساه، قال: ((ابسط ردائك.)) فبسطته فعرف بيديه ثم قال: ((ضم)) فضممته فما نسيت شيئا بعد.)) [1]

غور کیا جائے تو اسلامی علوم کا وسیع ذخیرہ سمٹ سمٹا کر چار جوہری عناصر کے گرد ہی گھومتا نظر آئے گا: (۱) قرآن، (۲) حدیث، (۳) (اور بہ واسطہ) لغت عربیہ، (۴) (ان دونوں سے مستنبط مسائل) اسلامی فقہ۔ سو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے ہزاروں آیات، لاکھوں احادیث والفاظ ومحاوراتِ عربیہ اور سیکڑوں

---

[1] صحيح بخاري.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات پر مشتمل فقہ اسلامی کے دفاتر جس حیرت انگیز طریقے سے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیے، پھر ان کو پڑھا پڑھایا اور ضبط رکھا، وہ تاریخ کا عدیم النظیر معجزانہ واقعہ ہے۔

اسلام کے بابرکت قرنوں میں عقائد، اعمال، اندازِ حکومت اور طرزِ معاشرت کی طرح طریقۂ تعلیم بھی دیکھنے میں بالکل سادہ تھا۔ مگر اس سادہ نظامِ تعلیم کی یہ دولت کمیت اور کیفیت دونوں لحاظ سے ایسے باعظمت رجال پیدا ہوئے جو علم میں عمیق، کردار کے پختہ، فکر کے صائب اور راہِ حق کے مجاہد تھے۔ وہ اپنوں کے لیے قابلِ فخر ہیں تو غیروں کے لیے قابلِ رشک! اور اس حقیقتِ باہرہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس وقت ساری دنیائے اسلام اسی شجرۂ مبارکہ کے ثمراتِ طیبہ سے متمتع ہو رہی ہے۔

﴿اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ٥ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا﴾

(إبراهيم: ٢٤، ٢٥)

جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں اس کی بڑی بلکہ بنیادی وجہ قوتِ حافظہ کا وفور اور حفظ کا نظام تھا۔ گو سطح بینوں کی ستم ظریفی، کم ظرفوں کی ناشکری اور خام علموں کی کور ذوقی سے امت محمدیہ کی قوتِ حافظہ کی خصوصیت بھی ایک ''عیب'' شمار کی جانے لگی:

گل است سعدی در چشم دشمناں خار است!

درمیانی صدیوں میں اس سادگی سے نظم کی طرف ''ارتقا'' ہوا، ''بدویت'' کی جگہ ''حضریت'' آ گئی۔ علم کے لیے سینوں کی بجائے سفینوں پر اعتماد زیادہ کیا جانے لگا۔ تفسیر، حدیث، فقہ اسلامی اور لغت وغیرہ علوم میں تصنیف شدہ کتابوں کے انبار لگ گئے۔ تاہم ان ادوار میں بھی علوم میں رسوخ، فنون میں پختگی، فکر میں گہرائی اور اعمال میں حسن پیدا کرنے کے لیے اس نظامِ تعلیم میں یہ امر لازمی سمجھا جاتا تھا کہ ہر علم و فن کی چند بنیادی کتابوں کو حفظ ضرور کیا جائے، چنانچہ کبار علماء اور محققین کے تراجم و تذکروں میں آپ دیکھیں گے کہ سب علماء وفقہاء تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ (حنفی ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی)، لغت عربیہ اور اس کی شاخوں، معانی و بیان وغیرہ علوم کی ایک ایک دو دو کتابیں لازماً حفظ کرتے اور کراتے تھے اور ایسی کتابیں تصنیف کی جانے لگیں جن سے فن بہ آسانی حفظ ہو سکے۔

یہ الگ بات ہے کہ ان صدیوں میں بعض وجوہ سے، جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں، ایک قسم کا جمود پیدا ہو گیا اور اجتہادی استعداد عموماً دبی رہی۔ فنون و علوم کی بجائے صرف ''کتاب فہمی'' کی طرف رجحان بڑھ گیا مگر نصابِ تعلیم میں حفظ و ضبط کو بہت اہمیت حاصل رہی۔

دوسرے اسلامی ممالک کے بارے میں تو نہیں کہا جا سکتا لیکن برصغیر پاک و ہند میں ایک عرصہ سے حفظِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم کا طریقہ تقریباً متروک ہے۔ اصولِ تفسیر، قراءت و تجوید، حدیث و اُصولِ حدیث، فقہ و اُصول فقہ، عقائد و کلام، لغت و اَدب، معانی و بیان وغیرہ کی کوئی کتاب ہمارے مدارس میں حفظ کی جاتی ہے نہ کرائی جاتی ہے۔ علماء و طلباء کی خدمت میں بہ صد معذرت واَدب اپنا یہ تأثر پیش کرنا شاید واقعہ کے خلاف نہ ہو کہ ہمارے طلباء کی اکثریت میں جو رسوخ فی العلم پیدا نہیں ہو پاتا اور ہمارے مدارس میں ایک طرح کا ''عقم'' سا پایا جانا شروع ہو گیا ہے تو اس میں بہت سا دخل اس سبب کو بھی ہے کہ حفظ وضبط کو مدارس بدر کر دیا گیا ہے۔

ضرورت ہے کہ عربی نظام تعلیم کے اس اہم حصے کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ محترم اربابِ مدارس اور طلبائے کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس تجویز کو غور وفکر کا موضوع بنائیں، کیونکہ ایک دو کتابیں سمجھ کر حفظ کرنے سے فن ذہن میں مرتسم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نسبتاً تفصیلی کتاب پڑھی جائے تو خوب بصیرت پیدا ہو جاتی ہے۔

البتہ اس سلسلے میں دو باتوں کی طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱: حفظ وضبط کے لیے ہر فن کی ایسی کتابوں کا انتخاب کیا جائے جن میں جامعیت کے ساتھ ساتھ عبارت کی سلاست، عذوبت اور سہولت بھی ہو۔

۲: فقہ و اُصولِ فقہ اور عقائد و کلام کی کتابیں ایسی ہوں جن سے پوری فقہ سلامی اور ہر مکتبِ فکر سے واقفیت پیدا ہو سکے۔ کسی ایک ہی نقطہ خیال پر محدود کر دینے سے علم میں وسعت اور فکر میں اجتہادی قوت نہیں پیدا ہوتی۔

ماضی میں ہمارے جو علمائے عظام تعلیم و تعلم میں حریم تقلید و تقیّد سے باہر نکلے تھے وہی مجتہدانہ انداز سے امت کی خدمت کر سکے ہیں۔ ایک حصار میں محصور فقہاء بے چارے بعض خدمات کے باجود "اجتهاد في المذهب" سے آگے نہ بڑھ سکے اور ساری استعداد جزئیات کے گرد چکر کاٹنے میں صرف کر دی۔ لیکن حالات بدل چکے ہیں۔ اب عربی تعلیم کو آفاقی نقطۂ نظر سے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ واللہ الموفق [1]

---

[1] جلد ۳ شمارہ ۱۰ مئی ۱۹۵۹ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحیق کی بندش

مئی ۱۹۵۹ء کے رحیق میں جو ''ایک افسوس ناک اطلاع'' شائع کی گئی تھی، جماعت اہل حدیث نے عام طور پر اس کو بہت محسوس کیا ہے۔ بہت سے اہل علم نے ملاقات پر اور خطوط کے ذریعے، جرائد و مجلّات نے اپنے شذرات میں رحیق کے بقا کو ایک بڑی ضرورت اور اس کی بندش کو جماعت کا علمی نقصان قرار دیا۔ بہت سے احباب نے وعدوں کی حد تک عملی تعاون کی پیش کش فرمائی، جماعت سے باہر کے علمی حلقوں نے اس علمی وتبلیغی مجلّے کے بند ہو جانے کی خبر پر افسوس اور تعجب کا اظہار کیا اور اس طرح رحیق کو جو خراجِ تحسین ادا کیا گیا ہے اس کے لیے ہم ان سب حضرات کے ممنون ہیں۔ لیکن ان باتوں کے باوجود عملی طور پر ایسی صورت نہ پیدا ہو سکی جو ہمیں اپنا فیصلہ بدلنے پر آمادہ کر سکے، اس لیے بڑی دلی کوفت کے ساتھ آج سے وہ افسوس ناک اطلاع عملی صورت اختیار کر رہی ہے ؎

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

((للّٰہ الأمر من قبل ومن بعد .)) ❶

❶ جلد۳، ۱۱-۱۲ جون جولائی ۱۹۵۹ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضیہ امارت وصدارت

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی جانب سے مولوی محی الدین لکھوی سے چند سوالات

جماعت اس حقیقت سے باخبر ہے کہ قیام پاکستان کے بعد علماء اہل حدیث کی عظیم اکثریت نے ایک جماعتی نظام کی تشکیل کی اور مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کے نام سے عرصہ نو برس سے وہ کام کر رہی ہے اور بحمد اللہ یہ ایک ایسا نظام ہے کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ لیکن افسوس کہ چند حضرات لفظ ''امارت'' کی آڑ لے کر اس جماعتی نظام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ اگرچہ جماعت کی زبردست اکثریت نے ان لوگوں کے اس خیال کو چنداں وقعت نہیں دی۔ تاہم اتمام حجت کے لیے اخبار ''الاعتصام'' کے ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء کے شمارے میں مولانا سید داؤد غزنوی صدر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان نے نظام صدارت اور امارت کے اختلاف رفع کرنے کے سلسلے میں یہ تجویز پیش فرمائی:

> ''یہ اختلاف سلسلہ مضامین سے دور نہیں ہو سکتا اور اگر ہم دل سے جماعتی اختلاف کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس جماعتی نظام کے استحکام کو پسند کرتے ہیں تو ہمیں مغربی پاکستان کے علماء اور اکابر کی ایک کنونیشن (اجتماع عام) کے انعقاد کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ اس میں ہم سب ایک دوسرے سے گفتگو اور تبادلہ خیال کے بعد کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ جائیں اور جماعت کو انتشار اور تشتت سے بچائیں...... اس کے بعد صدر محترم نے لکھا تھا:

> ''مؤتمر جو فیصلہ کرے ہم سب اس کے آگے سرِتسلیم خم کر دیں۔ اگر ہمارے خلاف فیصلہ ہو تو ہم اسے قبول کر لیں اور اگر آپ (امارت پسند گروہ) کے خلاف ہو تو آپ اسے قبول کر لیں۔''

تمام جماعت نے اس اعلان کا خیر مقدم کیا اور اسے بڑا منصفانہ اور فراخ دلانہ اعلان سمجھا گیا، لیکن امارت پسند حضرات نے اس پیش کش کو آج تک قبول نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس اعلان نے امارت پسند حضرات کو متحیر اور مبہوت کر دیا۔ ان کے لیے نہ جائے رفتن اور نہ پائے ماندن کا قصہ ہو رہا تھا۔ وہ پانچ ماہ تک اسی شش و پنج میں رہے کہ کیا کریں۔ لیکن اب ۵ ماہ خاموشی کے بعد انھوں نے شاید یہ سمجھا ہے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے، ان کے حافظہ سے یہ اعلان محو ہو چکا ہوگا، ایک دعوت نامہ مولانا محی الدین لکھوی کی طرف سے جاری کیا ہے جس میں یہ دعوت دی گئی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہر اس شخص کی خدمت میں جو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل پیرا ہونے کی صحیح صورت صرف یہی جانتا ہو کہ کچھ خدا کے بندے کسی ایک خدا کے بندے کو اپنا پیش رَو (امیر) مقرر کریں اور سمع و طاعت کی بیعت کریں۔ پھر جب تک وہ مرد خدا نماز کو قائم رکھے اور معصیت خالق کا حکم نہ دے۔ اس کی بغاوت نہ کریں۔''

اس کے بعد تاریخ اجتماع ۱۱ ربیع الاول مطابق ۲۵ ستمبر بروز جمعرات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بمقام واں ادھا رام مسجد اہل حدیث میں تشریف لائیں تاکہ آپ کے مشورہ سے انتخاب امارت عمل میں جائے۔''

اس سلسلہ میں ''الاعتصام'' کے جلد ۹ کے شمارہ ۳۸ اور ۳۹ میں چند سوالات کیے گئے تھے، جن کا منشاء صرف یہ تھا کہ امارت مجوزہ کی تعریف کر دی جائے کہ یہ کون سی امارت ہے اور اس امارت کا دائرہ کار کیا ہوگا اور اس امارت کے امیر کے اوصاف کیا ہیں؟ لیکن آج تک کسی چیز کا جواب نہیں دیا گیا۔ چونکہ یہ اجتماع انتخاب امارت کے لیے طلب کیا گیا ہے۔ اس لیے..... مولوی محی الدین لکھوی سے یہ چند سوالات ہیں۔ امید ہے کہ وہ ان سوالات کے جوابات سے، اس اجتماع کو مخاطب فرمائیں۔ بہت ممکن ہے کہ ان سوالات کے جوابات سے جماعت کو اطمینان ہو جائے اور نئے انتشار سے بچ جائے۔

سوالات:

۱۔ سب سے پہلے یہ واضح کریں کہ یہ نظام امارت تمام پاکستان کے مسلمانوں کے لیے ہے یا صرف جماعت اہل حدیث کے لیے ہے؟

۲۔ اگر تمام پاکستان کے مسلمانوں کے لیے ہے تو تمام پاکستان کے ارباب حل وعقد کو دعوت دینی چاہیے تھی اور واں رادھا رام کے بجائے لاہور یا کراچی میں یہ اجتماع طلب کرنا چاہیے تھا۔

۳۔ اگر صرف جماعت اہل حدیث کے لیے ہے تو جماعت اہل حدیث کے تمام علماء اور اکابر کو دعوت دینی چاہیے تھی۔

۴۔ اگر صرف جماعت اہل حدیث کے لیے ہے تو فرمایئے کہ کیا آپ خود اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا پسند کرتے ہیں؟ اور جماعت اہل حدیث کی طرف اپنی نسبت صحیح سمجھتے ہیں؟ اگر آپ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا اور جماعت اہل حدیث کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے جیسا کہ میری اطلاع ہے، تو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ اہل حدیث کے لیے امیر منتخب کرنے کے لیے اجتماع طلب کریں؟

۵۔ یہ امارت جو آپ قائم کر رہے ہیں، یہ امارت شرعی نقطہ نگاہ سے کس قسم کی ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف۔ کیا یہ امارت کبریٰ یعنی امارت علی منہاج الخلافۃ الراشدہ ہوگی؟

ب۔ اگر آپ کی مجوزہ امارت امارت علی منہاج الخلافۃ الراشدہ یعنی امارت کبری ہوگی تو اس کے لیے جو شرائط علماء نے لکھے ہیں، وہ شرائط آپ یا آپ کی مجوزہ امارت اس ملک میں پورا کر سکتی ہے؟

ج۔ اگر آپ کی مجوزہ امارت علی منہاج الخلافۃ الراشدہ یعنی امارت کبریٰ نہیں ہوگی اور آپ کی مجوزہ امارت ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتی تو پھر فرمایئے کہ آپ کس قسم کی امارت اس ملک میں قائم کرنا چاہتے ہیں؟ کتاب وسنت یا خلفاء راشدین کے اقوال یا تعامل کی روشنی میں بتایئے کہ آپ کی مجوزہ امارت کا نام کیا ہوگا؟ اور اس نظام امارت کے امیر کے اوصاف وشرائط کتاب وسنت کی تصریحات میں کیا ہیں؟

د۔ اور یہ فرمایئے کہ آپ کی مجوزہ امارت کی حیثیت وہی ہوگی جس کا ذکر کتب حدیث میں ہے، جس میں اطاعت امیر کا ہر حالت میں حکم ہے اور اس کی اطاعت سے انکار پر وعید اور اس کے نظام سے علیحدگی پر جاہلیت کی موت کی وعید ہے؟

ہ۔ آپ کے مجوزہ نظام امارت کی کیا یہ صورت ہوگی کہ اس میں شریک ہونے والے تمام افراد اپنی زکوۃ امیر وقت کے بغیر کسی کو نہیں ادا کریں گے اور امیر ایک بیت المال تجویز کرے گا اور تمام زکوۃ وعشر اور صدقات وتبرعات امیر اس بیت المال میں جمع کرے گا۔ اور جو شریک نظام امارت اپنی زکوۃ امیر جماعت کی خدمت میں پیش نہیں کرے گا، اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور کیا اس کا یہ فعل بغاوت سمجھا جائے گا؟

و۔ آپ کے مجوزہ نظام امارت میں بغاوت کی کیا سزا ہے؟

ز۔ آپ کے مجوزہ نظام امارت میں باغی کو سزا دینے کی کیا طاقت ہے؟

۶۔ اور یہ فرمایئے کہ موجودہ حکومت پاکستان یعنی جمہوریہ اسلامی پاکستان کے 'بالمقابل یعنی متوازی امارت اور حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں یا اس حکومت کے ماتحت ایک نظام امارت قائم کرنا چاہتے ہیں؟

۷۔ کیا آپ نظام امارت قائم کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا محکمہ قائم کریں گے؟ اور جو لوگ قرآن وحدیث کے مقرر کردہ حدود شرعی سے تجاوز کریں گے، کیا آپ ان پر شرعی حد نافذ کریں گے؟

ان سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہوئے آپ جماعت کی حالت پر رحم فرمائیں اور ذرا ہوش سے جواب دیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کی یہ سرگرمیاں جماعت کے لیے ایک نئی مصیبت کا باعث بن جائیں۔

محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

(۱۹ ستمبر ۱۹۵۸ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ کے بگاڑ کا واقعاتی تجزیہ اور اس کا علاج

قرآن وحدیث دونوں کی تعلیم وترویج!

اس وقت ملک میں معاشرہ کا بگاڑ جس تیزی سے ترقی کر رہا ہے، اس سے ہر حساس مسلمان پریشان ہے اور جہاں تک زبانی جمع خرچ کا تعلق ہے اس کے تذکرے اور چرچے میں کوئی کمی نہیں۔ مرض کی نہ تو ٹھیک طور سے تشخیص کی جا رہی ہے اور نہ ہی اس کے صحیح علاج کی طرف کسی کا دھیان ہے اور نہ اس کے لیے کوئی موثر عملی قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ لیکن اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ سلفِ کے ایک بزرگ کے حسب ارشاد "لن یصلح آخر هٰذة الامة الا ما صلح اولها" (امت کی اصلاح کا طریق وہی ہے جس کو پہلے اختیار کیا جا چکا ہے۔) بلاشبہ اس کا علاج صرف قرآن حکیم اور حدیث کی تعلیم کا عام کر دینا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت انہیں کے اندر ہے۔ اسلام کے علوم ومعارف کے گنجینہ میں ہے۔ ان ہی کی ترویج ونفاذ سے ہم تک صحیح اسلام پہنچا ہے۔ ان ہی کے تعلیم وتعلم پر بنیاد تھی ہمارے مبارک دور...... خلافت راشدہ کے دور...... کی جسے بجا طور پر تاریخ انسانیت کا مثالی اسلام کا دور سمجھا جاتا ہے، اور جس پر ہم فخر کرنے میں حق بجانب ہیں اور پھر یہ جو اخلاق فاضلہ اور اعلیٰ اقدار کا تھوڑا بہت وجود یا ان کا احساس نظر آ رہا ہے، وہ بھی ماضی قریب میں علمائے کرام اعلی اللہ مقامھم کی ایسی ہی مساعی اور ایثار وقربانی کی بدولت ہے۔ دین حق اور دردمندانِ انسانیت نے درس وتدریسِ علوم قرآن وحدیث اور فقہ اسلام کو فروغ دینے کے لیے فرمائیں اور ہر طرح کے نامساعد حالات کے باوجود ان مقدس علوم کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ سر سید احمد خان علی گڑھی اور ان کے ذریعہ عیسائی مدبروں نے جس تعلیم نظام کو اس برصغیر میں رائج کیا تھا۔ اس نے ''فطرت'' نیچر، ''حقوق نسواں'' ''قومی ترقی'' وغیرہ فریب نظر عنوانوں اور گمراہ کن نعروں سے محمدی اسلام کو یہاں سے رخصت کرنے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کیے!

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ جس چیز کو ''تعلیم جدید'' کہا جاتا ہے اس کا مطمع نظر پیٹ کی ضرورت کو ہر صورت مقدم رکھنا، معاشی مشکلات کا حل کرنا، اپنا یا اپنی اولاد کا مستقبل بنانا اور صرف مادی ترقی کا حصول ہوتا ہے۔ مروجہ نظامِ تعلیمِ جدید کی ساری مشینری اسی محور کے گرد گھومتی ہے، ابتدائی، ثانوی اور ہائی اسکولوں، کالجوں، دفتروں اور عدالتوں کونسلوں اور اسمبلیوں میں یہی فضا ہے۔ اس کے طلباء، مدرسین، اساتذہ اور اس قسم کے دوسرے طبقوں میں اسی قسم کے چرچے ہوتے اور مادیت سے متعلقہ منصوبے بنتے رہتے ہیں اور مستثنیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معذرت کے ساتھ عرض ہے...... اس کھیپ کی بہت بڑی اکثریت تنخواہ، ترقی، گریڈ، سروسز امتحانات، ڈگریوں اور عہدوں کے چکر میں ہی پھنسی رہتی ہے اور بس دھن دولت کی ہوس میں:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

غلط فہمی نہ ہو، جہاں تک ''تعلیم جدید'' کے یکے از اسباب معیشت ہونے کا تعلق ہے۔ دوسری صنعتوں کی طرح اس کے سببِ معاش ہونے سے انکار نہیں لیکن اس کو ''علم'' کا مقدس نام بھی دیا جا سکتا ہے؟ یہی محل نظر ہے، ہمارے نزدیک اور جو کچھ بھی ہو یہ وہ علم ہرگز نہیں جو ایک مسلم کا طرہ امتیاز اور اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے جس کا حصول ہر مسلمان کے لیے شرعی فرض قرار دیا گیا ہو۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور تہذیب، صلحاء کے اخلاق، خدا ترس اور رعایا پرور سلاطین کی تاریخ اور دَورِ اول کی قانونی دستاویزوں کو آپ تک پہنچانے والے اور اسلامی علوم کے حامل ''ملا'' کو ملا حیاں سنا کر حقائق نہیں بدلے جا سکتے۔ خدارا بتایا جائے کہ گزشتہ پون صدی کی ''جدید تعلیم'' سے بحیثیت مجموعی اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ اخلاق میں کیا رفعت پیدا ہوئی؟ برصغیر میں مسلمانوں کی تکالیف کم ہوئیں یا زیادہ؟ مسلمانوں کو تفرقہ بازی کے جہنم میں کس نے جھونک رکھا ہے؟ اس نوزائیدہ ملک کو ذہنی انارکی اور پراگندہ خیالی میں مبتلا کرنے والے کون لوگ ہیں؟ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ''کلرک بنانے والے'' اس ''علم'' کے نتائج سب سامنے ہیں...... ! ہوسِ اِقتدار کی حکمرانی، دولت کی بھوک کی فراوانی، مادی ترقی میں مسابقت، امورِ اخرویہ کی مخالفت! وذلك مبلغهم من العلم

دوسری طرف دیکھیے کہ قرآن وحدیث کے تعلیم وتعلم کی اولین غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول۔ اس کی عبادت کے طریقوں کا علم۔ معاملاتِ زندگی میں اس کی راہنمائی کا حصول۔ اللہ تعالیٰ کی رضا وعدمِ رضا کے اسباب سے واقفیت، انبیاء وصلحاء کے طرزِ زندگی کی پہچان، ملکات فاضلہ میں رسوخ پیدا کرنا، مسئلہ جزاوسزا اور اخروی فلاح و بہبود کو اپنے اعمال میں اولین اہمیت دینا اور حقوق العباد کی نگہداشت ہوتا ہے۔ اس پر بس نہیں بلکہ علوم اسلامیہ کو حاصل کرنے کے بعد ان کو دوسرے انسانوں تک پہنچانا، داخلی فتنوں سے اسلام کی حفاظت اور اس پر خارجی حملوں کی مدافعت بھی اسلامی نظام کے مقتضیات سے ہے۔

ان ہی امور پر مشتمل علم کو قرآن حکیم نے ''فقاهت فی الدین'' قرار دیا ہے اور ہر علاقے، طبقے، محلے، خاندان شہر اور گاؤں کے مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی فرض گردانا ہے کہ ان میں ایک جماعت اس کے لیے وقف رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبۃ : ۱۲۲)

اس آیت کریمہ کے تقاضا میں پاکستان کے ہر گاؤں، ہر شہر، ہر محلّہ، ہر خاندان اور کاروبار کے ہر طبقہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کے سیکھنے، سکھانے کا اہتمام کریں اور ان کی ضرورت کو بنیادی اہمیت دیں۔

ہم عرض کریں گے کہ تعلیم قرآن وحدیث کو اپنے پروگراموں کا ایک حصہ بنایئے اور زیادہ نہیں تو پچیس سالہ ایک منصوبہ بنا کر ہی حق تعالیٰ کے فرمودہ اصلاحی پروگرام پر یکسوئی سے عمل پیرا ہو کر دیکھئے کہ کس طرح معاشرہ اصلاح پذیر ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ دوسری ہی دنیا نظر آئے گی۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ اپنا یہ وعدہ بھی پورا کرے گا۔ ﴿وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنَاهُمْ مَّاءً غَدَقًا﴾ حقیقت یہ ہے کہ زمانے سے مطابقت اور دنیا طلبی میں مسابقت کا جذبہ اس قدر غالب ہے کہ ہم نے صحیح طریقے سے سوچنا ایک مدت سے ترک کر رکھا ہے۔ ملک کا کھاتا پیتا اور ذہین طبقہ جذباتِ نفس کی تسکین کے لیے اسی رو میں بہے چلا جا رہا ہے۔ جس کا مزہ بھی چکھ رہا ہے۔ وہ ''جدید تعلیم'' کی طرف لپکتے اور اسی پر اپنی توانیاں برابر صرف کرنے پر لگے ہوئے ہیں اور اقتدار وحکومت اور سرمایہ داری وجاگیرداری کے نشوں میں اصل حقیقت پر غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں فرماتے اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ یہی زہر ان پرانے خاندانوں کے اندر بھی سرایت کر آیا جو شاید صدیوں سے علومِ اسلامیہ کے حامل اور اسلامی قدروں کے محافظ چلے آ رہے تھے، جس کے نتیجے میں ہم دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ قحط الرجال کا شکار ہو رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ صحیح طور سے سوچیں پھر اس کے لیے ایمان، اذعان اور استقلال سے مسلسل کام کریں۔ یرحم اللہ عبدا قال آمینا.

الاعتصام: ۴؍ ستمبر ۱۹۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقاعدہ نماز پڑھنے کو بھی تو لازم کیجیے!

ہمارے صدر مملکت جناب صدر محمد ایوب خاں صاحب بالقابہ کچھ دنوں سے بعض خاص اصلاحی قسم کی ہدایات کی طرف بھی توجہ فرما رہے ہیں۔ جس کے لیے دین پسند حضرات کو انکا ممنون ہونا چاہیے۔ چناں چہ چند دن ہوئے (بروایت اخبارات) انھوں نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا کہ امامان مساجد کو چاہیے کہ وہ جماعت کے بعد نماز میں پڑھے ہوئے قرآن مجید کے حصہ کا مقتدیوں کو ترجمہ سنا دیا کریں۔

قطع نظر اس تجویز کی عملی افادیت کے ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی طرف جس درجے میں جس طرح اور جب بھی توجہ ہو قابل قدر ہے۔ لیکن ہم جناب صدر مملکت کو قرآن مجید کی اس آیت کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جس میں تمکن واقتدار کے حاصل کرنے والوں کا پہلا فرض یہ قرار دیا گیا ہے کہ فوراً وہ ''اقامت صلوٰۃ'' کا اہتمام کریں، یعنی اپنے ''حلقہ واقتدار'' کے لوگوں کو ''باقاعدہ نماز'' پڑھنے پر آمادہ کریں۔ سیدھے طریقے سے آمادہ نہ ہوں تو ان کو ''اقامت صلوٰۃ'' پر مجبور کر دیا جائے۔ عہد نبوی وعہد خلافت راشدہ میں نماز کو اولین اہمیت حاصل تھی۔ تارک صلوٰۃ کو اسلامی معاشرہ سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ بنا بریں کسی بھی اسلامی مملکت کے کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی رعایا کو نمازی بنائیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی بلکہ شائد اصحاب اقتدار ماضی و حال کی بھی اکثریت نماز سے غافل ہے۔ اور یوں ہمارے منصوبوں اور پروگراموں میں نماز کو بنیادی تو کجا کوئی خاص اہمیت بھی حاصل نہیں۔

اندریں حالات صدر مملکت کی خدمت میں ہم نہایت درد لیکن ادب سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی ''اصلاحات'' میں اولین اہمیت نماز کو دیں اور سنت نبویہ ﷺ کے مطابق اصلاح احوال کا پروگرام مرتب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور: ٥٤)

یعنی آنحضرت ﷺ کے راستے چلو گے تو کامرانی سے ہمکنار ہو گے۔''

دوائی کے لیے شراب کا استعمال:

تازہ ایک خبر سے معلوم ہوا کہ حکومت اور اس کی اسلامی مشاورتی کونسل کے بزرجمہر اس ''نکتہ'' پر غور فرما رہے ہیں کہ آیا دوائی کے لیے شراب دی جانی چاہیے یا نہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مرحلے پر یہ ''مشورہ'' عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دوائی کے لیے شراب کی اجازت چاہی تھی، تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: حرام چیز سے شفا حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔''

دونوں صحیح حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں:

((ان طارق بن سوید رضی اللہ عنہ سأل النبی ﷺ۔ عَنِ الْخَمْرِ يَصْنَعُهَا لِدَّوَآءِ فَقَالَ انها لَيْسَتْ بِدَوَآءٍ وَلٰكِنَّهَا دَآءٌ .)) ❶

((عَن ام سلمة رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَل شِفَائَكُمْ فِيهَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ .)) ❷

ان واضح ہدایات نبویہ ﷺ کی روشنی میں اسلامی مملکت میں مسلمانوں کو کسی صورت میں بھی شراب کے استعمال کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

عالم اسلام عیسائی دسیسہ کاریوں کے نرغے میں:

عالم اسلام کی تقریباً سب حکومتیں اس وقت اگر ایک طرف بہت سی داخلی الجھنوں کا شکار ہیں تو دوسری طرف بیرونی طور پر عیسائی حکومتوں کی دسیسہ کاریوں کے نرغے میں بری طرح گرفتار۔ قبرص اور انڈونیشیا کی خانہ جنگی۔ قبرصی ترکوں کی مظلومیت کی طرف سے صدر ناصر کی سرد مہری، کشمیر کے متعلق حکومت ہندوستان کی ہٹ دھرمی ان سب امور کی علت العلل اور بنیادی جڑ، انگریزوں، امریکیوں ولندیزیوں اور روسیوں کی وہ سازشیں ہیں جن کا جال انھوں نے مختلف طریقوں سے عالم اسلام میں پھیلا رکھا ہے۔ اور یہ سازشیں اس وقت تک کامیاب ہوتی رہیں گی جس وقت تک اسلامی حکومتیں مغربی تعلیم اور تہذیب وتمدن کو اپناتی رہیں گی۔ اللہ کرے مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات آ جائے کہ دنیا میں اس وقت اصل مقابلہ قوموں کا نہیں بلکہ نظریات کا ہے۔ ایک طرف اسلامی نظریہ حیات ہے اور اس کا اپنا تہذیب وتمدن۔ دوسری طرف عیسائی حکومتوں کا (اپنی ساری قسموں سمیت) نظریہ حیات اور تہذیب وثقافت ہے، جو اسلام سے صریحاً متصادم ہے۔

دور کے حالات کا تو شاید ہمیں علم نہ ہو سکتا ہو مگر ہمارے برصغیر میں عیسائی حکومتیں جو رول ادا کر رہی ہیں اور ہندوستان کی ہندو حکومت کو جس طرح طاقت سے طاقتور کرنے کی سکیم پر وہ گامزن ہیں، اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ انگریزوں اور امریکیوں کی اصل دشمنی پاکستان سے صرف اسلام کی بنا پر ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: ج ۲، ص: ۱۶۳.

❷ بیهقی وصححه ابن حبان، بلوغ المرام.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے نزدیک قومی یا جغرافیائی کوئی وجہ نہیں چین کی دشمنی بھی اگر ہے تو وہ دوسرا درجہ رکھتی ہے۔

ہر مسلمان کو اس صورت حال سے سخت کوفت ہوئی ہے۔ مگر اس کا پہلا اصل کام مرض کی تشخیص ہے کہ اسلام اور عیسائیت کے نقطہ نظر سے مسائل سیاسیہ کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے بعد فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ اس کا علاج وہی ہے جو حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کے عہد کے بالغ نظر علمائے اسلام نے کیا تھا۔

(۱۸ ستمبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق سے واقف رہیے!

حال ہی کے اخبارات میں محکمہ اوقاف کی جانب سے مغربی پاکستان کے مذہبی و دینی اداروں کی تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں کا ایک مختصر سا جائزہ شائع کیا گیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ:

''ان اداروں کا اہتمام و انصرام اہل سنت والجماعت، اہل حدیث اور اہل بیت کے مکاتیب فکر کے علماء کرام کے ہاتھ میں ہے۔''

اس سلسلہ میں ہم سرِ دست اتنا عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ یہ تقسیم صحیح نہیں، مغربی پاکستان میں مسلمانوں کے دو مکتب فکر ہیں: (۱) اہل سنت والجماعت اور (۲) شیعہ (یا اہل بیت)۔

اہل السنّت والجماعت کی پھر دو ذیلی شاخیں ہیں: ...... حنفی اور ...... اہل حدیث ...... اہل سنت کی باقی تین ذیلی شاخیں بھی ہیں یعنی ...... مالکی، شافعی، اور حنبلی...... لیکن (ہمارے علم کی حد تک) ہمارے یہاں وہ موجود نہیں۔ مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ اہل حدیث ''اہل السنّت والجماعت'' کے مقابل میں نہیں، بلکہ ان ہی میں داخل ایک ذیلی مکتب فکر ہے۔ محکمہ اوقاف کے تجزیہ نگار غیر شعوری طور پر غالباً اس عام چلتے ہوئے مغالطہ کا شکار ہو گئے ہیں جو ہمارے ''خاص قسم کے حنفی'' دوستوں نے پھر پھیلا رکھا ہے کہ وہ ''اہل السنّت والجماعت'' یا ''سنی صرف اپنے اس حلقہ کو ہی قرار دیتے ہیں جس کا تعلق ''بریلی و بدایوں'' سے ہے...... دیو بند سے متعلق یا اہل حدیث اصحاب کو وہ ''اہل السنّت والجماعت'' سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

اس وقت اپنے ان بھائیوں کے رویہ پر تبصرہ مقصود نہیں، البتہ تعلیم یافتہ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ آپ کو تو حقائق واقعیہ کا علم ہونا چاہیے اور لکھنے میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔

حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ جماعت اہل حدیث ''اہل السنّت والجماعت'' کے متوازی جماعت نہیں بلکہ ''اہل السنّت والجماعت'' ہی کا ایک اہم حصہ بلکہ صحیح ترین مصداق ہے...... لیکن اگر ''اہل السنّت والجماعت'' سے آپ کی مراد حنفی مکتب فکر سے ہے تو ظاہراً یہی درست سہی، تاہم یہ تعبیر غلط فہمی یا مغالطہ کا سبب بن سکتی ہے، اس لیے کہ یہ امر واقعہ کی درست تطبیق نہیں۔

جو کچھ ہم نے گزارش کیا ہے، یہ ہمارے مذہبی لٹریچر کی جانی بوجھی ہوئی حقیقت ہے، سارے قدیم لٹریچر میں اہل حدیث کو ''اہل السنّت والجماعت'' میں داخل رکھا گیا ہے۔ (۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کے تقاضے ملحوظ رکھیے!

موجودہ انتخابات جوں جوں قریب آ رہے ہیں، ان کی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہیں...... مغربی جمہوریت کے علم برداروں اور اس کے پرستاروں کے نزدیک ایسی سرگرمیاں کسی قوم کی بیداری کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں کی نئی جمہوریت صدر مملکت کی مجوزہ ہے، اگر یہ صحیح ہے تو جناب صدر کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے...... ان کو ایسے طریقے سے اس کو کامیاب کرانا چاہیے کہ یہ قابل رشک ثابت ہو سکے۔

لیکن حکمران پارٹی اور اپوزیشن ہی نہیں بلکہ...... اخبارات میں شائع شدہ خبروں کی رو سے...... وارڈوں اور یونٹوں میں ملک کے طول وعرض کے اندر کشمکش، چپقلش اور باہمی لڑائی جھگڑے جو صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں، افسوس کہ اس کو کسی طرح صحت مند جمہوریت کی علامت نہیں کہا جا سکتا...... حکمران پارٹی اور حزب مخالف میں الزامات، دھمکیاں، مار پیٹ، پکڑ دھکڑ، جلسوں میں ہلڑ بازی اور یوم احتجاج وغیرہ باتوں کا آپس میں پارٹی عصبیت پر مبنی باہمی تبادلہ، اس ٹھنڈے ماحول کے قطعاً منافی ہے جس میں ہر رائے دہندہ کو اطمینان سے صحیح وصواب کے سوچنے کا موقع ملنا مبینہ جمہوریت کا تقاضا سمجھا جاتا ہے۔

ادھر مس فاطمہ جناح صاحبہ کے بطور امیدوار صدارت میدان سیاست میں تشریف لانے پر بھی فضائے انتخابات میں ارتعاش پیدا ہو گیا ہے اور قلم کاروں، اور سیاست کاروں کو بحث کا بے کار سا مشغلہ ہاتھ آ گیا ہے...... اور افسوس ہے کہ شریعت بے چاری کو خواہ مخواہ درمیان میں لایا جا رہا ہے اور یہ شترگربگی نہایت عجیب ہے کہ اپنی ضرورت کے وقت شرعی مسئلہ بھی یاد آ جاتا ہے۔

اگر مسئلہ شرعی یہ ہے جس کو آپ حاصل کر رہے ہیں اور بطور نعرہ اس کو استعمال فرما رہے ہیں تو دستور بناتے وقت یہ یاد نہ تھا؟ کیا اس اسلامی مسئلہ کو جزو دستور بنایا گیا؟...... کیا مخلوط تعلیم کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ ان الیکشنوں میں صنف نازک کو گھسیٹنا کون سا اسلامی مسئلہ ہے؟

اور ہاں اگر عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی تو کیا وزیر وسفیر ہو سکتی ہے؟

اگر اپوا کی خواہشات کے مطابق علی رغم انف الشریعة قانون بنوایا جا سکتا ہے تو اپوا کی ''جنس'' سے امیدوار صدارت کیوں برداشت نہیں کی جا سکتی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ درست ہے کہ محترمہ نے بھی ''ہوسِ اقتدار'' کے بروئے کار لانے کا جو وقت منتخب فرمایا ہے، وہ (عمر کا تقاضا شاید ہو) اس کے ہوش مندانہ ہونے میں گنجائشِ گفتگو ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کہ جس ''جمہوریت'' کے اعادہ کرنے کا محترمہ کو یا...... ان کو آگے لانے والوں کو شوق چرایا ہے، اس ''مرحومہ'' سے جب وہ ''آزاد'' تھی اسلام، عوام، پاکستان یا مسلمانوں کو کیا کیا فائدے پہنچے تھے کہ اس کا ''پر ملال انتقال'' اب سوہانِ روح بنا جا رہا ہے...... کیا قابل احترام حزب مخالف اپنے...... ان ''زنانہ سلبی'' طریقوں سے حکمران طبقہ کے اس مقابلہ کو ''کارنامہ شجاعت'' قرار دے سکتی ہے؟

بہر کیف یہ سب کچھ درست سہی لیکن اب جبکہ محترمہ میدانِ سیاست میں کود پڑی ہیں تو ان کو قسمت آزمائی کا موقعہ نہایت کھلے دل اور خندہ پیشانی سے دینا چاہیے، بوکھلانے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

ہم جناب صدر مملکت کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ براہ راست مداخلت فرمائیں اور ان کے اور عوام کے ''درمیان والوں'' کی خرابیوں کو دُور کرنے کی بھر پور کوشش کریں اور اس طرح اپنے نقطہ نظر کو کامیاب کرانے کے لیے حالات کو سازگار بنائیں۔

(۲؍ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ "الاعتصام" کے بارہ میں

الاعتصام، جماعت اہل حدیث کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی ہے۔ اس کو جاری ہوئے پندرہ سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔ اس نے جماعت اور اس کے مسلک کی جو خدمت کی ہے وہ تاریخ اہل حدیث کا ایک اہم باب ہے۔ لیکن ہمارے معزز قارئین کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ الاعتصام ابھی تک خسارے میں جارہا ہے۔ اس کے اخراجات کا دامن اس کی آمدنی سے کہیں وسیع ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ معاملہ کاغذ کا ہے۔ کاغذ کی قیمتوں میں آئے دن اضافہ ہو جاتا ہے۔ اخبارات اس کے خلاف احتجاج کرتے اور متعلقہ محکمہ کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طرف کوئی عنان توجہ مبذول کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ چھوٹے اخبارات کو اس سلسلہ میں بہت ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ان کی آمدنیاں محدود ہوتی ہیں اور مصارف ہر لحہ بڑھتے چلے جاتے ہیں...... الاعتصام...... بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ اس کی آمدنی کے حدود سمٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی اپنے قابل احترام خوانندگان کو زحمت نہیں دی، اور ہمارے ضمیر نے یہ برداشت نہیں کیا کہ ان کو پریشانی میں مبتلا کیا جائے۔

اس وقت تک اخبار بارہ صفحات پر شائع ہوتا رہا ہے لیکن قیمت وہی دو آنے فی پرچہ اور چھ روپے سالانہ رہی ہے جو آج سے پندرہ سولہ سال قبل اس کے اجراء کے وقت مقرر کی گئی تھی۔ مگر سولہ سال قبل کی نسبت اب مصارف میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے۔ بالخصوص کاغذ کی قیمت کا معاملہ دوگنا سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ اس صورت حال سے ہم خود تو ہر آن پریشان رہتے تھے لیکن ہم نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اپنے معزز قارئین کو بھی اس پریشانی میں شامل کیا جائے۔ حالانکہ حالات اس بات کے شدید متقاضی تھے کہ جب اخبار کے اخراجات میں دو تین گنا اضافہ ہوگیا ہے تو قارئین بھی اس میں حصہ ملائیں اور ہماری پریشانی میں شریک ہوں۔

اب واقعات کی نوعیت بالکل بدل گئی ہے، اور ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بھی یہ درخواست کی جائے کہ اس پریشانی کے عالم میں ہمارے ساتھ شرکت فرمائیں۔

اب پورا صفحہ اول رنگین بنا دیا گیا ہے جس سے اخبار میں جاذبیت پیدا ہوگئی ہے اور حسن وخوب صورتی میں اضافہ ہوگیا ہے۔

یہ قدم نہایت اہم اور ضروری تھا۔ اس پر اخراجات اور بڑھ گئے ہیں، اور یہ ناممکن ہوگیا ہے کہ اخبار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدستور پہلی قیمت پر ہی آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس کی قیمت میں ایک آنہ فی پرچہ اور دو روپے سالانہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے، مصارف اور حالات کے پیش نظر یہ اضافہ بالکل معمولی ہے...... قیمت میں یہ اضافہ بھی اخراجات کے وسیع خانوں کو...... پر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مصارف تو دو تین گنا بڑھ گئے ہیں۔ یعنی جہاں دو آنے خرچ ہوتے تھے اب چار پانچ آنے صرف ہوتے ہیں۔ لیکن اضافہ صرف ایک آنہ کیا گیا ہے، اور وہ بھی اس صورت میں کہ ساتھ ہی صفحہ اول کی تبدیلی نے مصارف اور بڑھا دیئے ہیں، بالفاظ دیگر...... یوں سمجھئے کہ وہ خسارہ بدستور باقی رہا جو پہلے سے ہو رہا تھا۔

ان گزارشات کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ آپ کو یہ بتایا جائے کہ اخبار کی قیمت میں اضافہ کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ آپ کے باب عالی پر یہ دستک دی جائے کہ اخبار کی توسیع اشاعت کے لیے کوشاں ہوں۔ اگر خریدار حضرات اور ایجنٹ صاحبان کوشش کریں تو یہ کام نہایت آسان ہے۔ علاوہ ازیں مسجدوں کے اماموں، خطیبوں، جمعیۃ کے عہدیداروں اور عالموں اور مقرروں کی اگر نظر کرم...... ادھر ہو جائے تو معاملہ بہت آگے بڑھ سکتا ہے...... خریداری جتنی بڑھے گی، اتنی ہی خسارے کی حدیں سمٹیں گی، پھر مسلک اہل حدیث کی اشاعت کے...... گوشے بھی وسیع تر ہوں گے۔

یہاں ایک گزارش ہم کاروباری حضرات کی خدمت میں بھی کریں گے، وہ یہ کہ یہ حضرات اخبار کے لیے اشتہار عطا فرمائیں اور اس طرح ''الاعتصام'' کی امداد کے لیے ساعی ہوں۔ بلاشبہ ان کا کاروبار محض الاعتصام کا رہین منت نہیں ہے۔ اگر وہ الاعتصام میں اشتہار نہ دیں گے جب بھی ان کا کاروبار چلے گا۔ لیکن اس کا فائدہ اخبار کو یہ پہنچے گا کہ اس کی آمدنی میں اضافہ ہو جائے گا اور جماعت ہر مہینے اپنے خزانہ سے اس کو جو رقم دیتی ہے وہ کسی اور بہتر مصرف میں آئے گی۔

ہم یقین رکھتے ہیں، ہمارے معزز قارئین اس اہم مسئلہ کو موضوع فکر ٹھہرائیں گے، اور اخبار کی توسیع اشاعت کے لیے ہر ممکن سعی کریں گے۔

اگر قارئین کرام اس کی خریداری بڑھائیں...... تو ہم اس میں مزید خوب صورتی، تنوع اور نکھار پیدا کرنے کے خواہاں ہیں۔

(۱۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام غور فرمائیں

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جب ملک میں کوئی اہم مسئلہ پیش آتا تھا، تمام مکاتب فکر کے علماء عظام جمع ہو جاتے تھے اور اس مسئلہ کے تمام گوشوں کو اسلام کی میزان پر رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کی یہ دلی تمنا ہوتی تھی کہ مسئلہ زیر بحث کا ہر ہر پہلو نکھر کر سامنے آجائے اور معاملہ کی تمام شقیں واضح اور صاف شکل میں نمودار ہو جائیں۔ مولانا سید ابوالحسنات، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا احمد علی اور مولانا سید داؤد غزنوی رحمہم اللہ اس باب میں پیش پیش ہوتے تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہی بزرگان دین اس قسم کی مجالس کے انعقاد کا اہتمام فرماتے تھے اور اسلام کی روشنی میں مسائل کو مدار بحث ٹھہراتے تھے۔

یہ بزرگان دین فقہی دائرہ میں مختلف فکر و عمل کے حامل تھے۔ لیکن ان کے سینے بڑے وسیع تھے۔ ان کے دلوں میں انتہائی وسعت تھی۔ یہ باہم بہت ہی تعلق خاطر رکھتے تھے اور ایک دوسرے سے بات چیت اور گفتگو میں نہایت ہی ہمدردی اور اخلاص کا ثبوت بہم پہنچاتے تھے، پھر چونکہ یہ حضرات مرحومین اپنی اپنی جماعتوں کے سربراہ تھے۔ اس لیے ان کی جماعتیں بھی ان کے ساتھ چلتی تھیں اور باہم دگر ایک خاص ربط و تعلق قائم تھا۔

لیکن افسوس ہے، ان بزرگوں کے سفر آخرت کے ساتھ ہی یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اب نہ ایک دوسرے سے کوئی مضبوط تعلق رہا ہے اور نہ اس قسم کے اہم مسائل کے مواقع پر مجلسوں کے انعقاد کا سلسلہ باقی رہا ہے، یہ صورت حال بڑی ہی تکلیف دہ ہے اور علماء میں یہ بعد و بے تعلقی ان کی شان کے قطعی منافی ہے۔

اس وقت بے شمار مسائل ایسے ہیں جن میں سب کا ایک آواز ہونا اور اتحاد کا ثبوت بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ یہ اپنے اپنے فقہی مسالک پر قائم رہتے ہوئے بھی ان مسائل کو حل کرنے میں ایک دوسرے سے اشتراک و تعاون کر سکتے ہیں۔ یہ مسائل سب کے مشترکہ مسائل ہیں اور ان میں متحد ہونا وقت کی صحیح ترین آواز ہے۔ یہ کہنا اور لوگوں پر یہ اثر ڈالنا کہ علماء کسی مسئلہ پر جمع نہیں ہو سکتے یا اس کو حل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ قطعی غلط ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کئی مواقع ایسے آئے جن میں علماء نے کامل اتحاد کا مظاہرہ کیا اور مسئلہ کے حل میں انتہائی تدبر اور خلوص کا ثبوت دیا۔

مثلاً ۱۹۴۹ء میں اور اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں اسلامی آئین کے مسئلہ پر غور و خوض کے لیے اکتیس علماء کا اجتماع۔

۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ پر علماء کا باہم اشتراک اور متحدہ مساعی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۵۹ء میں پاکستان کے مسئلہ آئین و دستور کی ترتیب میں علماء کا اتحاد۔

عائلی قوانین کے باب میں ان کی مشترکہ جدوجہد۔

یہ سب ایسے مواقع ہیں جو نہایت ہی اہم ہیں اور جنھیں بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے اور جن میں علماء کا اشتراک وتعاون اور اتحاد واتفاق انتہائی اثر انگیز ثابت ہوا ہے۔

اب بھی علماء اکٹھے ہو سکتے ہیں اور مشترکہ مسائل پر غور وفکر کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

آج برائیاں جس تیزی اور تسلسل سے سر نکال رہی ہیں اور مختلف قبائح کا جو ہجوم نظر آ رہا ہے۔ ان کا یہ تقاضا ہے کہ تمام علم برداران دین اکٹھے ہو جائیں اور ان کو ختم کرنے کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ برائیوں کی نشر واشاعت کا اہتمام کرنے والے تو سب ایک ہیں، لیکن جن لوگوں پر برائی ختم کرنے اور نیکی کو پھیلانے کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، وہ ایک دوسرے سے دور اور بے تعلق ہیں۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ ملک میں ہر سو پھیلی ہوئی برائیوں کے خلاف متحدہ قدم اٹھاتے اور آپس میں انتہائی وحدت و یگانت کا رشتہ استوار کرتے۔ لیکن افسوس ہے اس معاملہ میں اگر نظر اٹھا کر دیکھا جائے، تو قطعی مایوسی ہوتی ہے اور چاروں طرف فضاء ملک پر اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

علماء کا فرض ہے کہ اس طرف عنان توجہ مبذول فرمائیں اور معاشرہ میں مختلف النوع برائیوں کی جو لام ڈوری نظر آ رہی ہے اس کو ختم کرنے کے لیے متحدہ صورت میں کام کریں۔

برائی جب معاشرہ میں گھستی اور قدم جما لیتی ہے تو وہ صرف ایک ہی نقطہ فکر کے حامل لوگوں کو متاثر نہیں کرتی، وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لیتی اور بلا استثناء سب کے فکر وعقیدہ کی بنیادوں کو ڈھانے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ نہ دیوبندی سے رعایت برتتی ہے، نہ بریلوی کا لحاظ کرتی ہے، نہ شیعہ سے نرمی اختیار کرتی ہے اور نہ اہل حدیث کے سامنے گردن جھکاتی ہے۔ وہ سب کی دشمن ہے اور سب پر برابر حملہ آور ہوتی ہے۔ اس لیے سب کا فرض ہے کہ متحد ہو کر میدان عمل میں نکلیں اور مشترکہ جدوجہد سے ان سوراخوں کو بند کریں جن سے برائی معاشرہ میں داخل ہوتی ہے۔ برائی نہایت ہی دبے پاؤں آتی ہے اور جب آتی ہے تو اپنے اثرات قبیح کی چادر کو پوری تیزی اور ہمہ گیری سے سب پر پھیلا دیتی ہے۔

(۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام پر رحم کیجیے

پاکستان کے صدارتی انتخاب کا مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ ایک طرف فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں ہیں، جو کئی سال سے ملک کی صدارت و سربراہی کے فرائض بظاہر حسن و خوبی سے سرانجام دے رہے ہیں...... دوسری طرف بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی قابل احترام بہن مس فاطمہ جناح ہیں، جنھیں خاتون پاکستان کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ دونوں لائق اکرام و اعزاز ہیں اور ان کے درمیان مقابلہ نہایت ہی شدید نوعیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

صدر ایوب سرکاری پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (کنونشن) کے امیدوار ہیں اور...... مس فاطمہ جناح کو پانچ جماعتوں۔ کونسل مسلم لیگ، نظام اسلام پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، عوامی لیگ اور جماعت اسلامی...... نے کھڑا کیا ہے۔

دونوں صدارتی امیدوار شخصی اور جماعتی اعتبار سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ سیاسی میدان میں انھوں نے جو گرما گرمی اور ہمہ ہمی پیدا کر دی ہے وہ ہر باشندہ ملک پر ظاہر ہے۔ صدارتی انتخابات کے موقع پر حالات کیا کروٹ بدلتے ہیں اور دونوں میں کون کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے؟ یہ بات مستقبل کے پردہ میں چھپی ہوئی ہے اور مقابلہ کی موجودہ کیفیت کے پیش نظر کوئی پیش گوئی کرنا قبل از وقت ہے۔

ہمارے نزدیک دونوں شخصیتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان سطور میں ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس موقع پر...... اسلام کا نام...... نہایت فراغ دلی، بلکہ بے رحمی اور بیدردی کے ساتھ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسلام کا نام لینا کوئی بری بات نہیں بلکہ بہت اچھی اور ضروری چیز ہے، لیکن اسلام کا حوالہ اس صورت میں زیادہ موثر اور موزوں ہوتا ہے جب اسلام ساری انسانی زندگی پر حاوی ہو اور ہر ہر معاملہ میں اسلام ہی کو حق ترجیح حاصل ہو۔ صرف ایک مسئلہ میں اسلام کا نام لے لینا اور باقی معاملات حیات میں اس کو پوری کوشش سے نظر انداز کر دینا قرین فہم و انصاف نہیں۔ اسلام کا نام اسی وقت زیب دیتا ہے جب کہ ہر گوشہ زندگی میں اسی کی قیادت و رہنمائی کا سہارا لیا جائے اور ہر سو اسی کا علم لہراتا ہوا نظر آئے۔

ہمارے ہاں معاملہ کی نوعیت بالکل مختلف ہے، ہم نے ہر شعبہ حیات سے عملاً اسلام کو نکال باہر کیا ہے۔ مگر اب مس فاطمہ جناح میدان صدارت میں اتر آئی ہیں، تو ہمیں اسلام یاد آ گیا ہے اور یہ سوال پیدا کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسلام کی رو سے عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے یا نہیں......؟

کچھ لوگ پوری شدت سے عورت کے صدر منتخب ہونے کی مخالفت کر رہے ہیں اور کچھ اس کی حمایت پر کمر بستہ ہیں۔ لیکن نام دونوں فریق اسلام ہی کا لے رہے ہیں، اور اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لیے کتاب وسنت سے استدلال کر رہے ہیں۔

یہ معاملہ واقعی بڑا اہم ہے اور اس ضمن میں اسلام کے دروازے پر دستک دینا اور کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا نہایت ضر ..ی ہے، لیکن سوال یہ ہے: کیا ہم باقی امور میں بھی اسلام سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معاملات حیات کے دوسرے شعبوں میں بھی قرآن وحدیث کو حکم تسلیم کرتے ہیں اور اس کے احکام وفرامین کو فیصلہ کن حیثیت دیتے ہیں؟ کس قدر تحیر اور تعجب کی بات ہے کہ..... شراب یہاں عام فروخت کی جاتی ہے اور اس کے جام کے جام لنڈھائے جاتے ہیں۔ زنا کا کاروبار یہاں قانون کے پردے میں کیا جاتا ہے اور اب تک نسوانی جسم کی فروخت کے بازار کھلے ہیں۔ اسمبلی میں یہاں خود حکمران پارٹی کے ارکان یہ قانون بنانے کی سعی کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی بیوی سے کوئی بدفعلی کا مرتکب ہو جائے اور پھر شوہر اس کے ساتھ صلح کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ سود خوری کی لعنت یہاں عام ہے اور ہر شخص کسی نہ کسی طرح اس فعل قبیح میں ملوث ہے۔ چوری، ڈاکہ، سمگلنگ، اغوا، چور بازاری، غنڈہ گردی، سلب ونہب یہاں ہوتا ہے۔ قتل وخونریزی کا سلسلہ یہاں جاری ہے، رشوت ستانی، اقربا نوازی اور دوست پروری کا بازار یہاں گرم ہے۔ کون نہیں جانتا...... کہ شریعت اسلامی کی رو سے یہ افعال انتہائی برے ہیں، اور کتاب وسنت میں ان کے لیے قطعاً کوئی وجہ جواز موجود نہیں۔ لیکن ان کی روک تھام کے لیے کوئی سخت اور منظم تحریک شروع نہیں کی جاتی۔

پھر نماز یہاں ترک کی جاتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے اس کا تارک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ روزے نہ رکھنے والے اس ملک میں موجود ہیں۔ زکوۃ کی ادائیگی کے منکروں کی یہاں کمی نہیں۔ حج بیت اللہ کی توفیق ہونے کے باوجود اس سے گریز کرنے والے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں اسلام کی بنیاد واساس ہیں خود منکرین حدیث کا گروہ اس ملک میں دندناتا پھرتا ہے۔ آنحضرت فداہ ابی وامی کی ختم المرسلینی سے...... انحراف کرنے والا طائفہ یہاں پایا جاتا ہے لیکن...... کیا اس ضمن میں کوئی حتمی اور قطعی اقدام کیا گیا اور ان بنیادی مسائل سے منحرف ہونے والوں کی سرتابی کی کوشش کی گئی۔

یہ تمام برائیاں ملک میں پائی جاتی ہیں، ان کے دروازے بند نہیں کیے گئے۔ حتیٰ کہ حکومت کی مشاورتی کونسل بھی اس سلسلہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش بیٹھی رہی اور عوام کے پیہم مطالبوں کے باوجود حرکت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کناں نہ ہوئی۔ لیکن اگر ایک عورت ملک کی صدارت کی امیدوار بن کر سامنے آ گئی ہے تو سب کو اسلام یاد آ گیا ہے۔ اس ملک میں کون سا شعبہ ایسا ہے جس میں عورتیں پیش پیش نہیں؟ کیا وہ اسمبلیوں کی رکن بن کر اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی نہیں کرتیں؟ وہ وزیر اور سفیر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے حکمران یہ نہیں کہتے رہے کہ عورت مرد کے برابر کا درجہ رکھتی ہے؟ کیا عورتوں کی تنظیم......اپوا......کا یہی نعرہ نہیں اور ہمارے وزراء اور عمال حکومت نے اس باب میں ان کی ہم نوائی نہیں کی؟ کیا عائلی قوانین کے بعض حصے سراسر کتاب وسنت کے خلاف نہیں ہیں؟ اور ان میں عورت کو وہ حیثیت نہیں دی گئی جو اسلام کی منشا کے بالکل خلاف ہے؟ کیا علماء کی نشاندہی پر ان حصوں کو قوانین سے خارج کیا گیا؟......اگر یہ سب کچھ ہوا ہے یا ہو رہا ہے تو اب اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ایک عورت ملکی صدارت کے معرکہ میں قدم زن ہوگئی ہے تو آپ اس پر کیوں گھبرا اٹھے ہیں؟ یہ اس نعرہ کا فطرتی ردِعمل ہے جو مساوات مرد وزن اور آزادی نسواں کے باب میں ایک عرصہ سے بلند کیا جا رہا ہے......خدا کے لیے اس مسئلہ میں غریب اسلام کو درمیان میں نہ لائیے......اسلام بلاشبہ مرد اور عورت کے دائرہ اختیارات پر بحث کرتا ہے اور ان کے حقوق وفرائض کے درمیان واضح طور سے خط امتیاز کھینچتا ہے۔ لیکن یہ چیز اس وقت مدار گفتگو قرار پائے گی جب کلیۃً اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آ جائے گا اور ہر شعبہ حیات پر اسلام کی حکمرانی ہوگی۔ باقی شعبوں کو نظر انداز کر کے صرف ایک شعبہ میں (وہ بھی بوقت ضرورت) اسلام کی آڑ لینا لائق تحسین نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ مصر، فلسطین اور سعودی عرب وغیرہ ممالک کے علماء کرام سے فتویٰ طلب کیا جائے کہ عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ ان ملکوں کے معزز علماء کرام اسی وقت کیوں یاد آئے؟ اور خاص اسی مسئلہ میں ان کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ کیا اور مسائل اہمیت کے حامل نہیں ہیں؟ کیوں ان مسائل میں بھی ان کا فتویٰ اور ان کی رہنمائی ضروری نہیں؟

یہاں جماعت اسلامی کے معزز قائدین سے بھی ہم عرض کریں گے کہ انھوں نے عورت کی صدارت وسربراہی کے باب میں اسلامی حکم کی جو تعبیر کی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ زیادہ وزنی نہیں ہے۔ جماعت اسلامی کو اسلام کی پناہ نہیں لینا چاہیے تھی۔ اسے صاف اور سیدھا موقف یہ اختیار کرنا چاہیے تھا کہ اسلام کی روشنی میں اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت اس وقت پیش آئے گی جب حکومت کی زمام پورے طور پر اسلام کے ہاتھ میں ہوگی۔ اب یہ مسئلہ خالص سیاسی نوعیت کا ہے، اس لیے اس پر بحث کا انداز بالکل مختلف ہوگا۔

جہاں ہمیں اس امر کی خوشی ہے کہ ہمارے ارباب اختیار بار بار اسلام کا نام لیتے ہیں، وہاں ہم ان کی خدمت اقدس میں پورے ادب سے یہ گزارش بھی کریں گے کہ اسلام کو صرف اس ایک ہی معاملہ تک محدود نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیں، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں اس کو نافذ کرنے کا عزم فرمائیں۔ کیونکہ اسلام کا دائرہ عمل محض ایک ہی مسئلہ کو اپنی گرفت میں نہیں لاتا، اس کے حدود تو انتہائی وسعت پذیر اور ہمہ گیر ہیں۔

علاوہ ازیں علماء کرام کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ وہ اس مسئلہ کو اس انداز سے پیش نہ فرمائیں کہ پورے اسلام کا دارو مدار یہی مسئلہ ہے...... اسلام کے اجزاء تو اور بھی بے شمار ہیں، ان کو بھی تو عملی زندگی میں سمونے کی سعی کرنا چاہیے۔

اس وقت عورت کی سربراہی کا جو مسئلہ درپیش ہے۔ ہمارے نزدیک وہ...... خالص سیاسی نوعیت کا ہے اور اسے حالات کی ایک خاص سیاسی رفتار نے جنم دیا ہے...... اور اس پر اسی انداز سے غور ہونا چاہیے۔

اسلام اور سیاست ہر مقام اور ہر حالت میں ایک ساتھ نہیں چلتے۔ یہ اس وقت باہم گلے ملتے ہیں جب کہ پورے ملک پر اسلام کا شامیانہ تنا ہوا ہو اور عملاً ایسے حالات پیدا ہو چکے ہوں کہ زندگی کے ہر موڑ پر قیادت و رہنمائی کے لیے اسلام ہی کو پکارا جائے اور اسی کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے...... بر بنائے مصلحت اسلام کا نام لینا لوگوں پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔

اس لیے ہم ملک کے ہر طبقہ و فکر کے حضرات سے التجا کریں گے کہ اس مسئلہ میں اسلام کو درمیان میں نہ لائیے اور...... خالص سیاسی سطح پر اس کو حل کرنے کی سعی فرمائیے...... اس موقع پر یہی راہ صواب ہے اور ملک کے حالات اسی کے متقاضی ہیں۔

اسلام کی روشنی میں اس مسئلہ پر اس وقت بحث کی جائے گی جب ملک خالصۃً اسلام کی تحویل میں آجائے گا۔

لیکن اگر کوئی فریق مصر ہے کہ اس مسئلہ پر ضرور ہی اسلامی نقطہ نگاہ سے غور کیا جائے تو اسے اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ...... اگر عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی تو ملک کا کوئی مرد خلافت و امارت کے ان معیاروں پر پورا اترتا ہے جو اسلام پیش کرتا ہے؟

حضرت حافظ صاحب مدینہ یونیورسٹی میں:

حضرت علامہ حافظ محمد صاحب گوندلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی ذات گرامی کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ بہت بڑے عالم، بہت بڑے محقق اور بہت بڑے متقی و پرہیزگار بزرگ ہیں۔ ان کے تلامذہ اور فیض یافتہ حضرات کی فہرست نہایت وسیع ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے حلقہ علم و تحقیق میں ان کو بلند مقام حاصل ہے۔ جامعہ سلفیہ میں بھی کئی سال قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ ان کے علم و فضل کی جولانیوں اور فہم و ادراک کی وسعتوں کا یہ عالم ہے کہ ہر ہر مسئلہ پر روانی سے بحث کرتے اور اس کی تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزئیات کو نکھار کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ان کے حافظہ کی گرفت بڑی مضبوط ہے اور ذہن وفکر کی بنیادیں نہایت مستحکم ہیں۔ ان کی تحقیق وکاوش اور علمی گہرائی سے اب تک پاکستان اور ہندوستان کے خوش قسمت لوگ ہی فیض یاب ہوتے رہے ہیں، باہر کی دنیا ان سے براہ راست استفادہ کی نعمت سے محروم تھی۔ اب پورا عالم اسلام ان کے بے پناہ سرمایہ علم وفضل سے متمتع ہوگا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب مدظلہ العالی مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر حضرت الشیخ عبدالعزیز بن باز کی دعوت خاص پر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

مدینہ یونیورسٹی تین سال قبل جلالۃ الملک سعود بن عبدالعزیز والی نجد وحجاز نے قائم کی تھی، خود جلالۃ الملک نے تمام ملکوں کے چیدہ چیدہ اہل علم کو اس کی انتظامیہ کمیٹی کے رکن نامزد کیا تھا۔ پاکستان کی طرف سے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس کے رکن تھے۔

یہ یونیورسٹی بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس میں دنیا کے ہر حصہ سے تشنگان علوم آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ اساتذہ کرام بھی مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ یونیورسٹی کے ارباب اختیار کی نظر انتخاب حضرت علامہ حافظ محمد صاحب پر بھی پڑی اور اس طرح پاکستان کو بالعموم اور جماعت اہل حدیث کو بالخصوص یہ شرف حاصل ہوا کہ اس مرکزی یونیورسٹی کے طلبہ اس کی ایک اہم شخصیت سے علمی استفادہ کریں گے۔ خود مدینہ یونیورسٹی کے لیے بھی یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ وہ ایک بہت بڑے اہل علم کی خدمات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ نیز حضرت حافظ صاحب بھی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کو اللہ نے وہ مسند عطا فرمائی جس کے وہ اہل تھے اور انھیں مرکز اسلام مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کے فروغ واشاعت کے مواقع میسر آئیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے تاکہ ان کا فیض علمی جاری رہے اور وہ اس عظیم مقصد میں کامیاب ہوں جس کے لیے وہ مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

انتخابات اور غنڈے:

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات چند روز تک شروع ہونے والے ہیں، امیدوار حضرات پوری مستعدی سے میدان میں اتر آئے ہیں، ان کے حامی اور ووٹر بھی سرگرم عمل وسعی ہیں۔ لیکن ان انتخابات میں جو ہنگامے اور غنڈہ گردی ہو رہی ہے، وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ کئی مقامات پر قتل کے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ مخالفین ایک دوسرے پر قاتلانہ حملے کر رہے ہیں۔ لڑائی جھگڑوں کا آغاز ہوگیا ہے اور ایک دوسرے کو خوف زدہ کرنے اور ڈرانے دھمکانے کی کاروائی پوری سختی سے جاری ہے اور یہ صورت حال حد درجہ الم انگیز اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس ناک ہے۔

جہاں تک ہمارا علم و مطالعہ ہمارا ساتھ دیتا ہے یہ پہلے انتخابات ہیں جن کا آغاز اتنے وسیع پیانے پر غنڈہ گردی اور ہنگامہ خیزی کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حلقوں کو انتہائی محدود کر دیا گیا ہے اور گلی گلی اور بازار بازار میں امیدوار ایک دوسرے کے مقابلے پر نکل آئے ہیں۔ بہر کیف کوئی وجہ بھی ہو صورت حال ہر لمحہ حد درجہ تکلیف دہ منزل میں داخل ہو رہی ہے اور ان حالات میں شرفاء کے لیے کام کرنا بہت ہی مشکل ہو گیا ہے۔ دلآزار نعرے لگانا ایک دوسرے کو للکارنا اور فضاء کو مکدر کرنا آخر کہاں کی شرافت ہے؟ مذہبی لوگوں پر یہ طعن توڑا جاتا تھا کہ وہ مذہب کے نام پر انتشار پھیلاتے اپنی تقریروں سے کشیدگی پیدا کرتے اور قرآن وحدیث کے نام پر لوگوں کو باہم ٹکراتے اور لڑاتے ہیں۔

لیکن اب سیاسی واقعات کی موجودہ رفتار نے یہ اعتراض اور طعن سیاسیین کے منہ پر دے مارا ہے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ نہایت ہی برے طریقہ سے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔ اگر خدانخواستہ حالات کی گاڑی اسی نہج سے چلتی رہی اور سیاسی میدان میں غنڈہ ازم کا موثر علاج نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ انتخابات کی تاریخ تک اور انتخابات کے دوران میں پورا ملک غنڈوں کی گرفت میں آجائے گا اور پھر اس مرض کا علاج اگر ناممکن نہ ہوا تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔

پولیس اور حکومت کو ان غنڈوں کی پوری نگرانی کرنا چاہیے اور ان کے جرائم کی ان کو قرارواقعی سزا دینا چاہیے، اگر ان کی سرکوبی کرنے میں سستی سے کام لیا گیا تو یہ لوگ آگے چل کر خود حکومت اور پولیس کے لیے مصیبت بن جائیں گے۔

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کے بعد اسمبلیوں اور صدارت کے انتخاب بھی ان شاء اللہ منعقد ہوں گے۔ اگر غنڈوں کی زبانیں اس وقت بند نہ کی گئیں اور ان کے ہاتھ نہ روکے گئے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسمبلیوں کے ارکان اور ملک کی صدارت کے انتخابات کے موقع پر بنیادی جمہوریتوں کے ممبروں کے لیے بہت بڑی مصیبت بن جائیں گے۔

(۲۳۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ووٹروں کے غور و فکر کے لیے

الاعتصام کا یہ شمارہ جب قارئین کے پاس پہنچے گا تو بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات شروع ہونے میں صرف ایک یا دو دن باقی ہوں گے۔ اس موقع پر ہم ووٹروں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ نہایت ہی احتیاط اور توازن کا ثبوت بہم پہنچائیں۔

حلقے بالکل محدود ہیں اور جو امیدوار میدان مقابلہ میں نکلے ہیں، وہ سب کے سامنے ہیں۔ ووٹروں سے ان کی جان پہچان اور تعلقات ہیں، وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح متعارف ہیں، امیدواروں کی زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ ہیں، ان کے مزاج وطبیعت سے کامل آگاہی رکھتے ہیں، ان کے نجی اور پرائیویٹ امور بھی ان کے پیش نگاہ ہیں، اگر وہ نیک ہیں تو ان کی نیکی کا بھی انھیں علم ہے اور اگر ان میں کسی طرح کی کوئی برائی پائی جاتی ہے تو اس کا بھی انھیں پورا پتہ ہے۔ اگر وہ مخلص ہیں تو ان کا اخلاص بھی ان سے ڈھکا چھپا نہیں، اگر وہ نفاق کے مرض میں مبتلا ہیں تو بھی انھیں معلوم ہے، ان کی غربت و امارت بھی ان کے علم و مطالعہ سے باہر نہیں، ان کے طور واطوار اور معاملات بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں، ان کی سیاسی، اجتماعی اور معاشرتی زندگی بھی آئینہ کی طرح صاف ہے اور ان کی خدمات ملکی وملی کے تمام شعبے بالکل عیاں ہیں۔

غرض ان کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ووٹروں سے مخفی ہو، وہ سب کچھ جانتے ہیں اور نہایت اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ سبھی ایک ہی گاؤں اور ایک ہی محلے میں پلے بڑھے اور رہ رہے ہیں، ان کا ایک دوسرے سے کسی چیز کو چھپا لینا یا اپنے بارہ میں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دینا ناممکن ہے، اس لیے ووٹروں کا فرض ہے کہ پوری سمجھ سوچ اور غور و فکر کے بعد...... اپنا ووٹ استعمال کریں۔

انتخابات کا معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اس موقع پر برادریاں بھی ایک دوسرے کو گریباں سے پکڑتی ہیں، تعلقات کی مختلف قسمیں بھی کانٹے بن کر دامن سے الجھتی ہیں، دباؤ اور دھمکیاں بھی متعدد صورتیں اختیار کر کے نمودار ہوتی ہیں، منتوں اور خوشامدی قافلے بھی یکے بعد دیگرے آتے ہیں، لالچ اور طمع وحرص کا ہجوم بھی سبز باغ دکھاتا ہے۔ غنڈوں کی نعرے بازیاں اور للکار بھی خوف ناک شکل میں سامنے ہوتی ہے، اس نازک اور پریشان کن حالات میں کوئی صحیح رائے قائم کر لینا اور اس پر جمے رہنا، حق وصداقت کی میزان لگانا اور ہر طرف سے ذہن وفکر کو آزاد کر کے کھلی فضا میں غلط اور صحیح کا موازنہ کرنا...... اور پھر حق کے پیچھے لگ جانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

انتخابات میں جہاں خود امیدوار ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے وہاں رائے دہندگان کے فکری توازن کی چولیں بھی ہل جاتی ہیں۔ بعض دفعہ تو مختلف ٹھوکریں انھیں چوراہے پر لا کھڑا کرتی ہیں اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کدھر جائیں...... اس موقع پر اپنے آپ پر قابو پانا اور ذہنی توانائیوں اور فکری صلاحیتوں کو برقرار رکھ کر حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت کے لیے کمربستہ ہو جانا اسی شخص کا کام ہے جو بڑا ہی باضمیر اور بہت ہی دل گردے کا مالک ہو۔ مخالفت کے لیے بے پناہ طوفانوں میں یہ مضبوط قدم اٹھانا اور خود کو قابو میں رکھ کر آگے بڑھنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

بنیادی جمہوریتوں کے موجودہ انتخابات چونکہ انتہائی محدود حلقوں میں منعقد ہو رہے ہیں۔ اس لیے جہاں ان میں یہ بہتر پہلو پایا جاتا ہے کہ سب لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہیں اور بھلے بُرے کے درمیان آسانی سے خط امتیاز کھینچ سکتے ہیں اور اگر مصلحتوں سے بے نیازی برتی جائے تو کسی فیصلہ پر پہنچنے کے لیے کوئی دقت پیش آنے کا امکان نہیں ہے۔ وہاں یہ ناخوشگوار پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ برادریوں کے جوڑ توڑ ہر لحہ بڑھ رہے ہیں اور لوگوں کو خوف زدہ کرنے کے لیے غنڈوں کے گروہ میدان میں آگئے ہیں اور شرفاء کے راستہ میں ان کی وجہ سے سنگین دیواریں حائل ہوگئی ہیں۔

بہر حال معاملہ جو کچھ بھی ہو اب انتخابات اسی صورت میں ہوں گے اور ہمیں انھیں محدود حلقوں میں کام کرنا پڑے گا، اب ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اچھے لوگوں کو آگے لائیں اور غلط کردار کے حامل افراد کو پوری کوشش سے ناکام بنادیں۔ اگر اس وقت بلند کردار اور بہتر افراد مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ گئے تو حالات نہایت خراب ہو جائیں گے اور بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر محض دھونس، دھاندلی اور غنڈہ گردی کے بل بوتے پر نا اہل اور بے خبر لوگ قابض ہو جائیں گے، اس لیے ہر ذی فہم شخص کا فرض ہے کہ ان انتخابات میں دلچسپی لے اور بہتر افراد کو کامیاب بنانے کے لیے ساعی ہو۔

ان انتخابات میں دلچسپی لینا اس بنا پر بھی ضروری ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان ہی نے قومی اور...... صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کا انتخاب کرنا ہے اور پھر صدارت کا انتخاب بھی انھیں کے ووٹوں سے ہونا ہے۔ اگر یہ ارکان خود بااصول، باضمیر اور بلند کردار ہوں گے تو اسمبلیوں اور صدارت کے انتخاب میں بھی اسی چیز کا مظاہرہ کریں گے اور اچھے افراد کو ووٹ دے کر کامیاب بنائیں گے۔ اگر خدانخواستہ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان ہی غلط افراد ہوئے تو آگے چل کر یہ اپنے جیسے اوصاف کے حامل لوگوں کو منتخب کریں گے...... ہم یقین رکھتے ہیں کہ ابتدائی ووٹر سوچ سمجھ سے کام لیں گے اور اپنے ضمیر اور اخلاق کے تابع رہیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری زندگی کا بنیادی مقصد اسلام ہے، اس ملک میں ہم اسلام ہی کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے فطری طور پر ہماری ہمدردیوں کا وہی شخص استحقاق رکھتا ہے جو یہاں...... اسلام کی حکمرانی کا خواہاں ہو اور جس کا نعرہ محض اسلامی نظام حیات کا قیام ہو...... جو شخص اسلام سے نفور اور ناروا امور کا حامل ہوگا وہ ہرگز ہماری ہمدردیوں کا مستحق نہیں ہے۔

اس لیے ہم ووٹروں کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کریں گے کہ وہ حالات کا گہری نظر سے جائزہ لیں اور اپنے فکر و ذہن کو مصلحتوں کی زنجیروں سے نکال کر صرف اس شخص کو ووٹ دیں جو اسلام اور محض اسلام کا متمنی ہو، اور جس سے یہ توقع کی جا سکتی ہو کہ اسمبلیوں اور صدارت کے انتخاب میں ایسے ہی لوگوں کو منتخب کرائے گا جو آگے چل کر اسلامی نظام حیات کے لیے کوشاں ہوں گے۔

مشاورتی کونسل کی سفارش:

اسلامی مشاورتی کونسل نے اپنے ایک حالیہ اجلاس میں حکومت سے سفارش کی ہے کہ قمار بازی کی تمام قسمیں خلاف کتاب و سنت ہیں، انھیں فوراً بند کر دینا چاہیے۔ گھوڑ دوڑ پر شرط بدنے کو بھی کونسل نے کتاب و سنت کے منافی قرار دیا ہے۔

کونسل کے صدر علامہ علاء الدین صدیقی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگرچہ حکومت گھوڑ دوڑ کے ذریعے لاکھوں روپے کماتی ہے لیکن اس کو محض اس وجہ سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ یہ حکومت کے لیے آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ مشاورتی کونسل نے ایک عرصہ کے بعد انگڑائی لی ہے اور اپنے مفوضہ فرائض کو سرانجام دینے کی طرف عنانِ توجہ مبذول فرمائی ہے...... الیکشن کے ہنگاموں میں اگر اس کی یہ بیداری عارضی اور کسی وقتی مصلحت کے تابع نہیں ہے تو بڑی ہی مسرت انگیز ہے، نیک کام جب بھی کیا جائے گا نیک ہی سمجھا جائے گا اور اس کا عامل قابل مبارک باد ہوگا۔

قمار بازی نے متعدد شکلیں اختیار کر لی ہیں جو بظاہر بڑی خوب صورت اور ''معصوم'' سی ہیں اور انھوں نے پورے ملک کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔ اس پر غریب ملک کے باشندے لاکھوں روپیہ ضائع کر رہے ہیں، اس تعیش کو ختم کرنا اور اس کی تمام قسموں پر بلا استثناء ضرب شدید لگانا ضروری ہے۔

یہ ملک خالص اسلام کا نام لے کر حاصل کیا گیا ہے، لیکن افسوس ہے اس کو اسلام ہی سے دور رکھا جا رہا ہے، اس میں وہ تمام برائیاں موجود ہیں جو دوسرے غیر اسلامی ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس میں اسلام کا عمل دخل صرف اتنا ہے کہ ہمارے اربابِ اقتدار اپنے بیانوں اور تقریروں میں اسلام کا نعرہ بلند کر دیتے ہیں۔ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعرہ بازی اب اپنا اثر کھو چکی ہے اور لوگ اس کو اسلام کے ساتھ مذاق سے تعبیر کرنے لگے ہیں، کیونکہ عمل کا دائرہ قول سے قطعی مختلف ہے، جب تک قول اور عمل کا باہم ربط نہیں ہوگا اور دونوں قدم سے قدم ملا کر نہیں چلیں گے کوئی بات لوگوں پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی۔

تعجب ہے نام تو ہم اسلام کا لیتے ہیں لیکن عملاً یہ حالت ہے کہ اس کے سایہ سے بھی دور بھاگتے ہیں، قول وعمل کے اس تضاد میں کون ہماری سنے گا۔ یہ دور عقل سے عاری اور فہم وبصیرت سے بے گانہ لوگوں کا نہیں ہے، اس میں جو چیز بھی زبان سے نکلتی ہے اس کا عمل کے ساتھ پوری طرح موازنہ کیا جاتا ہے اور پھر اس وقت اس کو اہمیت دی جاتی ہے جب کہ قول اور عمل کی میزان کے دونوں پلڑے برابر ہو جائیں۔

ہم اپنے احباب اختیار سے عرض کریں گے کہ وہ لوگوں کی نفسیات کو پہچاننے کی سعی فرمائیں، اور ہر معاملہ میں (قولاً وعملاً) اسلام ہی کو اپنا رہنما ٹھہرائیں۔

اسلامی مشاورتی کونسل نے قمار بازی کی تمام اقسام کو ختم کرنے کی حکومت سے جو سفارش کی ہے، ہم امید رکھتے ہیں صوبائی اسمبلی کی حکومتی پارٹی اس کو قانونی قالب میں ڈھالنے سے پس وپیش نہیں کرے گی، اور ملک سے اس لعنت کو ختم کرنے میں کوئی رکاوٹ اس کی راہ میں حائل نہیں ہوگی۔

ہم مشاورتی کونسل کے معزز ارکان کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ ملک میں پھیلی ہوئی دوسری قباحتوں پر بھی نظر دوڑائیں، بعض برائیوں کی جڑیں نہایت گہری ہیں، ان کو ختم کرنے کے اقدامات کرنا بھی ان کے فرائض میں داخل ہے، اب وقت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ حکومت غالباً اب اس قسم کی سفارشات کو ماننے کے ''موڈ'' میں ہوگی، بڑے لوگوں کا ''موڈ چینج'' ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ ہوسکتا ہے، کچھ عرصہ بعد...... ملکی سیاسیات نیا رخ اختیار کر لیں اور حالات کی رفتار بدل جائے، اگر ایسا ہوگیا تو خطرہ ہے کہ اس قسم کے مسائل تعویق وتاخیر کی نذر ہو جائیں گے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اب لوہا گرم ہے، اس کو سیدھا کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ جہاں تک ہمارے ناقص علم ومطالعہ کا تعلق ہے، مشاورتی کونسل کے معزز ارکان دور اندیش ہیں، انھیں اپنی دور اندیشی سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور ملک سے برائیوں کے سیلاب کو ختم کرنے کے لیے کمربستہ ہو جانا چاہیے، یہ ملک وملت کی بہت بڑی خدمت ہوگی، وہ عوام کو اس باب میں اپنا ہم نوا پائیں گے۔

مرزائی اور ''المنبر'':

اسلامی معاشرہ میں مرزائیت کا جو زہر سرایت کر چکا ہے، لائل پور کا معاصر عزیز ''المنبر'' اس کے خلاف کامیاب جہاد میں مصروف ہے، وہ مرزائیت کا ہر پہلو سے مقابلہ کر رہا ہے اور اس کے بعض حملے بڑے شدید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہایت مناسب ہوتے ہیں۔ اس جہاد کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام مرزائی اخبارات ورسائل اس پر ٹوٹ پڑے ہیں اور تنگ آکر حکومت سے شکایت کناں ہوئے ہیں کہ یہ اخبار فرقہ پرستی پھیلا رہا ہے، اسے بند کر دیا جائے۔

مرزائیوں کا یہ پرانا حربہ ہے، یہ چیز ان کے مسلک اور عقائد میں داخل ہے کہ حکومت وقت کے آگے فریادرس ہوا جائے اور نہایت ذلت اور لجاجت سے اس کے حضور گھٹنے ٹیکے جائیں، اس کو یہ نیکی اور عین ثواب قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے انگریز کے زمانہ میں جنم لیا اور اسی دور میں ابھرے اور اس کی تائید وحمایت کو اپنے لیے باعث فخر قرار دیے رکھا۔

اب اگر یہ ''المنبر'' کے خلاف آہ وفغاں کرتے اور حکومت سے اس کی بندش کے لیے ملتجی ہوئے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں، یہ تو ان کی روایات کے عین مطابق ہے۔

دیانت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ دلائل سے بات کی جائے، دلائل کو چھوڑ کر حکومت کے دروازے پر دستک دینا اصول صحافت اور انسانیت کے منافی حرکت ہے۔

''المنبر'' کو مرزائیوں کے اس شور وہنگامہ سے گھبرانا نہیں چاہیے، کامیابی حق کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔

''اقدام'' کی بندش:

یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ لاہور کا مشہور ہفت روزہ ''اقدام'' بند کر دیا گیا ہے۔ اقدام بڑا جاندار اور معلوماتی وادبی اخبار تھا، اس کے مالک ومدیر میاں محمد شفیع صاحب کا صحافتی تجربہ بڑا ہی وسیع ہے۔ ''اقدام'' میں ان کی ''لاہور کی ڈائری'' بڑی وزنی اور پر از معلومات ہوتی تھی، افسوس ہے ہم اس بہترین ہفت روزہ کے مطالعہ سے محروم ہو گئے ہیں۔

کاغذ کی گرانی نے جو زور باندھا ہے، اخبارات کے گلے پر اس کی حیثیت ایک تیز چھرے کی ہے، حکومت کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے ورنہ اندیشہ ہے کہ کمزور اخبارات چند روز میں دم توڑ دیں گے۔

ظاہر ہے جب ''اقدام'' جیسا اخبار جس کے مدیر شہیر بھی وسیع صحافتی تجربہ رکھتے ہیں اور مالی ذرائع بھی بہت زیادہ سمٹے ہوئے نہیں ہیں۔ حالات کی رفتار اور کاغذ کی گرانی کی تاب نہیں لا سکا تو اور کون مشکلات کے سامنے قدم جما سکتا ہے۔

(۳۰؍ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی جمہوریتوں کا نظام

بنیادی جمہوریتوں کا نظام نہایت ہی عجیب وغریب ہے، اس میں جہاں یہ اچھا پہلو پایا جاتا ہے کہ ہر امیدوار ووٹروں کے اپنے ہی محلے اور گاؤں سے تعلق رکھتا ہے، اس کے عمل وفعل کے تمام گوشے رائے دہندہ کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں، کوئی اس کی برائی یا اچھائی کے بارہ میں دھوکا میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔ وہاں اس میں یہ غیر مفید پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے انتخابی حلقے بنا دیئے گئے ہیں جن میں ہر شخص اپنی جگہ ایک ''چودھری'' کی حیثیت رکھتا ہے اور میدان انتخاب میں اتر آتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ محلّہ یا گاؤں کا چودھری تو میں ہوں، دوسرا کون ہوتا ہے جو میرے مقابلہ میں آئے۔ جب دو یا تین امیدوار اسی جذبہ وخیال سے انتخاب کے معرکے میں قدم زن ہوتے ہیں تو ان کے معاون اور حواری بھی ساتھ ہوتے ہیں، بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے اور معاملہ خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔

ان انتخابات میں بھی یہی معاملہ ہوا۔ ووٹروں کے چھوٹے چھوٹے حلقوں میں بٹ جانے کی وجہ سے لوگوں میں مستقل دشمنیاں پیدا ہو گئی ہیں، بے شمار روپے خرچ ہو گئے ہیں، اشتہاروں اور بورڈوں پر لاکھوں روپے کا کاغذ اور کپڑا صرف ہو گیا ہے اور ووٹروں کو ادھر سے ادھر لانے والے لوگ پورے دس روز ریلوں اور بسوں میں گھومتے رہے ہیں، جن کا کرایہ معلوم نہیں کہاں تک پہنچا ہوگا۔ پھر انسانی جانوں کا جو اتلاف ہوا ہے اور جتنے لوگ موت کے گھاٹ اترے اور زخمی ہوئے ہیں وہ اس سے الگ ہیں۔ انسان کے خون کی قیمت بہت ہی زیادہ ہے اور یہ بڑی مقدس شے ہے، لیکن ان دس دنوں میں ان کی تقدیس کو جس بے رحمی سے مٹی میں ملایا گیا اور اس کے احترام کو جس طرح پامال کیا گیا، اس کی داستان انتہائی تکلیف دہ ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ سوال ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ یہ نظام دیرپا بھی ہو سکتا ہے؟ اور اس میں کوئی مفید پہلو بھی پایا جاتا ہے؟

اخلاقی اعتبار سے بھی اس نے بڑے برے اثرات قائم کیے ہیں، اقتصادی اعتبار سے بھی یہ بہت مہنگا سودا ہے، انسانی نقطہ نگاہ سے بھی یہ غیر مفید ہے، جب کہ اس سے بے شمار لوگوں کی جانیں ضائع ہو گئی ہیں، اور ان میں دشمنیوں اور عداوتوں کے بیج بوئے گئے ہیں۔ جتنا روپیہ پہلے ایک بڑے حلقے پر خرچ ہوتا تھا، اتنا ہی چھوٹے حلقے پر خرچ ہو جاتا ہے اور ووٹوں کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے، سیاسی لحاظ سے بھی یہ صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ کیونکہ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان اسمبلیوں کے امیدواروں کے ساتھ معلوم نہیں کیا معاملات طے کریں گے اور کس قیمت پر انھیں ووٹ دیں گے۔

اس نظام کو اگر قائم رکھنا ضروری ہے تو حلقوں کو وسیع کر دینا چاہیے، ہر حلقہ کم سے کم پانچ ہزار ووٹوں پر مشتمل ہو تا کہ ہر شخص انتخاب لڑنے کی جرأت نہ کر سکے، وہی شخص آگے آئے جو اس کی ہمت اور صلاحیت رکھتا ہو۔ اس سے موجودہ قباحتیں ختم ہو جائیں گی اور ہر حلقہ کو ایک مستقل سیاسی یونٹ کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔

اگر حلقہ ہائے انتخابات پانچ پانچ ہزار ووٹوں پر مشتمل ہوں گے تو اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ انتخابات برادریوں کے اثرات سے محفوظ رہیں گے۔ سرکاری رعب و دبدبہ اور خاص قسم کے چودھری بھی ووٹروں کو متاثر نہیں کر پائیں گے، علاوہ ازیں اتنی زیادہ تعداد کے ووٹ خریدے بھی نہیں جا سکیں گے، غنڈہ گردی کے امکانات بھی بہت کم ہو جائیں گے۔

حکومت کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے اور بنیادی جمہوریتوں کے موجودہ نظام میں اصلاح کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔ ان انتخابات نے قوم کے اخلاق پر بہت ہی برے اثرات ڈالے ہیں، حالانکہ یہی شئی انسان کا قیمتی سرمایہ ہے، اس کا تحفظ ہر قیمت پر ضروری ہے۔

بنیادی جمہوریتوں کے ارکان سے!

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات مغربی پاکستان میں ختم اور مشرقی پاکستان میں شروع ہو گئے ہیں، جو لوگ منتخب ہوئے ہیں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان انھیں کے ووٹوں سے منتخب ہوں گے اور صدر مملکت کا انتخاب بھی وہی کریں گے۔

انھیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ عوام نے اپنی ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دی ہیں، ان کا فرض ہے کہ اس موقع پر انتہائی احتیاط اور توازن کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ اگر انھوں نے اپنے فرائض کو نہ پہچانا اور غلط افراد کو ووٹ دیے تو اس کے نتائج ملک وقوم کے لیے بے حد ضرر رساں ہوں گے۔ جمہوری طرز حکومت میں اختیارات کا مرکز عوام ہوتے ہیں اور عوام...... کی وساطت سے اسمبلیوں کے ارکان وسیع اختیارات کے مالک سمجھے جاتے ہیں، اگر یہ اچھے اور با اعتماد لوگ ہوں گے تو ملک کی بہبودی کا باعث بنیں گے اور اگر یہ برائیوں کے پیکر اور بد اخلاقی کے مجسمے ہوئے تو ملک کی رفتار ترقی میں قدم قدم پر روکاٹیں پیدا ہوں گی۔

ہم مسلمان ہیں اور ہماری تمام تر دلچسپیوں کا محور ''اسلام'' ہے، اس لیے ہم معاملہ کے تمام پہلوؤں پر اسی نقطہ نگاہ سے غور کریں گے اور بنیادی جمہوریتوں کے معزز ارکان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ووٹ کا صحیح استعمال کریں۔ عوام نے ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کر دی ہے اور اپنے تمام اختیارات انھیں کو تفویض کر دیے ہیں، ان کا فرض ہے کہ اب عوام کے جذبات کا احترام کریں اور اپنے ووٹوں سے انھیں افراد کو آگے لائیں جو اس ملک میں اسلام کی نشر و اشاعت اور اسی کی حکمرانی کے خواہاں ہوں۔

یہ بڑا ہی نازک موقع اور ان کے امتحان کا وقت ہے، ممکن ہے انھیں مختلف قسم کے لالچ اور دھمکیوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کی جائے اور ہر ممکن حربہ سے ان کی رائے پر اثر انداز ہونے کے اقدامات کیے جائیں، لیکن انھیں گھبرانا اور پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ نہایت دیانت داری سے انھیں لوگوں کی امداد کرنی چاہیے جو یہاں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے متمنی ہوں اور جن کا ماضی اس پر دلالت کناں ہو۔

شاہ سعود کی دست برداری:

اس ہفتہ کی نہایت اہم خبر یہ ہے کہ شاہ سعود تخت سے دست بردار ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ فیصل کو بادشاہ بنا دیا گیا ہے۔

مکہ معظمہ ریڈیو کی اطلاع کے مطابق یہ فیصلہ مجلس وزراء اور مشاورتی اسمبلی نے کیا ہے، مجلس وزراء اور اسمبلی کا اجلاس نائب وزیر اعظم شہزادہ خالد بن عبدالعزیز کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں سعودی عرب کے شاہی خاندان کے ارکان اور علماء کے مراسلہ پر غور کیا گیا جس میں انھوں نے شہزادہ فیصل کو بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ مجلس وزراء اور اسمبلی نے شاہی خاندان کے ارکان اور علماء کی اس درخواست پر بھی غور کیا کہ اس مسئلہ کا مذہبی نقطہ نگاہ سے جائزہ لیا جائے اور اس سلسلہ میں فتویٰ پر بھی غور کیا جائے، جس کی مفتی سعودی عرب نے منظوری دے دی اور فیصلہ کیا کہ شاہ سعود کی جگہ شہزادہ فیصل کو بادشاہ بنایا جائے اور شہزادہ فیصل سے درخواست کی جائے کہ اس فیصلہ کو منظور کر کے اس کا اعلان کریں۔

دعا ہے کہ حالات کی یہ تبدیلی سعودی حکومت کے لیے ہر طرح خیر و برکت کا موجب ہو۔ شہزادہ فیصل کو ان کے والد گرامی ابن سعود رحمہ اللہ کی طرح خدمت اسلام کی توفیق میسر ہو اور سعودی عرب میں اسلام کا پرچم ہمیشہ لہراتا رہے۔

(۱۳/ نومبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب تعلیم کا مسئلہ

نصاب تعلیم کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل اور بدرجہ غایت توجہ کا طالب ہے۔ اس وقت تعلیم کے دو پہلو ہمارے سامنے ہیں، ایک کا تعلق سکولوں اور کالجوں سے ہے، ایک کا عربی اور دینی و مذہبی مدارس سے۔

لیکن تعلیم کے ان دونوں قسم کے مراکز میں جو نصاب تعلیم اور طریق تدریس جاری ہے، وہ حلقہ اہل علم میں عرصہ سے موضوع بحث بنا ہوا ہے، نہ سکولوں اور کالجوں کا نصاب تعلیم سکون و اطمینان کے تمام سامان بہم پہنچاتا ہے اور نہ دینی و مذہبی نصاب ہی بہمہ وجوہ قابل تسلی سمجھا جا رہا ہے۔

تعلیم کا تمام تر دارومدار چونکہ نصاب پر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وہ ہر اعتبار سے لائق اطمینان ہو اور تمام نقائص اور خامیوں سے پاک ہو۔ لیکن افسوس ہے یہ نصاب تعلیم ایسا نہیں ہے، اب محکمہ اوقاف نے ایک نئے نصاب تعلیم کے اجراء ونفاذ کی طرح ڈالی ہے۔ اس میں جدید علوم (انگریزی، ریاضی، جغرافیہ) وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور مذہبی و دینی تعلیم کی تکمیل کو بھی مقصود نظر ٹھہرایا ہے، یعنی محکمہ اوقاف ان دونوں طریقہائے تعلیم کو ایک ہی اسلوب اور ایک ہی نہج کے ساتھ ساتھ چلانا چاہتا ہے اور طلبہ کو دونوں قسم کے انداز تعلیم سے آراستہ کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔

جہاں تک فکر وخیال کا تعلق ہے، یہ بات نہایت ہی لائق تحسین ہے کہ طلبہ کو قدیم وجدید دونوں قسم کی تعلیم سے مزین کیا جائے، تاکہ وہ جہاں قدیم تعلیم کے تمام گوشوں پر عبور رکھتے ہوں، قرآن وحدیث اور فقہ واصول فقہ، اصول حدیث اور دیگر علوم پر ان کی گہری نگاہ ہو، وہاں ان میں یہ خوبی بھی پائی جاتی ہو کہ وہ جدید تعلیم سے بھی کامل واقفیت رکھتے ہوں تاکہ انھیں جدید فتنوں سے آگاہی حاصل ہو اور وہ ہر طبقہ فکر کے لوگوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر انھیں کی بولی اور انھیں کے لب ولہجہ میں گفتگو کرنے کی صلاحیت رکھ سکیں۔

علوم کا دائرہ محدود نہیں ہے، نہ کسی خاص حد تک پہنچ کے اس کی طنابیں ٹوٹ جاتی ہیں اور نہ اس کی سرحدیں سکڑتی ہیں، اس کے حدود غیر محدود اور لامتناہی ہیں۔ انسان ماں کی گود سے لے کر قبر کے دروازے تک طالب علم ہی رہتا ہے، یہ ایسا صحراء ہے کہ اس میں جیسے جیسے آگے بڑھتے جاؤ اس کا سینہ کھلتا جاتا ہے اور یہ مسافر علم کے لیے زیادہ سے زیادہ پھیلتا اور وسیع ہوتا جاتا ہے۔

ہم دنیا کے کسی علم کے مخالف نہیں ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہر علم وفن طالب علم کا ہدف نظر قرار پائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب تعلیم میں اتنی جامعیت، اتنی وسعت اور اتنی معنویت ہونی چاہیے کہ طالب علم اس کے ہر پہلو پر احاطہ کر سکے، نہ وہ علوم قرآن وحدیث میں خام ہو، نہ فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، منطق فلسفہ، ادب، اور صرف ونحو وغیرہ میں ناقص ہو، نہ انگریزی، جغرافیہ، حساب اور جدید علوم سے بے بہرہ ہو۔ وہ ہر علم پر حاوی اور ہر شعبہ فن میں ماہر ہو، کیونکہ ہمارا اصل مقصد تبلیغ دین اور نشر واشاعت اسلام ہے اور اس کے لیے کسی خاص زبان کی قید نہیں ہے۔ ہمیں وقت کی ہر زبان اور ہر نہج سے واقفیت بہم پہنچانا چاہیے، تاکہ ہر قسم کے لوگوں میں اللہ کے دین کی تبلیغ اور اس کے احکام کی ترویج کر سکیں۔ ہمارے طلبہ کا تعلیمی مرتبہ اتنا ہمہ گیر اور اونچا ہو کہ کسی سے بات کرتے وقت وہ کسی نوع کے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، بلکہ ان میں اتنی علمی گہرائی پائی جاتی ہو کہ ہر پڑھے لکھے شخص سے پوری روانی، پورے اعتماد اور پوری تحقیق سے اسی کی بولی میں، اسی کے سطح پر اتر کے اس کا مقابلہ کر سکیں۔ اس میں خود اسلام کا رعب ہے، دین ومذہب کا وقار ہے اور یہ مسلمان کے علو شان کی علامت ہے، اس سے تبلیغ دین کے حدود وسیع تر ہوتے ہیں، اس کی طرف تعلیم یافتہ طبقہ کا رجحان بڑھتا ہے۔

یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے، اس کا تعلق کسی ایک خاص ملک یا قوم یا وقت کے ساتھ نہیں ہے، یہ تو قیامت تک کے لیے صحیح اور سچا مذہب ہے اور اس کی تبلیغ ہر زبان اور ہر انداز سے ضروری ہے۔ اس کی نشر واشاعت کے تقاضے دو ایک زبانیں سیکھ لینے یا دو چار علوم پڑھ لینے سے ہی پورے نہیں ہوتے، بلکہ اس کے لیے تو لازمی ہے کہ ہر زبان اور علوم کے حدود کو وسیع کیا جائے اور اس معاملہ میں انتہائی وسعت نظر سے کام لیا جائے۔

لیکن جہاں تک تجربہ کا تعلق ہے، یہ بنیادی ضرورت اس صورت میں ہرگز پوری نہیں ہو سکتی کہ تفسیر، حدیث، فقہ، انگریزی، جغرافیہ، حساب وغیرہ علوم کی تعلیم ایک ہی وقت میں شروع کر دی جائے، اگر ایسا کیا جائے گا تو کسی علم میں بھی عمق وگہرائی اور پختگی حاصل نہ ہو گی۔ اس سے طالب کے معلومات ہر فن میں ناقص اور ہر علم میں ناقابل اعتماد رہیں گے، نہ وہ دینی علوم میں مہارت تامہ حاصل کر سکے گا اور نہ اسے جدید علوم (انگریزی وغیرہ) میں درک حاصل ہو گا، اور اس مقصد تک رسائی نہ ہو سکے گی جو پیش نگاہ ہے۔

جدید علوم بھی دقت طلب اور محنت کے متقاضی ہیں، اور طالب علم کے کئی سال اس کے حصول پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قدیم علوم بھی گہرا غور وفکر اور وقت اور محنت چاہتے ہیں اور ان کے الگ الگ حصول پر سالہا سال صرف ہو جاتے ہیں، پھر بھی طلبا تحقیق وکاوش کے لحاظ سے ادھورے رہتے ہیں، اگر اس سارے سلسلہ کا بیک وقت آغاز کر دیا جائے تو اندازہ فرمایئے کیا حالت ہو گی۔

ان کے حصول کا سیدھا اور قابل عمل طریقہ یہ ہے کہ پہلے کسی ایک طریقہ تعلیم میں مہارت حاصل کر لی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے، اس کے بعد دوسرے کو ہاتھ ڈالا جائے، تاکہ دونوں میں معلومات کا وسیع ذخیرہ حاصل ہو جائے۔ انگریزی طریقہ تعلیم مکمل کر کے دینی طریقہ تعلیم کی طرف عنان توجہ موڑی جائے، یا دینی طریقہ تعلیم کی تکمیل کے بعد انگریزی نصاب تعلیم کے لیے سرگرم عمل ہوا جائے تو نہایت ہی بہتر رہے گا۔ بیک وقت دونوں کا حصول ناقابل عمل ہے، اس سے گہرائی اور عمق قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا۔

محکمہ اوقاف کے اخلاص میں شبہ نہیں، لیکن ہم اس کے ارباب اختیار کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ صورت حال کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں اور طالب علم کے ذہن وفکر پر قوت برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، کسی ایک طرز تعلیم پر عبور حاصل کر کے دوسرے کی طرف توجہ مبذول کرنا مقصد کے اعتبار سے نہایت ہی مفید رہے گا۔

۷۵ افراد قتل اور پانچ سو زخمی ہوئے:

مغربی پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات ۳۱ راکتوبر کو شروع ہوئے اور ۹ نومبر کو ختم ہو گئے۔ یہ دس روز انتہائی رونق اور گہما گہمی کے تھے۔ پورے صوبہ کے چالیس ہزار انتخابی حلقے تھے جن میں سے ۳۴ ہزار حلقوں کے انتخابات منعقد ہوئے۔ چھ ہزار حلقوں کے امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہو گئے تھے۔ ان انتخابات میں عوام نے بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ دو کروڑ کی تعداد میں عورتوں اور مردوں نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ اس سے پہلے انتخابات میں اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

لیکن ان انتخابات میں قتل و غارت، غنڈہ گردی، فائرنگ اور اسلحہ کا استعمال بھی پوری آزادی سے ہوا۔ اس کی نظیر بھی غالباً اس سے پہلے انتخابات میں پیش نہیں کی جا سکے گی۔ صوبے کے انتخابی جھگڑوں میں ۷۵ افراد ہلاک اور پانچ سو سے زائد زخمی ہوئے۔ صرف ضلع لاہور میں تیرہ اور شہر لاہور میں چھ آدمی موت کا لقمہ بن گئے ...... اور یہ صرف وہ اطلاعات ہیں ...... جو اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ معلوم نہیں اس قسم کی کتنی خوف ناک اطلاعات اخباروں تک پہنچ ہی نہ سکی ہوں گی۔ علاوہ ازیں اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے انتخابات میں سرکاری مداخلت کے الزامات بھی عائد کیے گئے ہیں۔

یہ خون ریزی انتہائی افسوس ناک اور باعث شرم و ندامت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قوم سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے دیوالیہ ہو گئی ہے، اس پر غنڈہ گردی نے سایہ ڈال لیا ہے۔

ان انتخابات کو ''پرامن انتخابات'' کا نام دینا امن وسلامتی کی توہین کے مترادف ہے۔

اور یہ انداز تنقید؟

صدارت پاکستان کے سرکاری امیدوار صدر محمد ایوب خاں نے گزشتہ دنوں مشرقی پاکستان کا انتخابی دورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، وہ اپنے دورہ کے سلسلہ میں دیناج پور بھی گئے اور وہاں جلسہ عام میں تقریر کی۔ ان کی تقریر کے ایک حصہ کو معاصر ''جنگ'' کراچی نے ۵ نومبر کی اشاعت میں صفحہ اول کے پہلے کالم پر چوکھٹا بنا کر شائع کیا ہے، اس چوکھٹا کو مع عنوان کے ذرا آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

''ایک مولانا بھی داڑھی میں تیل لگا رہے ہیں۔ (سید پور۔۳ نومبر، نمائندہ جنگ)

صدر ایوب نے کہا ہے کہ ایک مولانا بھی اپنی داڑھی میں تیل ڈال کر صدارتی انتخاب کی جنگ میں کودنا چاہتے ہیں۔ صدر ایوب آج شام دیناج پور میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ صدارتی انتخاب میں ان کے اور مس جناح کے درمیان مقابلہ ہے اور اب ایک مولانا بھی اپنی داڑھی میں تیل لگا رہے ہیں۔ صدر کا مطلب یہ تھا کہ ایک مولانا بھی صدارتی انتخاب لڑنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔''

پاکستان جمہوری ملک ہے، یہ کسی کی میراث نہیں، ہر شخص جو نا اہل نہ قرار دے دیا گیا ہو ہر انتخاب میں حصہ لے سکتا ہے اور اس پر تنقید بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن تنقید کا یہ انداز جو صدر محترم نے اختیار فرمایا ہے، نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔ اس سے توہین سنت اور حکم رسول ﷺ کی صراحتاً اہانت پائی جاتی ہے، اس قسم کا انداز کسی کے لیے بھی قابل ستائش نہیں، چہ جائیکہ ایک اسلامی مملکت کا سربراہ اس کو روا رکھے۔ اس سے قبل کراچی میں تقریر کرتے ہوئے مولانا مودودی کے بارے میں بھی انھوں نے یہی اسلوب اختیار فرمایا تھا اور ان کی تقریر کا وہ حصہ بھی ''جنگ'' ہی میں شائع ہوا تھا، اس میں انھوں نے کہا تھا کہ اگر مولانا مودودی میدان سیاست میں کودنا چاہتے ہیں تو داڑھی منڈوا کر آئیں۔

ہدف تنقید کسی کے فکر و نظر اور خیال و رائے کو بنانا چاہیے، نہ کہ شرعی قدروں اور اسلامی احکام کی توہین کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ اس قسم کے انداز کو اپنانے سے صدر کی عزت میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ لوگوں پر اس کے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر صدر کے مشیروں میں سے کوئی ایسا شخص ہو جس کے ذہن میں امور شرعیہ کی توہین کا جذبہ راسخ نہ ہو گیا ہو تو اسے صدر کی خدمت اقدس میں بصد ادب عرض کرنا چاہیے کہ پاکستان کے عوام کے جذبات و عواطف خالص دینی اور مذہبی بنیادوں پر استوار ہوئے ہیں، وہ اس نوع کی خلاف شرع باتوں سے انتہائی کبیدگی محسوس کرتے ہیں۔

(۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدارتی انتخاب میں جمعیۃ اہل حدیث کی پالیسی

صدارتی انتخاب کی تاریخ ۲ جنوری ۱۹۶۵ء مقرر ہوئی ہے، یہ تاریخ تیز رفتاری سے آرہی ہے۔
یہ دور ملک وقوم کے لیے انتہائی اہم ہے، اس میں دونوں دھڑے مضبوطی اور جرأت سے سرگرم عمل ہیں۔ محترمہ فاطمہ جناح اوران کے حامی پوری طاقت سے میدان میں اتر آئے ہیں اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں اوران کے معاون بھی وسیع پیمانے پر ملک کے طول وعرض کا دورہ کر رہے ہیں اور فضاء کو اپنے حق میں سازگار کرنے کے لیے مصروف عمل وحرکت ہیں۔

اس وقت کامیابی کی کنجی ملک کے اسی ہزار بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کے ہاتھ میں ہے، ان کی اکثریت نے جس کے حق میں فیصلہ دے دیا وہ کامیابی سے ہم کنار اور ملک کی مسند صدارت پر فائز ہو جائے گا۔
بنیادی جمہوریتوں میں اہل حدیث حضرات بھی بہت بڑی تعداد میں کامیاب ہوئے ہیں، ان کو بھی بحیثیت رکن بہرحال کسی ایک امیدوار صدارت کو ووٹ دینا ہے۔ اس ضمن میں مولانا محمد اسماعیل صاحب امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کا وضاحتی اعلان ''الاعتصام'' کی اسی اشاعت کے صفحہ اول پر درج کیا جا رہا ہے۔
موجودہ حالات میں یہ بیان نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے، اس میں ارکان کی پوری طرح رہنمائی کی گئی ہے۔
بات اصل میں یہ ہے (جیسا کہ امیر جماعت کے اعلان سے واضح ہے) جمعیۃ اہل حدیث کا اصل مطمح نظر دین کی تبلیغ، کتاب وسنت کی نشرواشاعت اور ملک میں کامل جمہوریت کا نشوو ارتقاء ہے، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کون امیدوار اور جماعتیں اس معیار پر پوری اترتی ہیں اور کن سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ان بنیادی امور کا خیال رکھیں گے۔

ہم مسلمان ہیں، ہمارا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہے، ہم اسلام ہی کے حدود میں مقید رہنا چاہتے ہیں، ہمیشہ ہماری یہی خواہش رہی ہے اور رہے گی، ان شاء اللہ۔
ہم عائلی قوانین کے بعض گوشوں کے (جو موجودہ حکومت نے نافذ کیے ہیں) شدید مخالف ہیں اور انھیں کتاب وسنت کے منافی قرار دیتے ہیں، کیونکہ ان میں قرآن وحدیث کے صریح نصوص کی مخالفت کی گئی ہے اور دین میں تحریف کے دروازے کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔
اسی طرح ملک کے آئین کی بعض شقیں بھی اس جمہوری روح کے خلاف ہیں جو اسلام پیش کرتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرڈی ننسوں کے ذریعے حکومت کے کاروبار کو چلانا اور لوگوں کی آواز کو بند کر دینے کی سعی کرنا فطرت انسانی، اصول جمہوریت اور اس حریت و آزادی سے متصادم ہے جو اسلام انسان کو عطا کرتا ہے۔

امیر جمعیۃ کے بیان میں اختصار کے ساتھ یہی چیزیں پیش کی گئی ہیں اور بنیادی جمہوریتوں کے ارکان سے اپیل کی گئی ہے کہ...... وہ اس امیدوار صدارت کو ووٹ دیں جو ان امور کو پیش نگاہ رکھے...... مولانا کے یہ الفاظ بیان کی اصل روح ہیں:

''ان حالات میں انتخابی ادارہ کے اہل حدیث ارکان کا فرض یہی ہے کہ وہ کسی ترغیب وتحریص میں نہ آئیں، نہ خوف وہراس کا شکار ہوں، نہ ذات برادری کا مفاد سامنے رکھیں اور نہ جذبات اور سطحیت کا مظاہرہ کریں، بلکہ دینی تقاضوں، ملکی مفاد اور جمہوریت کی نشو ونما کو سامنے رکھیں۔''

جمعیۃ اہل حدیث کسی خاص امیدوار کی حامی یا مخالف نہیں ہے، وہ چند اصولوں اور معیاروں کو سامنے رکھتی ہے، بنیادی جمہوریتوں کے اہل حدیث ارکان کو کسی کی حمایت ومخالفت پر آمادہ نہیں کرتی، بلکہ سارے معاملہ کو ان کی صواب دید پر چھوڑتی ہے۔ جمعیۃ ان سے صرف یہ چاہتی ہے کہ وہ اس امیدوار صدارت کو ووٹ دیں جس سے یہ امید ہو کہ وہ

☆ اس ملک میں اسلامی آئین نافذ کرے گا۔ ☆ دینی تقاضوں کو ہر آن پیش نظر رکھے گا۔

☆ پاکستان میں خوف وہراس اور وحشت نہیں پھیلائے گا۔

☆ بنیادی جمہوریتوں کے ضمیروں کو نہیں خریدے گا، ان کے راستہ میں روپے پیسے کی ترغیب وتحریص کے جال نہیں بچھائے گا۔

☆ ذات برادری کے مفاد کو ترجیح نہیں دے گا۔

☆ کنبہ پروری نہیں کرے گا اور ملک کی ساری دولت کو خود ہی سمیٹنے کے لیے ساعی نہیں ہوگا۔

جو گروہ اسلام میں تحریف کے دروازے کھولنے کے لیے بے تاب، جمہوریت کے قدموں میں زنجیریں ڈالنے کے لیے مضطرب، دینی تقاضوں کو نظر انداز کر کے خود ہی سب کچھ بننے کے لیے بے قرار اور عوام کی آواز کو دبا کر ملک پر مسلط رہنے کے لیے کوشاں ہو...... جمعیۃ اہل حدیث ہرگز اس کی حمایت نہیں کر سکتی۔

اسلامی جمہوریت کے نقطہ نظر سے سیاسی معاملات میں اختلاف رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور خلافت راشدہ سے لے کر ہر دور میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں...... جو گروہ اس کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو، بنیادی جمہوریتوں کے اہل حدیث ارکان کو اس کی حمایت نہیں کرنی چاہیے۔

(۱۱ دسمبر ۱۹۶۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس!

''خود کوزہ، خود کوزہ گر و خود گل کوزہ''

جناب صدر بالقابہ کی مراد برآئی اور ان کے حسب منشا اسمبلیاں معرض وجود میں آگئیں! جناب صدر اور ان کے گورنر صاحبان آرڈی ننس نافذ فرمائیں، پھر اپنی ہی قائم کردہ اسمبلیوں سے ان کی تصدیق کرائیں اور حکومت کا کام اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔!

ایسے تو نو آزاد ملکوں کی ''خام جمہوریت'' درحقیقت بدنام ملوکیت ہی کی دوسری شکل ہے، لیکن ہمارے ہاں کی ''بنیادی جمہوریت'' کو اگر گزشتہ چند ماہ کے واقعات و تجربات کی روشنی میں دیکھا جائے تو گستاخی معاف، ہم جیسے کم فہموں کو تو یہ ڈراما محض تکلف نظر آتا ہے اتنے طویل چکر کاٹنے کی کیا ضرورت تھی؟ جہاں تک عوام کی زندگی کا تعلق ہے۔ ان کے ذہنی گھٹن اور معاشی مصائب کے کوائف اس دور سے کیا بہتر ہیں؟ جس کو ''بدنام سیاست دانوں کا دور'' کہا جاتا ہے۔

دونوں اسمبلیوں میں توثیق ہونے والے آرڈی نینس اور ان میں پیش ہونے والے میزانیئے عوام کے نقطۂ نظر سے نتیجتاً اس دور سے مختلف نہیں دکھائی دیتے جن سے گلوخلاصی کرانے کے لیے فوجی انقلاب کے لمبے چوڑے دعاوی کئے گئے تھے۔

علاوہ ازیں جو میزانیئے اب کی مرتبہ یا ہمیشہ پیش کیے جاتے ہیں، یہ ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے باقی غیر خدا یا غیر اسلامی حکومتوں کے ہو سکتے اور ہوتے ہیں، اس میں اسلامی حکومت کی خصوصیت تو شاید ایک بھی نہیں ہوتی۔ حالانکہ عنوان تو ہماری حکومت کا ہے: ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' لیکن وہی شرکیات کا چلن، وہی سودی لین دین، قمار و جوئے کی حوصلہ افزائی، وہی ''مغربی ثقافت'' سے لطف اندوز ہونے کے لیے آسانیاں پیدا کرنے پر اسراف، عقائد اسلامی اور معاشرت شرعیہ کو خراب کرنے والے اداروں کی عوام کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے سرپرستی وغیرہ۔

افسوس! ''مادی قومیت'' کا ذہنوں پر استیلاء و غلبہ اس قدر ہے کہ عموماً ہماری صحافت کی بھی اس طرف توجہ نہیں اور نہ ہی اپوزیشن کے محترم و مخلص ارکان صرف اسلام اور اس کے خصوصی مسائل کو اپنا ہدف بناتے ہیں، بلکہ اسلام غریب کو نمبر دیتے ہیں تو دوسرا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاؤڈ سپیکر پر پھر پابندی:

مغربی پاکستان اسمبلی نے لاؤڈ سپیکر پر دوبارہ پابندی عائد کرنے والے آرڈی ننس کی تصدیق کر دی ہے۔ اس آرڈی ننس کی رو سے کوئی شخص کسی ایسے مقام پر لاؤڈ سپیکر یا ساؤنڈ ایمپلیفائر نہیں چلائے گا جہاں کے باشندوں کو تکلیف پہنچنے کا احتمال ہو، یا وہاں عبادت میں یا ہسپتال میں داخل مریضوں کے آرام میں خلل پڑنے کا امکان ہو۔ نیز لاؤڈ سپیکر یا ساؤنڈ ایمپلیفائر کسی عام یا نجی جگہ پر فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے یا ایسے بیانات دینے کے لیے استعمال نہیں ہوگا جس سے امن عامہ میں خلل پڑے۔

یہ وہی آرڈی ننس ہے جو کسی قدر تبدیلی الفاظ کے ساتھ پہلے بھی شائع ہو کر خواجہ محمد صفدر کی درخواست پر ہائی کورٹ سے منسوخ ہو گیا تھا، اب الفاظ کی تبدیلی سے پھر جاری کر دیا گیا ہے۔

ہم نہیں سمجھ سکے کہ اس کی کیا ضرورت پیش آئی اور اس کے نفاذ کے زمانے میں اس سے ملک وملت کو کیا نقصان پہنچا؟ ہم اس آرڈی ننس کو مذہبی آزادی کے منافی سمجھتے ہیں۔ جس سے مذہبی معاملات میں مداخلت کے مواقع مہیا ہوں گے، جس سے مقامی افسران اپنے ہم خیال لوگوں کو فائدہ اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مثلاً: اب اگر کوئی خطیب لاؤڈ سپیکر پر ختم نبوت کی تردید یا تائید میں کوئی خطبہ دے گا یا تقریر کرے گا تو مقامی افسران کو اختیار ہوگا کہ وہ اس مسئلہ یا اس قسم کے مسائل پر اپنے ہم خیال لوگوں کی تائید یا تردید میں اجازت دے یا نہ دے۔

گویا کہ ''فسادات'' کو روکنے کے بہانے اس تبلیغی ذریعہ کو مساجد اور مجالس میں سب کچھ بند کرنے کی بالارادہ یا بلا ارادہ کوشش کی گئی ہے، اکثریت کے بل بوتے پر تو من مانی کارروائی کی جا سکتی ہے، لیکن وزیر قانون اپوزیشن کی مدلل تنقید کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے۔

ٹیکسوں کے اضافے:

صوبائی اسمبلی کے میزانیہ میں جو بعض ٹیکسوں میں مزید اضافہ کا عوام کو ''تحفہ'' دیا گیا ہے...... سگریٹ، سینماؤں وغیرہ پر ٹیکس...... اضافہ تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ امراء کے چونچلے ہیں اور امراء کے لیے ہزار یا پانچ صد روپیہ سالانہ اخراجات کا اضافہ ہو جانا باعث فخر ہوتا ہے نہ کہ قابل افسوس۔ مگر یہ جو سوت اور سوتی پارچہ جات پر ٹیکس بڑھایا گیا ہے، یہ تو تن ڈھانپنے کے لیے غربا کا اور بھی بھرتا کر دے گا، جب کہ اناج اور دیگر اشیاء کی گرانی سے غربا بے چارے پہلے ہی پسے جا رہے ہیں۔ اس تو یہی بہتر تھا کہ حکومت اشیاء تعیش پر مزید ٹیکس لگا دیتی غریب تو اس مصیبت سے بچ جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خاندانی منصوبہ بندی'':

یہ خطرہ پاکستان کے سر پر ہر وقت منڈلا رہا ہے کہ ہندوستان کے تیس کروڑ ہندو کسی وقت بھی پانچ چھ کروڑ پاکستانی مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے، اس لحاظ سے پاکستان کی آبادی بڑھانے کی فکر ہونی چاہیے تھی۔ مگر ہماری حکومت آبادی کم کرنے کی فکر میں گھلی جاتی ہے، حد یہ ہے کہ جنگ کے موجودہ خطرہ کے زمانہ میں جب کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ افراد اور زیادہ سے زیادہ.......... روپیہ کی ضرورت ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان تیس (۳۰) کروڑ روپے کی ایک اسکیم شروع کر رہی ہے۔ جس کے تحت ساٹھ ہزار تربیت یافتہ کارکنوں کو پاکستان کے گھر گھر میں پہنچایا جائے گا کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کریں۔ جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو منع حمل کے طریقے اپنانے کا خوگر بنائیں اور حمل روکنے کے آلات اور دوائیں لوگوں میں تقسیم کریں......!

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کی اس پاک اور اسلامی مملکت میں فحش لٹریچر، عریاں تصاویر سینما، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ نشر و اشاعت اور پروپیگنڈے کے بیشتر ذرائع رات دن ذہنی آوارگی اور شہوانی خیالات وجذبات کو ہوا دے رہے ہیں۔ دفاتر، تعلیم گاہیں اور دوسرے بے شمار ادارے اور تقاریب عورتوں اور مردوں کو آزادانہ اختلاط کے وسیع مواقع بہم پہنچا رہے ہیں، اندریں حالات یہ نوجوان اگر منصوبہ بندی کے آلات اور ذرائع سے فائدہ اٹھا کر آوارگی میں اور بھی زیادہ مشغول ہو جائیں تو یہ امر نہ صرف ہمارے نام نہاد اسلام کے لیے بھی بلکہ خود مملکت کی تباہی کا باعث ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام جس طرح مشرقی پاکستان میں ہاتھ بڑھا کر آبادی کو کم کر رہا ہے اگر مسلمانوں کے یہی لچھن رہے تو کیا پتہ ہے یہی ہاتھ کسی دوسری صورت میں خدانخواستہ مغربی پاکستان کو بھی دبوچ کر یہاں کی آبادی بھی کم کر دے تو منصوبہ بندی اور یہ دونوں صورتیں مل کر آبادی پر خطرناک اثر ڈالیں گی اور ہندوستان کو حملہ کرنے کی جرأت ہو جائے گی۔

پاک سرزمین ابھی کروڑوں کی آبادی کے لیے کافی ہے اور اگر نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی دنیا بڑی وسیع ہے، تاریخ شاہد ہے کہ کسی ملک کی روز افزوں بڑھنے والی آبادی اپنا راستہ خود تلاش کر لیتی ہے۔ پاکستان کی حکومت کو ایسی گھناؤنی اور خلاف شریعت صورت اختیار نہیں کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، کہ:

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی

جمعہ کے دن دفتری اوقات میں فوری ترمیم کی ضرورت:

ہمارے گورنروں کی حالیہ کانفرنس میں ملازمین کے لیے جو نئے اوقات کار مقرر کیے گئے ہیں ان کی رو سے اب جمعہ کے دن ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک ملازمین کو کام کرنا ہوگا۔ جب کہ قبل ازیں ۱۲ بجے چھٹی ہو جایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تھی۔ ہماری حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان میں صدہا مساجد ایسی بھی ہیں جن میں ساڑھے بارہ بجے خطبہ شروع ہو کر سوا یا ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کی جماعت شروع ہو جاتی ہے، اندریں حالات تو بہت سے اصحاب نہ صرف خطبہ بلکہ نماز جمعہ ہی سے محروم ہو جایا کریں گے۔ بنا بریں ہمارے نزدیک یہ ضروری ہے کہ حکومت سے براہ کرم جمعہ کے دن کے لیے سابقہ وقت ہی کو قائم رکھے، یا پھر رخصت عام ہی اتوار کی بجائے جمعہ کو مقرر کر دی جائے۔

ترکی اور قبرص:

قبرص کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ترکی اور یونان کی حکومتوں میں جو گفتگو ہو رہی تھی یونانی حکومت کی ہٹ دھرمی کے سبب اس کی کامیابی کے امکانات ختم ہو گئے ہیں۔

قبرص میں ترکوں کی آبادی کا تناسب ۱۸ فی صد ہے، حکومت ترکی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جزیرہ کے ۱۸ فی صد رقبہ کے مساوی زمین ترکوں کو دے دی جائے، اتنا رقبہ قبرص یا پھر بطور معارضہ مشرقی یونان میں دیا جا سکتا ہے۔ اگر قبرص کے مسئلہ کو منصفانہ طور پر حل ہونا ہے تو تقسیم یا معاوضہ کا طریقہ ہی اختیار کرنا پڑے گا، لیکن یونانی اور قبرصی یونانیوں کی نیت بخیر نہیں ہے، وہ پورے جزیرے کو صرف یونان کا حصہ اور ترکوں سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں، یونانیوں کی ہٹ دھرمی کا علاج بجز اس کے کچھ اور نہیں ہے کہ انقرہ کی حکومت سخت رویہ اختیار کرے اور یونان و مغربی ممالک پر یہ ثابت کر دے کہ یونان سے دوستی اور ناٹو کے مفاد پر قبرص کے سوا لاکھ ترکوں کو قربان نہیں کیا جا سکتا......!

اسرائیل اور عرب ممالک:

معلوم ہوتا ہے کہ قاہرہ کی فلسطین کانفرنس سے اسرائیل کے خلاف کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور صدر ناصر نے کھل کر اعتراف کر لیا ہے، چونکہ عرب ممالک میں اختلافات ہیں اس لیے وہ فی الحال اسرائیل کے خلاف جنگ کا اعلان ملتوی کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صدر ناصر اتحاد عرب کے بغیر اسرائیل کے مقابلہ کو سود مند نہیں سمجھتے، انھوں نے کہا کہ عرب مشترکہ افواج پر متفق نہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ کوئی دوسری عرب ریاست کی فوج ان کے علاقہ سے گزرے۔

قاہرہ کی یہ فلسطین کانفرنس بڑی امیدوں کے ساتھ بلائی گئی تھی، لیکن صدر ناصر کی تقریر نہایت مایوس کن ہے اور یہ مایوسی بظاہر اسرائیل کی فتح ہے۔ اس سے تو یہ بہتر تھا کہ یہ کانفرنس نہ بلائی جاتی اور یوں اپنے پول کو نہ کھولا جاتا، دراصل تیونس کی مخالفت کے جوش میں صدر ناصر نے کانفرنس تو بلالی مگر اس کو عرب ممالک سے الگ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ حالانکہ پہلے بڑے ہوش میں تھے کہ تیونس نے اسرائیل کے ساتھ صلح کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجویز کیوں پیش کی ہے، اب یہ پول کھل جانے پر اسرائیل کو مزید شیخیاں بگھارنے کی جرأت ہو جائے گی اور عرب جب اس کانفرنس میں اس کے خلاف کوئی تجویز پاس نہ کر سکے، تو آئندہ کب ان میں اتفاق ہوگا؟ اس کانفرنس سے خود ناصر کے وقار کو ایسا دھچکا لگا ہے کہ شاید ہی ازالہ ہو سکے۔

امریکہ اور برطانیہ کی خطرناک سازش:

قاہرہ کے ممتاز اخبار ''الاہرام'' نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے لبنان میں فوجی مداخلت کرنے کے لیے ایک نہایت ہی خطرناک سازش کی تھی کہ مذہبی اختلافات کو ہوا دے کر ملک میں داخلی انتشار پیدا کر کے پبلک کو آپس میں لڑایا جائے اور پھر امن قائم کرنے کی آڑ میں ملک پر قبضہ کر لیا جائے۔ چار سو برطانوی طیارے امریکہ کی بحری اور ہوائی فوج اور سولہ تباہ کن جہاز امن قائم کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے، لیکن بروقت علم ہو جانے سے سازش ناکام ہوگئی۔

(۲۵ جون ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیع الاول اور اس کی روز افزوں بدعات

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾

(الحجرات: ۱)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھو، اور اللہ سے ڈرو۔''

یہ درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی، کس تاریخ کو ہوئی؟ نو یا بارہ یا کوئی اور تاریخ یہ پھر اختلافی چیز ہے۔ لیکن خود رسول اللہ ﷺ نے نہ اس مہینے کو کوئی اہمیت دی نہ اپنے یوم ولادت کی کوئی فضیلت بیان فرمائی، حالانکہ بعض دوسرے مہینوں مثلاً رمضان المبارک کے فضائل حدیث شریف بلکہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے وقت نزول کا خاص ذکر فرمایا، آنحضرت ﷺ کی بعثت مبارکہ کو اپنی منت عظمیٰ گردانا ہے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (آل عمران: ۱٦٤)

مگر ولادت باسعادت کا قرآن میں اشارہ بھی نہیں کیا اور نہ صرف عہد نبوی ﷺ بلکہ کئی صدیاں بعد تک یوم ولادت کی شان اور ربیع الاول کی منقبت سے تاریخ یک سر خاموش ہے۔ حقیقت یہ ہے ربیع الاول کی تقدیس اور ''عید میلاد النبی ﷺ'' اسلام اور مسلمانوں کے دور انحطاط و تنزل کی پیداوار ہے، جسے جہالت اور ناواقفی کے باعث اب قومی بلکہ مذہبی تہوار قرار دے لیا گیا ہے اور اس غلط بنیاد پر بدعات کی تہیں جمتی گئیں۔

- ☆ اس مہینہ کو ''تذکار ظہور قدسی'' کا مہینہ سمجھ لیا گیا، جب کہ اس کی کوئی اصل شریعت میں موجود نہیں۔
- ☆ میلاد کی محفل اور وعظ کی مجالس میں زیادہ تر بے سروپا روایتیں بیان کی جاتی ہیں، جن سے عوام میں غلط عقیدے رواج پاتے ہیں، جس طرح محرم کو کربلائی افسانوں سے صحابہ کی شان میں گستاخی کی فضا پیدا کی جاتی ہے۔
- ☆ آنحضرت ﷺ کی روح پاک کی آمد کا عقیدہ رکھ کر قیام تعظیمی کیا جاتا ہے، حالانکہ حسب تصریح حنفیہ کرام رحمہم اللہ یہ ناجائز بلکہ شرک ہے۔[1]

---

[1] فتاویٰ مولانا محمد عبدالحی ج ۲ ص ۳۲۹ و فتاویٰ رشیدیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ بڑے بڑے طول طویل اور رنگا رنگ کے جلوس اور ان جلوسوں میں بیہودہ کردار کے مظاہرے۔

☆ رات کو چراغاں کرنا جو بالکل ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے: "اتخاذاً من رسوم الهند في ايقاد السرج للديوالي ." [1]

☆ آنحضرت ﷺ کے "روضہ" کی شبیہ کی نمائش۔

غرض اس قسم کی بے شمار بدعات ہیں جنھوں نے پچھلے چند سالوں میں جنم لیا ہے، پھر اکثر اوقات ان جلوسوں کی بدولت ایسے واقعات ظہور میں آتے ہیں جن پر شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ سوال یہ ہے:

کب تک یہ مذاق اسلام سے ہوتا رہے گا؟ مسلمانوں کے سب طبقوں میں سوچنے سمجھنے کی اہلیت کو کیا ہو گیا ہے، ان امور کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

سوچیے! مسلمانوں کے عہد زریں، سلف امت کے بہترین دور، فقہ اسلامی کے قدیم ذخیرے میں "عید میلاد النبی ﷺ" نام کی کوئی چیز موجود تھی؟ ربیع الاول کا کوئی اہتمام ہوتا تھا؟ ذکر ولادت کے لیے کوئی وقت مخصوص تھا؟

سنیے! علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ نفی میں ہے:

((ان عمل المولد لم ينقل عن السلف و لا خير فيما لم يعمل السلف...... ولن يصلح اٰخر هٰذه الامة الا ما يصلح اولها . قاله ابن نقطة .))

یہ قول اور اس قسم کے بہت سے علمائے کرام کے اقوال موجود ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (غاية الكلام۔ ۲۶۔ ۲۹) ہمارے دیار کے اہل حق علماء نے ہمیشہ اس پر شدید انکار کیا ہے، مثلاً: حضرت مجدد سرہندی رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ، مولانا رشید احمد رحمہ اللہ و دیگر جید علمائے اعلام۔

آج کل صحافت کو راہنمائی کا شرف حاصل ہے، اپنے صحافی بھائیوں سے عرض کریں گے کہ وہ خود اس مسئلہ کا تفصیلی علم حاصل کریں اور پھر امت کو تباہ کرنے والی بدعات کے خلاف جہاد کریں کہ اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ دور میں بہترین خدمت ہے۔ ہمارے نزدیک اصل مصیبت دینی علم و تحقیق کی کمی ہے، جو پڑھے لکھے لوگ بھی بدعات کے نقصان کی اہمیت کا احساس نہیں رکھتے، آخر میں ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر اپنی معروضات ختم کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

[1] ماثبت بالسنة ص ۲۲۲ از شاه عبدالحق دهلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رسول کی مخالفت اور سچے مسلمانوں یعنی سلف امت کے طریقے کے خلاف چلنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب کیے جائیں گے۔

پاکستان میں عیسائیت کا فروغ:

قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتائے گئے اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ پانچ سال میں مشرقی پاکستان میں اڑھائی ہزار کے لگ بھگ اور مغربی پاکستان کے صرف صوبہ سندھ میں اڑھائی سو سے زائد افراد کو عیسائی بنا لیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائیت کی رفتار ترقی میں قومی وسیاسی نقطۂ نظر سے بھی دور رس نتائج مضمر ہو سکتے ہیں۔

یہ صورت حال انتہائی تشویش ناک ہے، لیکن فی الجملہ یہ انکشاف کوئی نیا نہیں، اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو ان پانچ سالوں سے قبل بھی عیسائیت کا ایسا ہی فروغ اخبارات میں آیا تھا اور یہ موجودہ سیاست کا کمال ہے کہ عوام کو بھلانے کی غرض سے کچھ عرصہ کے بعد ایک سنسنی خیز اطلاع یا رپورٹ کا پروپیگنڈا کر دیا جاتا ہے اور پھر غفلت یا تغافل کی چادر تان کر مدتوں خراٹے بھرتے رہے۔

بلاشبہ اس کے کچھ اسباب ہیں پھر ان کے علاج ہیں، اسباب کی کھوج لگائی جائے، اس کے بعد دل سوزی سے اس کے علاج کو غور وفکر کا موضوع بنایا جائے، تب کہیں جا کر ہم ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں جو اس سلسلہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر ان اسباب میں ایک بڑا سبب مسلمانوں کی من حیث القوم اس تاریخی حقیقت سے لاعلمی ہے کہ اسلام اور مسیحیت صدیوں باہم متحارب رہ چکے ہیں اور وہ اسلام سے بغض، موجودہ عیسائی دنیا کی سرسرشت بن چکا ہے، جس کے مختلف مظاہر سامنے آتے رہتے ہیں۔ عیسائی اپنی سیاست، تعلیم، اقتصاد اور صنعت وغیرہ کسی بھی کام میں اسلام دشمنی سمیت عیسائیت کی ترقی کو نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتے، بخلاف اس کے مسلمانوں کو عموماً پتہ نہیں کہ عیسائی نام کی ایک قوم اور اس کی تہذیب ہی دراصل ان کی دشمن ہے۔ ہماری اس ''جہالت'' سے عیسائی فائدہ کیوں نہ اٹھائیں؟

ہمارے نزدیک ضروری ہے کہ علم اور عصبیت اسلامی حس کو بیدار کیا جائے اور اگر غفلت وتغافل کے دبیز پردوں کو اتار کر کھلی آنکھوں سے دیکھا جائے تو آپ سے آپ نظر آئے گا کہ مشنری سکول وکالج، عیسائی ہسپتال، پاکستان کو ملنے والی اقتصادی ''امداد'' پاکستان میں انگریزیت کی مدت طویل کرنے کے ظاہر وباطن مختلف ہتھکنڈے مکتبہ فرینکلن کی اشاعتی تحریک، عیسائی ملکوں سے درآمد کردہ بعض نظریے اور قانون، ثقافت کے نام سے اخلاقی بے راہ روی کے مواقع پیدا کرنا، قبرص میں مسلمانوں سے سلوک، عرب ممالک میں ریشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوائیاں اور ہندوستان کو انگریز اور امریکنوں کی بے تحاشا ملنے والی فوجی امداد سب اسی سلسلہ کی کڑیاں اور اسی منحوس درخت کے برگ وبار ہیں۔

ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ عیسائیت اور اسلام ''مذہبی تقابل'' سے بھی ہم پر غفلت طاری ہے۔ یہ درست سہی ہے کہ ''عیسائیت'' کے اس فروغ کے بعض عوامل اقتصادی و معاشی بھی ہوں گے لیکن اس حقیقت سے اغماض نہیں برتا جا سکتا کہ مسیحی مشنری، لٹریچر کے ذریعے اسلام، قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ اور اسلامی تاریخ کو جس گھناؤنے انداز میں پیش کرنے پر کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں اس کے مقابلہ پر مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ ان پر تو سیاست کا بھوت، اقتدار اور امیر سے امیر تر بننے کی ہوس اس بری طرح سوار ہے کہ اسلامی تبلیغ کے سب داعیے ان کے سامنے ہیچ ہو کر رہ گئے ہیں۔!

غفلت کی انتہاء یہ ہے کہ دینی ادارے اس سلسلے میں کسی زمانے میں کچھ نہ کچھ کیا کرتے تھے، مگر اب وہ بھی۔ ؎ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

کے جال کا عموماً شکار ہو کر خاموش ہیں اور ان کے تبلیغی پروگرام سے گویا کہ یہ موضوع خارج ہے، خدارا اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے۔

''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' بحیثیت ''اسلامی'' ہونے کے سوچے! عوام اپنی جگہ سوچیں! مسلمانوں کے مذہبی ادارے، ذمہ داری سمجھ کر غور و فکر فرمائیں، خالی خولی اعداد و شمار پیش کر کے سنسنی خیزی اور صرف ان تبصروں سے تو عیسائیت کا سیلاب تھمنے سے رہا۔

اور یہ ثالث بالخیر؟

اس ہفتہ کی اہم عالمی خبر یہ ہے کہ پاک و ہند میں فوری جنگ چھڑنے کے جو امکانات پیدا ہو گئے تھے وہ ایک دفعہ پھر ٹل گئے ہیں، یعنی دونوں اپنی سرحدوں سے فوجیں ہٹا رہے ہیں۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ایک صورت اطمینان کی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن جس انداز سے یہ سمجھوتہ وجود میں آیا ہے، واقعات کی کڑیاں سامنے رکھنے پر بھی بات کا سرا ہاتھ نہیں آتا۔ رن کچھ میں ''جھڑپ'' کے فوراً ہی بعد، یادش بخیر انگریز بہادر کی رگ خیر خواہی پھڑک اٹھی، وزیر اعظم برطانیہ نے ذاتی دل چسپی لینی شروع کر دی اور عین ایسے موقع پر ایک سابق وزیر اعظم برطانیہ مسٹر چرچل آنجہانی کے داماد صاحب بہادر لندن سے بھاگے بھاگے ''نجی'' دورے پر دہلی پہنچے، اس کے بعد پاکستان تشریف لائے اور اپنی لیڈی بہادرہ کو ''سیر'' کرا کر آناً فاناً چلتے بنے۔

دریں اثنا ادھر ادھر دونوں طرف ''گرما گرم بیان بازی'' ہوتی رہی، جو قدرتی چیز تھی۔ اس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کے اجتماع کے موقعہ پر اور لندن کی ٹھنڈی فضا میں ایک سمجھوتہ منظر عام پر آگیا، جس کی رو سے ''ثالثی'' اینگلوامریکن بلاک کے ہاتھ رہی، جس سے ہمیں قیام پاکستان کے دور کی ریڈکلف صاحب کی مبینہ ''ثالثی'' یاد آگئی...... اللہ کرے یہ ثالث ماننا اور یہ ثالثی ویسی نہ ہو۔

ہاں خوشی کی بات یہ ہے کہ بھارتی قیادت جن باتوں کا یہاں بڑے زور سے انکار کرتی تھی، انگریزوں کی دخل اندازی سے اس کو وہاں جا کر تسلیم کرلیا۔ آخر رن کچھ سرحدی سمجھوتہ اس کو متنازعہ فیہ علاقہ ماننے کی بنا پر ہی تو ہوا ہے، جس کا شدومد سے انکار کیا جا رہا تھا۔ اگر اس کا یہیں اعتراف کرلیا جاتا، تو ہمارے نزدیک نہ اتنا کھچاؤ پیدا ہوتا اور نہ ہی کسی ''دوسرے'' کو درمیان میں ڈالنے کی ضرورت پڑتی، جس پر ہمارے صدر مملکت اور دوسرے اہم ذمہ داران حکومت بار بار خود بیان دے رہے تھے۔ اور ہاں بہت سے لوگوں کو وہ بات ضرور یاد آئی جو پاکستان کے ارباب قیادت اپنی تقریروں سے یہ تاثر دے رہے تھے۔

کہ: رن کچھ کا نزاع جزوی حیثیت رکھتا ہے، اصل مسئلہ کشمیر سے متعلقہ نزاع کا فیصلہ یا سمجھوتہ ہے۔

لیکن لندن میں جو سمجھوتہ کیا گیا، سابقہ تقریروں اور بیانوں سے مطابقت نہیں رکھتا، اب اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ ؎ رموز مملکت خویش خسرواں دانند

(۹ جولائی ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قضیہ عائلی قوانین کا

جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کی اہم قرارداد

پاکستان کی مارشل لائی حکومت نے جب رسوائے زمانہ ''عائلی قوانین'' نافذ کیے تھے اسی وقت پاکستان کے سب مکاتب فکر کے علمائے کرام نے ان کو بحیثیت مجموعی قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا، اور ان کی تنسیخ کا مطالبہ کیا تھا۔ بعدۂ موجودہ آئین کے تحت مغربی پاکستان کی پہلی اسمبلی نے بھی ان کی تنسیخ پر عوامی مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ اس صورت حالت کے نتیجہ میں خود حکومت ان کو خلاف کتاب و سنت ماننے پر مجبور ہو گئی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے کار پردازوں نے فرمایا کہ حکومت ان کو ''مخالفین شریعت'' کی دلدل سے نکالنے کے لیے خود کوئی اقدام کرے گی۔ چنانچہ انہیں اپنی اسلامی مشاورتی کونسل کی کٹھالی میں ڈال دیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کب وہ اس کٹھالی سے نکلتے ہیں اور کس طرح بنا کر نکالے جاتے ہیں!

حکومت کے ذمہ داروں کے علاوہ اخباری روایات کے مطابق خود ہمارے صدر مملکت بھی صدارتی انتخابات کے دوران اور بعض خاص ملاقاتوں کے موقع پر ان قوانین میں ''ترامیم'' کے متعلق متعدد وعدے فرماتے رہے ہیں، لیکن جہاں تک عملی کارروائی کا تعلق ہے معاملہ وہیں کا وہیں ہے۔

اندریں اثنا جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ اپنے اجلاس سرگودھا منعقدہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۵ء میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ حکومت سے بجا طور پر مطالبہ کیا ہے کہ ان قوانین کے متعلق اپنے بار بار کے کہے ہوئے وعدوں کو پورا کرے اور خلاف کتاب و سنت اور اجماع امت دفعات کو جلد از جلد ان سے خارج کر دے۔

ظاہر ہے کہ ان قوانین کا تعلق زیادہ تر مسائل شرعیہ سے ہے، اور قانون بنانے میں نہایت چابک دستی سے ماہرین شریعت کو نظر انداز کیا جانا بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، جس کے شدید ردعمل کا بھی قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اندر اور باہر حکومت کو سامنا کرنا پڑا۔ ان واقعات کے پیش نظر ہمارے نزدیک صحیح طریقہ یہی تھا کہ ایک دفعہ ان پر خط تنسیخ پھیر دیا جاتا اور پھر سے نمائندگانِ حکومت اور مکاتب فکر کے علماء و فقہاء باہم سر جوڑ کر بیٹھتے اور دینی، دنیوی مصالح اور ہر فقہی مکتب فکر کے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر واقعی عائلی گتھیوں کو سلجھایا جاتا، لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ شاید کہ حکومت نے اس کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیا اور بمشکل تمام صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12

’’ترامیم‘‘ پر آمادہ ہوسکی اور وہ بھی اپنی ’’نگرانی‘‘ کے تحت، لیکن اس صورت میں بھی سیدھا اور جمہوری طریقہ وہی ہے جو ہم نے عرض کیا، یعنی ہر مکتب فکر کے جید علماء اور حکومت کے نمائندے ایک جگہ جمع ہو کر ایک ایک ’’ترامیم‘‘ پر بحث کر کے متفقہ تجاویز مرتب کریں۔

جہاں تک...... اسلامی مشاورتی کونسل کا تعلق ہے وہ اولاً تو سرکاری ادارہ ہے، اس کی ہیئت ترکیبی میں عوام کا کوئی دخل نہیں۔ ثانیاً سب مکاتب فکر کی اس میں نمائندگی نہیں۔ ثالثاً، کچھ پتہ نہیں کہ ان ترامیم کے بارے میں طریق کار کیا اختیار کیا جا رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ’’ترامیم‘‘ کسی خاص طبقہ، کسی فرقہ یا تجدد زدہ حضرات کے دباؤ کے تحت کی جا رہی ہوں۔ چنانچہ جو بیان اس سلسلہ میں ہمارے سامنے آئے ہیں ان کے ابہام و اجمال سے ہمارے خدشہ کو تقویت ملتی ہے، لیکن خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو یہ ہرگز درست نہ ہوگا، نہ یہ جمہوری طرزِ عمل ہوگا اور نہ ہی ’’ترامیم‘‘ کا مقصد پورا ہوگا۔ حکومت اور اس کی اسلامی مشاورتی کونسل پر واضح رہنا چاہیے کہ ’’مجوزہ ترامیم‘‘ میں نہ اجماع امت مجروح ہونا چاہیے نہ کوئی صحیح حدیث۔ نیز ان ’’ترامیم‘‘ میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کے متفقہ منشور کی مندرجہ ذیل دفعہ خاص طور پر ملحوظ رکھی جانی چاہیے۔

’’مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی ہوگی...... ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے، اور ایسا انتظام کرنا ہوگا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں۔‘‘ [1]

اس تفصیل کی روشنی میں ہم جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان کی اس قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس مطالبہ کے منظور کرنے میں مزید تاخیر کے لیے حکومت کے پاس کوئی وجہ جواز نہیں۔ واللہ الموفق

(۲۳ جولائی ۱۹۶۵ء)

[1] اسلامی مملکت کے بنیادی اصول، ص: ۵، طبع کراچی ۱۹۵۱ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی طرزِ حیات کی کلید

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم اپنے گورنروں کے نام

''یہ بات ایک المیہ سے کم نہیں کہ ہر کوئی زندگی کی اسلامی اقدار کا تو ذکر کرتا ہے لیکن اسلامی روح اپنانے کے لیے عملاً کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔'' (نوائے وقت ۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء)

یہ ہیں وہ خیالات جن کا اظہار گلبرگ (لاہور) کے ایک نئے ''کالج اکیڈمی'' کی افتتاحی تقریب میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس جناب انوار الحق صاحب نے فرمایا، موصوف نے اساتذہ کو یہ زرّین مشورہ بھی دیا کہ:

''وہ اپنا فرض دیانت داری، احتیاط اور پورے ذوق وشوق سے انجام دیں، تاکہ آنے والی نسل کی سیرت کو اسلامی طرزِ حیات کے مطابق تعمیر کیا جاسکے۔''

فاضل جج کے ارشادات کے قابل قدر ہونے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں، اس سے قبل بھی اس قسم کی ''روح پرور باتیں'' بڑے لوگ فرماتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی مشاہدہ ہے کہ غیر اسلامی طرز حیات پر ''جمود'' کا قفل ٹوٹنے ہی میں نہیں آتا، بلکہ غفلت کے دبیز پردوں سے دن بدن سخت ہوتا جارہا ہے۔ آج کی صحبت میں ہم ایک ایسی ہی ''کلید'' کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں جس کو مضبوطی سے تھام کر عمل میں لایا جائے تو بتوفیقہ تعالیٰ ''جمود'' کا قفل کھلے گا، جس کے بعد ہم اسلامی اقدار اخلاق کی فضا میں پہنچ سکتے ہیں۔

یہ ''کلید'' اسلام کے دوسرے خلیفہ برحق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک حکم میں بیان فرمائی تھی، جسے انہوں نے اپنے گورنروں کے نام جاری فرمایا تھا، اس سرکلر میں انہوں نے گورنروں کو لکھا:

((اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا ، حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ .)) [1]

''(یاد رکھو!) تمہارے اخلاق و معاملات میں بنیادی اہمیت ''نماز'' کو حاصل ہے، جو شخص ہر حیثیت سے نماز کی طرف پوری توجہ دے گا، اس سے اس کی ساری دینی حالت (اسلامی طرزِ حیات) ٹھیک ہو جائے گی اور جو شخص نماز ہی کی پروا نہیں کرتا اور اس کو ضائع کر دیتا ہے اس کی

[1] مؤطا امام مالك، ص: ۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی زندگی بھی (اخلاق لحاظ سے) ضائع ہو کر رہ جائے گی۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ حکم قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی حاکموں کے منشورِ عمل میں اوّلین درجہ اقامتِ صلوٰۃ کو دیا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ (الحج: ٤١)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَلَا دِيْنَ لَهٗ وَالصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ .)) ❶

"(یعنی) نماز چھوڑنے والے کا کوئی دین نہیں، نماز اسلام کا ستون ہے۔ (نماز گئی تو اسلام گیا)۔"

ایک دوسری روایت میں:

"نماز کی محافظت کرنے والوں کو اللہ کے "ولی" اور نماز کے ترک کرنے والوں کو اللہ کے "دشمن" قرار دیا گیا ہے۔"

((ثَلٰثٌ مَنْ حَفِظَهُنَّ فَهُوَ وَلِيٌّ حَقًّا وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ فَهُوَ عَدُوٌّ حَقًّا اَلصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَ الْجَنَابَةُ .)) ❷

یہاں اہمیت نماز کے بارہ میں قرآن و حدیث کے نصوص کا استقصاء مقصود نہیں۔ سردست تو فاضل جج، دوسرے اربابِ اختیار اور عوام کو ایک تجویز کی طرف توجہ دلانا پیش نظر ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم نامہ کی روشنی میں "اسلامی روح کو اپنانے کی عملاً کوشش" اور "آنے والی نسل کی سیرت کو اسلامی طرز حیات کے مطابق تعمیر کرنے" کے لیے ہمارے نزدیک عملی تجاویز کچھ ایسی ہونی چاہئیں:

- حکومت کے ہر ادارے کے ہر ملازم کے لیے مسجد میں نماز باجماعت کی حاضری لازمی قرار دی جائے، اور اس کی باقاعدہ چیکنگ کی جائے۔
- بنابریں ہر حکومتی اور نیم حکومتی ادارے میں یا اس کے قریب مسجد کا ہونا ضروری ہے۔
- اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں سب اساتذہ اور طلباء کے لیے ضروری ہو کہ وہ نماز کے وقت نماز باجماعت کو اولین اہمیت دیں۔
- نماز کو سنت نبویہ کے مطابق ادا کرنے کی تعلیم ضروری قرار دی جائے، اور تعلیمی اداروں میں اس کا خاص

---

❶ زرقانی شرح مؤطا، ص: ۲۱، ج: ۱، بحواله شعب الايمان بيهقي.

❷ زرقانی ایضاً، بحواله معجم طبرانی اوسط.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کیا جائے۔

- سب محکموں میں سرکلر جاری کر دیا جائے کہ نماز کے اوقات میں کاروبار بند کر کے نماز باجماعت ادا کی جائے۔
- اسمبلیوں کے اراکین بھی نماز باجماعت کا خاص اہتمام کریں، نماز کے دوران، اجلاس بند کر کے نماز باجماعت ادا کی جائے۔
- بنیادی جمہوریت کے اراکین مسجد میں نماز باجماعت پر کاربند ہوں۔
- حکومت کے ہر ''عوامی'' ادارے کی رکنیت کے لیے باجماعت نماز کی پابندی بطور شرط کے لازمی قرار دی جائے۔
- اوپر کی سطح کے سب حکام، ڈیوٹی کے دوران اور دوروں کے موقعوں پر خاص طور سے مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کا خیال رکھیں۔
- عدلیہ اور انتظامیہ کے فضلاء اور افسران بھی بالخصوص اقامت و محافظتِ نماز کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ بذریعہ نماز معاشرتی اصلاح کا یہ پروگرام ''منصوبہ بندی کے تحت'' شروع کرنا چاہیے، اور یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت کی رو سے نماز ہرگز ہرگز اس قسم کا انفرادی فعل نہیں کہ اسلامی مملکت اس کو لوگوں کی اپنی صواب دید پر چھوڑ دے، بلکہ قرآن حکیم کے مطابق معاشرے کی اصلاح کا یہ ایک مثبت، مؤثر اور مجرب پروگرام ہے۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت)

اسلام کے ابتدائی...... عہد مبارک میں برائیوں کی روک تھام کا ایک بڑا سبب نماز باجماعت کا عمومی اہتمام تھا، اور اگر ماضی قریب کی اسلامی تاریخ میں اس کی مثال دیکھنی ہو تو حضرت امام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کی قائم کردہ حکومت نجد کے دورِ اول کو دیکھ لیا جائے کہ اس خالص اسلامی حکومت میں...... اور جو کچھ بھی اس سے کسی کو اختلاف ہو...... معاشرتی خرابیاں نام کو نہیں تھیں...... ہماری دانست میں اس کا بھی ایک بڑا سبب نماز باجماعت کی حفاظت و محافظت کا اس درجہ اہتمام تھا کہ حکومت نجد میں ترک صلوٰۃ، قابل دست اندازی پولیس گناہ تھا۔ ایجابی اور منفی طریق کار کا نتیجہ یہ تھا کہ ساری مملکت نجد میں ایک بھی بلا عذر تارکِ صلوٰۃ نہ تھا۔ ان نمازیوں سے جو نسل تیار ہوتی تھی، وہ اسلامی طرزِ حیات کا نمونہ ہوتی تھی۔

ہمارے سیاسی راہنماؤں نے معاشرتی بہبود پر بہتیرے لیکچر دیے، مگر بقول فاضل جج انوار الحق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب ...... عملاً اسلامی روح نہیں پیدا ہو سکی۔ آیئے! اس اسلامی اور فاروقی نسخہ کا بھی تجربہ کیجئے اور اسلامی روح پیدا ہوتے دیکھئے، لیکن صبر اور استقامت سے اس کو نافذ فرمایئے ...... صبر اور استقامت شرط ہے۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرة)

پھر دیکھئے! پہلے ہی ''پنج سالہ منصوبے میں۔'' اس کے کیسے حیرت انگیز نتائج نکلتے ہیں۔ اس سرکاری مثبت اہتمام سے ان شاء اللہ عوام خود بخود نماز کے پابند نظر آئیں گے، اور دیکھئے گا کہ نماز کے نور سینہ کے باعث معاشرتی خرابیاں کیسے کم ہوتی جائیں گی۔

اللہ، اللہ! کیسا ''بلا قیمت'' نسخہ ہے، کوئی اس پر ''خرچ'' نہیں کوئی اس پر ''محنت'' نہیں کوئی اس پر وقت صرف نہیں ہوتا پھر اس سے مانع کیا چیز ہے؟

ہم متوقع ہیں کہ ہماری ان تجاویز کو جلد از جلد غور و فکر کا موضوع بنایا جائے گا۔ واللہ الموفق

مستر آں باشد کہ......:

جس طرح آریوں کے سوامی دیانند سرسوتی اینڈ پارٹی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات اور اس کے قصوں کو اپنے مخصوص انداز میں ڈھال کر پیش کرتے اور لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے لکھا کرتے تھے کہ ''قرآن کی فلاں فلاں باتیں اور فلاں قصے خدا کا کلام نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا قرآن (معاذ اللہ) خدا کا کلام ہی نہیں۔'' ...... وہی تکنیک آنجہانی کے جانشین ...... قرآن نظام کے نام پر قرآن فروش ...... ٹولے کی ہے۔ جو سلوک، سرسوتی اینڈ پارٹی کا قرآن پاک کے ساتھ تھا، وہی اس فرقہ کا حدیث پاک کے ساتھ ہے، کہ: ''حدیث کی کتابوں میں فلاں فلاں بات اور فلاں فلاں قصہ کا تعلق، رسول اللہ ﷺ سے نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ حدیث کی کتابیں ہی غلط ہیں، اور چونکہ یہ کتابیں غلط ہیں، پس حدیث بھی سرے سے نہیں۔''

اس فرقہ کے ایک بزرجمہر تمنا عمادی صاحب ہیں جنہوں نے پچھلے دنوں ...... قرآن مجید میں مذکور اور تاریخ کے ایک مسلمہ ...... واقعہ افک کے انکار و تردید پر ایک طویل لا طائل مضمون لکھا۔ جس میں بڑے دجل و ریب سے دور کی کوڑیوں کو لپیلنگ طریقے سے ترتیب دیا اور ''تحقیق و ریسرچ'' کے نام سے دلچسپ خیانتوں کا ارتکاب فرمایا۔ پرویزی فرقہ کے ...... ''طلوع اسلام'' میں جوں ہی وہ ''شاہکار'' نکلا، مخدومی مولانا محمد سماعیل صاحب مدظلہ العالی نے فوراً بلند پایہ ایک علمی مقالہ میں اس کا تنقیدی جائزہ لیا جو ''الاعتصام'' کے تعدد شماروں میں شائع ہوا، جس میں تمنا صاحب کے ایک ایک مغالطہ کا پردہ چاک اور ایک ایک خیانت کو نشت از بام فرما دیا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمنائی مضمون کے آخر میں ''بغوائے'' ''ہم بھی ہیں پانچ سواروں میں''...... پرویزی فرقہ کے بانی جناب غلام احمد صاحب پرویز نے بھی ایک پیوند ٹانک دیا تھا، لگے ہاتھوں حضرت ممدوح نے اس کی خبر لے ڈالی!

مولانا کا یہ تحقیقی مقالہ...... جیسا کہ ہونا بھی یہی چاہیے تھا...... اعلیٰ علمی حلقوں اور عوام میں بے حد پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا، بلکہ خود تمنا صاحب بھی دم بخود ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ لیکن مسٹر پرویز چونکہ ''غلام احمد'' ہیں اور ہیں بھی مرزائے غلام احمد کے ہم وطن! اس لیے ان کو تو بہ ہر صورت کچھ فرمانا ہوتا ہے۔ فرمائیں نہیں تو ''حلقہ مخصوص'' کیسے قائم رہے؟ چنانچہ آپ نے ''تکریم رسول'' ''تعظیم صحابہ'' کے مقدس عنوان سے ''لیجیو پکڑیو! روایت پرست حضرات، کی خبر لیجیو!'' کی دہائی دی ہے۔

حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کے مقالہ پر علمی طریقہ سے کچھ لکھا جاتا، تاکہ کوئی بات اگر ہوتی تو منقح ہو کر سامنے آ سکتی، مگر بجائے اس کے یہ ادّعا:

> ''طلوع اسلام نے یہ فریضہ اپنے ذمے لے رکھا ہے کہ وہ اس قسم کی وضعی روایات کی حقیقت کو بے نقاب کر کے حضور نبی کریم ﷺ...... کے دامن تقدیس کو ان افسوسناک آلودگیوں سے پاک وصاف کر کے دنیا کے سامنے لائے۔''

وہی ہوئی نا؟ دیانند سرسوتی والی بات کہ وہ قرآن کو 'افسوسناک آلودگیوں سے پاک دیکھنا ظاہر کرتے تھے۔ یا مرزا غلام احمد قادیانی ان کا مسئلہ ''وفات مسیح'' اسلام پر عیسائیوں کے اعتراضات کی ''غیرت'' کا تقاضا تھا!

لیکن یاد رکھیے، ان شاء اللہ علمائے حدیث آپ کے فرقے کی کوئی ایچ نہیں چلنے دیں گے۔ نہ قرآن پر حملہ کرنے والے دیانند صاحب نئے آئے تھے، نہ حدیث پر حملے آپ کی پارٹی کے نئے ہیں۔ علمائے اسلام اور علمائے حدیث کے قلمی مجاہدین نے قرآن وحدیث پر بیرونی اور اندرونی حملے کا ہمیشہ کامیاب مقابلہ کیا ہے اور بحمد اللہ، میدان ہمیشہ محافظین حق کے ہاتھ رہا...... سر سیّد احمد علی گڑھی سے لے کر اب تک جتنے بھی احادیث پر دجل وفریب سے اعتراضات کیے گئے، علمائے اہل حدیث سب کے برابر جواب دیتے رہے...... مگر آپ کا فرقہ ہے کہ وہی بار بار کی رٹ رٹے جاتا ہے، چپ ہونا آپ جانتے ہی نہیں۔ سو ہمیں معلوم ہے قرآن حکیم نے آپ کے استاذوں کی یہی ذہنیت بیان کی ہے:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (الزخرف: ۵۸)

یہ جھگڑالو ہیں دھاندلی ان کا کام ہے، خیر کوئی بات نہیں۔ ؎

تو خنجر آزما ہم ہنر آزمائیں

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ﴾ (الرعد: ۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کی طرحِ نو...... ہنگامی قوانین کا راج:

قیام پاکستان کے بعد سالہا سال تک یہاں کے عوام بدستور مبتلائے آلام رہے۔ کئی دفعہ اکھاڑ پچھاڑ ہوتی رہی ''اوپر کے لوگ'' آپس میں ''نیچے اوپر'' ہوتے رہے، کبھی یہ آیا کبھی وہ گیا۔ مگر ملک اور عوام کی معاشی و معیشی حالت دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی چلی گئی، آخر ۱۹۵۸ء میں انقلاب لایا گیا اور دعویٰ کیا گیا کہ یہ سب خرابیاں درحقیقت مروجہ جمہوریت کی پیدا کردہ تھیں۔ اب جمہوریت کی ایک نئی قسم دریافت ہوئی ہے، جو عوام کے سب دلدروں کا علاج ہو گی۔ انتظار کی گھڑیاں گنتے گنتے آخر وہ ساعت سعید آئی اور موعودہ و منتظرہ جمہوریت ۱۹۶۲ء میں ایک آئین کی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر کی گئی، مگر جب اسے تجربے کی سان پر چڑھایا گیا تو معلوم ہوا کہ اور تو شاید کچھ ہو مگر جمہوریت اس میں نہیں ہے۔

''جمہوریت'' کا ایک بنیادی معروف اصول یہ ہے کہ نیابی مجالس (اسمبلیوں) کے ذریعے عوام کے لیے وہ قانون بناتی ہیں۔ مگر ہمارے ہاں کی نو دریافت جمہوریت ایسی نکلی کہ ایک فرد واحد اپنی اور ''صرف اپنی'' صوابدید بلکہ بعض دفعہ اپنے مصالح کے پیش نظر قانون پر قانون نافذ کرتا چلا جائے، پھر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا اپنی ''مجالس قانون ساز'' سے ان پر دستخط کرا لے، جیسا کہ مغربی پاکستان اسمبلی کے حال میں ختم ہونے والے اجلاس میں ہوا۔ چنانچہ حالیہ اجلاس کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اس میں گورنر صاحب بہادر کے بہت سے نافذ کردہ آرڈی نینسوں پر اپنی اکثریت کے بل بوتے پر من و عن مہر تصدیق ثبت کرائی گئی! ننھی منی اپوزیشن نے ہر چند عوامی احساسات پیش کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ اس نے واک آؤٹ بھی کر ڈالا، مگر ؎

کون سنتا ہے فغانِ ''درویش''

چنانچہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مسٹر نور الامین نے اکثریتی پارٹی کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے اس ایوان کو قانون سازی سے محروم کر رکھا ہے۔ ہمیں یہاں سرسری کارروائی کے لیے طلب کر لیا جاتا ہے۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے یہ بھی کہا کہ: حکومت آرڈی ننسوں کے ذریعے ملک پر راج کر رہی ہے۔

اس سارے ڈرامہ کا دلچسپ منظر یہ ہے کہ حکومتی پارٹی سے اپوزیشن کے ''حملوں'' کا توڑ نہیں مہیا ہو سکا۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شاید اپنی پالیسی کے دورخا پن کو حکومت خود محسوس کر رہی ہے کہ ان پر ''جمہوریت'، کے عنوان سے سو سال پہلے کا استبدادی طرز حکومت مسلط کر دیا گیا ہے، جس کے بوجھ تلے وہ شاید پہلے سے زیادہ تکلیف میں ہیں، اور بزبان حال کہہ رہے ہیں۔ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

(۳۰ جولائی ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

شیعہ وسنی اساسِ اتحاد:

خدا شاہد ہے ہم بصمیم قلب مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھنا چاہتے ہیں اور اسی جذبہ کے تحت ہی ہم نے ایک مضمون پر تبصرہ کیا تھا۔ قصہ یوں ہوا کہ:

پچھلے دنوں ہمارے ایک عزیز معاصر نے ''شیعہ سنی اتحاد کی اساس'' دریافت کرتے ہوئے نہایت بھولے پن سے شیعہ فرقہ کی غیر واقعی وکالت فرمائی تھی۔ اس پر ہم نے ''الاعتصام'' ۲؍ جولائی ۱۹۶۵ء معاصر مذکور کی خدمت میں عرض کیا تھا، کہ ''شیعہ سنی اتحاد'' سے کس کافر کو انکار ہے؟ مگر آپ واقعات کی دنیا میں آیئے اور آکر تاریخ پڑھنے کی فرصت نہیں وہ اپنے موکل کے ''صحابہ دشمن ذہنیت'' کا آئینہ دار لٹریچر پڑھنے کی کچھ زحمت گوارا کیجیے، پھر فرمایئے گا اگر کوئی ''اساسِ اتحاد'' واقعی ہو سکتی ہو، تو اہلِ سنت اس پر پہلی فرصت میں ہمدردانہ غور کریں گے۔ ظاہر ہے معاصر کی اطلاع کے لیے ''زیر بحث'' لٹریچر کی قدرے نشان دہی کے بغیر کوئی چارہ تھا۔ مگر اس عرض سے اپنے شیعہ دوستوں کو مطعون کرنا نہ تھا، بلکہ مقصود معاصر کو اس طرف توجہ دلانا تھا کہ وہ اپنے وعظ اتحاد کا رخ اس طرف پھیریں جس طرف سے اتحاد کو ذک پہنچ رہی ہے۔ اہل سنت تو شیعہ کے کسی بزرگ کو جو صحابی ہو برائی سے یاد کرنا گناہ سمجھتے ہیں، ان کے علاوہ متقدم ''آئمہ'' کو بھی اپنے بزرگ جانتے ہیں۔ یعنی اہل سنت کا مسلک سراسر ایجابی ہے۔ اتحاد میں حائل سلبی اور منفی رجحان ہو سکتا ہے۔

ہم منتظر تھے کہ ہمارے دوست مدیر ''المنبر'' فریق ثانی سے تبادلہ افکار کے بعد کوئی مژدہ...... ''اساس اتحاد'' لائیں گے۔ کیونکہ ''الاعتصام'' ہمیشہ سے بین الفرقی اتحاد کا داعی اور اس پر عامل رہا ہے جس پر بحمد اللہ اس کا ریکارڈ شاہد ہے۔

بہر حال ہم اس انتظار میں تھے، مگر کیا دیکھتے ہیں کہ درمیان میں شیعہ پریس آرہا ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ معزز معاصر ''رضا کار'' نے بڑا ''معصومانہ سا دردمندانہ'' طویل اداریہ لکھا ہے جس میں اور تو شاید ''سب کچھ'' ہو۔ مگر افسوس! ہمارا مقصود اس میں ہمیں نہیں مل سکا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی ''تکریم و تعظیم'' کے لیے بایں ادعاء و آرزوئے ''اتحاد اسلامی'' معاصر ''رضا کار'' بھی تیار نہیں، بلکہ اس نے شاید موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سی بحثیں چھیڑنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جن میں بچھنا ہم پسند نہیں کرتے۔ سر دست ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم مدیر ''رضا کار'' کی خدمت میں ان کے ہی اٹھائے ایک نقطے کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں:

''الاعتصام'' برابر یہی رٹ لگائے جا رہا ہے کہ شیعہ صحابہ کرام پر سب شتم کرتے ہیں اور ایسا کرنا ان کا جزوِ ایمان ہے...... ذمہ دار شیعی حلقوں کی طرف سے بار بار اس کی تردید کی جا چکی ہے۔ لیکن مدیر ''الاعتصام'' ''میں نہ مانوں'' کی پالیسی پر گامزن ہے۔ یعنی شیعہ عقائد وہ درست ہے جو مدیر ''الاعتصام'' بتاتا ہے، وہ عقائد درست نہیں جو خود شیعہ پیش کرتے ہیں۔''

''ہر شخص کو اپنے نقطہ نظر کے پیش کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ اس کے اظہار میں عام اصول اخلاق و شرافت کو نظر انداز نہ کیا گیا ہو۔''

ہمارے نزدیک اس وقت سب سے بڑی چیز جو ''اتحاد اسلامی'' کو نقصان پہنچانے والی ہے وہ اہل مذہب میں تنگ نظری، سخت گیری اور درشت کارانہ تغلب و تصلب ہے۔''

ان باتوں سے تو ہم سر دست صرف نظر کرتے ہیں کہ ''الاعتصام'' کے متعلق معاصر کی شکایت کہاں تک درست ہے۔ کیا وہ ان کی روایات ''واویلائے مظلومیت'' کی ایک کڑی تو نہیں۔ اور نہ ہم اس بحث میں پڑتے ہیں کہ ''صحابہ پر سب شتم'' شیعوں کا جزوِ ایمان ہے یا نہیں؟ اس وقت تو ہم نہایت ادب سے مدیر ''رضا کار'' کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان ارشادات کے آئینہ میں، ''شیعہ حلقوں کے مقبول ترین ترجمہ'' کی درج ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔ کیا یہ ''اخلاق و شرافت'' کو ''نظر انداز نہ کرنے'' کا یہی مفہوم ہے؟

۱۔ مقبولی ترجمہ قرآن میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۰: ﴿مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ کے نوٹ (۲) کے ذیل میں مولوی مقبول احمد لکھتے ہیں: ''حضرت عائشہ اس آیت کی رو سے ﴿فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ ''بے حیائی ظاہرہ''؟ کی مرتکب ہوئی۔ (معاذ اللہ)

۲۔ بسلسلہ سورہ قصص کی آیت: ﴿وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ﴾ (القصص: ٦) مقبولی ترجمہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس امت کا فرعون وہامان بنایا گیا ہے۔

۳۔ سورہ بقرہ آیت ۲۰۴: ﴿وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر چسپاں کیا گیا ہے۔

۴۔ مقبولی ترجمہ قرآن کے صفحہ ۸۵۰ نوٹ (۲) میں لکھا ہے کہ (زمانہ رجعت میں) ''ابوبکر و عمر کو قبروں سے کھدوا کر سوکھے درختوں پر لٹکوایا جائے گا۔''

۵۔ نیز صفحہ ۶۳۸ پر ہے کہ ''ناصبیوں (سنیوں) کی خوراک پاخانہ ہوگی۔''

۶۔ صفحہ ۹۴۷ پر نوٹ (۳) کے بقیہ (از صفحہ ۹۴۶) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناصبیوں (سنیوں) کا نام کافرین بھی رکھا ہے، اور مشرکین بھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ ترجمہ مقبولی صفحہ ۱۰۵۲ نوٹ (۵) سورۃ النجم کی آیت: ﴿اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی﴾ ''آیا تم نے اس شخص کو دیکھا، جس نے روگردانی کی۔'' لکھا ہے کہ یہاں سے سات آیت تک جو سرزنش ہے، وہ حضرت عثمان کے متعلق ہے۔ ''جو صدقہ دیا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں خرچ کیا کرتا تھا، مگر تھا اتنا احمق کہ گرہ کا عقل نہ رکھتا تھا...... تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے احد کے دن جہاد سے روگردانی کی: ﴿وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی﴾۔

یہ چند نمونے ہیں: ''مقبولی ترجمہ قرآن'' کے چوتھے ایڈیشن سے، جو تقریباً ۲۰×۳۰/۴ کی تقطیع کے ۱۲۱۶ صفحات پر طبع ہوا تھا۔

اس قسم کی بیسیوں مثالیں مزید اس میں مل سکتی ہیں، جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہا کا ایسے ہی ''اخلاق و شرافت'' سے ''بھرپور'' الفاظ میں ذکر فرمایا گیا ہے اور اسی قسم کے ترجمہ قرآن کو بالفاظ ذیل ذخیرۂ آخرت قرار دیا گیا ہے:

''میں خوش ہوں کہ اپنی ضعیفی میں اب کو چھپوا کر ایک بہترین ذخیرہ آخرت جمع کر رہا ہوں۔''

(صفحہ اوّل مقبولی ترجمہ)

واضح رہے کہ ترجمہ مقبولی کے طبع اول پر مترجم کو حیدر آباد دکن مرحوم سے اور دوسرے ایڈیشن پر دہلی (مرحوم) سے بدر کر دیا گیا تھا۔ اس سے اس ترجمہ کی شیریں زبانی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اس جگہ برسبیل تذکرہ اس لطیفہ کی طرف اشارہ بے محل نہ سمجھا جائے گا کہ جس قرآن مجید کو صحابہ کرام اور امہات المومنین پر سب شتم کے لیے ''استعمال'' کیا گیا اور کیا جا رہا ہے وہ شیعہ عقیدہ کے مطابق مُحَرَّفْ ہے۔ ملاحظہ ہو اصول کافی (باب فيه نكت ونتف من التنزيل وباب النؤادر) وغیرہ۔

اندریں صورت سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

اگر بقول شیعہ قرآن کا بہت سا حصہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معاذ اللہ نکال ڈالا، تو ایسی آیات انہوں نے کیوں باقی رہنے دیں جو خود ان کے خلاف پڑتی تھیں؟

کیا ایسا تو نہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں میں صحابہ کرام کے خلاف نفرت کا بیج بونے کے لیے ''ترجمہ قرآن'' کا طریقہ اختیار کیا گیا ہو؟

سوچیے! جو ہزاروں لوگ مقبولی ترجمہ کا مطالعہ کرتے ہوں گے کیا وہ ''علمی اور کتابی تنقید'' کی حد تک رہتے ہوں گے؟ یا ان کے اندر بغض صحابہ رضی اللہ عنہم گھر کر چکا ہوگا؟ پھر اگر ''الاعتصام'' نے یہ لکھا کہ:

''شیعہ دوستوں کا خمیر ہی بغض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اٹھایا گیا ہے۔'' (الاعتصام: ۲ر جولائی ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو کیا کوئی واقعہ کے خلاف بات کہی؟ اور ہاں ایک بات ہم نے یہ لکھی تھی کہ:

''المبلغ شہید نمبر'' نے متفقہ انتخاب خلافت کرنے والے صحابہ کو ''غنڈے'' قرار دیا ہے۔''

لیکن یہ بات ''رضا کار'' نے سنی ان سنی کر دی۔ خوب!

سچی بات یہ ہے کہ اس صورتِ حال کی موجودگی میں اتحاد، امن اور صلح و آشتی کا نعرہ بالکل بے کار اور بے نتیجہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

پھر جب ہم کہتے ہیں کہ:

''شیعہ دوست سب صحابہ کی تکریم سیکھیں۔'' (الاعتصام: ۲/ جولائی)

تو اس کا مطلب عقائد ٹھونسنا نہیں، بلکہ یہ کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اہل سنت کی محبت، شیعہ حضرات کو نہ صرف برداشت کرنی چاہیے بلکہ کسی صحابی کے متعلق اگرچہ کسی بھی عنوان سے ہو، کوئی ایسا کلمہ لکھنا یا کہنا جس سے اہل سنت کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔ یہ عادت ترک کر دینے کی سخت ضرورت ہے۔

معاصر ''رضا کار'' کی معقولیت پسند طبیعت سے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ وہ زیرِ غور مسئلہ کا عملی حل پیش فرمائیں گے۔ اس لیے کہ ہم آپ کے اس ارشاد سے سو فیصد متفق ہیں کہ:

''ہمارے موجودہ حالات اتحادِ اسلامی کا تقاضا کرتے ہیں۔''

(۱۳/ اگست ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشمیر کی جنگ آزادی

تنگ آمد بجنگ آمد:

﴿وَ اِنۡ نَّکَثُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَہۡدِہِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّۃَ الۡکُفۡرِ ۙ اِنَّہُمۡ لَاۤ اَیۡمَانَ لَہُمۡ لَعَلَّہُمۡ یَنۡتَہُوۡنَ﴾ (التوبة: ١٢)

''اور اگر یہ (کافر) معاہدہ کرنے کے بعد اس کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں) ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید (اس طرح) یہ (اپنی حرکتوں سے) باز آ جائیں۔''

ازاں کر تو تو ترسد، بترس اے حکیم
وگر با توا و صدبر آئی بجنگ
نہ بینی کہ چوں گر بہ عاجز شود
برآرد بچنگال چشم پلنگ

اقتداری سیاست کا ویسے تو مزاج ہی ہمیشہ شیطانی رہا ہے لیکن جب اس کے ساتھ کفر، شرک، ضد و عناد، کبر و غرور اور عیاری و سود خواری جمع ہو جائیں تو شیطنت دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ ہو جاتی ہے۔

برصغیر کی بدقسمتی ہے ایسی ہی سیاست اور ہوسِ استعمار کا بھوت ہندو قوم پر بری طرح سوار ہے۔ نیرنگی زمانہ سے ہزار سال کے بعد اس کے ہاتھ اقتدار کیا آیا ہے کہ حسب فرمان الٰہی: ﴿الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ﴾ یہ نشہ حکومت و قوت میں بدمست اور پاگل ہوئی جا رہی ہے۔

سیدھی سی بات تھی باہمی سمجھوتے سے جمہوری اصولوں کے مطابق جب پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا اور قواعد جمہوریت کے مطابق ریاستوں اور اقلیتوں کے مسائل کے بارے میں بھی اصولِ مفاہمت طے پا گئے۔ تو اب شریف قوموں اور با اصول حکومتوں کی طرح ''زندہ رہو اور زندہ رہنے دو'' پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے اپنے ملک کی فلاح و بہبود میں مصروف ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس یہی موٹی سی بات...... اس پست فطرت قوم کے برہمنی مزاج اور مہاجنی دماغ میں نہ آ سکی اور اگرچہ نشہ طاقت میں بدمست قوموں کی چیرہ دستیوں اور بدعہدیوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ مگر ہماری اس پڑوسی قوم نے گذشتہ اور حالیہ سب عیار قوموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عہد شکنی میں مات کر دیا ہے۔

اور باتوں کو جانے دیجیے پاک و ہند دونوں ملکوں کی تعمیر و ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے لحاظ سے، دو معاہدے نہایت اہم تھے۔ اقلیتوں کی حفاظت کا معاہدہ اور کشمیر میں استصوابِ عام کا معاہدہ لازم تھا کہ دونوں معاہدوں کا پورا پورا احترام کیا جاتا اور دونوں ملک امن و چین کی زندگی بسر کرتے۔ لیکن بھارتی حکومت نے اقلیتوں سے متعلقہ معاہدہ کے فضائے آسمانی میں جس طرح پرخچے اُڑائے، اس کو دنیا کی سب اقوام نے حیرت و استعجاب بلکہ غضب ناک نظروں سے دیکھا اور تلملا اٹھے۔ کوئی ظلم نہیں جو اس درندہ صفت قوم نے ہندوستانی مسلمانوں پر نہ ڈھایا ہو۔ سیکڑوں مرتبہ ''فسادات'' کے عنوان سے پرامن اور نہتے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، لاکھوں کی جائیدادیں تباہ اور کارخانے ان کے برباد کر دیے گئے۔ ہزاروں معصوم بچوں اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، آزادی کے دن سے اب تک یہی ہوتا چلا آرہا ہے...... اور مسلم یونیورسٹی کو ''شدھ'' کرنے کی ناپاک سائی اور خطرناک سازشیں تو حال ہی کا بے مثال استبدادی واقعہ ہے۔

یہ بالکل درست ہے کہ اسلام امن پسند مذہب ہے اس نے اپنے حاملین کو امن اور صلح و آشتی کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ امن پسندی مسلمانوں کی سرشت میں داخل ہونے کی یہی وجہ ہے کہ پاکستان سب اشتعال انگیزیوں کے باوجود سختی سے امن پسندی کے اصول پر قائم ہے، ورنہ جبل پور، کلکتہ اور گذشتہ کئی سال قبل کے مظالم، علی گڑھ اور دوسرے متعدد مقامات کے مسلمانوں پر مظالم میں سے ایک ایک حادثہ ایسا تھا جس کی بنا پر بھارت کے خلاف اعلان جنگ کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے کہ متذکرہ عنوان قرآنی حکم کی رو سے عہد شکنی قوم کے خلاف اعلان کر دینے میں مسلمانوں کو کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ ہندوستان کے مسلمان ہمارا گوشت پوست ہیں، انہوں نے ہمارے لیے قربانیاں دی ہیں، وہ بے بس ہیں۔ ان کو مظالم سے نجات دلانے کی ہر ممکن کوشش مسلمانانِ پاکستان کا فرض اولین ہے۔

ریاست کشمیر کے بارے میں اس برہمنی اور مہاجنی حکومت نے گذشتہ اٹھارہ سال میں جتنی قلابازیاں کھائیں اور جو کھیل کھیلے ہیں۔ وہ بے اصولی، ڈھٹائی، عیاری و فریب کاری کی نادر روزگار مثال ہے۔ دنیا کا کسی گذشتہ یا موجودہ قاعدہ کشمیر پر ہندو حکومت کے قبضہ کا جواز مہیا نہیں کرتا۔ چنانچہ کشمیری مجاہدین، سالہا سال سے پرامن رہتے ہوئے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح بھارت راہ راست پر آجائے اور کشمیر چھوڑ کر چلا جائے ہزارہا مجاہدین اسی سلسلہ میں گذشتہ سالوں میں بھارت کے جور و ستم کا شکار ہو چکے ہیں۔ ؟؟ شہید ہوئے اور ہزاروں قید و ہند کے مصائب جھیل رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے محبوب لیڈر شیخ عبداللہ اور مرزا افضل بیگ پر دس بارہ سال سے ہر قسم کے مظالم جائز رکھے گئے ہیں۔ تاہم کشمیری مجاہدین اب تک ''بغاوت'' پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمادہ نہ ہوئے تھے کہ شاید کسی وقت بھارت کی کھوپڑی میں عقل کی کوئی بات آجائے اور ہمارا وطن ہمیں واپس کر دے۔ علاوہ ازیں بھارت نے جس سیاسی فلسفہ (ہندوؤں کی زیادہ آبادی) کے تحت جونا گڑھ اور حیدر آباد وغیرہ پر جبراً قبضہ کر لیا تھا اسی فلسفہ کے ماتحت کشمیر الحاق پاکستان سے ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ تقسیم کے بعد کشمیر کی تمام سیاسی پارٹیوں نے اس کا اظہار بھی کر دیا کہ کشمیر کا الحاق صرف پاکستان سے ہی ہو سکتا ہے۔

پھر جب ڈوگرہ راج لاکھوں مسلمانوں کے خون سے بلا وجہ ہولی کھیلنے لگا اور غیور پٹھانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے سرحد سے آ کر مدافعت کرنی پڑی تھی۔ اس وقت بھی اگر حکومت پاکستان آڑے نہ آتی، تو پٹھانوں نے اسی زمانہ میں کشمیر کا قضیہ پاک کر دیا تھا، مگر نہرو کے واویلا اور اقوام متحدہ کی مداخلت سے کشمیر کی حد بندی ہو کر فیصلہ یہ ہوا کہ ریاست میں امن و امان ہونے پر کشمیریوں کو اختیار ہو گا کہ وہ اپنا تعلق بھارت سے رکھیں یا پاکستان سے۔

اس کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے ثالثی کے واسطے ایڈمرل مٹز کو مقرر کیا گیا۔ مگر باوجود صدر امریکہ ٹرومین صدر کنیڈا امیکنائن اور وزیر اعظم برطانیہ کی تائید اور تاکید کے بھارت نے ثالثی اور رائے شماری کی تجاویز ہر بار ٹھکرا دیں۔ اس کو یقین تھا کہ کشمیری عوام بھارت کو کبھی پسند نہیں کریں گے۔ بھلا مالک کب اپنے مال کو ڈاکو کے پاس رہنے دینے کے لیے کسی طرح راضی ہو سکتا ہے، علی ہذا القیاس بعد کو مسٹر کسن نے کئی تجاویز پیش کیں، پاکستان نے تو ہر ثالثی اور تجویز پر رضا مندی کا اظہار کیا۔ مگر بھارت مسروقہ مال کی واپسی پر کسی طرح راضی نہ ہوا۔ راہ، نمایانِ قوم، علمائے کرام اور مشہور لیڈروں کو جیل خانوں میں ٹھونس دیا گیا اور ۴۷، ۱۹۴۸ء کے انقلاب کے سے مظالم پھر مسلمانوں پر ہونے لگے، تو تنگ آمد بجنگ آمد۔ آخر مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں سے تلواریں ہاتھوں میں لے لی ہیں اور اپنے وطن سے ڈاکوؤں کو نکالنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر پر ہر سمت سے مجاہدین کی یلغار جاری ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کشمیریوں کو یہ اقدام مدتوں پہلے کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ لاتوں کے بھوتوں کا باتوں سے کب دماغ ٹھیک ہوتا ہے۔

لیکن شاید بین الاقوامی پیچیدگیاں اس راہ میں حائل ہوتی رہیں، یا کوئی اور سبب ہو، بہر حال اب عالم اسلام بالخصوص پاکستان کا فرض ہے کہ ہر صورت میں حریت پسندانِ کشمیر اور وادی کے ان جیالے سپوتوں کی ہر ممکن مدد کرے۔ عہد شکن قوموں سے جہاد، مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔

اور خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ہندو اور یہودی کی ذہنیت ایک ہے۔ دونوں کو مسلمانوں سے بحیثیت قوم نہیں بلکہ حامل مذہب اسلام ہونے کے باعث بغض و عداوت ہے۔ دونوں کو یہودی سرمایہ داروں اور عیسائیوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب اداروں کی پشت پناہی حاصل ہے۔

ہم سب مسلمانوں کو اپنا نصب العین اسی امر کو قرار دینا چاہیے کہ برصغیر سے شرک و کفر کو مٹانا ظلم و عدوان کو دور کرنا اور توحید و عدل کا قائم کرنا، اور مسلمانانِ ہند کو ظالموں سے رہا کرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ کا اس کے دین کی مدد کرنے والوں سے وعدہ ہے:

﴿وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ﴾

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کشمیر کے مسلمان اس وقت نہایت مظلوم ہیں۔ اٹھارہ سال سے مسلسل ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ ظلم کی انتہا ہو چکی۔ اب نہایت قابلیت اور جاں فروشی سے ''طاقت'' کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے نصرت الٰہی کا وقت قریب ہے۔ مشہور ہے ''تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔'' عجیب نہیں کہ..... گو دیر ہی سے سہی، ریاست کشمیر میں بھارتی استبداد کا قبرستان بن جائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آ جائے۔

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ﴾ (الدخان: ۲۹)

(۲۷/اگست ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضے

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَیۡدِیَكُمۡ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾
(النسآء: ۷۷)

سیرت نبویہ ﷺ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں کہ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں مسلمانان مکہ وغیرہ سخت مظلومیت کی حالت میں تھے۔ ظاہر ہے طبعاً کوئی بھی انسان زیادہ دیر تک ظلم برداشت نہیں کرسکتا اور آخر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پھر عربوں جیسی بہادر قوم اور قریش جیسے غیور وشجاع قبیلے اپنی متکبر اور سرکش برادری کے ہاتھوں ہر نئے سورج گوناگوں تکالیف کیسے گوارا کیے جاتے؟ چنانچہ نو مسلم ہاشمی اور قریشی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر منجملہ دوسری بعض باتوں کے جوابی کارروائی کی بھی اجازت طلب کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد بھی ابتداء میں کچھ ایسی ہی کیفیت رہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے (متذکرہ عنوان آیت سے) اوپر کی آیات میں جہاں دشمنانِ اسلام کے خلاف اسباب کی حد تک پوری تیاری کرنے اور مستعد رہنے کا حکم دیا وہاں اس آیت میں فرمایا:

> ''(ابھی) ٹھہرو، لڑائی سے ہاتھ روکو، دشمن سے مڈبھیڑ ہونے اور مقابلہ کرنے سے قبل اپنی تربیت کرلو، یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔''

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں معاندین اسلام پر حملوں کے مقابلے میں جس قسم کی جوابی کارروائی کرنا اور دفاع مطلوب ہے اس کے لیے خاص طور پر اخلاقی تربیت نہایت ضروری ہے اور اس تربیت کا طریقہ بھی اسلام کا اپنا اور نرالا ہے۔ جس کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب اختیار کرتے ہوئے اُس ذات پاک کے ساتھ خاص تعلق جوڑنا اور اس پر کامل اعتماد کرنا ہے اور اس تربیت کا بہترین طریقہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بسر وچشم اس ہدایت کو عمل میں لائے۔ انہوں نے سارے معاملات میں اولین حیثیت نماز کو دی، اور دوسری زکوٰۃ کو۔ ان کی ساری مساعی اور حکمتیں اسی مرکزی نقطہ پر مرکوز ہیں۔ ایسا اعلیٰ تربیتی کورس پاس کرنے کے بعد دنیا نے دیکھا کہ کسی ایک میدان میں بھی اس مقدس جماعت نے پیٹھ نہیں دکھائی اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد اس کی شریعت پر ایمان اور اس پر عمل کی برکت سے چند سالوں میں مخالفین اسلام کے ملکوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دل بھی فتح کر لیے۔

قیام پاکستان کے وقت یعنی ۱۹۴۷ء سے آج اٹھارہ سال ہوتے ہیں کہ سیکولر حکومت کے عنوان سے ہندوستان کی ہندو حکومت نے اندرونی طور پر اپنے زیر سایہ مسلمان کو مسلمان ہونے کی ''سزا'' دینے پر اپنا پورا زور صرف کر دیا ہے اور خارجہ طور سے پاکستان کو (خاکش بدہن) ختم کرنے کی بڑیں ہانکی جا رہی ہیں۔ لیکن مسلمان خصوصاً پاکستانی اس وقت کو ترس رہے ہیں کہ کب انہیں جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ملتا ہے اور کب وہ جذبہ جہاد میں سرشار کفن بردوش مدعیان سیکولرزم کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔

علی گڑھ وغیرہ مقامات ہند کے حالیہ واقعات اور خصوصاً کشمیر کی جنگ آزادی کے موجودہ حالات سن سن کر مسلمانان پاکستان کا خون کھول رہا ہے۔ بس ہر لمحہ و لحظہ حکومت کی اجازت کا انتظار ہے۔

حالات کی جو بظاہر رفتار ہے اگر یہ ایسے ہی رہے تو جنگ کے دریا میں شاید دیوانہ وار کودنے پر ہمیں مجبور کر دیا جائے۔ لیکن اس وقت کے آنے سے پہلے ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کی زیب عنوان آیت میں مذکور تربیتی کورس پر اجتماعی طور سے خصوصی توجہ دیں۔ سب مسلمان نماز با جماعت کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لیں اور پوری زکوٰۃ ادا کر دینے اور جہاد کی راہ میں خرچ کرنے کا سچا عہد کریں اور پھر اس کو خوب نبھائیں۔

اس تربیتی کورس کے نتیجے میں شجاعت، بہادری اور جواں مردی کے اوصاف پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے عاطفۂ ہمدردی نشوونما پائے گا، دلوں کو جلا ملے گی تو دماغوں کو روشنی، حسب ارشاد باری تعالیٰ: ﴿أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ دشمنانِ اسلام پر شدت مسلمانوں کا واحد ہدف ہو گی جس کا سب سے پہلا اثر ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کی صورت میں ظاہر ہو گا...... اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا یہ قرآنی نسخہ بہترین ہے......

جہاں تک مادی وسائل کا تعلق ہے، اس سے بحمد اللہ، پاکستان کا دامن بھر پور ہے، بظاہر اسباب ہمارے صدر مملکت کی خارجہ پالیسی کے باعث نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ عالمی سیاست کا مزاج بھی ہمارے حق میں ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں پر مظالم اور کشمیر کے معاملات میں اندرونِ ملک کامل یک جہتی موجود ہے۔ یہ نہایت اچھی فال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں مزید بہتری فرمائے۔ ابھی ابتداء ہے معلوم نہیں انتہاء کہاں تک پہنچے۔ اس سلسلہ میں بظاہر جو کمی ہے وہ یہ کہ عوام کو عسکری قسم کی ٹریننگ کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ممکن ہے اس میں کوئی مملکتی مصلحت ہو۔

بس ہمیں فکر کرنی چاہیے تو اسی چیز کی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ضروری شرط یعنی اللہ تعالیٰ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذریعہ اقامت صلوٰۃ و ایتائے زکوٰۃ تعلق اجتماعی طور سے قائم کریں۔ بے حیائیوں اور بے حیائی قسم کی رنگ رلیوں سے تائب ہوں اوران سے اجتناب کا عہد کریں اورزیادہ توجہ بنیاد پر مرکوز رکھیں۔

خدا نہ کرے کہ ہم مادی وسائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنی اطلاق گراوٹ کے باعث کسی میدان میں مات کھا جائیں۔ لاقدرہ اللہ۔ توقع رکھنی چاہیے کہ ہماری حکومت، فوج اور مجاہد فورس، اس قرآنی حکم پر فوراً عمل شروع کردیں گے۔ واللہ الموفق!

(۳؍ستمبر ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین موقع!

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ!

کشمیر کے اندر جو دھاندلی نہرو حکومت اور ڈوگرہ راج کی ملی بھگت نے ۴۷ء میں مچا دی تھی، پاکستان کے غیور پٹھانوں اور پنجاب کے سرفروش مجاہدوں نے اس کا بروقت ایسا دنداں شکن جواب دینا شروع کر دیا تھا کہ ڈوگرہ راج چند دنوں کا مہمان نظر آ رہا تھا وہ تو کہیے کہ حکومت پاکستان کی امن پسندانہ سرشت اور فطری شرافت آڑے آ گئی کہ اس نے درمیان میں آ کر لڑائی بند کرا دی اور اس طرح ہندوؤں اور انگریزوں کی عیاری کو خواہ مخواہ کی فتح کا ایک اور موقع مہیا کر دیا۔ ہماری رائے میں اس وقت کی جنگ بندی بہت بڑی سیاسی غلطی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلسل اٹھارہ سال ہندوستان کی مسلم اقلیت اور کشمیری مسلمان ہندوؤں کی چیرہ دستیوں اور زندگی کا تختہ مشق چلے آ رہے ہیں خیر وہ جو ہوا سو ہوا اتنی طویل مدت کے بعد خدا خدا کر کے یہ زریں موقع اب پھر ایک دفعہ ہاتھ آیا ہے، ایزد برتر کی مشیت نے بڑے سازگار حالات پیدا کر دیے ہیں باطل اور حق، ظلم و انصاف فساد اور امن پسندی کے درمیان فیصلہ کن مرحلہ آ گیا ہے۔

اب جبکہ ہندو حکومت جو یہودیوں اور عیسائیوں سے ملنے والی ہر قسم کی فوجی امداد کے نشہ میں بدمست ہو کر پاکستانی علاقوں پر بھی چڑھ دوڑی ہے اور کھلے بندوں جارحیت کا ارتکاب کر رہی ہے، جس نے پاکستان کو بھی میدان میں کود پڑنے پر مجبور کر دیا ہے، حکومت پاکستان کے ایک ترجمان کے بقول اب ''جو ہو سو ہو'' ہمیں ہر قیمت پر فتح کی منزل تک پہنچ کر دم لینا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مملکت کی رموز، خسروان جانتے ہیں مگر ہمارے خیال میں کام ہمیں بہت پہلے کرنا چاہیے تھا تاہم بحمد اللہ! اس کے مواقع ہندو حکومت کی نوازشوں سے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں تلوار نیام سے نکلی ہے تو اس وقت تک نیام میں واپس نہیں جانی چاہیے، جب تک کم از کم کشمیر کو مسلمانوں کے لیے خالی نہ کرا لیا جائے۔ قرآن حکیم کی ان آیات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔

﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ o وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ o ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ o﴾ (محمد: ٤ ـ ٩)

''سو جب تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو جائے تو ان کی گردنیں مار دو، یہاں تک کہ جب ان کو قتل کر چکو تو (زندہ پکڑے جانے والوں کو) مضبوطی سے قید کر لو، پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیے یا کچھ مال لے کر، یہاں تک کہ لڑنے والے (لڑائی کے) ہتھیار (ہاتھ سے) رکھ دیں یہ حکم (یاد رکھو) اور اگر خدا چاہتا تو (اور طرح ان سے) انتقام لے لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، ان کے اعمال وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جما دے گا اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے تباہی ہے، ان کے عملوں کو اللہ برباد کر دے گا۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے جو چیز نازل فرمائی انہوں نے اس کو ناپسند کیا، (جس کے نتیجے میں) اللہ نے ان کی کارروائیاں اکارت کر دیں۔''

اس وقت جہاں پورا ملک اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے جنگ جیتنے کے لیے کفن بردوش ہے وہاں عیسائی حکومتیں اور ان کی سلامتی کونسل جنگ بند کرانے کے لیے اپنی عیاری کی پٹاری سے تجاویز نکال رہی ہیں اور مگر مچھ کے آنسوؤں کے ساتھ جنگ بند کرانے کی اپیلیں کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ساری ملت اسلامیہ اور پورے ملک کی اپنی حکومت سے درخواست ہے کہ دوبارہ ۴۹ء کی غلطی کا اعادہ نہ ہونے پائے، ان شاء اللہ یقیناً فتح ہماری ہوگی اسلام کی ہوگی، حق وصداقت کی ہوگی۔ پس منزل مقصود تک پہنچے بغیر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

ہندو قوم نے سفاکیت اور بربریت کی انتہا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت ایسے ظالموں کو آخر تباہ کرنے کی چلی آتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا o ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ o﴾ (محمد: ١٠ ـ ١١)

''کیا انہوں نے ملکوں کی سیر نہیں کی تا کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ نے ان کو تباہ کر دیا اور اسی طرح کا عذاب ان کافروں کو (بھی) ہوگا۔ یہ اس لیے کہ اللہ، ایمان داروں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔''

صدق اللہ مولانا العظیم ۔ (۱۰/ستمبر ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے؟

کفارِ ہند سے جہاد کرنے والوں کے لیے بشاراتِ نبویہ ﷺ

﴿وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ﴾ (الانفال : ۱۰۴)

''تمہیں اللہ سے وہ کچھ ملے گا جس سے دشمن قطعاً محروم ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی فضیلت میں قرآن و حدیث کی بکثرت آیات و احادیث تو موجود ہیں جس سے قرآن و حدیث سے شغف رکھنے والا تقریباً ہر شخص واقف ہے اور یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اسلام سے جہاد مسلمان کی سرشت میں داخل ہے اور معمولی موقع ملنے پر جذبہ جہاد بیدار ہوتے ذرا دیر نہیں لگتی۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

لیکن دنیا کی دو بڑی اسلام دشمن کافر قوموں سے مسلمانوں کو جو سابقہ پڑنے والا تھا.....یعنی عیسائی اور ہندو.....ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر متنبہ فرما دیا تھا اور ان کے ساتھ جانی اور مالی جہاد کی بڑی ترغیب اور فضیلت بیان فرمائی تھی۔ مسلمانوں کے اجتماعی ذہن پر ان قوموں سے جہاد کرنے کا تصور مرتسم رہے۔ پھر ہمارے محدثین کرام رحمہم اللہ نے اپنی مدونہ حدیث پاک کی کتابوں میں ان دونوں قوموں سے جہاد کو مستقل عنوانوں سے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ کی مشہور و مقبول کتاب سنن نسائی میں ''غزوۂ ہند'' کے عنوان کے تحت ذیل کی دو حدیثیں ذکر فرمائی گئی ہیں:

پہلی حدیث:

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اَنْفِقُ فِيْهَا نَفْسِیْ وَمَا لِیْ فَاِنْ اُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَآءِ فَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبِی هُرَيْرَةَ الْمُحْتَرَرُ.)) ❶

یہی روایت مسند امام احمد میں دوسری سند سے آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنِیْ خَلِيْلِیَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

---

❶ سنن نسائی: ٥٦۔ جلد، ۲، قسم: ۲، از حضرت امام بخاری رحمہ اللہ۔ ص: ۳۶۹، جلد: ۲ طبع قدیم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّـهٗ قَـالَ يَـكُوْنُ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَـعْثٌ اِلَـى السِّـنْـدِ وَالْهِـنْـدِ فَاِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهٗ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَاكَ وَاِنْ اَنَـا وَاِنْ اَنَا...... رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ...... قَدْ اَعْتَقَنِي اللّٰهُ مِنَ النَّارِ .)) ❶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کفار) ہندوستان سے معرکہ جہاد پیش آنے کی ہم سے پیش گوئی فرمائی تھی...... پس اگر مجھے اس جہاد کا موقع مل سکا تو میں اس میں جان و مال خرچ کر دوں گا۔ پھر اگر شہادت نصیب ہوگئی تو بہتر شہیدوں میں میرا نام ثابت ہو جائے گا اور اگر میدان جنگ سے زندہ واپس آ گیا تو بھی دوزخ سے نجات کا سبب بہر صورت حاصل ہوگا۔''

دوسری حدیث:

((عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ عصَابَتَان مِنْ اُمَّتِيْ حَرَّرَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوْا الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تكُون مَعَ عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام .)) ❷

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا ایک وہ جو کفار ہند سے غزوہ کریں گے اور دوسری وہ جو قرب قیامت آسمان سے نازل ہونے والے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ساتھ دے گی۔''

کیا بعید ہے کہ ان بابرکت بشاراتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہو کہ ہماری پچھلی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں جب کبھی مسلمانوں کا عیسائیوں یا ہندوؤں سے باقاعدہ مقابلہ ہوا ہے...... ڈپلومیسی الگ بات ہے...... اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی، مسلمانوں کو غلبہ دیا اور دشمنانِ اسلام کو منہ کی کھانی پڑی۔ ساتویں صدی ہجری میں یورپ کے سارے عیسائی صلیبی جنگوں میں اپنی پوری طاقت سے مشرق وسطیٰ کی اسلامی سلطنتوں پر چڑھ دوڑے تھے۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی مجاہدانہ یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور مسلمانوں سے ایسے مرعوب ہوئے کہ ان کو صدیوں تک ہوش نہ آسکی۔ پھر پہلی جنگ عظیم میں موجودہ عیسائی حکومتوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لیے کیا کیا جتن نہ کیے۔ لیکن ترکانِ احرار کی مقاومت کی تاب سارا یورپ نہ لا سکا۔ چنانچہ اپنے ارادوں میں بری طرح ناکام ہوئے۔

❶ البداية: ٢٢٣ـ ج: ٦.

❷ سنن نسائي ايضًا ومجمع الزوائد ص: ٢٥٢ والجامع الصغير للسيوطي نقلاً عن المسند والمختاره للضياء المقدسي كذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ص: ٣١٧، ج: ٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے فضل سے قسطنطنیہ بدستور مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور ایسے واقعات آپ کو بکثرت ملیں گے۔

ایسے ہی معاملہ ہندو قوم کا ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ تاریخ جاننے والوں پر مخفی نہیں ہو سکتا کہ خاندان بنو امیہ کے ایک مرد مجاہد غازی محمد بن قاسم رحمہ اللہ ۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ ، جناب غازی احمد شاہ ابدالی رحمہ اللہ کے ادوار مختلفہ میں ہندو کیسی کیسی شرارتیں اور سازشیں کرتے رہے۔ کتنے لاؤ لشکر اور جنگی ساز و سامان کے ساتھ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے غازیان اسلام کے مقابلہ پر آتے رہے (اور فطرت اس کم ظرف قوم کی اس وقت بھی یہی تھی کہ حملے خود کرتے تھے اور واویلا مسلمانوں کے حملوں کا مچاتے تھے۔) لیکن کسی بڑے اور فیصلہ کن معرکے میں غازیانِ اسلام کے سامنے کبھی بھی نہ ٹھہر سکے اور مسلمانوں کے ہاتھوں ہمیشہ بتائید الٰہی پٹتے ہی رہے۔

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (الفتح: ۲۳)

رسول اللہ ﷺ کی یہ خوشخبریاں ہر اس جنگ کے مجاہدین کے حق میں ہیں جو خالص اسلامی جذبہ سے سرشار، جنگ جو، ہندوؤں سے برسر پیکار ہوں۔ خوش قسمت ہیں ہماری فضائی، بری اور بحری افواج! جو رسول اللہ ﷺ کی اس پیشگوئی کا مصداق بن رہی ہیں۔ ؏

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

پاکستانی مجاہدو! اور غازیو! موجودہ جنگ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی روایات تازہ ہو رہی ہیں۔ آپ کے حق میں۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾

اللہ مسلمانوں کا حامی اور مددگار ہے، آنحضرت ﷺ کی بشارتیں ہیں...... اور ہندوؤں کے خلاف ﴿وَاَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ یقیناً کافروں کا کوئی حمایتی نہیں وغیرہ تنبیہات الٰہیہ کی نذارتیں ہیں۔

ہندوؤں نے بت شکن سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کو ''حملہ آور'' قرار دیا، حالانکہ حملہ خود کرتے تھے۔ اس جھوٹ کی سزا ان کو ''سومنات'' کے تیا پانچہ ہونے کی صورت میں ملی تھی۔ ادھر کئی صدیوں کے بعد اس بت پرست اور آدمی کش قوم نے اسی بت کو دوبارہ تعمیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں۔ مجاہدو! غازیو! وہ دن دور نہیں کہ تمھارے صدر ایوب خان کے ہاتھوں اس بت اعظم کی پھر اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور یہ بات ایک دفعہ پھر اپنی صداقت کا لوہا منوائے گی۔ ''تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔''

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ.

(۱۷ر ستمبر ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوامِ متحدہ دوراہے پر

الانسان عند الامتحان يكرم أو يهان

پاکستان پر بھارت کے حالیہ جارحانہ حملے نے انجمن اقوامِ متحدہ کو ایک نہایت سنگین ابتلا سے دوچار کر کے ایک دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگر اس عالمی ادارے نے تنازعہ کشمیر کے حل کرنے میں اپنے منشور اور اپنی سابقہ قراردادوں اور حق وانصاف کے روشن تقاضوں کو نظر انداز کرنے کی غلطی کی تو یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ اس سے اس کی ساکھ اور اسکے وقار بلکہ اس کے وجود اور مستقبل پر ایسی کاری ضرب لگے گی جو شاید اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو۔ یہ عالمی ادارہ پہلے ہی اپنے تنظیمی ڈھانچے اور اپنے اثر واختیار کے لحاظ سے کسی قابل رشک حالت میں نہیں ہے۔ نو آزاد افریقی اور ایشیائی اقوام اس کے مختلف اعضاء (Organs) میں کئی قسم کی اصلاحات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حالیہ سالوں میں دنیا کے نقشے پر جو غیر معمولی سیاسی تغیرات رونما ہوئے ہیں، انجمن اقوامِ متحدہ کی تنظیم میں ان کی وفادارانہ عکاسی کا مطالبہ روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ عدمِ اطمینان کے ان پہلوؤں کے ساتھ پچھلے چند ماہ میں اس کا وقار اور بھی بری طرح مجروح ہو گیا ہے۔ جیسا کہ امریکہ نے اس کو نظر انداز کر کے ویت نام کے معاملے میں من مانی کارروائیاں کیں، اس کا احساس نہ صرف اس عالمی ادارے کے بہی خواہوں کو شدت سے ہوا، بلکہ اس صورتِ حال کے سب سے بڑے ذمہ دار امریکہ کو بھی ہے۔ چنانچہ اس کا اعتراف صدر جانسن نے اس طرح کیا کہ جب برطانیہ نے پاک و ہند کی حالیہ جنگ میں براہ راست مداخلت کی دعوت دی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس سے باز رہنے کا فیصلہ کیا، کہ انجمن اقوامِ متحدہ کے ذریعے قیامِ امن کی کوششیں اس ادارے کے وقار کو سنبھالا دینے کے لیے ضروری ہیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکی جج آرتھر گولڈ برگ جیسے اہم آدمی کو انہوں نے اسی لیے انجمن اقوامِ متحدہ میں اپنا مستقل نمائندہ بنایا ہے کہ اس ادارے کی افادیت واثر میں اضافہ کیا جا سکے۔ خود انجمن اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری حالیہ بحران کے ضمن میں متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ یہ عالمی تنظیم اس وقت نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہے، اور اگر اس کو اہمیت نہ دی گئی تو اس کے اثر پر ایسی کاری ضرب لگے گی جو اس کو ایک عضو معطل بنا کر رکھ دے گی۔

پاک و ہند تنازعے میں سلامتی کونسل اور انجمن اقوامِ متحدہ کو مؤثر کردار ادا کرنے کا جو موقع ملا ہے وہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ایک نادر موقعہ ہے کہ وہ اپنی افادیت کا ثبوت فراہم کرے۔ اگر اس مرحلے پر اس نے بے لاگ حمایتِ حق اور واضح اصول پرستی کا فریضہ ادا کیا تو یہ چیز پوری دنیا میں اور بالخصوص ایشیائی اقوام میں اس کے وقار میں اضافے کا باعث بنے گی۔ لیکن اگر اس نے بدستور بڑی طاقتوں کی لونڈی بن کر اس کے اشارہ چشم و ابرو پر ہی ناچ کیا اور حق و انصاف کے بجائے (Polisics Power) کو اپنا راہنما اصول بنایا تو یہ بات یقینی ہے کہ اس کا نہایت مہلک اثر اس ادارے پر پڑے گا۔ اور پاکستان کی علیحدگی سے مسٹر بھٹو کے الفاظ میں صرف اسی قدر نہیں ہوگا کہ دنیا کی آبادی کا ایک تہائی اس سے الگ ہو جائے گا بلکہ یہ اس تخریب کی ابتدا ہوگی...... جو شاید اسے تباہی کی منزل تک پہنچا کر رہے۔

انجمن اقوامِ متحدہ اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود اس پریشان دنیا میں امید کی ایک کرن کی حیثیت رکھتی ہے، اور وہ تباہ کن جنگوں کے بعد بیسویں صدی کے انسان نے قیام امن کی جو شدید خواہش اپنے اندر محسوس کی ہے، اس کا اعلیٰ ترین مظہر ہے۔ اب اگر اسے حق و انصاف کے بجائے گروہی مفادات کی آماہ جگاہ بنا دیا گیا تو یہ خود انسانیت پر ایک ظلم ہوگا، اس ضمن میں سب سے بھاری ذمہ داری امریکہ، روس اور بڑی طاقتوں پر ہے۔ کیونکہ ابھی تک اس ادارے میں فیصلہ کن حیثیت انہیں ہی حاصل ہے۔ کشمیر کا مسئلہ ان کے لیے بھی ایک کھلی آزمائش ہے، اگر امریکہ اور روس نے حق و انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کیا تو تاریخ انہیں نہ صرف انجمن اقوام متحدہ کے قاتلوں کی حیثیت سے یاد کرے گی بلکہ انہیں امن و انسانیت کا سب سے بڑا دشمن بھی قرار دیا جائے گا۔ دنیا میں اگر طاقت کی بجائے حق کا بول بالا ہونا ہے تو انجمن اقوام متحدہ کو اچھی طرح اس امتحان کی نزاکت کا احساس کرنا چاہیے جس سے وہ دوچار ہے۔

(۸/۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزارِ شہداء نہیں مسجد شہداء

افواجِ پاکستان کی بہادری و شجاعت اور پاکستان کی بہادر قوم کے عدیم المثال جذبہ ایثار کے اعتراف کے لیے بعض افراد نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ صوبائی اسمبلی چیمبرز کے بالمقابل پارک میں ''نامعلوم شہید وطن کا مزار'' تعمیر کیا جائے۔ تجویز کے حق میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ اس سے پاکستان کی موجودہ اور نئی نسل کو جہاد کا سبق ملتا رہے گا۔ جہاں تک یادگار کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کہ مزار سے جہاد کا سبق بھی ملے گا، بلکہ اس کے برعکس اس بات کا قوی خدشہ ہے کہ نیکی کا یہ جذبہ اور یاد قائم رہنے کی بجائے آغاز میں چراغاں اور پھر مردوں، عورتوں کے جمگھٹے کی آماجگاہ بن جائے، جس کے نتیجہ میں فوائد کی بجائے مضرات کھل کر سامنے آ جائیں۔

ہمارے خیال میں اس یادگار کے لیے وہی تجویز سب سے بہتر، مفید اور دوررس نتائج کی حامل ہے جو ہمارے محترم گورنر ملک امیر محمد خاں صاحب نے کراچی کے تجار کے سامنے پیش کر کے پوری قوم کی تائید حاصل کی کہ شہداء کی یادگار کے لیے مساجد تعمیر کرائی جائیں، ہم صوبائی حکومت سے پرزور اپیل کریں گے کہ وہ اس پارک میں ایک مسجد تعمیر کرے جہاں درس جہاد کے لیے ایک چھوٹا سا مدرسہ اور خطبات کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک دارالمطالعہ بھی قائم کیا جائے جس میں صرف جہاد کے موضوع پر ہر زبان کی کتابیں موجود ہوں۔ عوام ان دونوں مراکز سے مستفید ہوں اور درس جہاد حاصل کریں۔ نیز جب دشمن کے سامنے صف آراء ہونے کی نوبت پیش آئے تو تمام عساکر یہاں سے روانہ ہوں۔ اس تجویز سے ان شاء اللہ سبھی مقاصد پورے ہوں گے۔ اس سے پہلے یہاں مسجد تعمیر کرنے کی تجاویز آ چکی ہیں۔ واپڈا کے حکام سے استدعا ہے کہ وہ اس کام میں سبقت کریں اور احاطہ دفتر کی بجائے یہاں مسجد تعمیر کریں۔

(۱۵/اکتوبر ۱۹۶۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں تحریک احیائے حدیث اور جماعت اہل حدیث کے تاریخی کارنامے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (۱۱۷۶ھ) نے حجۃ اللہ البالغہ کے ساتویں مبحث میں قرآن وحدیث کے فہم، ان سے استدلال اور ان پر عمل کے لحاظ سے دو مستقل مکتب فکر قرار دیے ہیں۔ ❶ اہل حدیث اور ❷ اہل الرای۔ ایک میں ائمہ ثلاثہ کے ساتھ تیسری صدی ہجری کے مصنفین، صحاح ستہ وغیرہم فقہائے محدثین کو مجتہدین امت کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ دوسرے مدرسہ فکر کے سرخیل حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کو قرار دیا ہے۔ پھر دونوں کے اصول استدلال وطریقہ استنباط وتخریج میں موازنہ فرمایا ہے اور اس کتاب میں احادیث کی فقہی تشریح کے علاوہ موطا امام مالک کی جدید ترتیب وتبویب مع ترجمہ وشرح ...... مسوی ومصفی ...... میں اول الذکر جماعت کا طریقہ عموماً اختیار کر کے حریتِ فکر و وسعتِ نظر کی طرح ڈال دی، تاکہ امت مسلمہ، سلف کے منہاج اوّل پر گامزن ہو کر اختلاف فکر ونظر کے باوجود عملاً متحد رہ سکے۔

فقہائے محدثین کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے حضرت شاہ صاحب نے فقہی اعتبار سے عہدِ محدثین کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔ جد امجد کے اس پودے کی پوتے ...... مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

---

❶ تصنیف وتالیف کے ساتھ شاہ صاحب نے کتب صحاح کو بطریق اہل حدیث پڑھنے پڑھانے کو بھی رواج دیا کیونکہ ان کتابوں کا موضوع تصنیف، رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت کا اس طرح جمع کر دینا ہے جس سے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو رہنمائی مل سکے۔ پھر ان کا سب سے بڑا ایک وصف یہ ہے کہ یہ وسیع النظری کی حامل ہیں۔ ان کے جمع وتدوین احادیث اور تبویبِ استدلال میں محدودیت نہیں۔ وہ ہر اس حدیث واثر کو اپنی کتابوں میں لاتے ہیں جو آنحضرت ﷺ اور سلف صالح سے مروی ہے۔ کسی شخص یا فرقہ کی دلیل بنتی ہے یا بگڑتی ہے؟ اس سے ان کو بذاتہ غرض نہیں ہوتی۔ وہ ان مرویات کے ثبوت واحتجاج سے آزادانہ بحث ونظر سے کام لیتے ہی جس سے دماغ میں تعمیری تنقید کی صلاحیت ابھرتی ہے۔

❷ شاید یہی وجہ ہو کہ مسلمان فرقوں میں وحدت فکر وعمل پیدا کرنے کے لیے شاہ صاحب نے فقہائے محدثین کی اس روش کو بنیاد کار اصلاح بنایا اور اس کو اپنی بعض تالیفات کا موضوع بنانا پسند کیا۔ غالباً آپ نے محسوس فرمایا ہو گا کہ دسویں صدی ہجری کے بعد سے دنیائے اسلام میں عام طور پر جمودی اور محدود فقہ کا دور دورہ رہا ہے اور یا پھر خشک بلکہ الحادی تصوف، مدارس میں حدیث کے علوم اگر تھے تو فقہ کے تابع ہو کر رہ گئے تھے۔ روایات کا کام بس یہی تھا کہ رطب ویابس سے محافل میں رنگینی پیدا کر لی جائے یا اپنے اپنے مذہب یا مشرب کے لیے بلالحاظ ثابت وغیر ثابت ان سے اینٹ اور گارے کا کام لیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۴۶ھ) نے آبیاری کی۔

بعدہٗ ان کے فیض یافتگان کے ایک محقق طبقہ کے ہاں یہ درخت بارآور ہوا۔ یعنی حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب (۱۲۶۲ھ) کے تلمیذ خاص حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی (۱۳۲۰ھ)، اور مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ (۱۲۸۲ھ)، نواسہ شاہ عبدالعزیز کے ممتاز و مجاز شاگرد مولانا نواب سید ابوالطیب محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) کہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس مقدس تحریک کو تدریساً پھیلایا اور نواب صاحب قدس اللہ روحہ نے تحریر و تالیف اور دولت کثیرہ کے ذریعہ علوم قرآن و حدیث کو اکناف عالم تک پہنچایا۔

((مثل كلمة طيبة كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء توتي أكلها كل حين بإذن ربها.))

نواب صاحب نے اصولاً شاہ صاحب کے فقہی نقطہ نظر کی بنیاد پر ۱۲۷۸ھ میں بلوغ المرام کی فارسی شرح ''مسک الختام'' ۱۲۹۴ھ میں تجرید صحیح بخاری للشرجی رحمہ اللہ کی شرح ''عون الباری'' ۱۲۹۹ھ میں تلخیص صحیح مسلم للمنذری رحمہ اللہ کی شرح ''السراج الوہاج'' تالیف فرمائیں۔

علاوہ ازیں اصحابِ تحقیق کے لیے اگر ایک طرف ہزاروں کے صرفہ سے ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار ۱۳۰۰ھ میں ۵۰ ہزار روپے خرچ کر کے فتح الباری، شرح صحیح البخاری بولاق مصر سے شائع کرائیں تو دوسری طرف صحاح ستہ بشمول موطا امام مالک کے اردو تراجم و شرح لکھوا کر شائع کرانے کا بھی اہتمام کیا، تاکہ عوام براہ راست علوم سنت کے انوار سے متمتع ہو سکیں۔

محدث دہلوی کے تلامذہ سے علامہ ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب محدث رحمہ اللہ (۱۳۲۹ھ) نے عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جیسی بلند پایہ کتاب تالیف کر کے طبع کرائی۔ مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری (۱۳۵۲ھ) نے ۴ جلدوں میں تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی تحریر فرمائی۔ مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی نے ۳۰ جلدوں میں فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری لکھی اور مولانا عبدالاول غزنوی امرتسری (۱۳۳۱ھ) بن مولانا محمد (تفسیر جامع البیان کے محشی اور مصفی و مسوی طبع اول کے ناشر۔ متوفی ۱۲۹۶ھ) عارف باللہ، مولانا عبدالغزنوی رحمہ اللہ نے ترجمہ و حاشیہ مشکوۃ لکھا اور طبع کرایا۔ وغیرھم

نیز حدیث کی متعدد جلیل الشان کتابوں کی پہلی دفعہ اشاعت کا شرف علمائے اہلحدیث ہند کے حصہ میں آیا۔ مثلاً سنن دارقطنی و التلخیص الحبیر، درایۃ فی تخریج احادیث ہدایہ، معجم صغیر طبرانی، سنن دارمی، منتقی الاخبار وغیرہ اور یہ واقعہ ہے کہ اب تک یہی مطبوعات دنیا کے اصحاب تدریس و افتاء اور اہل تحقیق کے کام آتی رہی ہیں۔ وللہ الحمد

غرضیکہ شاہ ولی اللہ کی تحریک تجدید و احیاء سنت کو یہاں کی جماعت اہل حدیث نے علماً و عملاً سرگرمی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری رکھا۔ اس آفتاب ضیا پاش سے دنیائے اسلام کے دور دراز کے گوشے روشن ہوگئے اور عالمِ اسلام کے متعدد اہلِ علم و تحقیق نے موجودہ دور میں بسلسلہ طباعت و اشاعت علوم حدیث، علمائے حدیث ہند کے مقتداء ہونے کا اعلان و اظہار فرمایا۔ چنانچہ مصر کے علامہ محمد رشید رضا مرحوم نے ان الفاظ میں علمائے حدیث کو خراج تحسین ادا کیا۔ ❶

((و لولا عناية اخوانناعلماء الهند بعلوم الحديث في هذه العصر لقضى عليها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت في مصر و الشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر حتى بلغت منتهى الضعف في اوائل القرن الرابع عشر (مقدمه مفتاح كنوز السنة.))

ایک دوسرے مصری محقق شیخ عبدالعزیز خولی رحمہ اللہ نے لکھا:

((و لا يوجد في الشعوب الاسلامية من وفى الحديث قسطه من العناية في هذاالعصر مثل اخوانامسلمي الهند اولئك الذين وجد بينهم حفاظ للحديث ودارسون لهاعلى نحوماكانت تدرس في القرن الثالث حرية في الفهم ونظرفي الاسانيد كماطبعواكثيرامن كتبها النفيسة التي كادت تذهب بها يد الاهمال وتقضى عليهاغيرالزمان ...... و ان اساس تلك النهضة في البلاد الهندية انذاذاجلاء تمخضت بهم العصور الحديثة وانتهجوافي تحصيل العلوم نهج السلف فنبه شانهم وعلاامرهم وذاع صيتهم فكان لهاالاثرالصالح والسبق الواضح ومن اشهرهولاء الاعلام ولى الله الذهلوى صاحب التصانيف اشهرها حجة الله البالغة والسيدصديق حسن خآن ملك بهوپال صاحب التصانيف الكثيرة ومن حسناته (يعنى السيدصديق حسن رحمه الله) طبع فتح الباري ونيل الاوطار وتفسيرالحافظ ابن كثير......طبعت هذا على نفقته في المطبعة الاميرية بمصر فكانت من انجح وسائل احياء السنة......وفي الهند الآن طائفة كبيرة تهتدي بالسنة في كل امور الدين ولاتقلد احدامن الفقهاء ولاالمتكلمين وهي طائفة

❶ واضح رہے کہ علامہ رشید رضا کی عبارت کی تشریح دوسرے مصری عالموں نے خوب کر دی ہے جیسا کہ علامہ خولی اور علامہ دمشقی و مصری کی تحریروں میں ہے لہٰذا علامہ رشید رضا کی عبارت کا مصداق برصغیر کے حنفیہ کرام کو قرار دینا مصداق القول مالا یرضاہ القائل کے قبیل سے ہے اور کسے معلوم نہیں کہ ہمارے بھائیوں کی خدمات حدیث عموماً بواسطہ خدمت مذہب حنفیہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحدثین.)) ❶

ایک اور محقق علامہ محمد منیر دمشقی احیائے سنت کی اس تحریک کے متعلق لکھتے ہیں:

((وهي نهضة عظيمة اثرت على باقي البلاد الاسلامية فاقتدى بهاغالب البلاد الاسلامية في طبع كتب الحديث والتفسير.)) ❷

حضرت نواب سید محمد صدیق حسن کے بارے میں یہ تاثرات ظاہر کیے:

((كم له من اياد بيضاء في خدمة العلم والعلماء وان جحد فضله الحاسدون وضعفاء العقول المتصنعون.)) ❸

یہ ہے مختصر روئداد علمائے اہلحدیث ہند (برصغیر) کے زریں کارناموں کی جو انہوں نے شاہ صاحب کی اس تحریک کے سلسلے میں سرانجام دیئے۔ اگر ولی اللہی خانوادے سے منسلک سبھی علمائے کرام شاہ صاحب کے طریق کو اپنا لیتے تو ہمارے ہاں کی مذہبی حالت موجودہ صورت حال سے مختلف ہوتی۔

ہوا یہ کہ آپ کے خاندان سے متوسل ایک گروہ (یعنی علمائے دیوبند اور ان کی دیکھا دیکھی ان کے برادران بریلویہ وغیرھم) نے اس طریقِ تدریس اور ترویج علمِ حدیث کو بعض مخصوص مصلحتوں کی بناپر شاہ صاحب کے کچھ مدت بعد ترک کردیا۔ اس گروہ کے اصحابِ تدریس وتالیف نے بلاشبہ اشاعت دین کی بعض قابل قدر خدمات تو سرانجام دیں، مگر علم حدیث کو اس کا پورا حق دینے کے لیے تیار نہ ہوسکے۔ انہوں نے اپنے بعض پیش رو مؤلفین و شارحین کی طرح علم حدیث کی خدمت کرتے وقت بعض خاص مقاصد سامنے رکھے۔ محدثین مجتہدانہ کتابوں کو شاہ صاحب کے مجوزہ طریقہ کی بجائے ''اصحاب الرائے'' کے طریق پر پڑھایا۔ ان کتابوں کو مفید حواشی سے ضرور مزین کیا گیا لیکن بعض احادیث کی تشریح وتطبیق اور تصحیح وتضعیف میں گروہی جانبداری ملحوظ رکھی گئی۔

مختلف فیہ مقامات میں کتاب کے اندر جو کچھ ہوتا ہے اس کی اثر آفرینی سے تقریر و تدریس میں بچانے کی کوشش ہوتی ہے اور حاشیہ میں متن کی مخالفت پائی جاتی ہے جو حدیث مدرس ومحشی کو مخالف مذہب نظر آئے اس کو توجیہ وتاویل کی نذر کرنے پر زور دیا جاتا ہے لیکن جس کو اتفاق سے مطابقت مذہب کا شرف حاصل ہوگیا، اس کو تسلیم کرلیا جاتا ہے اور مقصد اس تکلف سے اکثر یہ ہوتا ہے کہ طلبائے علوم حدیث میں وسعت قلب وفسحت نظر نہ پیدا ہونے پائے۔ وہ بدستور ایک حصار میں محصور اور ایک خاص سانچے میں ڈھلے رہیں۔ تنقیدی ذوق اگر پیدا بھی ہو تو وہ تعمیری نہ ہو جارحانہ ہو۔

بطورِ مثال مذکورہ بالا گروہ کی صف اوّل کے فقہائے ہند کے حواشی کتب حدیث دیکھ لیے جائیں تو اوپر کی

---

❶ مفتاح. ❷ انموذج من الاعمال الخيرية ص: ٤٦٨. ❸ الموذج: ص ٣٨٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارش کے مبنی بر واقعات ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جناب مولانا احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری (۱۲۹۷ھ) کے حواشی صحیح بخاری، جامع ترمذی اور مشکوٰۃ ۔ جناب مولانا عبدالغنی صاحب مرحوم مجددی (۱۲۹۶ھ) و مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے حواشی سنن ابن ماجہ و سنن نسائی اور نواب محمد قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی (۱۲۸۹ھ) کا اُردو حاشیہ مشکوٰۃ وغیرہ۔

اور یہی طرزِ تالیف و تدریس ان حضرات کے بعد میں آنے والوں میں عام طور پر چلا آ رہا ہے۔ الا ماشاء اللہ ظاہر ہے یہ صورت حال طلبائے علومِ حدیث کے لیے الجھن کا باعث بنی ہوئی ہے کہ حاشیہ متن کے مخالف سمت نظر آئے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ ہمارے ہاں مدارسِ عربیہ میں متداول حدیث کی کتابوں کے تشریحی حواشی ایسے ہوں جو اس مشکل کا علاج ہوں اور خود ذہنی الجھاؤ کا سبب نہ بنیں بلکہ ائمہ حدیث کے نظریات کے موید اور وضاحت کنندہ ہوں جن میں محدثین کے غیر جانبدارانہ معیار جرح و تعدیل اور بحث و تمحیص اور شاہ صاحب کے اصولِ فقہیات کو سامنے رکھا جائے۔ نیز بلا امتیاز مذہب و مشرب سارے اسلاف کرام۔ محدثین ہوں یا فقہاء کا احترام ہمیشہ ملحوظ رہے۔

یہ کام علمائے حدیث (متحدہ ہند) کے کرنے کا تھا جس کی طرف توجہ فرمائی گئی۔ چنانچہ علامہ شیخ حسین بن محمد یمانی بھوپالی رحمہ اللہ (۱۳۲۷ھ) کے ایک فاضل شاگرد مولانا محمد نورالدین ہزاروی کے حواشی سنن ابن ماجہ (مؤلفہ ۱۳۱۲ھ) اور سنن ابی داوٗد (مؤلفہ ۱۳۱۸ھ) اصح المطابع لکھنؤ سے اور محدث دہلوی رحمہ اللہ کے دو قابل شاگردوں مولانا ابوعبدالرحمٰن محمد پنجابی رحمہ اللہ (۱۳۱۵ھ) اور مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہاں پوری (۱۳۳۸ھ) کے قلم سے سنن نسائی کا حاشیہ مطبع انصاری دہلی سے (۱۳۱۵ھ) میں شائع ہوئے۔ اسی اثنا میں تنقیح الرواۃ حاشیہ مشکوٰۃ مولانا سید احمد حسن دہلوی (۱۳۳۸ھ) تلمیذ حضرت شیخ الکل میاں صاحب دہلوی نے تالیف فرمائی جس کا نصف طبع ہو چکا ہے اور نصف ثانی کا مخطوط ہمارے ہاں بحمد اللہ موجود ہے جس کی طباعت و اشاعت کا ہم پر فرض عائد ہوتا ہے۔ اس دورِ یاس و قنوط میں احقر نالائق کی تحریک و تجویز اور مولانا حافظ محمد زکریا مرحوم کی مساعی و اعانت سے مشکوٰۃ کی جلیل القدر صحیح شرح تیار ہونی شروع ہوئی جس کی تین ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جلد اول ہمارے المکتبۃ السّلفیہ سے اور ثانی و ثالث ہندوستان میں طبع ہوئی ہیں۔

علاوہ ازیں اس ناکارہ خلائق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے تین سال کے قلیل عرصہ میں ''التعلیقات السّلفیہ علی سنن النسائی'' جیسی ضخیم کتاب کی تالیف و تصحیح و کتابت و طباعت سمیت شائع ہوئی جس نے اہلِ علم کے ہاں بار پایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین وللہ الحمد

(۳؍ نومبر ۱۹۶۷ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاند پر جانے کی سنسنی خیز مہم!

تسخیر کائنات کا مطلب قرآنِ حکیم کی روشنی میں

ان دنوں ہر طرف غلغلہ اور شور ہے کہ روس و امریکہ کی ''خلائی راکٹ دوڑ'' سیاسی مسابقت میں امریکہ بازی لے گیا ہے جبکہ امریکی قمری گاڑی کے ذریعہ دو انسان مبینہ طور پر چاند کے اندر پہنچ گئے۔ اس پر عموماً مسرت کے شادیانے بج رہے ہیں اور اس کو ''تسخیر کائنات'' اور انسانیت کی معراج تک کہا جا رہا ہے۔

لیکن ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے، کہ فی نفسہ یہ امر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا جب تک کہ اس کے نتائج وثمرات انسانیت کے لیے مفید ثابت نہ ہوں گے، اس لیے کہ اب تک کی سائنس کی ترقی سے دُنیا بھر کے مظلوم انسانوں کو نہ صرف کہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا بلکہ ہلاکت خیزی، قتل وخون ریزی، اخلاقی بے راہ روی، ظلم وتعدی کے دن بدن اضافے نے ان کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ امن وسکون حرام، بے چینی بڑھ رہی ہے اور کروڑوں انسان اس سیاسی دوڑ کے دو پہلوانوں کے ظالمانہ استحصال اور لوٹ کھسوٹ کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے فی نفسہ ایسی مہموں کا نہ تو اسلام سے کوئی تصادم ہے اور نہ ہی اسلام ان کو اہمیت دیتا ہے۔ کیونکہ جس قدر انسانوں کو ضرورت ہے اتنی تسخیر چاند وسورج کے یوم تخلیق سے موجود ہے، نہ صرف یہ دونوں سیارے بلکہ ساری کائنات ارضی وسماوی، انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے پیدا فرمایا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ چاند وسورج وغیرہ کی تسخیر کے بارے میں چند آیات مع ترجمہ اس مقام پر ذکر کر دیں تاکہ اصل حقیقت کی وضاحت ہو سکے، اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ۝﴾ (الرعد: ۲)

یعنی (اللہ تعالیٰ نے) آفتاب ومہتاب کو (تمہارے) کام میں لگا دیا ہر ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے،

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ۝ وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۝﴾

(ابراهيم: ۳۳ـ۳٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور تمہارے فائدے کے واسطے سورج اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلتے رہتے ہیں، اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا اور جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے۔ سچ یہ ہے کہ انسان بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکر ہے۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ (لقمان: ۲۹)

''اور اس (اللہ) نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتے رہیں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ﴾ (فاطر: ۱۳)

''اور اس (اللہ تعالیٰ) نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے، ہر ایک وقت مقررہ تک چلتے رہیں گے، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، اسی کی سلطنت ہے اور اس (اللہ) کے سوا جن کو (جن ہوں یا انسان، پیر ہوں یا پیغمبر، پتھر ہوں یا قبریں) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔''

سورۂ جاثیہ میں فرمایا:

﴿وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾ (الجاثیة: ۱۳)

''اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے (تمہارے لیے) مسخر بنایا، بے شک ان لوگوں کے لیے اس میں دلائل (توحید) ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں جو اپنے معنوں میں بالکل واضح ہیں اور ایسی ہی دوسری آیات میں فرمایا یہ گیا ہے کہ کائنات روز ازل سے ہی انسان کے لیے مسخر ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اس تسخیر کے شکریے میں صرف خالق و مدبر کائنات اللہ تعالیٰ ہی سے تعلق عبادت و اطاعت رکھے اور اس کے بھیجے ہوئے صراط مستقیم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گامزن رہے، آخرت کے محاسبے کا یقین رکھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا بلکہ ''تسخیر'' میں بدمست ہو کر حق تعالیٰ سے بغاوت کرے گا جیسا کہ موجودہ ''خلائی فاتحین'' نے اودھم مچا رکھی ہے تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے اسے تیار رہنا چاہیے جیسا کہ ایسے ہی بدمست لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے ایک مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ﴾ (الرعد: ٦)

جمعیت علمائے اسلام کا سیاسی کردار؟

جمعیت علماء اسلام کے دو سرکردہ عہدہ داروں مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی کے بیانات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے حالیہ بعض بیانات میں بتیس سرکردہ علماء کی طرف سے متفقہ طور پر پیش کردہ ۲۲ نکاتی دستوری سفارشات ۱۹۵۲ء کو بنیاد بنانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے جمعیت اہل حدیث پورے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ تعاون پر تیار ہے، لیکن جمعیت علماء اسلام کے ہر دو راہنماؤں کا موجودہ سیاسی کردار ہمیشہ ہماری سمجھ سے بالاتر رہا ہے، یوں تو یہ حضرات ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے دعوے دار ہیں، لیکن ان کے ہر طرزِ عمل میں کمیونسٹوں سوشلسٹوں اور لادینی عناصر کی حمایت کا پہلو نکلتا ہے، پیپلز پارٹی کے ساتھ تعاون اور پاکستان لیبر پارٹی کے ساتھ معاہدے آخر یہ کیا ہیں؟

یاد رکھیے دین پسند عناصر کو امریکی سامراج کا ایجنٹ کہہ دینے سے عوام کو مغالطے میں مبتلا نہیں رکھا جا سکتا، جمعیت کو پہلے اپنے رویے میں یک سوئی اور اعتدال پیدا کرنا چاہیے اور ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ کہیں آپ لوگ خود کسی دوسرے غیر ملکی سامراج کے ہاتھوں کٹھ پتلی تو نہیں بن رہے؟! ان سب باتوں کا جائزہ لے کر آپ کی جمعیت دوسری دین پسند جماعتوں کی طرف دست تعاون بڑھائے، ورنہ اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ ان کا یہ تعاون کے لیے دراز کیا ہوا ہاتھ خالی واپس چلا جائے۔ بلاشبہ دینی صفوں میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے، لیکن اس کے لیے صحیح طریق کار اختیار کرنا ضروری ہے، دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے سے منزل تک نہیں پہنچا جا سکتا، اتحاد کی بنیاد اسی چیز کو بنایا جائے جس کو ہمارے آپ کے اکابر بنا چکے ہیں۔

(۱۸-۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’الاعتصام‘‘ کا اکیسواں سال

الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله ، امابعد:

افسوس! زندگی کی، ہماہمی اورمشاغل کے انہماک میں گزرتے وقت کا احساس نہیں رہتا۔ ابھی کل کی بات معلوم ہوتی ہے کہ فیروز پور (مشرقی پنجاب) سے گوندلانوالہ آنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں راقم نے ایک اخبار جاری کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ ’’اہل حدیث‘‘ امرتسر‘ نذرِ حوادث ہو چکا تھا۔ چنانچہ گوندلانوالہ کے ضلعی مقام (گوجرانوالہ) میں ہفت روزہ اخبار کے لیے ’’الاعتصام‘‘ نام کی خود میں نے درخواست گزاری اور اپنی ہی ایک سال کی محنت اور دوڑ دھوپ کے بعد بعون اللہ تعالیٰ ڈکلریشن حاصل ہونے میں کامیابی حاصل ہوگئی۔

اور حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی سرپرستی مخدومی حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب کی مخلصانہ راہنمائی اور مولانا محمد حنیف صاحب ندوی دام مجدہ کی فاضلانہ ادارت میں اگست ۱۹۴۹ء (۱۳۶۸ھ) میں ’’الاعتصام‘‘ کا پہلا شمارہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگیا۔ وللہ الحمد

اس کے کچھ مدت بعد جماعت کی تنظیم عمل میں آئی..... مرکزی جمعیت اہل حدیث‘ مغربی پاکستان ..... پھر کئی سال بعد جماعتی درسگاہ ’’الجامعة السلفیه‘‘ لائل پور میں قائم ہوئی۔ نیز عظیم اجتماعات پر مشتمل مرکزی جمعیت کی متعدد تبلیغی اور تنظیمی کانفرنسیں مختلف شہروں میں انعقاد پذیر ہوتی رہیں اور ملک کے سیاسی معاملات میں بھی مذہبی حیثیت سے جماعت نے حصہ لیا اور الحمدللہ کہ تحقیقی مقالات و تبلیغی کام کے ساتھ ساتھ یہ سب خدمات ’’الاعتصام‘‘ سرانجام دیتا رہا۔ یہاں ’’الاعتصام‘‘ کی تاریخ بیان کرنا مقصود نہیں۔ یہ باتیں برسبیل تذکرہ زبانِ قلم پر آ گئی ہیں۔

یہ بیس سال دیکھتے دیکھتے بیت گئے (اور جہاں تک راقم کا تعلق ہے بالکل غفلت میں بیتے) بڑے بڑے انقلاب آئے اور حوادث گزرے‘ اسی مدت میں خاکسار راقم کو اپنے تین شفیق اور فاضل اساتذہ مولانا عطاء اللہ لکھوی، مولانا محمد شرف الدین صاحب دہلوی اور حضرت مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ کے سایہ عاطفت سے محرومی کا صدمہ جانکاہ پیش آیا۔ ان کے علاوہ اسی اثناء میں بہت سے بزرگ، دوست اور رفقاء بھی داغِ مفارقت دے گئے۔ مثلاً حضرت مولانا نیک محمد امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی، مولانا حافظ محمد حسین روپڑی، سیدنا مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی، مولانا محمد اسماعیل صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گوجرانوالہ)، مولانا محمد یونس صاحب دہلوی، مولانا عبدالستار صاحب دہلوی، مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی، مولانا حافظ اسماعیل روپڑی، مولانا نورحسین صاحب گھرجاکھی، حافظ محمد زکریا جھوک داؤدی، مولانا محمد اسحاق رحمانی، ملک امام خان صاحب سوہدروی اور مولوی محمد ابراہیم صاحب خادم..... انا للّٰه وانا الیه راجعون، اللّٰهم ارحمهم رحمة واسعة.

ان سب حضرات کو اللہ تعالیٰ نے خاص خاص امتیازی خصوصیتوں سے نوازا تھا اور اپنے اپنے دائرے کے ماہتاب اور آفتاب تھے یا ستارے۔ ان کے اٹھ جانے سے علم و عمل میں سخت فقدان محسوس رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے۔

﴿الم نجعل الارض كفاتا احياء و امواتا﴾

لیکن سچی بات یہ ہے کہ اربابِ ذوق و عمل کے لیے اب محفل سونی ہو کر رہ گئی ہے۔

﴿و كان قدراً مقدوراً﴾

تو عرض کر رہا تھا کہ اجرائے ''الاعتصام'' کے دن سے آج کے دن تک تقریباً ربع صدی میں دنیا کیا سے کیا ہوگئی اور حالات کی ستم ظریفی کہیے یا مشیت ایزدی کا کرشمہ کہ آج ''الاعتصام'' کے اکیسویں جنم دن کا اداریہ کا لکھنا اس ہیچ میرزا اور کج مج قلم کے حصے میں آ رہا ہے لیکن اس حالت میں کہ.....!

کروٹ کروٹ جنت نصیب، ''الاعتصام'' کے حقیقی سرپرست حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی یاد میں آنسو ڈھلک رہے ہیں۔

یارب! وہ صورتیں اب کس دیس بستیاں ہیں؟
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

حقیقت یہ ہے کہ آخر ہم سب کو بھی وہیں جانا ہے کیونکہ اصل تو آخرت کی حیاتِ طیبہ ہے۔

((وان الدار الاخرة لهى الحيوان لو كانوا يعلمون .))

''الاعتصام'' اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت سے بدستور مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی ہے اور اصلاً اسی پالیسی پر قائم ہے جو حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ اس کو دے گئے تھے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے رفتگان کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور ہم سب کو اخلاص اور جہد و عمل کی توفیق ہو۔ پھر قبولیت خاصہ سے نوازے۔ آمین

(۱ر اگست ۱۹۶۹ء)

۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی حکومت کے بنیادی اُصول

قرآن حکیم کی تصریحات

موجودہ دور کی مغرب سے درآمد شدہ سیاسیات، سیاسی مقاصد اور سیاسی نعروں نے پڑھے لکھے متوسط اور اوپر کے طبقوں کے ذہنوں کو کچھ اس طرح اپنی گرفت میں لے رکھا ہے کہ عموماً سب لوگ، ''جمہوریت''، ''مساوات''، ''عدل اجتماعی''، ''معاشی ہمواری''، ''بنیادی حقوق'' وغیرہ خوشنما الفاظ و اصطلاحات سے بری طرح مسحور ہو چکے ہیں، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ اس سے جذباتِ نفس کو تسکین ملتی ہے، دنیوی خواہشیں اور مادی ضرورتیں تکمیل پذیر ہوتی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ مسلمہ حقیقت کے طور پر یہ یقین کر لیا گیا ہے کہ عوام کو روزمرہ کی زندگی میں جتنی بھی تکلیفیں درپیش ہیں ان کا سبب کسی بھی قسم کی حکمرانی کرنے والے طبقات ہیں، جو عوام کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے خوب خوب مزے اُڑا رہے ہیں، ایسے میں دُنیا کے سیاست گروں کی طرف سے اس قسم کے الفاظ کا افسوں اس زور سے پھونکا گیا ہے کہ دوسرے سب حقوق و فرائض اور اخلاق پس منظر میں چلے گئے ہیں ...... اور یہ کھیل ساری دُنیا میں کھیلا جا رہا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اسلامی یا مسلمان حکمرانوں کے ملکوں میں ان سیاسی اصطلاحات کو...... جن کی حقیقت عملاً گورکھ دھندے سے زیادہ نہیں، کیونکہ ان سے دُنیا کا کوئی اقتصادی و سیاسی مسئلہ اب تک حل نہیں ہو سکا...... ''اسلامی حکومت کے اصول'' قرار دیا جاتا ہے اور اس شدومد سے مسلسل اس کی تشہیر اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اب ہر سیاسی (بلکہ شاید مذہبی بھی؟) پارٹی، ہر سیاست دان اور سیاست باز، سیاسی گھڑ دوڑ میں ان ہی الفاظ کے سہارے بازی جیتنی چاہ رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں نیک نیت اصحاب بھی غلط فہمی میں مبتلا اور مغالطہ کا شکار ہیں، اس لیے کہ جہاں تک قرآن و حدیث کا تعلق ہے، مذکورۃ الصدر امور یا اصطلاحات اسلامی حکومت کے ''اصول'' ہرگز نہیں، بلکہ یہ ''اصول'' کے فروع اور ان کے ذیل میں آتے ہیں یا آ سکتے ہیں، چنانچہ قرآن مجید کے بیان فرمودہ ''اصول'' یہ ہیں:

۱۔ ﴿يَعْبُدُونَنِيْ﴾ (النور: ۵۵) یعنی (''مسلمان'' اپنی حکمرانی میں) میری ہی پرستش کریں گے۔

۲۔ ﴿وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا﴾ (ایضًا) اور میرے ساتھ کسی (بت اور زندے، مردے وغیرہ) کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

۳۔ ﴿اَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ (الحج: ٤١) نماز باجماعت کی پابندی کریں اور کرائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ﴿وَآتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ (الحج: ٤١) اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۵۔ ﴿وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ﴾ (الحج: ٤١) اور نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیں گے۔

۶۔ ﴿وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ﴾ (الحج: ٤١) اور برے کاموں سے روکیں گے۔

تفصیل کا یہ مقام نہیں، سردست اتنا شاید کافی ہوگا کہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے جس دور کو آج کل حکومتی طور پر مثالی کہا جاتا ہے اور واقعتہً وہ مثالی ہی تھا، اُس زرین حکومت کی بنیاد یہی ''چھ اصول'' تھے اور ان ہی اصول کو بنیاد بنا لینے کے باعث اللہ تعالیٰ کی نصرت ہر وقت ان کے شاملِ حال رہی اور وہ ان برکات وثمرات سے متمتع ہوئے، جو تاریخ میں قابلِ فخر کارنامے قرار پائے اور جن پر مسلمانوں کو بجا طور پر ناز ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے نامور مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت استخلاف (سورۃ نور) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

((فالصحابة رضي الله عنهم لما كانوا اقوم النّاس بعد النبی ﷺ بأوامر الله عزوجل واطوعهم لله كان نصرهم بحسبهم اظهروا كلمة الله فی المشارق والمغارب وايدهم تاييدًا عظيما وحكموا فی سائر العباد والبلاد ولما قصر النّاس بعدهم فی بعض الاوامر نقص ظهورهم بحسبهم.)) [1]

''آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کے احکام کے پابند تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر ان کی مدد فرمائی، اُنھوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے پر اپنی توجہات کو مرکوز رکھا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنی نصرت عظیمہ سے نوازا لیکن ...... ان کے بعد؟ تو جیسے جیسے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں کمی آتی گئی اسی نسبت سے اسلام کی ترقی رکتی چلی گئی۔''

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے بیان فرمودہ چھ اصول اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد دونوں کو شامل ہے، اور ہمارے ہاں کے ان چلتے ہوئے فقروں اور الفاظ کی رسائی صرف حقوق العباد تک ہی تو ہے اس سے آگے نہیں۔ لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے جب تک اللہ تعالیٰ کے حقوق لازماً ملحوظ نہ رکھے جائیں اس کے اوامر ونواہی کی پابندی نہ کی جائے حقوق العباد صحیح طور سے ادا ہی نہیں ہو پاتے...... بنا بریں اسلامی حکومت کے یہ قرآنی ''اصول'' اگر اختیار کر لیے جائیں تو ہر قسم کی ''مساوات''، ''جمہوریت''، ''بنیادی حقوق'' وغیرہ خود بخود حاصل ہو جائیں گے، جیسے کہ عہد سلف میں ہو چکا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ص: ١٤١، ج: ٥ طبع المنار.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریر میں آیت: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ الآیۃ تلاوت فرماتے ہوئے کیسے بلیغ انداز میں حکام اور ماتحتوں کے فرائض وحقوق کی وضاحت فرمائی۔

((الا انبئکم ما لکم علی الوالی من ذلکم وبما للوالی علیکم منه ان لکم علـی الوالی من ذلکم ان یاخذ بحقوق اللّٰه علیکم وان یاخذ بعضکم من بـعض وان یهدیکم للتی هی اقوم ما استطاع وان علیکم من ذلکم الطاعة غیر المبروزة ولا المستکره بها ولا المخالف سرها و علانیتها .))

''لوگو! آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ حکام کی ذمہ داری کیا ہے اور ماتحتوں کی ذمہ داری کیا ہے؟ حاکم کی (پہلی) ذمہ داری یہ ہے کہ وہ رعیت سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرائے اور پھر (دوسری ذمہ داری) یہ کہ انسانوں میں ایک دوسرے کے حقوق دلوائے اور (تیسری یہ کہ) امکانی حد تک ان کی (دینی دنیوی) صحیح صحیح راہ نمائی کرے (جب یہ صورت ہو تو) ماتحتوں اور رعیت کا فرض ہے کہ ایسے حاکم (یا حکام) کی خوشی اور دل و جان سے اطاعت کریں، ظاہر و باطن اس کی مخالفت سے باز رہیں۔''

لہٰذا پاکستان کے سیاست دانوں کی خدمت میں مخلصانہ التماس ہے کہ یہ سیاسی الفاظ اور نعرے بالکل کھوکھلے بلکہ گمراہ کن ہیں۔ خدارا ہوش میں آیئے، ''قرآنی اصول'' اپنایئے، ان ہی کو بنیاد بنایئے، شاخوں کی بجائے جڑ کو مضبوطی سے تھامیے! ورنہ ڈر ہے کہ سرا کبھی ہاتھ نہ آئے جیسا کہ پاکستان بنے بائیس سال بیت گئے لیکن اس کے ادعائی مقاصد قیام کے اعتبار سے ہنوز روزِ اوّل ہے۔ ہر قدم جو آگے کو اٹھایا جاتا ہے وہ پیچھے جا کر پڑتا ہے، کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ حق عزوجل کی مدد ہمارے شامل حال نہیں؟

یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے وہ یہ ہے:

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ﴾ (الحج: ٤٠)

(۸۔۱۵/ اگست ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا تئیسواں سال

واقعات کے آئینہ میں

پاکستان اپنی آزادی کے تئیسویں سال میں داخل ہو گیا، اس موقع پر عام تعطیل کی گئی، عمارتوں پر چراغاں کیا گیا، جلسے جلوسوں کی رونق اور گہما گہمی اگرچہ مارشل لاء کی وجہ سے نذرِ قانون ہو گئی تاہم کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ اہتمام اس کا بھی ہوا۔

ہمارے ہاں جہاں اور بہت سی چیزیں غیر مسلموں کی درآمد ہوئی ہیں، ان میں ایک درآمد شدہ چیز ''یوم'' منانا بھی ہے۔ غیر مسلموں میں جس طرح قومی جشن اور تہوار منائے جاتے ہیں جس میں وہ شترِ بے مہار کی طرح رنگ رلیاں مناتے ہیں ہمارے ملک میں بھی یہ انداز عام ہوتا جا رہا ہے، مسلمان قوم بھی دن بدن میلے ٹھیلوں کی عادی ہوتی جا رہی ہے اور ہر ''ڈے'' اس کی بد اخلاقی اور ثقافتی آوارگی کو نمایاں تر کر دیتا ہے۔ مسلمان کی حیثیت سے وہ ''یوم'' ہم سے کن ذمہ داریوں، حقوق اور اخلاقی تقاضوں کا مطالبہ کرتا ہے یہ کسی کے پیش نظر نہیں رہتا۔ نہ ہمارے عادات و اطوار سے کسی طور ان کا اظہار ہوتا ہے۔

پاکستان کا یہ تئیسواں یوم آزادی، اگر ہم میں قومی و اسلامی شعور اسی طرح زندہ رہتا جس طرح قیام پاکستان کے وقت تھا۔ تو ہم اسے جشن شادمانی نہیں بلکہ نوحہ غم کا پیامبر سمجھتے، چند مہینے پیشتر جو حالات یہاں رونما ہو چکے ہیں لادین عناصر اور تشدد پسند اشتراکیوں نے جس طرح دن کی روشنی میں یہاں پاکستان کی اساس اسلام پر کاری ضرب لگائی ہے وہ روح فرسا حالات و واقعات جن لوگوں نے لوحِ حافظہ سے کھرچ نہیں دیئے ہیں اور جو ان کے پس منظر و گہرائی اور ان سے پیدا شدہ نتائج سے بھی بے خبر نہیں، ان کے لیے یہ یوم آزادی اپنے اندر خوشی کا کوئی پیغام نہیں رکھتا۔

پاکستان ۲۲ سالہ تاریخ میں یہ سال اسلام پسندوں کے نزدیک اس لحاظ سے سب سے زیادہ اندوہناک حیثیت رکھتا ہے کہ اس سال اس ملک میں جو اسلام کا نام لے کر اسلام کے نفاذ کے لیے بنایا گیا تھا، کھلے بندوں، اسلام مردہ باد، کا نعرہ لگایا گیا۔ پاکستان میں یہ پہلا بدترین موقعہ ہے کہ اس طرح دیدہ دلیری سے لادین عناصر اور سوشلزم کے حامیوں نے خود اسلام کو ایک اختلافی مسئلہ بنا دیا اور اسلام کا نام لینے والوں کو امریکی سامراج کا ایجنٹ کہہ کہہ کر ان کو نکو اور اسلام کو ایک گالی بنا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حالات کیوں رونما ہوئے؟ اس کے اسباب مخفی نہیں، واضح ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے ۲۲ سال تک حسب موقع اسلام کا نام تو خوب استعمال کیا اس کی بارگاہ میں اپنی عقیدت مندیوں اور نیاز مندیوں کے زبانی نذرانے بھی خوب پیش کیے۔ اسلام کو ہر مضطرب روح کے لیے سامان تسکین اور ہر دور کا درمان کہا گیا لیکن خود انہی حضرات گرامی کا وجود پر مسعود اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا رہا۔ انہوں نے اس طویل عرصہ میں ایک مرتبہ بھی اسلام کو مخلصانہ طور پر نافذ کرنے کے متعلق نہیں سوچا اور عملاً کسی سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق قوم کو ایک ایسی شاہراہ پر ڈال دیا جو منزل مقصود پر پہنچانے والی شاہراہ سے قطعاً مختلف تھی۔ اس کے ذریعے تمام ذرائع دوسائل بروئے کار لائے گئے۔ اشتراکی پارٹی پر بظاہر پابندی لگی رہی لیکن بتدریج انہی سرخوں کو نشر واشاعت کے تمام وسائل پر قابض کرلیا گیا۔ حال یہ ہوگیا کہ صحافت ان کے گھر کی لونڈی، ریڈیو اور ٹیلی ویژن ان کا ہمزاد اور تعلیمی ادارے ان کی کمین گاہیں بن گئیں۔ نتیجتاً تینوں اداروں میں انہوں نے مارِ آستین بن کر ملک کے نظریاتی وجود کو ڈسا اور اس کو نیم جان کر کے خود خون خوار اژدھوں کی شکل میں اس کو آخری ڈنک مارنے کے لیے میدان عمل میں نکل آئے۔ اب وہ اس پر آخری وار کرنے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ لا قدرها الله۔

موجودہ صدر جناب یحییٰ خاں نے ایک قانون کے ذریعے پابندی عاید کردی ہے جو پاکستان کی نظریاتی اساس...... اسلام...... کے خلاف ہو یا اس سے اس کی توہین ہوتی ہو۔ یہ ایک بڑا اچھا، اہم اور انتہائی ضروری قدم ہے۔ لیکن اصل چیز قانون کی روح اور اس کے مضمرات ہیں۔ جب تک کسی قانون کو اس کی روح کے ساتھ نافذ نہ کیا جائے اور اس کے مضمرات پر پوری طرح عمل نہ کیا جائے اس سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ کرنا سادہ لوحی کے زمرہ میں آتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مذکورہ تینوں اداروں کا سختی سے محاسبہ کیا جائے۔ صحافت کے ذریعہ جو لوگ عریانی، فحاشی، جنسی انارکی اور نظریاتی انتشار پھیلا رہے ہیں، صحافت کو ایسے لوگوں سے پاک کیا جائے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے جو لوگ غیر ملکی کلچر، رقص، وسرود اور حیا سوز فلمی گانوں سے نوخیز ذہنوں میں غیر اسلامی نظریات کی آبیاری کر رہے ہیں، ان کو اخلاقی وشرعی حدود کا پابند بنایا جائے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں لادین عناصر اور اشتراکی مبلغوں کو نظریہ پاکستان کے خلاف ژاژ خائی سے روکا جائے اور بتدریج وہاں ایسے حضرات کا تقرر کیا جائے جو نظریہ پاکستان پر ایمان رکھتے ہیں۔ زندگی میں مذہب واخلاق کی اہمیت کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور اس ملک میں اسلام کا پرچم سربلند دیکھنا چاہتے ہیں۔

بجا طور پر کہا جا رہا ہے کہ ہمارا ملک اس وقت سخت بحرانی دور سے گذر رہا ہے، لیکن یہ بحران اسی لیے پیدا ہوا کہ یہاں اسلامی نظریہ حیات کو اب تک نافذ نہیں کیا گیا۔ قرآن وحدیث کی دی ہوئی ہدایات کو اگر ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے تمام شعبوں میں تفصیلاً نافذ کر دیتے تو غیر محدود سرمایہ داری کی لعنت اس ملک میں نہ پھیلتی، نہ اس کی کوکھ سے سوشلزم جیسا شوخ و شنگ نو مولود جنم لیتا۔ یہ غیر اسلامی طرز حکومت کا نتیجہ ہے کہ حالات ملک کو بتدریج سوشلزم کی راہ پر ڈال رہے ہیں، اس کا واحد علاج یہی ہے کہ یہاں جلد سے جلد قرآن و حدیث کی تفصیلات پر مبنی قانون کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔ اس سے ہماری اخلاقی اصلاح بھی ہوگی اور کسی کو استحصال ناجائز کی جرأت بھی نہ ہوگی۔ کیا ہی اچھا ہو اگر صدر گرامی جناب محمد یحییٰ خاں بالقابہ یہ زریں کارنامہ سرانجام دیں اور تاریخ میں اپنا بہترین نام پیدا کر جائیں۔

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ٥ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ٥﴾ (الزمر : ۱۸ ـ ۱۷)

(۲۲/ اگست ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے کا حادثہ عظمیٰ!

اسرائیل کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیا جائے، دنیائے اسلام کے علماء کرام کا متفقہ فتویٰ

افسوس کہ گذشتہ جمعرات کی صبح سات بجے کے قریب اسرائیلی ہیلی کاپٹروں نے مسلمانوں کے قبلہ اوّل۔ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) پر آتش گیر مادہ پھینک کر آگ لگا دی جس کے باعث مسجد کی چھت کا جنوب مشرقی حصہ ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ اُڑ گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کر دینے کا یہ دلخراش واقعہ کربناک ہونے کے باوجود غیر متوقع ہرگز نہیں، کیونکہ ۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی عبرت ناک شکست اور اسرائیل کے بیت المقدس پر قبضے کے فوراً بعد ہی اسرائیل نے اپنے مذموم عزائم کا اظہار کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ تو صدیوں سے ہی مسجد اقصیٰ کو مسمار کر کے اس کی بنیادوں پر ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی زبردست خواہش اپنے دل میں رکھے ہوئے ہے اور اپنی شرمناک آرزوؤں اور تمناؤں کو جلد از جلد بروئے کار لانے کے مواقع پیدا کرنے میں شب و روز مصروف ہے۔

مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے سے دو ایک روز قبل بھی اس قسم کی اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ اسرائیل نے بیت المقدس اردن اور شام کے دیگر مقبوضہ علاقوں کو جدید اور ترقی یافتہ بنانے کے بہانے ان کو مسمار کرنے کا کام شروع کر دیا ہے، واقعات کا تسلسل یہ باور کر لینے کے لیے کافی ہے کہ مسجد اقصیٰ کے انہدام کا سبب کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ یہ اسرائیل کے شرمناک عزائم اور عالم اسلام کے خلاف گہری سازش کی ایک کڑی ہے۔

اتنے بڑے سنگین جرم..... ۷۵ کروڑ فرزندانِ توحید کے جذبات و احساسات کے ساتھ کھیلنے اور ان کو کچل دینے کے سنگین جرم، کی اسرائیلی جرأت ''اچانک'' کیسے اور کیونکر ہوئی؟ واقعات شاہد ہیں کہ اس میں امریکہ اور رُوس کی ہلاشیری دریافت کا بہت بڑا دخل ہے۔ بنابریں کسی ایک کو نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو باہم مل کر غور کرنا چاہیے اور ان طاقتوں کو بے نقاب کرنا چاہیے جو اسرائیل کی اس کے مکروہ عزائم میں مسلسل پشت پناہی کر رہی ہیں، اسی بنا پر ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں مسلمانوں کا اقوام متحدہ ایسے لاچار اور بے بس ادارے پر، جو آج تک کشمیر اور قبرص کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہا ہے، انحصار کوئی دانش مندانہ اقدام نہ ہوگا، بلکہ اس کی بجائے انہیں اللہ کے فضل و کرم، اس کی امداد و نصرت اور اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت بازو پر انحصار کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان کر دینا چاہیے۔ اور ممالک اسلامیہ کے سربراہوں کو متحدہ اور مشترکہ طور پر اسرائیل کو الٹی میٹم دے دینا چاہیے کہ وہ اپنی ان مذموم حرکات سے باز آ جائے اور مقبوضہ عرب علاقے خالی کر دے ورنہ اپنی کرتوتوں کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جائے، اور اسرائیل کو واضح طور پر بتا دینا چاہیے کہ ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرزند بیت المقدس کی ایک ایک اینٹ پر خون کی ندیاں بہانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس نے کسی ایک ملک کے مقبوضہ علاقے کو نقصان پہنچانے کی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے اور ان کی غیرت ایمانی کو للکارنے کی کوشش کی ہے، دنیائے اسلام کے علمائے کرام کے متفقہ فتویٰ کی رو سے اور مسلمانان عالم کے نزدیک یہ صرف عربوں کا مسئلہ نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کا مسئلہ ہے، عرب ممالک کو بھی چاہیے کہ وہ عرب قومیت کے حصار سے نکلیں اور اسلام کے نام پر سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے خلاف متحدہ یلغار بدل دینے کا اہتمام کریں۔ ان شاء اللہ آخری فتح اسلام کی ہوگی کہ اللہ پاک کا وعدہ ہے۔

﴿وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ﴾ (الحج)

ڈھاکہ یونیورسٹی کا دردناک سانحہ:

گذشتہ دنوں ڈھاکہ یونیورسٹی میں تعلیمی اصلاحات پر ایک مباحثہ کے دوران طلباء کے دو گروہوں میں تصادم کی افسوس ناک اطلاعات موصول ہوئیں، اس تصادم کے نتیجے میں ایک طالب علم عبدالمالک نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔ تصادم کیوں اور کیسے ہوا اور عبدالمالک کو کس جرم کی پاداش میں شہید کر دیا گیا؟ اس کا جواب ساری پردہ داریوں کے باوجود اب مخفی نہیں رہا، کہ یہ سب کچھ ''سوشلسٹ اسلام'' کے ملغوبہ کے علم برداروں کا کیا دھرا ہے، بلاشبہ اس سانحہ سے ہر مسلمان کو سخت صدمہ پہنچا ہے تاہم ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان کے مسلمان خالص اسلام کے خلاف کبھی کوئی چیز برداشت نہیں کریں گے، اگرچہ اس سلسلے میں انہیں کتنی قربانی دینی پڑے۔

صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خان نے گذشتہ دنوں اسلام کے خلاف یا اسلام کی توہین کرنے والوں کو زبردست انتباہ کیا تھا، اب دیکھنا یہ ہے کہ مقامی انتظامیہ صدر مملکت کے ان ارشادات کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوتی ہے؟ ہمارے خیال میں ایسے اسلام دشمن عناصر اور تشدد پسند سوشلسٹوں کا نہایت سختی کے ساتھ محاسبہ کرنا چاہیے اور مجرموں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچانے کا بندوبست کرنا چاہیے۔

(۲۹/ اگست ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ ستمبر...... یوم دفاع پاکستان!

کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کے وعدے کے انحراف اور کشمیر کے نہتے عوام پر مسلسل جو جور وستم نے آخر ۱۹۶۵ء میں کشمیری عوام کو ہندوستان کے برہمنی سامراج کے چنگل سے آزادی کی کوششوں پر مجبور کر دیا تھا، اس طرح کشمیری جیالے گوشہ عافیت سے سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکل آئے۔ کشمیری عوام نے اپنے جہادِ حریت کے دوران ہندوستان کے برہمنی سامراج کے بت کو پاش پاش کرنے کے لیے ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اس بت کدے کے پروہت بوکھلا اٹھے اور اسی بوکھلاہٹ میں ۶ ر ستمبر کی رات کی تاریکیوں میں پاکستان کی طرف ناگہانی چڑھ دوڑے۔

پاکستان کی شیر دل افواج اور بہادر عوام نے بھارتی جارحیت کا مقابلہ جس جرأت اور پامردی سے کیا اور سترہ روزہ جنگ کے دوران جس باہمی اتحاد اور تقویٰ کا ایمان افروز مظاہرہ کیا وہ ہماری تاریخ کے سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے جیالے سپوتوں نے پاکستان کے دفاع کی خاطر محض اللہ کی رضا کے لیے جس طرح قربانیاں پیش کیں اور اپنے خون سے نہ صرف مادرِ وطن کی زمین کو لالہ زار بنایا بلکہ پاکستان اور اس کے دشمن کے درمیان خون کی ندیاں اور اپنے گوشت پوست کی دیواریں حائل کر دیں اور اس طرح تاریخ میں ایک ناقابل فراموش باب کا اضافہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت خصوصی سے نہ صرف بھارتی درندوں کے عزائم خاک میں مل گئے اور پاکستان ان کی جارحیت سے محفوظ رہا، بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ بیرونی ملکوں میں پاکستانی مسلمانوں کی شجاعت و بسالت کی دھاک بیٹھ گئی۔ خصوصاً ممالک اسلامیہ میں پاکستان نے بڑا بلند مقام حاصل کر لیا...... اسی ایمان افروز ایام کی یاد پاکستان کی افواج اور پاکستانی عوام ہر سال چھ ستمبر کو تازہ کرتے اور اس طرح ان شہدائے ملت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اس نعمت عظمیٰ الٰہیہ کے شکر کے طور پر ہمیں چاہیے تھا کہ اس عقاب صفت اسلامی روح کو جو پاکستان میں ان سترہ دنوں میں پیدا ہوئی تھی اسے ہمیشہ زندہ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ خالص اسلام پر مبنی نظام حکومت قائم کر دیا جاتا۔ اسلامی شعائر کے قیام پر خصوصی توجہ دی جاتی۔ عوام کو جہاد کے لیے تربیت دے کر تیار رکھا جاتا۔ لیکن افسوس! اس کے برعکس قوم کو لہو و لعب وغیرہ اخلاق سیئہ اور فضول و لایعنی سیاسی مسائل میں مشغول کر کے اس کی رہی سہی صلاحیتوں کو زنگ آلود کرنے کی ہمہ گیر کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایسی ہی بے کار باتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک بات یہ بھی ہے کہ دفاع پاکستان کے اس یوم میں اب میلوں کا اہتمام ہونا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق ''عزیز بھٹی شہید'' کی ''یادگار'' کی جگہ پر ایک میلہ شہیدان منعقد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایصال ثواب کا یہ طریقہ قرآن و حدیث کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی واضح ہدایات موجود ہیں۔ کہ ایسی چیزوں کو اس قسم کی ''یادگار'' کی حیثیت بالکل نہ دی جائے کہ وہ میلوں ٹھیلوں کی صورت اختیار کر جائیں۔ اس سے شرک و بدعات کے دروازے کھلتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایسے عظیم الشان واقعات کی یاد، شور وشغب کی تقریبیں برپا کر کے منانے کا آخر وہ کون سا پہلو ہے جو ملت اسلامیہ کے توحیدی اور اجتماعی شعار اور قرآن و سنت اور فقہ اسلامی سے لگاؤ کھاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور دشمن پر غلبہ عطا فرمائے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا بروقت اقدام:

ایک اخباری اطلاع کے مطابق کراچی کے ایک اجتماع میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اُس ''جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان'' کے احیاء کا اعلان کیا ہے جس کے بانی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم تھے۔ اور جو پاکستان میں جمعیۃ علمائے (متحدہ) ہند کے قائم مقام قرار پائی تھی۔

مختصراً واقعات یہ ہیں کہ تحریک پاکستان کے کامیاب بنانے میں ''جمعیۃ علمائے اسلام'' کا (جو غیر منقسم ہندوستان میں ''جمعیۃ علمائے ہند'' کے متوازی تنظیم خود علمائے دیوبند کی سرکردگی میں بنائی گئی تھی)۔ بہت وزنی اور کامیاب حصہ تھا اور اس کی یہ مساعی ان وعدوں پر مبنی تھی کہ پاکستان کا نظام حکومت شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو گا۔

بنابریں قیام پاکستان کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سربراہان پاکستان سے اس وعدہ کے ایفا کرانے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اسی غرض کی تکمیل کے لیے ''جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان'' معرض وجود میں آئی تاکہ اس تنظیم سے اسلامی حکومت کی مساعی کو بروئے کار لایا جائے۔ چنانچہ اس تنظیم میں پاکستان کے وہ علماء بھی پوری صدق دلی اور اخلاص سے شامل ہو گئے جن کو قبل ازیں قیام پاکستان سے نظریاتی اختلاف تھا اور جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے پاکستان کے علماء میں کوئی بھی بحمد اللہ پاکستان کے مخالف نہیں اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اس پروپیگنڈے کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ کہ فلاں فلاں خیالات کے علماء سابق کے نظریاتی اختلاف پر اب بھی قائم ہیں اور وہ خدانخواستہ اس کا استحکام نہیں چاہتے۔ بلاشبہ سب ہی مکاتب فکر کے علماء استحکام و دوام پاکستان کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ پاکستان کے استحکام کے لیے سب سے زیادہ بنیادی شے یہ ہے کہ پاکستان میں نظام حکومت قرآن و حدیث کی تصریحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خلفائے راشدین کے طرز حکومت پر مبنی ہو، جس کے لیے سب مکاتب فکر کے ۳۱ علماء نے علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی صدارت میں ۲۲ نکات پر مشتمل ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' متفقہ طور پر طے کر دیے تھے۔ ان مکاتب فکر کے علماء میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا اظہر علی وغیرہم (دیو بندی مکتب فکر) مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (جماعت اسلامی) مولانا عبدالحامد بدیوانی وغیرہ (بریلوی) مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ گوجرانوالہ (اہل حدیث) حافظ کفایت حسین مرحوم (شیعہ) کے اسمائے گرامی موجود ہیں۔

یہ قصہ تو سر دست ہم یہاں چھوڑتے ہیں کہ علماء کے مذکورہ ''۲۲ دستوری نکات'' پر کیا بیتی؟ اس وقت عرض یہ کرنا ہے کہ واقعات اپنی رفتار پر چلتے رہے لیکن بوجوہ مذکورۃ الصدر جمعیۃ علمائے اسلام کا کام تو سالہا سال تک معطل رہا۔ لیکن ''جمعیۃ علمائے اسلام'' کے نام سے صرف دیو بندی فکر کے چند علماء وقتاً فوقتاً موقع بے موقع معقول غیر معقول، متوازن غیر متوازن ہر انداز سے ملکی سیاسیات میں دخل دیتے رہے۔ ان بزرگوں نے جہاں تک ہمیں علم ہے کبھی علمائے پاکستان (بلا امتیاز) کو منظم کرنے کی کوشش نہیں کی، نہ کبھی اپنی جمعیۃ علمائے اسلام کا آل پاکستان باقاعدہ اجلاس بلایا نہ کبھی باقاعدہ کوئی پالیسی طے فرمائی۔ تا آں کہ ان کی ''آزاد روشی'' کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ دس سالہ ایوبی دور کے خاتمہ پر (جس کے مضبوط کرنے میں خود ان کا بھی دخل تھا) دیو بندی بزرگوں کے اس گروہ نے کمیونسٹوں کی مختلف عنوانوں کی پارٹیوں سے یارانہ گانٹھنا شروع کر دیا اور کھلے طور پر ایسے لوگوں سے تعلقات پیدا کر لیے جو علمائے کرام کے طے کردہ ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' کے شدید ترین مخالف ہیں اور صورت حال ایسی نازک ہو گئی کہ ان حضرات نے جمعیۃ علمائے اسلام کے نام سے ایک کمیونسٹ لیبر پارٹی سے معاہدہ تک طے کر لیا (اور دوسرے کمیونسٹوں سے معاہدوں کی فکر میں ہیں) اور اخباری بیانوں کے ذریعہ اس معاہدہ کو ''اسلامیانے'' میں مصروف ہو گئے۔

ظاہر ہے کہ اس معاملہ پر خاموشی سخت گناہ شمار ہو سکتی تھی۔ چنانچہ مفتی صاحب ممدوح سے نہ رہا گیا اور انہوں نے متذکرۃ الصدر اعلان کر کے بر وقت صحیح قدم اٹھایا ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ اولاً جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کو اس کے وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے حسب سابق استوار کیا جائے۔ اور ثانیاً بلا تاخیر ان ہی مکاتب فکر کے علماء کا ایک آل پاکستان نمائندہ اجتماع (کنونشن) بلایا جائے جو ۱۹۵۱ء کے اجلاس میں شامل تھے۔ اور انہی ''اصول'' کو بنیاد بنا کر اسی انداز کا دینی متحدہ محاذ بنایا جائے جس کی طرح ہمارے بزرگ ۵۱ء میں ڈال گئے ہیں، البتہ ۲۲ نکات میں اگر ایک امر کے اضافہ کی صراحت ہو سکے تو نہایت مناسب ہو گا اور وہ مسئلہ ہے ''ختم نبوت''۔ اس کو کسی مناسب طریقے سے اس میں سمو دینا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سمجھتے ہیں کہ بحمد اللہ علمائے کرام پاکستان کے فکری اتحاد کی بنیاد خوش قسمتی سے موجود ہے، اس پر تعمیر مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کی قیادت میں کچھ زیادہ مشکل نہیں، جہاں تک جماعت اہل حدیث کا تعلق ہے وہ اس بارے میں حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی پالیسی پر بدستور گامزن ہے۔ لیکن مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ امرتسری (لاہور) اور مولانا احمد علی رحمہ اللہ صاحب لاہوری کی طرح کھلے دل و دماغ سے کام لینے کی ضرورت ہے تاکہ مشترک معاملات میں متحدہ مساعی مضبوط بنیادوں پر استوار ہوں، نیز اس وقت باہمی الزام تراشیوں کے تبادلہ کی فضا جو غیر محتاط بیان بازوں نے پیدا کر دی ہے اس کو فی الفور ختم کیا جائے۔

ارباب حکومت کے امید افزا اعلان:

خوشی کی بات ہے کہ صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خان نے بار ایسوسی ایشن کے ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر جلد از جلد عام انتخابات کرنے کا یقین دلایا ہے اور فرمایا ہے کہ پاکستان کی بہادر فوج کم از کم مدت میں عوام کو حکومت منتقل کر کے اپنے اصل فرض یعنی حفاظت وطن عزیز میں یکسوئی سے مصروف و منہمک ہونا چاہتی ہے۔ اسی قسم کی یقین دہانی مشرقی و مغربی پاکستان کے نئے نامزد گورنروں نے بھی کرائی ہے، بلکہ مشرقی پاکستان کے گورنر نے تو یہاں تک صراحت فرما دی ہے کہ ۱۷ء تک عوام کی سول حکومت تشکیل پا جائے گی۔

یہ اعلانات بہت حد تک قابل اطمینان ہیں۔ امید کی جانی چاہیے کہ نئے گورنروں کی نگرانی میں عام انتخابات آزادانہ ہوں گے۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ باقی ضروری امور کے علاوہ انتظامیہ کے ذہن کو ابھی سے اس کے لیے تیار کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ حکام ہر طرح سے اپنی انتظامی اور اخلاقی سطح بلند رکھیں۔

(۵/ستمبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5

جماعت اہل حدیث کی ایک مدبر اور مقتدر رہنماء سے محرومی!

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کے ناظم نشر و اشاعت حاجی محمد اسحاق صاحب حنیف کا پراسرار انتقال

لاہور ۸ر ستمبر لاہور کی مشہور دینی سیاسی، سماجی اور ہر دل عزیز شخصیت، جماعت اہل حدیث کے ممتاز قائد، امرتسر کی انجمن اسلامیہ (لاہور) کے قائم مقام صدر، گوالمنڈی یونین کمیٹی کے چیئرمین، لاہور کارپوریشن کے کونسلر، چناب ٹیکسٹائل ملز لائل پور کے مینیجنگ ڈائریکٹر اور مسجد چینیانوالی ٹرسٹ کمیٹی کے رکن جناب حاجی محمد اسحاق صاحب حنیف امرتسری مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو اتوار و سوموار کی درمیانی شب دس بارہ بجے کے درمیان وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

واقعات اس طرح بیان کیے جاتے ہیں کہ حاجی محمد اسحاق حنیف ۷ر ستمبر کو مولانا ظفر احمد عثمانی کے اعزاز میں دیے گئے عصرانہ میں شریک ہوئے۔ مغرب کی نماز سب کے ساتھ با جماعت وہاں ادا کی اور اس کے بعد حسب عادت اپنی کار میں عصرانہ میں شریک ہونے والے اپنے تین احباب کو ساتھ لیا۔ اور ہر ایک کو اس کے مکان پر اتارا۔ بعدہٗ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں شہر میں نکل گئے۔ پھر رات بھر گھر نہیں آئے اس پر تشویش پیدا ہوئی۔ آخر ۸ر ستمبر سات آٹھ بجے صبح کے درمیان اطلاع ملی کہ لارنس روڈ میں ایک مقام پر اپنی کار میں پُر اسرار طور سے فوت شدہ پائے گئے ہیں۔ یہ اطلاع پولیس کے ذریعے ملی۔

یہ خبر لاہور کے اکثر حلقوں میں آناً فاناً پھیل گئی۔ تاہم بعض جگہ یہ خبر نہیں بھی پہنچ سکی۔ اس کے باوجود سات بجے شام تک ان کے مکان پر بے شمار تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور اشکبار آنکھوں سے ان کا جنازہ اٹھایا گیا، نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ جن میں جماعت اہل حدیث کے علاوہ ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگ تھے۔ آخر دس بجے رات اس باغ و بہار، خاموش، مخیّر اور محبوب شخصیت کو سینکڑوں اشکبار آنکھوں کے ساتھ میانی صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ((اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَبْرَہٗ وَبَرِّدْ مَضْجَعَہٗ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ ...... آمِیْنَ)) حاجی صاحب کی عمر پچاس سے متجاوز نہیں تھی لیکن زندہ جاوید یادیں چھوڑ گئے۔ پسماندگان میں بوڑھی والدہ، بیوہ، دو لڑکے اور پانچ بھائی ہیں۔ بڑے لڑکے خالد میاں کی اس اکتوبر میں شادی ہونے والی تھی، جس کی تیاری میں آج کل مصروف تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر پر انوار کی بارش فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

(۱۲ر ستمبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں ایک اور قیامت صغریٰ!

حال ہی میں سیکڑوں مسلمان شہید کر دیے گئے اور بہت سی عورتیں اور بچے زندہ جلا دیے گئے ......!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے ہیں آج مجبورِ نیاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب تو ہے کہ دل تیرا نہیں دانائے راز

ایک وقت تھا کہ دنیا کے کسی کونے میں کسی مسلمان پر ذرا بھی ظلم و ستم کیا جاتا تو دنیائے اسلام کے مسلمان مضطرب ہو جاتے۔ اموی اور عباسی دورِ حکومت کے بادشاہوں کو آج کل کے جمہوریت زدہ حضرات بڑا مطعون کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ اسلامی کردار کتنا غیر فانی ہے کہ انہوں نے ہزاروں میل دور بیٹھ کر چند مسلمان عورتوں کی حفاظت کی خاطر سندھ کے ریگستانوں میں اسلامی لشکر روانہ کیا۔ دیبل (سندھ) میں چند مسلمان عورتوں کو بحری قزاقوں نے گھیر لیا۔ ان کا تمام مال و اسباب چھین کر خود ان کو قید کر دیا، حجاج کو جب اس کی اطلاع ملی، اس نے سندھ کے راجہ داہر کو مسلمان عورتوں کی آزادی کے لیے خط لکھا۔ اس نے یہ عذر کیا کہ وہ ڈاکوؤں کے قبضے میں ہیں جن پر میرا بس نہیں چلتا۔ یہ اطلاع پا کر حجاج نے اوّلاً عبیداللہ بن حسان کو فوج دے کر بھیجا۔ وہ شہید ہو گئے تو جدیل بن طہفہ کو امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ یہ بھی شہید ہو گئے۔ آخر میں محمد بن قاسم اسلامی فوج کے قائد بن کر آئے انہوں نے سندھ کو فتح کر کے اسلام کا پرچم یہاں سر بلند کیا۔ اسی طرح عباسی خلیفہ المعتصم کو ایک مرتبہ خبر ملی کہ ایک مسلمان ہاشمی خاتون رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی ہے، اور اس نے خلیفہ کے نام کی دہائی دی ہے خلیفہ اسی وقت لبیک کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ فوج کو روانگی کا حکم دیا اور عموریہ پر جہاں وہ عورت قید تھی چڑھائی کر کے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

افسوس! آج ہم مسلمانوں پر عالم پیری و ضعف طاری ہے۔ ان کی مرکزی قوت و طاقت باقی ہے، نہ سیرت و کردار، اخلاق، عقیدے اور ایمان کی وہ پختگی جو اس کی فتح و کامرانی کا سرچشمہ تھی۔ نتیجتاً مسلمان ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں۔ غیر مسلم حکومتیں جب چاہتی ہیں، مسلمان اقلیت کو اپنی درندگی و بہیمیت کا نشانہ بنا لیتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عالمی ادارے جو اس قسم کی انسانیت کشی کے انسداد کے لیے معرض وجود میں آئے تھے، وہ چونکہ مسلمانوں کے ازلی دشمن، عیسائیوں اور یہودیوں کے غلبہ و تسلط میں ہیں۔ اس بنا پر وہ بھی اپنے مقصد وجود کو بھلا کر خاموشی سے مسلمانوں کا یہ قتل عام دیکھتے ہیں، اور اُف نہیں کرتے۔

بے چارے ہندوستانی مسلمان جو عرصہ ۲۲ سال سے مسلسل آتش و خون کے خوف ناک طوفانوں میں گھرے ہوئے ہیں سینکڑوں مرتبہ وہ فرقہ وارانہ فسادات کی آگ میں بھسم ہو چکے ہیں۔ ان کی جان، مال، عزت و آبرو، جائیداد اور کاروبار پر ہر وقت تباہی کا خوف ناک بادل سایہ فگن رہتا ہے اور اشارہ آبروئے چشم پاتے ہی آتش و خون برسانا شروع کر دیتا ہے۔ احمد آباد (گجرات) کے حالیہ فسادات نے ایک مرتبہ پھر درندگی و بہیمیت کے اس ڈرامے کو دہرایا ہے، جو نہ معلوم کتنی مرتبہ بھارت کے سیکولر سٹیج سے پیش کیا جا چکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ تحریک پاکستان میں ان مسلمانوں نے جو اس وقت بھارتی جبر و تشدد کا شکار بنے ہوئے ہیں، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے علاقے پاکستان میں شامل ہونے والے نہیں ہیں، محض اسلامی جذبے کی بنا پر اس تحریک کا ساتھ دیا۔ یہ درحقیقت ان کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہماری وجہ سے انہوں نے وہاں بطور ''یرغمال'' بن کے رہنا گوارا کیا۔ لیکن ہمیں الگ خطہ زمین حاصل کرنے میں مدد دی۔

بنا بریں ان کی حفاظت اور بھارتی جبر و تشدد سے انہیں بچانے کی بہت بڑی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ہونے والی لیاقت نہرو معاہدے کی رو سے ہندوستانی حکومت مسلمان اقلیت کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ لیکن اس نے اپنی اس ذمہ داری سے تساہل بلکہ تغافل برتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مسلمانوں کے خون کے ساتھ مسلسل یہ ہولی خود بھارتی حکومت کی سرپرستی میں کھیلی جا رہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اتنے منظم اور ہمہ گیر پیمانے پر آئے دن مسلمان اقلیت کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کیا جاتا، وہاں اور بھی کئی غیر ہندو اقلیتیں بستی ہیں۔ مسلمان تو عددی لحاظ سے پھر بھی وہاں کی سب سے عظیم اقلیت ہیں۔ لیکن برق گرتی ہے تو مسلمانوں پر، آخر یہ کیا ہے؟

ادھر تحریک پاکستان کی کامیابی کے بعد ہمارے حکمرانوں کا بحیثیت مجموعی جو کردار رہا ہے، وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ یہاں نہ ان وعدوں کو ایفا کیا گیا جو اس وقت کیے گئے تھے۔ نہ ہندوستانی مسلمانوں کی حالت زار پر کوئی خصوصی توجہ دی گئی۔ جب بھی بھارت میں مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئی ہمارے حکمرانوں نے اس کے خلاف بیان دینے پر ہی اکتفا کی۔ یا زیادہ سے زیادہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں لے جانے کی دھمکی دی۔ اس کاغذی کاروائی سے زیادہ ہم بھارتی مسلمانوں کے لیے کوئی اہم قدم نہیں اٹھا سکے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت مسلمانوں کو برباد کرنے میں دن بدن دلیر ہوتا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر یحییٰ خان کا یہ اقدام یقیناً جرأت مندانہ اور قابل صد تعریف ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے ایسے دشمن ملک کو رباط کانفرنس میں نمائندگی دیے جانے پر کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ لیکن اب ہمیں اس سے بڑھ کر جرأت مندانہ طریقے سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے۔

اسلامی سربراہوں کی کانفرنس میں ہندوستانی مسلمانوں کے تازہ ترین المیے کے ساتھ جس طرح بے رخی برتی گئی وہ حد درجہ افسوس ناک ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کا مقصد بیت المقدس کی واگذاری تھا لیکن یہ بھی تو خالص مسلمانوں کا ہی مسئلہ تھا۔ مسلمان مسلمان سب برابر ہیں۔ عرب مسلمانوں کا خون ہندوستانی مسلمانوں کے خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔ جب تک بیک وقت تمام مسلمانانِ عالم کے مسائل اور ان کو غیر مسلم حکومتوں کے جبر و تشدد سے نجات نہ دلائی جائے گی فلسطین کے مسئلہ کا خاطر خواہ حل بھی بہت مشکل ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق عالم اسلام کی افسوس ناک سرد مہری کی وجہ سے یہ مسئلہ صرف پاکستان ہی کو حل کرنا پڑے گا۔ اگر پاکستان نے بھی اس مسئلہ میں تساہل سے کام لیا اور اپنے اس اہم اخلاقی اور اسلامی فریضے میں کوتاہی برتی تو اس کے نتیجے میں جہاں ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل تاریک تر ہو جائے گا وہاں یہ چیز خود پاکستان کی قوت و استحکام کے لیے بھی ایک چیلنج بن سکتی ہے۔ بھارتی عفریت ہماری اس خود غرضانہ کوتاہی کو دون ہمتی و بزدلی پر محمول کر کے بہت سی غلط فہمیوں اور خوش فہمیوں میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے حکمرانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ اس مسئلہ کی نزاکت اور سنگینی کا احساس کریں اور قومی کی بجائے خالص اسلامی نقطہ نظر سے اس کے حل کے لیے کوئی موثر قدم اٹھا سکیں۔

آخر میں ہم ایک قرآنی حکم اپنے حکمرانوں کو سناتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے نقض عہد کرنے والے غیر مسلموں سے لڑائی کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ۝﴾ (التوبة: ١٢)

''اگر یہ کافر لوگ اپنے معاہدے توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو لڑو کفر کے سربراہوں کے ساتھ ان کے معاہدے کچھ نہیں اس طرح شاید یہ باز آ جائیں۔''

رباط کانفرنس......؟

افسوس ہے، رباط کانفرنس سے جو امیدیں وابستہ کی گئی تھیں وہ ایک سراب ثابت ہوئیں اور کانفرنس ایک بے ضرر سی قرارداد پاس کر کے ختم ہو گئی جو اس سے پہلے خود اقوام متحدہ میں بھی پاس کی جا چکی ہے۔ اگر مسئلہ محض قراردادوں سے ہی حل ہونے والا ہوتا، تو اسلامی سربراہوں کی کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش نہ آتی اور یہ مسئلہ کبھی کا حل ہو گیا ہوتا۔

کانفرنس کی ناکامی کے کئی اسباب و وجوہ ہیں جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ البتہ ایک واضح ترین سبب یہ ہے جس کی طرف پچھلے شمارے میں بھی ہم نے اشارہ کیا تھا کہ تمام اسلامی ممالک اقتصادی و صنعتی طور پر سامراجی عزائم کی حامل قوتوں کے ساتھ منسلک ہیں۔ کوئی اشتراکی سامراج کا حاشیہ بردار ہے تو کوئی مغرب کی پالیسی کا علمبردار، اسی کمزوری نے اس کانفرنس کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ اشتراکی بلاک سے منسلک کئی عرب سربراہوں نے سرے سے کانفرنس میں شریک ہونے سے ہی صاف انکار کر دیا اور بعض خود ''بیمار'' بن گئے اور اپنے کسی نائب کو بھیج دیا۔ گویا جن عربوں کے مسئلے کے حل کے لیے یہ کانفرنس بلائی گئی تھی، پہلے روز ہی خود عرب اس کے حل کی راہ کا پتھر بن گئے۔ اور کانفرنس کے دوران مغربی ممالک سے منسلک بعض اسلامی ملکوں کا کردار بھی اس سلسلے میں قابلِ تعجب بنا رہا اور ایک ناخوش گوار تاثر لوگوں کے دلوں پر قائم کر گیا۔

دیکھیے! مسلمانوں کی کمزور قیادت سے ابھی اور کیا کیا عجائبات ظہور میں آتے ہیں؟

اخباری کاغذ کی گرانی:

پاکستان اس وقت جس ہوش ربا گرانی میں مبتلا ہے اس نے ملک کے تمام حلقوں میں اضطراب کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ اب حال ہی میں ایک اور بنیادی اہمیت کی حامل چیز کی قیمت میں بیک وقت ۲۰ فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ہماری مراد اس سے اخباری کاغذ کی ہے۔

پاکستان کی اقتصادی حالت کے پیشِ نظر اخباری کاغذ کی جو کھپت اور اہمیت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، تمام روزنامے، ہفت روزے اور ماہنامے یہی کاغذ استعمال کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے عوامی افادیت کے پیشِ نظر ناشرانِ کتب نے بھی سستے ایڈیشن کے نام پر اس کاغذ پر اشاعتِ کتب کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے علمی و ادبی ذوق رکھنے والے غریب عوام زیادہ زیرِ بار نہیں ہوتے۔ اسی بنا پر تمام اخبارات نے بیک وقت اس بے جواز گرانی پر شدید تنقید اور سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان پبلیشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن لاہور نے بھی اس پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یہ امر مزید افسوس ناک ہے کہ قیمت میں یہ اضافہ خود ایک سرکاری صنعتی ادارے یعنی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہم اپنی حکومت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اضافہ شدہ قیمت پر نظرِ ثانی کر کے اخباری صنعت کی حوصلہ افزائی کرے، یا کم از کم ایسے اقدام سے اجتناب کرے جس سے اس صنعت کی حوصلہ شکنی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور اخلاقی ناسور:

ایک عرصہ سے پاکستان کے مختلف شہروں میں مغربی معاشرے کے ناکارہ اور دھتکارے ہوئے ہپّیوں نے اخلاقی فضا کو مسموم کر رکھا ہے۔ نشے میں دھت مرد و زن پر مشتمل یہ ٹولہ سرِ راہ جس طرح بے حیائی اور جنسی ہیجان انگیزی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ ایک اسلامی مملکت کے کسی طرح شایان شان نہیں۔ مزید برآں ہمارے ملک کا وہ نوجوان طبقہ جو محض انگریزی تعلیم کا پروردہ ہے اور جس کے نزدیک سفید چمڑی کے لوگوں کی ہر حرکت ترقی کی آئینہ دار اور قابل تقلید ہے، وہ بھی ان کی دیکھا دیکھی قابل اعتراض حرکات شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ ناہنجار گروہ مغربی معاشرے کے خطرناک جراثیم یہاں اسلامی معاشرہ میں پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ بن رہے ہیں۔ اسی بنا پر راولپنڈی کے طلباء کی ایک جماعت نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اعلیٰ معاشرتی اقدار کے تحفظ اور بڑھتی ہوئی بے راہ روی کے روکنے کے لیے غیر ملکی ہپّیوں کے پاکستان میں داخلے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ یہ مطالبہ ہر لحاظ سے جائز اور مناسب ہی نہیں بلکہ انتہائی ضروری ہے۔ اس سے قبل بعض اسلامی ممالک نے ان کے داخلے پر پابندی بھی لگا دی ہے۔ اس معاملہ میں پاکستان کو بھی اپنا اسلامی کردار اور فرض جلد از جلد پورا کرنا چاہیے۔

(۳/ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی بلکہ انسانی غیرت کا جنازہ؟

برصغیر کے واقعات میں اس ہفتہ کی اہم خبر یہ ہے کہ یادش بخیر سابق سرحد کے سرخ پوش رہنما خان عبدالغفار خان ''نہرو امن پرائز'' کے حصول اور اپنی ''خدمات'' کے صلے میں اسی لاکھ کی تھیلی وصول کرنے بھارت تشریف لے گئے ہیں......!

اور ایسے وقت میں جب خود گاندھی جی کی جنم بھومی گجرات کاٹھیاواڑ کے متعدد شہروں میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اور دوسرے علاقوں میں جس کی تیاریاں ہو رہی ہیں ہزاروں مسلمان عورتوں بچوں سمیت نہایت بے دردی سے ذبح کر دیے گئے، ہندوؤں نے کھلے بندوں مسلمانوں کی کروڑوں کی جائیدادیں پھونک ڈالی اور ایسی تباہی مچائی گئی کہ پچھلے بیس سال کی ہندوؤں کی درندگی اس کے آگے گرد نظر آئی۔ ایسے دل دوز واقعات کو بلا اختلاف مذہب وملت دنیائے انسانیت کانپ کانپ اٹھی......! ایسے میں نہرو جی کی سپتری بھجوائے ''بغل میں چھری، منہ میں رام رام'' بقول خود اپنے ابا کا ''امن تقسیم'' کرنے کا مذاق فرما رہی ہیں۔ ادھر ہمارے پیر فرتوت جناب خاں صاحب ہیں، کہ انہیں ''پرائز''، تھیلیاں اور نذرانے سوجھ رہے ہیں۔

اس کے قطع نظر کہ خاں صاحب کے نظریات کیا ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنی تازہ ''حرکت'' سے قبل سو دفعہ سوچنا چاہیے تھا کہ کیا اس طرح وہ اپنی اسلامی بلکہ انسانی غیرت وحمیت کا جنازہ تو نہیں نکال رہے، صد حیف! پختونستان کے سٹنٹ کا جنون ان کو کہاں تک لے گیا!

آخر میں ہم اپنی حکومت سے عرض کریں گے کہ وہ اس ''اسی لاکھ'' پر کڑی نظر رکھے کہ پچھلے دنوں کابل میں خان صاحب کے پاکستانی ایجنٹ ان سے ''بامعنی'' ملاقات کر چکے ہیں، اور دہلی جا کر خان صاحب نے اپنے سٹنٹ کی تقریباً ''کامیابی'' کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ لا قدرہ اللہ!

اللہ تعالیٰ پاکستان کو نظر بد اور ہر گزند سے محفوظ رکھے اور مسلمانان ہندوستان کی مدد فرمائے اور ان کے دشمنوں کو غارت کرے۔ آمین۔

بھارتی مسلمانوں کا مسئلہ پھر اقوام متحدہ میں؟

پاکستان کے وزیر اطلاعات نواب زادہ شیر علی خاں نے ایک مرتبہ پھر بھارتی مسلمانوں کے جان و مال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عزت و آبرو کے تحفظ کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کر دیا ہے۔ وہاں انہوں نے بھارتی حکومت سے بھی ''لیاقت نہرو پیکٹ'' کے حوالے سے اپیل کی ہے کہ مسلمان اقلیت کی حفاظت اس پر فرض ہے اور اس کے لیے وہ ضروری اقدامات کرے۔ اقوامِ عالم سے بھی انہوں نے انسانی ہمدردی کے نام پر یہ استدعا کی ہے کہ وہ بھارت کو ایسے انسانیت کُش رویے سے روکنے کے لیے کوشش کریں۔

وزیر اطلاعات کی یہ کوشش اپنی جگہ قابل قدر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا محض اس کوشش سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟ یہ کوشش ہم متعدد بار کر چکے ہیں۔ بیسیوں مرتبہ یہ مقدمہ اقوام متحدہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوا کہ اب ہو گا؟ کیا ان اداروں پر ان طاقتوں کا تسلط نہیں؟ جو خود مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کا یہی تو وہ دور زوال ہے جس میں وہ صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام کی آگ بجھا رہی ہیں۔ اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ عالم اسلام کی موجودہ زبوں حالی بالواسطہ یا بلا واسطہ خود ان طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا کیا دھرا ہے؟ ان طاقتوں سے مسلمانوں کی خیر خواہی کی امید رکھنا محض ایک سادہ لوحی نہیں تو اس کو کیا کیا جائے ؂

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں؟

پاکستان کو چاہیے کہ وہ ان کاغذی کاروائیوں کو ترک کر کے اسلامی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لیے اولین قدم یہ اٹھنا چاہیے کہ پہلے خود پاکستان میں اس نظریہ وتہذیب کا نفاذ عمل میں لایا جائے جو اس کا مقصد وجود تھا۔ اس کے بعد بھارتی مسلمانوں کو ہندوؤں کے جبر و تشدد سے بچانے کے لیے اسلامی جہاد کا اعلان کیا جائے اور ہندوستان کو بتا دیا جائے کہ پاکستانی مسلمان خدا سے اپنا تعلق صحیح طرح جوڑ کر اگر میدانِ جہاد میں اتر پڑیں تو پھر اے ہندوؤ! تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

﴿إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝﴾ (محمد: ۸۔ ۷)

(۱۰/ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کا ایک مستحسن اقدام

سابق صدر محمد ایوب خان صاحب کے دورِ حکومت میں پاکستان کی نظریاتی مملکت میں سیاست سے قطع نظر اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے بھی جو ناخوشگوار بلکہ ناقابل برداشت نمایاں تغیرات ہوئے۔ ان کے اثرات اتنے ہمہ گیر ہیں کہ ان کے جانشین بننے والے حضرات اگر پورے اخلاص اور تن دہی کے ساتھ صحیح طریقے سے ان کی اصلاح کے لیے آمادہ عمل ہوں تب بھی اس کے لیے ایک وقت درکار ہے...... الحمد للہ! قابل اطمینان بات یہ ہے کہ موجودہ حکمران اس طرف اچھی توجہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض اقدامات کر دیے گئے ہیں اور کئی چیزوں کے لیے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادوں میں برکت دے، اخلاص کی نعمت سے نوازے۔ اور ان کے عزائم کو تکمیل تک پہنچانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

پاکستان کی اسلامی جمہوریہ کے عوام کو ان کے جذبات و رجحانات کے علی الرغم ایوب صاحب نے جو ''تحفے'' مرحمت فرمائے تھے ان میں سے ایک ''مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی'' کو ان پر مسلط کرنا بھی تھا۔

گذشتہ کئی سال سے شرعی احکام اور صحیح اسلامی تہواروں میں صورت حال یہ رہی کہ عوام اور جمہور اسلام کے نمائندے ایک طرف ہوتے تھے اور ایوب صاحب کی مسلط کردہ رؤیت ہلال کمیٹی دوسری طرف اور ''لاٹھی اور بھینس'' کے مطابق ''کاروبارِ احکام اسلام'' چلانے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ موجودہ حکومت کو اس نے توفیق دی کہ انہوں نے اس کمیٹی کو توڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔

اس ''ایوبی کمیٹی'' کے ذریعہ کیا کیا کھیل کھیلے گئے کس طرح علماء کی زبانوں پر پہرے بٹھائے گئے اور ان کو پابند سلاسل کیا گیا اور عوام کے جذبات کو کچلا گیا...... یہ سب بہت قریب ماضی کے واقعات ہی تو ہیں جن کے نقوش قلوب واذہان پر مرتسم ہیں۔

چاند کا مسئلہ ایک سیدھا سادا سا مسئلہ ہے۔ اس کا طلوع کونوں کھدروں میں نہیں ہوتا کہ سعی بسیار کے باوجود ہمیشہ لوگوں کی نظریں اسے دیکھ ہی نہ سکیں، پھر سوچنے کی شے یہ بھی تو ہے کہ ''وحدتِ تہوار'' کے تخیل کے پیچھے کوئی شرعی دلیل بھی ہے یا صرف جذبات ہی کی یہ پیداوار ہے۔ روزہ، اس کا افطار کرنا اور قربانی یہ سب اولاً عبادات ہیں۔ عیدین کا تہوار ہونا ثانوی چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاند دیکھنے پر ان کا دارومدار رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((صُومُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ...... الحديث)) (مشکوٰۃ)

یعنی چاند نظر آ جائے تو روزے رکھے جائیں اور چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کیے جائیں۔ لیکن رؤیت ہلال کمیٹی نے ایوبی دور کی ہیئت اقتدار کے اشارہ آبرو پر چاند کے مسئلے کا تحکمانہ رویہ اختیار کیے رکھا، پورے ملک کے علماء ایک طرف کہ چاند کے طلوع ہونے کا کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچ سکا۔ لیکن ایوبی کمیٹی کے بزرجمہر رات ڈھلے جب لوگ سحری کھانے میں مشغول ہوتے یہ اعلان فرما دیتے کہ ''شوال کا چاند ہو گیا اور صبح عید ہے۔''

ایوبی حکومت کے اس طرز عمل سے عوام بہت نالاں اور مضطرب تھے۔ مقام خوشی ہے کہ عوامی جذبات کے پیش نظر رؤیت ہلال کمیٹی توڑ دی گئی ہے۔ حکومت کا یہ اقدام سزاوار تحسین وستائش ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم موجودہ حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ اس قسم کے خالص مذہبی نوعیت کے معاملات میں ان ہی علماء پر اعتماد کر کے فیصلے کیا کرے جنھیں مسلمانوں کے ہر طبقے سے عوام میں سندِ قبول حاصل ہے۔

جنگ ستمبر کی دستاویزی فلم:

بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سکہ بند اشتراکی شاعر فیض احمد فیض کو ستمبر ۶۵ء کی جنگ کی دستاویزی فلم تیار کرنے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ خبر اگر صحیح ہے تو اس سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی بیورو کریسی پر کمیونسٹ تسلط وغلبہ کا کیا حال ہے اور جب تک یہ اشتراکی مگر مچھ احتساب سے بے خوف رہیں گے عوامی جذبات کے برعکس یہ اشتراکیت کے لیے راہ ہموار کرتے رہیں گے۔

فیض صاحب پاکستان میں جس حیثیت سے معروف ہیں وہ کوئی راز نہیں، وہ نظریہ پاکستان کے کھلم کھلا مخالف اور غیر ملکی اشتراکی نظام کے پرچارک ہیں۔ ان کی اس پختہ زناری کا یہ عالم ہے کہ وہ اس کے صلے میں روس سے ''لینن پرائز'' بھی حاصل کر چکے ہیں۔ مزید برآں لیاقت علی خان کے دور میں اشتراکیوں نے پاکستان میں جو فوجی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی، اس کے پیچھے بھی ان صاحب کا ''سرخ دماغ'' کام کر رہا تھا۔ نیز کچھ عرصہ قبل یہ صاحب علامہ اقبال پر بھی ایک فلم بنا چکے ہیں، جس میں نمایاں طور پر اشتراکیت کی تبلیغ کی گئی ہے اور شاعر اسلام کو شاعرِ اشتراکیت کے روپ میں پیش کیا ہے۔ خود جنگ ستمبر میں ان صاحب کا کردار یہ رہا ہے کہ اس موقع پر صُمٌّ بُکْمٌ کی تصویر بنے بیٹھے رہے، ایک لفظ بھی پاکستان کا دفاع کرنے والوں کے حق میں ان صاحب کے زبان وقلم سے نہ نکلا۔ اب ان ہی صاحب کو اگر جنگ ستمبر کی دستاویزی فلم بنانے کے لیے منتخب کیا گیا ہے تو ظاہر ہے اس مقدس جنگ کا بھی پردہ سیمیں پر وہی ناپاک حشر ہو گا جو اس سے قبل علامہ اقبال کا ان کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کار پردازانِ حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ اولاً اس جنگ کی تشہیر پردۂ سیمیں پر نہ کی جائے، فلموں میں جو رجحان و مذاق عام ہے اس کے پیش نظر یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ اس میں وہ خرافات بار نہ پاسکیں گی جو اس کے تقدس کے منافی ہو۔ اس کی تشہیر و اشاعت کے اور بہت سے ذرائع ہیں، انہیں بروئے کار لانا چاہیے۔ ثانیاً اگر خرافات سے ہٹ کر خالص جنگی نوعیت کی فلم بنائی جائے تب بھی ضروری ہے کہ یہ کام ان افراد کے سپرد کیا جائے جو اس کو اسلامی رنگ میں پیش کرسکیں، جس میں ایک طرف بھارت کی عیارانہ چالوں اور ناپاک عزائم کو طشت از بام کیا جائے۔ اور دوسری طرف اس سے اسلامی جذبہ جہاد کو ابھارا جائے اور ہندو عزائم کے مقابلہ کے لیے پاکستان کی قوت اور اس کے استحکام کی اہمیت واضح کی جائے۔ مثلاً: عائلی قوانین، مشینی ذبح، ضبط تولید وغیرہ۔

پھر اردو نماز کا شوشہ؟

بعض اخباروں میں ذکر آیا ہے کہ اشتراکی ذہن کے ناظم اوقاف مسٹر مسعود کو اردو میں نماز کا مبینہ طور پر کراچی کی ایک پریس کانفرنس میں پھر دورہ پڑا ہے۔ بلکہ اب کے تو انہوں نے ''مولویوں سے گلو خلاصی'' کرانے کے کئی ''نسخے'' بھی تجویز فرمائے ہیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ان کی ''عقل کل'' پر ترس آتا ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ترکی میں ان کے بڑوں کی ایسی ''ارتدادی'' پالیسیوں کا کیا حشر ہوا؟ کیا ان کو یاد نہیں کہ ''مولویوں کو سمندر پار'' بھیجنے والے (یادش بخیر) سکندر مرزا خود ہی سمندر پار جانے کی تا حال سزا بھگت رہے ہیں؟ کیا ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا حشر وہ بھول گئے؟ دور کیوں جایئے۔ اسلام میں ترمیم کا شوق فرمانے والے سابق صدر جناب ایوب خان کا انجام کیا ان کے سامنے نہیں...... یہاں تک لکھا جا چکا تھا کہ حکومت نے اس خبر کی تردید کردی۔ ؎

قصہ کوتاہ گشت ورنہ دردِ سر بسیار بود

(۱۷/اکتوبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں نظریاتی کشمکش

دینی حلقوں میں باہمی تعاون وتناصر کی شدید ضرورت

پاکستان میں موجودہ نظریاتی کشمکش دن بدن جو نازک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے اور اس کے خطرناک نتائج سے ہر ''صاحب ایمان'' مسلمان پریشان ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں ہی پیدا ہونے والے بہت سے حضرات کے دلوں سے ایمان کی شمع فروزاں مدھم یا بجھ چکی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان کی بجائے بقول اقبال راکھ کا ڈھیر بن چکے ہیں، تو شاید اس میں مبالغہ نہ ہوگا۔ قبلہ مقصود کھلے طور پر ماسکو اور پیکنگ ہے، اور یہی وہ طبقہ ہے جو موجودہ نزاع وکشمکش سے ہراساں نہیں کیونکہ اس میں جتنی کچھ شدت اور خطرناکی میں اضافہ ہوا ہے، وہ سب اسی طبقہ کی پیدا کردہ ہے جو ان کے مخصوص اشتراکی نظریات کا لازمی حصہ ہے، وگرنہ پاکستان میں نظریاتی کشمکش تو اوّل روز سے ہی چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ اس چھوٹے سے لیکن برسر اقتدار طبقے کا طرز حکومت ایسا رہا جس سے لادینی نظریات، مغربی تہذیب وتمدن اور حیوانی طرز زندگی پروان چڑھے۔ جس کا ثمرہ تلخ ہم آپ دیکھ رہے ہیں، اس مقابلے میں دینی حلقوں کی تنظیمیں اور ادارے اس اندازِ فکر وعمل کے علی الرغم اسلامی نظریہ حیات کے لیے کوشاں رہے، انہیں دارورسن کے مرحلوں سے گذرنا پڑا، قید وبند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں اور جان ومال کی قربانی دینی پڑی، تاہم اس کشمکش میں ان کی طرف سے کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی گئی جس سے یہ آئینی نزاع خانہ جنگی میں تبدیل ہو سکے۔ لیکن جب سے سوشلزم کے علمبردار اپنی کمین گاہوں سے نکل کر کوچہ وبازار میں پھیلے ہیں، نظریاتی کشمکش تشدد وغارت گری وغیرہ میں بدلتی جا رہی ہے اور خانہ جنگی کا یہ رجحان تشویش ناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

پاکستان کی سرزمین، جو محض اسلامی نظامِ زندگی کے نفاذ کے لیے عظیم قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی تھی، برسرِ اقتدار لوگوں کی غلط پالیسیوں کی بنا پر اب نمایاں طور پر دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ ملک کا ایک ٹولہ جو بہت ہی قلیل تعداد میں ہے اس کی نظریاتی اساس اسلام سے قطعاً منحرف ہوگیا ہے، اب وہ یہاں دین محمدی کی بجائے دین ماؤ اور لینن وسٹالن کا نظام نافذ کرنا چاہتا ہے۔ یہ نظام چونکہ صحیح جمہوری طریقے اور عوام کی تائید سے نہ کہیں نافذ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے اس بنا پر اس گروہ نے موجودہ مارشل لاء سے قبل تو جو کچھ کیا سو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اب عین مارشل لاء کے دوران بھی یہ تشدد آمیز ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے، دوسری طرف ملک کی عظیم اکثریت ہے جو یہاں خالص اسلام کی عمل داری چاہتی ہے اور اس کی سعی و کوشش اس کے لیے ہیں، وحدت و اخوت، امن و آتشی، تہذیب و شائستگی کو پورے طور پر ملحوظ رکھے ہوئے ہے، لیکن اوّل الذکر گروہ کے نامعقول رویے کی بنا پر دونوں گروہوں میں تصادم ناگزیر اور اس کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب یہ کشمکش دن بدن واضح اور نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ سوشلزم کے علمبرداروں نے اب تک مکر و ریا کے جو جو نقاب اشتراکی نظریے پر ڈال رکھے تھے وہ ایک ایک کر کے اُترتے جا رہے ہیں، ان کے چھوٹے بڑے لیڈروں کے جو بیانات آج کل آ رہے ہیں اس سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے عزائم کیا ہیں اور انہیں دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ بلی اپنے تھیلے سے باہر آ گئی ہے۔

اہالیانِ پاکستان وقت کے دوراہے پر کھڑے ہیں، جس شخص اور جماعت کے دل میں اسلام کی محبت علی حالہ باقی اور قائم ہے اسے اب متعین اور غیر مبہم طور پر اپنی صحیح راہ کا نہ صرف انتخاب کرنا ہے بلکہ اپنا پورا وزن بھی اس پلڑے میں ڈالنا ہے۔ موجودہ کشمکش میں خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہنا اسی طرح غلط ہو گا۔ جس طرح گم کردہ راہ لوگوں کی ہمنوائی کا جرم ایک دینی جماعت کر رہی ہے!

جہاں تک مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی پالیسی کا تعلق ہے اس کی طرف ہم ۵ رستمبر ۱۹۶۹ء کے ''الاعتصام'' میں اشارہ کر چکے ہیں کہ وہ جمعیت کے دو سابق امیروں (حضرت مولانا داوٗد غزنوی اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ) کے نقش قدم پر گامزن ہے چنانچہ جمعیت کے موجودہ امیر اور ناظم اعلیٰ کے بھی بیانات اس سلسلے میں اخباروں میں آ چکے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ جو جماعتیں یا فرد اس وقت سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے عنوان سے اشتراکیت یا سیکولرزم کے فتنہ کے خلاف سرگرم جہد و عمل ہے، جماعت اہل حدیث کے ہر فرد کا بتوفیقہ تعالیٰ اس کو تعاون حاصل ہو گا۔ ہم مرکزی جمعیۃ علمائے اسلام کے راہ نماؤں مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا احتشام الحق اور ان کے رفقاء کی ان مساعی کو جو اس فتنہ عظیم کی سرکوبی کے لیے فرما رہے ہیں بنظر استحسان دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں مزید توفیق دے کہ ہم اس نازک موقع پر متحد ہو کر اس فتنے کا قلع قمع کر سکیں۔

اس موقع پر ہم حکومت سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی اساس اسلام ہے۔ جس کا اعتراف ہر تخت اقتدار پر بیٹھنے والے حکمران نے کیا ہے۔ موجودہ صدر جناب آغا محمد یحییٰ خاں صاحب نے ایک آرڈیننس بھی نافذ کیا ہے جس کی زد سے نظریہ پاکستان کے منافی کوئی اقدام قابل معافی نہیں، لیکن اس کے باوجود حکومت کی عملی پالیسی غیر واضح ہے۔ سوشلزم کے علمبردار گروہ کھلم کھلا تشدد اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اسلامی نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ عوام حکومت سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ انہیں یہ چھوٹ آخر کس قانون کی رُو سے حاصل ہے؟ ایک طرف صریح کفر ہے اور ایک طرف صریح اسلام ہے، ملکی قانون کی رُو سے حکومت کو باطل کی بجائے اسلام کا طرف دار ہونا چاہیے، لیکن وہ اس موقع پر غیر جانبدار کیوں ہے؟ بلکہ اس ملک کے بعض سی۔ ایس۔ پی افسروں پر تو سوشلزم کی حمایت کا الزام بھی لگایا جا رہا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ حکومت کو دوٹوک الفاظ میں نہ صرف اپنی پالیسی کی وضاحت کرنی چاہیے بلکہ غیر اسلامی نظریات کی حامل اور ملکی وحدت کو سبوتاژ کرنے والی جماعتوں کا سختی سے محاسبہ کرنا چاہیے۔ حکومت کی موجودہ پالیسی سے عوام کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم لے رہے ہیں اور جس وقت حکومت کے متعلق عوام کے دل شکوک کے آماجگاہ بن جائیں اس کے اقتدار کا سنگھاسن اسی وقت سے ڈولنے لگ جاتا ہے۔

ترکی انتخابات، حوصلہ افزا نتائج:

ترکی کو مسلسل چھ سات صدیاں عالم اسلام کا مرکز رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ موجودہ صدی کے رُبع اول میں مصطفیٰ کمال نے خلافت اسلامیہ کا خاتمہ کر کے ترکی کو اس شرف سے محروم کر دیا تھا اور اُنہوں نے وہاں اس امر کی پوری کوشش کی کہ ترک مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی آخری رمق تک کھرچ ڈالیں، لیکن ایک طویل عرصے تک ترک مسلمانوں کے اسلامی جذبات کو کچلنے کے باوجود وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جب جبر و تشدد کی یہ طویل و مہیب رات مبدل بہ سحر ہوئی تو دنیا نے دیکھا کہ وہ مسلمان جسے مصطفیٰ کمال نے ادھ موا کر دیا تھا، دفعتہً انگڑائیاں لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور انتخابات میں عدنان میندریس کی پارٹی جو اسلامی تہذیب کی علمبردار تھی، برسرِ اقتدار آ گئی۔ اس پارٹی نے دوبارہ ترکی کے جسم میں اسلامی روح پھونک کر اسے حیاتِ نو عطا کی۔ لیکن اسلام دشمنوں نے سازش کے ذریعہ فوجی انقلاب برپا کر کے عدنان میندریس کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ فوجی انقلاب کے بعد ترکی نے پھر جھرجھری لی اور اُس دفعہ انتخابات میں عدنان میندریس کی جانشین پارٹی، جسٹس پارٹی، برسر اقتدار آ گئی۔ گزشتہ چار سالوں سے یہی پارٹی برسرِ اقتدار ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس پارٹی کا طرز عمل اور اقدامات قابل تحسین ہیں۔ اب حال ہی میں ترکی میں پھر عام انتخابات ہوئے ہیں اور ترکی قوم نے پھر اسی پارٹی کو عظیم اکثریت سے منتخب کر لیا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی ترکی پھر زندہ ہو رہا ہے اور اپنے اُس اسلامی وقار کو حاصل کرنے میں تیزی سے کوشاں ہے جو مصطفیٰ کمال جیسے ''بہی خواہان قوم'' کے ہاتھوں وہ کھو چکا ہے۔ اس میں اسلامی ملکوں کے ان سیاسی لیڈروں کے لیے بھی درسِ عبرت موجود ہے جو ''کمال اتاترک'' کی پامال روش پر گامزن ہیں، کاش وہ اس حقیقت کو سمجھ سکیں اور قوم کے اوپر اس کی مرضی کے خلاف غیر اسلامی نظریات مسلط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے باز آ جائیں، اور اس سیدھی سادھی حقیقت کو سمجھ لیں کہ قوم کی ترقی اس کے اپنے اسلامی نظریات کے تنفیذ و احیاء ہی میں مضمر ہے۔ غیروں کی نقالی قوم کی روح کو اضمحلال، تعمیری قوتوں کا ضیاع اور انتشار و بدامنی سے تو ہمکنار کر سکتی ہے لیکن اسے حقیقی امن وسکون سے سرفراز نہیں کر سکتی۔ یہ سرخروی و سعادت اسے صرف اسلامی نظریہ حیات کے نفاذ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

(۲۴/ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1

”وَيْلٌ لِّلْعَرَبُ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَب!“

”افسوس! عرب، تباہی کے کنارے کھڑے ہیں!“

گزشتہ دو ہفتوں میں عیسائیوں اور یہودیوں سے (۶۷ء میں) شکست خوردہ عربوں کی الجھنوں میں مزید کرب ناک اضافے ہوئے۔ جس سے اکناف عالم کے محبان اسلام خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ لیبیا میں یکایک ”مذہبی حکومت“ کا تختہ الٹ دیا گیا۔ جس سے سوشلسٹ طبقہ بہت فرحان وشاداں ہے۔ صومالیہ میں ڈاکٹر عبدالرشید کا قتل، مصر اسرائیل کی سرد ”جنگ“ گرم لڑائی میں پورے زور سے بدل رہی ہے۔ فلسطینی حریت پسندوں پر لبنانی، عیسائیوں کے ناجائز تشدد کے باعث لبنان، شام اور عراق وغیرہ میں ٹھن گئی ہے۔

ان حالات کا فوری تقاضا یہ ہے کہ عربوں کی حکومتیں صرف اللہ تعالیٰ کے کلمہ توحید واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند کرنے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں اور صرف مذہبی بنیاد پر یہودیوں اور عیسائیوں دونوں سے یہ لڑائی لڑیں۔

واقعہ یہ ہے کہ خلافِ اسلامیہ کے سقوط کی تاریخ (۲۴ء) کے وقت سے خصوصاً اس وقت تک مسلمان قومی حیثیت سے پستی کی طرف لڑکھتے ہی جا رہے ہیں۔ اور افسوس! اب تک ان کے برسر اقتدار لوگ اس کی صحیح تشخیص نہ کر سکے اور ظاہر ہے تشخیص صحیح نہ ہو تو علاج کبھی درست نہج نہیں اختیار کر سکتا۔

کوئی مانے یا نہ مانے لیکن واقعتہً اس سے انکار کی گنجائش نہیں، کہ عالم اسلام کے علماء بلا اختلاف اس کی صحیح تشخیص یہی کرتے ہیں جو اوپر عرض کیا گیا اور علاج بھی یہی بتاتے ہیں، المیہ صرف یہ نہیں کہ عربوں کا آپس میں اتفاق واتحاد نہیں۔ ہمارے نزدیک اصل المیہ یہ ہے کہ مسلمان اور عرب حکومتوں کا رُخ (اللہ تعالیٰ کے دین ہونے کی حیثیت سے) اسلام کی طرف نہیں۔ وہ اگر اسلام کا نام لیتے ہیں تو قومی مذہب کے طور پر، اور سچی بات یہ ہے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ نہیں اور نہ یہ ہم سے مطلوب ہے۔

گو ہمیں اتنی دور بیٹھے کسی تبصرے کا حق نہ پہنچتا ہو اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کی ”سیاستوں“ کا علم بھی ہمیں نہیں، تاہم ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ کہنے کا حق حاصل ہونا چاہیے کہ ”رباط کانفرنس“ میں اگر صرف خالص اسلام کی بنا پر اعلان جہاد کر دیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت آموجود ہوتی اور سیاسی مشکلات میں کمی کی ابتدا ہو جاتی۔ قرآن مجید کی رو سے نصرت الٰہی اس وقت ہی آتی ہے جب صرف ”بقائے قوم“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6

کے لیے نہیں بلکہ صرف اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور لکھنے کے لیے جہاد کیا جائے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ﴾ (الحج: ٤٠) اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے، جب مسلمان اپنی دنیوی ضرورتوں اور سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہوکر صرف کلمۃ اللہ کے اعلاء کے لیے سوچنے کی طرح ڈالیں، جیسا کہ خیر القرن کے زریں عہد میں تھا۔

ہزارہ کانفرنس میں ون یونٹ کی حمایت:

اس سیاست زدہ دور کی جمہوری سیاستیں بھی کیا عجیب ہیں کہ طبقہ بالا کے چند لوگ اور ان کے رقیبانِ اقتدار ایک ہی چیز کو کبھی نسخہ شفا قرار دے دیتے ہیں اور جب ان کا کعبۂ مفاد بدل جاتے تو اسی شئے کو زہر ہلاہل فرمانے لگ جاتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں ''ون یونٹ'' چند ہی سال ہوئے کہ وحدت پاکستان کے لیے ہمارے سب سیاست دان اودان کی جماعتیں کیمیا بتا رہی تھیں۔ اور جو حضرات ان دنوں پیش پیش تھے وہی آج چند ماہ سے اس میں کیڑے نکالنے کے درپے ہیں۔ چنانچہ بحث و تمحیص کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف دلائل کا انبار لگایا جا رہا ہے اور عجیب افسوس ناک بات یہ ہے کہ عہد سابق میں اس کی حامی سیاسی جماعتوں نے اب ون یونٹ کے توڑنے کی حمایت کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ گویا ؎ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ اس اس نازک موقع پر اسلام دوست اور با اصول سیاسی جماعتوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ نظریہ پاکستان کی روح سے متصادم ون یونٹ توڑنے کی آواز کے خلاف مؤثر جدوجہد کرتیں۔ اور یہ اصل صورت حال عوام کو بتائی جاتی کہ مصائب و مسائل سرچشمہ ون یونٹ نہیں بلکہ نوکر شاہی کی وہ غلط اور فاسد ذہنیت ہے جو اس کو برطانوی امپریلزم سے ورثے میں ملی ہے، جس سے صرف چھوٹے اور دور دراز کے علاقوں کے لوگوں کو ہی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے بلکہ اس کی بدولت ان اہم اور قریب ترین شہروں کے لوگوں کے حصے میں بھی محرومیاں ہی محرومیاں آئی ہیں جو ون یونٹ کے مرکز سمجھے جاتے ہیں۔

آج اصل مسئلہ ون یونٹ توڑنے یا اسے باقی رکھنے کا نہیں بلکہ نوکر شاہی کے کردار اور ذہنیت کے بدلنے کا ہے جب تک اقتدار سے بہرہ ور افراد عوام کے مسائل کو اپنے مسائل، ان کی پریشانیوں کو اپنی پریشانیاں نہ سمجھیں گے اور اپنے منصبی تقاضوں کو اسلامی نقطۂ نظر سے بروئے کار لانے کا اہتمام نہ کریں گے، ون یونٹ ٹوٹ جانے کے بعد بھی عوام بدستور ان مشکلات سے دوچار رہیں گے جن میں وہ اب تک مبتلا چلے آرہے ہیں۔

کہا گیا تھا کہ ون یونٹ انتظامی لحاظ سے نظریہ پاکستان کی روح کے مطابق اور قابل تعریف اقدام ہے، لیکن بدقسمتی یہ ہوئی کہ جس طرح سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ اور استحصال نے عوام کے دلوں سے ''اسلام''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اعتماد کمزور کر دیا۔ جس سے اشتراکی عناصر نے خوب فائدہ اٹھایا، حالانکہ اسلام تو پاکستان میں ایک لمحہ کے لیے بھی نافذ نہیں ہوا پھر اسلام کا قصور کیا؟ بلکہ اسلام کے نام پر غیر اسلامی اور ظالمانہ نظام کا یہاں چلن رہا ہے۔ اسی طرح افسر شاہی کے تحکمانہ اور پُررعونت کردار نے خود ون یونٹ کی اس افادیت کو مشکوک بنا دیا، جس کے لیے وہ قائم کیا گیا تھا۔ اور اس ''توڑ پھوڑ'' سے بھی اب سوشلسٹ عنصر کو فائدہ ہوگا۔ ان حالات میں ایک حد تک یہ امر باعث اطمینان ہے کہ جو کام سیاسی جماعتوں کا تھا اس کی ابتدا اب عوام کی طرف سے ہو رہی ہے، کئی عوامی حلقوں سے ون یونٹ کی حمایت میں آواز اٹھی ہے اور ان میں ایک بلند آہنگ اور تازہ ترین آواز ہزارہ کانفرنس کی ہے۔ جس کی موجودہ احوال وظروف میں ہم پر زور تائید کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

مرحبا! مؤذن بروقت بولا۔ تیری آواز مکے اور مدینے

اس موقعہ پر ہم جہاں تمام عوامی حلقوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ اپنے اپنے دوائر میں وہ اس کے حق میں کام کریں۔ وہاں ہم ان سیاسی جماعتوں سے بھی اپیل کرتے ہیں جو اسلام دوست اور ملک کی وحدت وسالمیت کی خواہاں ہیں کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں اور مصلحت آمیز رویہ ترک کر کے عوامی جذبات کی رو میں بہنے کی بجائے عوامی جذبات کا رخ صحیح جانب موڑنے کی کوشش کریں، نہ کہ خود بھی اسی دھارے پر بہنا شروع کر دیں جس پر موقع پرست عناصر انہیں بہا لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ہر کہ آمد عمارت نو ساخت“

صدر مملکت کی حالیہ نشری تقریر

صدر مملکت اور مارشل لاء کے منتظم اعلیٰ جناب آغا محمد یحییٰ خان صاحب نے اپنے وعدوں کی تکمیل کے سلسلے میں جس کے مدارج وہ آہستہ آہستہ طے فرما رہے ہیں، اب ایک مزید اہم قدم اٹھایا ہے کہ انھوں نے ۲۸ نومبر کو ایک تاریخی تقریر ارشاد فرمائی ہے۔ جس کو ملک کے سیاسی مَطلع میں عام طور پر امید جمہوریت کی ایک کرن قرار دیا گیا ہے، اس تقریر میں:

اولاً: انتخابات کی تاریخ متعین کر دی گئی ہے جس پر دل دادگان انتخابات عموماً مطمئن نظر آتے ہیں۔

ثانیاً: فرمایا گیا ہے کہ ”ون یونٹ توڑ دیا جائے گا“ اس سے کمیونسٹوں کی سب قسمیں نہایت خوش وخرم ہیں کہ شاید ان کے عزائم کے بروئے کار آنے کے لیے اس سے فضا سازگار ہو سکے۔

ثالثاً: آبادی کی بنیاد پر مساوی نمایندگی کا اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ غالباً بنگالیوں کو خوش کرنا مقصود ہوگا۔

رابعاً: مجوزہ قومی اسمبلی جب دستور تیار کر لے گی اس وقت اختیارات عوام کو منتقل کر دیے جائیں گے، اس میں بحالی جمہوریت کے مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خامساً: مذہبی حلقوں کے اطمینان کے لیے فرمایا گیا ہے کہ دستور اسلامی ہوگا۔

سادساً: جنوری ۷۰ء کے بعد سیاسی سرگرمیوں کی عام اجازت دے دی جائے گی، تاہم ان کو اعتدال پر رکھنے کے لیے مارشل لاء کی بالادستی بدستور موجود رکھی جائے گی۔

اس طریقے سے موصوف نے ہر طبقہ کو خوش کرنے کی پوری کوشش فرمائی ہے، جیسا کہ سب کو معلوم ہے کئی ماہ کے غور وخوض نیز سب سیاسی پارٹیوں اور ہر طبقہ وخیال کے لیڈروں سے تبادلۂ خیالات کے بعد موصوف نے ملک کی یہ سیاسی راہنمائی فرمائی ہے، باوجود کمال بے نفسی کے ساتھ اس اعلان کے کہ وہ خود کوئی سیاسی رجحان نہیں رکھتے، بلکہ اس کا مشن صرف پر امن انتقال اقتدار اور جمہوریت کی بحالی ہے۔

جہاں تک ملک میں اس تقریر دل پذیر پر سیاسی حلقوں اور لیڈران کرام کے ردعمل کا تعلق ہے اس سے تو کوئی مستقبل کی واضح تصویر سامنے نہیں آتی، کیونکہ اصولی راہنمائی والی اس تقریر پر متفرع ہونے والی اکثر فروعات کو یہ حلقے، اور مبصرین مبہم قرار دیتے ہیں، اندریں حالات یہ مستقبل ہی بتائے گا کہ محترم آغا محمد یحییٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان، اپنی اس مخلصانہ راہنمائی میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی تو بطور تجربے کے ہے جیسا کہ ان کی تقریر سے مترشح ہوتا ہے۔ اب تک بیس یا تیئس سال سے ہم انہی تجربوں کے دور سے ہی گزر رہے ہیں، اور پاکستانی قوم بدستور ''مریض'' ہی ہے، ہر سیاسی طبیب ایک مجرب نسخہ تجویز فرماتے ہیں، علیٰ ہٰذا القیاس قوم پر سیاسی نسخے آزمائے جا رہے ہیں، لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کی تکالیف بدستور ہیں بلکہ دن بدن ان میں مختلف قسم کے اضافے ہو رہے ہیں، رہا غریب اسلام جس کے نام پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا، تو اس کی ''روح اسلام'' ''اصول اسلام'' کے نام پر جو گت بن رہی ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہے۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

تاہم ہماری اور ہر بہی خواہ پاکستان کی یہ دعا ہے کہ جناب آغا محمد یحییٰ خان صاحب اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو کر پاکستان کے مسیحا ثابت ہوں، لیکن ایک بات عرض کر دینا شاید بے موقع نہ ہو کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے، قیام پاکستان کے بعد سیاست کے ہر اہم موڑ پر، قدرتی طور پر قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہمارے سامنے آجاتی ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ (الحج: ٤١) ''اگر ان (مسلمانوں کو) ہم کسی علاقے میں حکومت کرنے کا موقع دیں تو یہ (سب سے پہلے) نمازیں قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔''

اس آیت کی روشنی میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہماری کسی حکومت اور کسی سیاسی پارٹی نے اقامت نماز کا اہتمام نہیں کیا اور بطور عبادت وزکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بالکل توجہ نہیں دی۔ زیادہ سے زیادہ اسی (۸۰) فیصد لوگ ہوں گے جو ادعائے مسلمانی کے باوجود شاید نمازی ہوں۔ زکوٰۃ کا اگر کبھی کبھار ذکر آجاتا ہے تو ایک معاشی مسئلہ کے طور پر۔ بس، اور جہاں تک ہمارے گردوپیش کا تعلق ہے نیکی بہت کم ہے لیکن برائی کو دن بدن فروغ دیا جا رہا ہے۔

بنابریں ہم نہایت ادب سے جناب صدر مملکت کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اس طرف بھی توجہ مبذول فرمائیں، یہ یقینی بات ہے کہ کروڑوں مسلمان عوام کی اصل آرزو۔ معاشی مسئلہ ہرگز نہیں بلکہ ان کی خواہش ہی یہ ہے کہ پاکستان میں ہر مسلمان نمازی بن جائے اس کے لیے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے اور عمل کرنے کے مواقع پیدا کیے جائیں، عدالتوں میں اسلام کا نظام انصاف رائج ہو۔ انتظامیہ میں اسلام کارفرما ہو، اقتصادیات کا ڈھانچہ اسلامی فقہ کی روشنی میں بنایا جائے۔ تجارت وصنعت کو قرآن وحدیث کی تصریحات کے تحت کر دیا جائے، یقین جانیے اس نسخہ کے استعمال سے ضرور شفا حاصل ہوگی اور سیاسی مطلع کی سیاست کے سب غبار دور ہو کر مطلع بالکل صاف ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

(۵ دسمبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’بس مسافروں کا لازمی بیمہ‘‘ اسلامی شریعت کی روشنی میں!

شریعت اسلامیہ کے نقطۂ نظر سے اس ہفتہ کی ایک اہم خبر یہ ہے کہ مغربی پاکستان کی حکومت نے نئی ٹرانسپورٹ پالیسی ترتیب دی ہے اور جس کو یکم مارچ ۷۰ء سے نافذ کر رہی ہے۔ اس کی رو سے بسوں کے مسافروں کے لازمی بیمے کرائے جائیں گے اور موت یا زخمی ہونے کی صورت میں بس کمپنیوں سے مسافروں کو معاوضہ دلایا جائے گا۔

بظاہر یہ تجویز بڑی خوش آیند ہے، جذباتی طور پر اس کو شریعت سے ناواقف لوگ غالباً پسند بھی کریں گے اور اس کو حوادث سے بچنے کا ’’نسخہ شفا‘‘ بھی جانیں گے۔ لیکن ’’بیمہ خولیا‘‘ کی وبائے عام کی موجودہ فضا میں خواہ ہماری اس بات کو کتنا بھی عجیب وغریب سمجھا جائے ہم بحیثیت مسلمان یہ عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ یہ تجویز سراسر غیر اسلامی ہے۔ خواہ اس کے اوپر ’’اسلامی اصولوں‘‘ کا کیسا بھی خول چڑھا دیا جائے۔ اس لیے کہ اسلام نے سود اور جوئے دونوں کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے، جب کہ انشورنس میں دونوں حرام عموماً ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ دراصل بیمے کی یہ وبا عیسائی ملکوں سے درآمد کی گئی ہے، جن کے ہاں یہ دونوں ’’گناہ‘‘ نہیں سمجھے جاتے۔ اگر یہ درست ہے کہ ’’پاکستان‘‘ اسلام پر پورا عمل کرنے اور اس کے نفاذ کے لیے بنایا گیا تھا، اور اگر امر واقعہ بھی یہ ہے جو باور کرایا جاتا ہے کہ لیاقت علی خان مرحوم کے دور حکومت کی منظور کردہ قرار داد مقاصد کے بعد اصولی طور پر پاکستان ایک اسلامی مملکت بن چکا ہے، نہ صرف یہ بلکہ پاکستانی عوام کو آئین حکومت کا جو بھی کھلونا آج تک دیا جاتا رہا، بہرحال ’’اسلام‘‘ کو اس کے کسی نہ کسی خانے میں رکھا ہی گیا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ آئے دن کے ہر طرح کے اعلانوں، بیانوں، مذاکروں اور نعروں کے باوجود ’’اصلاح‘‘ کے عنوان سے جو بھی قدم کوئی حکومت اٹھاتی ہے اس میں اسلام غریب کو پوچھا بھی نہیں جاتا کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ لیکن حقیقی یا موہومی مشکلات کا جو بھی حل، عوام پر ٹھونسا جاتا ہے وہ اور جو کچھ بھی ہو اسلامی حل نہیں ہوتا، ضبط تولید کا قانون اس کی ایک مثال ہے۔ ’’عائلی قوانین‘‘ کو بھی اس سلسلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ نئی ٹرانسپورٹ پالیسی ساز حلقوں تک ہماری نحیف آواز اگر پہنچ سکے تو ان کی اطلاع کے لیے گزارش ہے کہ ٹریفک کے ایسے حوادث کی روک تھام اور اس طرح کے بدنی اور جانی نقصان کو تلافی کے لیے اسلامی شریعت میں قابل عمل راہ نمائی موجود ہے اور وہ مختصراً یہ ہے کہ یہ نقصان خطاً قتل اور ’’جنایۃ‘‘ کے ضمن میں آتے ہیں۔ بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بریں شرعاً ہونا یوں چاہیے کہ نقصان زدہ شخص یا اشخاص کو نوعیت حادثہ کے اعتبار سے اس بس کا مالک کمپنی سے دیت (خون بہا) دلایا جائے جو حادثہ کا شکار ہو، بعض حالات میں ڈرائیور اور کلینز کو بھی اس ادائیگی میں شریک کیا جا سکتا ہے، ان تفصیلات کی روشنی میں جو اسلامی قانون (فقہ اسلامی) میں موجود ہیں جہاں تک ہمارا اندازہ ہے سعودی عرب اور اس جیسے اسلامی ملکوں میں اسلامی قانون تعزیرات نافذ العمل ہونے کی وجہ سے ایسے حادثے بہت کم وقوع میں آتے ہیں۔

علاوہ ازیں ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ منافع تو کمائیں بس کمپنیوں کے مالک، اور ان سے متعلقہ عملہ اور نقصان ڈال دیا جائے غریب مسافروں پر اور وہ بھی بخوشی نہیں جبری طور پر، کیونکہ بس مالکان ٹکٹ کرایہ میں لازمی بیمے کی حیثیت کو لازماً ملحوظ رکھیں گے۔ اور اگر حکومت اس اضافے کو روکنے میں کامیاب ہو جائے جس کی سابقہ تجربات کی روشنی میں کم ہی توقع کی جا سکتی ہے...... تو بھی سود اور قمار (جوئے) کا گناہ عظیم کا بار ہی کون سی کم اہم بات ہے۔

﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

آخر میں ارباب صوبائی حکومت کی خدمت میں ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ اس سارے معاملے پر قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں سنجیدگی سے غور فرمائیں، سعودی عرب کے قانون اسلامی سے استفادہ غالباً بہت مفید رہے گا۔ ذرا ہمت کر کے (تجربۃً سہی) شریعت پر عمل کیجیے، دیکھئے کتنی برکت ہوتی ہے؟

(۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدرِ مملکت کی خدمت میں

فریضۂ حج کی پابندیاں نرم فرمانے کی دردمندانہ گزارش

ناظم اعلیٰ مارشل لاء اور صدرِ مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خان کے بارے میں گزشتہ نو ماہ کے سیاسی واقعات کو سامنے رکھ کر عام تاثر یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ آپ عوامی اور اسلامی مسائل کے حل کرنے کی مخلصانہ کوشش فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ایوب خانی دَور کی بعض الجھنیں عوامی مطالبات کی روشنی میں انھوں نے دور کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ مثلاً سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی کو انھوں نے ایک اعلان کے ذریعے ختم کر کے بہت بڑی دانشمندی کی ہے۔ یہی بات ہے جس کا پاکستان کے سب طبقوں کے علماء کرام متفقہ طور سے سابق صدر صاحب سے مطالبہ کر رہے تھے لیکن جناب مسٹر محمد ایوب خان صاحب اقتدار کے نشے میں اس کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، جس کا خمیازہ بالآخر ان کو بھگتنا پڑا۔

موجودہ صدرِ مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خان کی خدمت میں ادباً گزارش ہے کہ اسی قسم کا ایک مذہبی مسئلہ آپ کی توجہ گرامی کا مستحق ہے اور وہ ہے فریضۂ حج سے متعلقہ موجودہ حکومتی پالیسی کا مسئلہ...... پاکستان کے جملہ مکاتب تک کے علماء بجا طور سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں آنے جانے والی سب ہی حکومتوں نے اپنی حج کی پالیسی ترتیب دیتے ہوئے مسئلہ حج کی حیثیت عبادت اور ایک فریضۂ الٰہی کو اصلاً ملحوظ نہیں رکھا۔ اور زیادہ تر ''زرتبادلہ'' کا نقطہ نظر ہی ان کے سامنے رہا ہے، نتیجتاً دوسری باتوں سے قطع نظر، ہزاروں ایسے لوگ جن پر حج فرض ہو چکا ہے وہ صرف حکومت کی غلط پالیسی کے باعث اس فرض الٰہی کی ادائیگی سے محروم رہ جاتے ہیں جس کی ذمہ داری سے حکومت کبھی نہیں بچ سکتی۔ پھر دیارِ حبیب کے لاکھوں عشاق کے راستے میں جب ایسی پالیساں حائل ہو جاتی ہیں تو ان کے دل پر جو گزرتی ہے اس کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں، لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایسے دردمند لوگوں کی آہ ہائے سحرگاہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یقیناً بار پاتی ہیں اور خطرہ ہے کہ ''حج پالیسی گروں'' کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ اس کے برعکس اگر حج کو اللہ کی عبادت اور اسی ذات گرامی کا ایک فریضہ سمجھ کر موجودہ اکثر پابندیوں سے آزاد کر دیا جائے، تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ عام ملکی مالی اور ملی مشکلات اپنی خاص عنایت سے حل فرمائے۔

ہمیں توقع قوی ہے کہ محترم صدرِ مملکت اپنے فرمان خاص سے عائد کردہ پابندیاں ختم یا زیادہ سے زیادہ نرم کر کے لاکھوں بندگان الٰہی کی دعائیں لیں گے۔

(۲ جنوری ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلٹن میدان ڈھاکہ کا افسوسناک سانحہ

سیاسی سرگرمیوں کے آغاز پر جن خطرات کا خدشہ تھا، ان کی طرف ہم نے اسی وقت ہلکا سا اشارہ کر دیا تھا جن دنوں ان کی اجازت دی گئی تھی، اب حقیقت بن کر سامنے آر ہے ہیں۔ سیاسی جلسوں میں ہمارے سیاستدانوں نے اس تہذیب وشرافت کا ثبوت نہیں دیا جس کی ان جیسے تعلیم یافتہ حضرات سے توقع تھی، ان میں سے بیشتر کا کردار منفی اور انتشار انگیز رہا ہے۔ ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا شاید ہمارے ملک میں سیاست کی روح سمجھ لی گئی ہے، حالات کے یہ تیور کسی اچھے مستقبل کی نشاندہی نہیں کرتے۔

پچھلے ہفتے پلٹن میدان میں ملک کی ایک اہم سیاسی جماعت، جماعت اسلامی، کے پہلے انتخابی جلسے کا جو حشر کیا گیا ہے اس نے ملک کی پرسکون مگر بتدریج تلاطم آمیز سیاسی سطح کو دفعتہً ہنگامہ خیز طوفانوں سے بدل دیا ہے، سلسلۂ واقعات کی جو کڑیاں سامنے آتی ہیں ان سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس پردہ زنگاری کے پیچھے کس کس کا ہاتھ کارفرما ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امیر جماعت اسلامی محترم مولانا مودودی صاحب نے اس مسئلے میں انتظامیہ سے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ ان کے اپنے مشاہدے پر مبنی ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا کے بیان کے مطابق اتنے وسیع اور منظم پیمانے پر غنڈہ گردی اور دیدہ دلیری کا یہ خوفناک ڈرامہ مشرقی پاکستان کی انتظامیہ کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تائید وحمایت کے بغیر نہیں کھیلا جاسکتا تھا۔

یہ صورت حال ایک طرف اگر حالات کی سنگینی واضح کر رہی ہے تو دوسری طرف مارشل لاء حکومت کی طرف سے عوام کے دلوں میں شکوک وشبہات بڑھ رہے ہیں، کچھ عرصہ قبل نظریۂ پاکستان کے تحفظ پر بڑا زور دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود اسلام دشمن سرگرمیاں بدستور جاری رہیں اور ہیں، اسی طرح سیاسی سرگرمیوں کے آغاز پر جو ضابطہ نمبر ۶۰ نافذ کیا گیا تھا وہ بھی اس لحاظ سے بے مقصد ہو کر رہ گیا ہے کہ سنجیدگی سے اسے رو بہ عمل لانے کا اہتمام نہیں کیا گیا اور نہ ایسی کوئی امید نظر آتی ہے۔ ان حالات سے پرامن اور صاف ستھری سیاست کے قائل لوگوں کے ذہنوں میں یہ شبہات ابھر رہے ہیں کہ ان ضابطوں کا مقصد صرف ایسے ہی پرامن لوگوں کو مزید نہتا اور انھیں اپنے حفاظتی انتظامات سے غافل کرنا ہے کہ لادین اور تشدد پسند عناصر بآسانی سیاسی جلسوں کو ہلٹر بازی اور غنڈہ گردی میں بدل سکیں۔ اس لیے مارشل لا حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس واقعے کا وہ پوری سنجیدگی سے نوٹس لے اور اس ڈرامے کے تمام کرداروں کا سخت محاسبہ کرے، اور اداکاروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ جب تک ہدایت کاروں اور دیگر معاونین سے باز پرس کا اہتمام نہ کیا جائے، اس رجحان کی روک تھام بہت مشکل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مارشل لاء حکومت اس وقت جس تاریخی کردار کے ادا کرنے میں کوشاں ہے، اس کردار کے ادا کرنے میں جو قوتیں، مخفی یا جلی، رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں اس سے پوری سختی سے نمٹے گی تاکہ ان کے پیش نظر جو عظیم مقصد ہے وہ جلد از جلد اور باحسن طریقے سے پورا ہو سکے۔

(۳۰ جنوری ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولناک سانحہ حیدر آباد

ابھی پلٹن میدان کے المناک سانحے پر ہی عوام حیران و مضطرب تھے کہ سندھ میں حیدر آباد کا ایک اور سنگین المیہ رونما ہو گیا۔ ابھی سیاسی آزادی کو پورا ایک ماہ بھی نہیں ہونے پایا کہ اس دوران میں ہمارا ملک یکے بعد دیگرے ایسے دو سنگین حادثوں سے دوچار ہو گیا، کئی دن شہری ہراساں رہے، لاکھوں کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں۔ اس رجحان کو اگر پوری سختی سے نہ روکا گیا تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس سیاسی آزادی کی کوکھ سے ابھی کتنے اور سنگین و خطرناک حادثات جنم لیں گے۔

سانحۂ حیدر آباد کی بھی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں اس سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس کے ظہور میں بھی مقامی انتظامیہ کے تساہل و تغافل کا بہت دخل ہے۔ ذمہ داران شہر نے حکام بالا کو اس امر کی اطلاع دے دی تھی کہ شر پسندوں کی ایک بڑی تعداد ہتھیاروں سے مسلح حیدر آباد میں داخل ہو گئی ہے اور ان سے شہر کو شدید خطرہ ہے، لیکن انھوں نے اس کا خاص نوٹس نہیں لیا اور زبانی طور پر انھیں اس بات کا یقین دلایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا، لیکن اس کے بعد وہ سب کچھ ہوا جس کا لوگوں کو خطرہ تھا اور حکام بالا نے جس کے نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ حادثے کے بعد بھی ذمہ داران شہر نے کمشنر کو مل کر جس طرح صورت حال سے آگاہ کیا اس میں بھی انھوں نے بطور خاص اس پہلو کی نشاندہی کی ہے کہ لوٹ مار اور آتش زنی کی یہ واردات ڈپٹی کمشنر اور سٹی مجسٹریٹ کی موجودگی میں ہوئی ہیں۔ اسی بناء پر انھوں نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر، سٹی مجسٹریٹ اور سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو فی الفور یہاں سے ہٹا دیا جائے ورنہ اس شہر کا امن ہمیشہ خطرے میں رہے گا۔ ان حضرات کے نظم و نسق کی منصبی ذمہ داری سے غفلت اور جنبہ داری کا اس سے مزید ثبوت ملتا ہے کہ سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے سولہ سو مہاجر طلبہ کے تحفظ کی ضمانت دینے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر ان طلبہ و طالبات نے ہاسٹل چھوڑ دیا۔

ان حالات سے جہاں امن پسند شہری اور ملک کے خیر خواہ پریشان ہیں وہاں انتشار پسندوں کا وہ ٹولہ جو عوام کی آزادانہ رائے سے خوفزدہ ہے انتہائی خوش ہے اور وہ ان واقعات کو غلط رنگ دے کر مصیبتوں کا طوفان کھڑا کر رہا ہے، تاکہ کم از کم ان کی مقامی لیڈروں کو ہی آب و دانہ مہیا ہو سکے۔ علاوہ بریں یہ واقعات خود مارشل لاء حکومت کے متعلق غلط تصورات پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں جس سے لوگوں کے دلوں میں شکوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشبہات اور مستقبل میں پرامن انتقال اقتدار سے مایوسی پیدا ہو رہی ہے۔ اگر حکومت فی الواقع اپنے اعلانات میں مخلص ہے اور وہ پوری دیانت داری سے پرامن انتقال اقتدار کی خواہاں ہے تو وہ ایسے اقدامات کو سختی سے روکنے کا اہتمام کیوں نہیں کر رہی ہے جو اس کی راہ میں زبردست رکاوٹ بن سکتے ہے۔ ابتداء ہی میں اس کو دبا دینا جتنا آسان ہے بعد میں اس کا دبانا اتنا ہی مشکل ہو گا۔ دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس رجحان کو پوری سختی سے روکنے کی کوشش کی جائے اور اس کی یہی ایک صورت ہے کہ جس جگہ بھی ایسا خلفشار رونما ہو وہاں کی انتظامیہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا کر اس سے سخت باز پرس کا اہتمام کیا جائے۔ اور انھیں ان کے تساہل یا تغافل کی عبرتناک سزا دی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ذہن وعمل کے لحاظ سے وہ سراسر اسلام سے بیگانہ بلکہ اس کی دشمن ہے۔ اس لیے اس کی ہمدردیاں ایسے ہی عناصر کے ساتھ ہیں جو ملک میں انتشار پیدا کر کے ملک کو اسلام اور جمہوریت سے بدستور محروم رکھنا چاہتے ہیں اور اس المیہ کا اصل علاج یہی ہے کہ انتظامیہ کو راہ راست پر لانے کا مؤثر اہتمام کیا جائے۔

انتہائی قابل مذمت!

اس ہفتے کا بڑا ہی دل خراش اور سخت تکلیف دہ حادثہ وہ ہے جو پنجاب یونیورسٹی میں محترم جناب علامہ علاء الدین صاحب صدیقی وائس چانسلر کے ساتھ پیش آیا۔ یہ حادثہ، گستاخی جو ''حقوق طلبی'' کی کوکھ سے نکلا ایسا ہے کہ اس کی مذمت کے لیے ہمیں الفاظ ہی نہیں مل رہے، مزید افسوس یہ کہ یہ بدتمیزی کرنے والا وہ گروہ ہے جن کے جتھے پر لیبل ہے ''اسلامی جمعیۃ طلبہ'' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر یہ حرکت ایسے شخص سے نہیں کی گئی۔ جو ان کا صرف ''حاکم'' ہی ہو، بلکہ ایسی شخصیت جو ان کا نہایت شفیق اور ہمدرد استاذ بھی ہے۔ طبیعت کا مرنجان مرنج۔ مزاجاً صلح کوش ومصلحت پسند۔ ایسے مجسمہ استاذ سے جو شاگرد بے ادبی سے پیش آئیں اور سیاست بازی کے جوش میں اپنے فرائض وآداب کو پس پشت ڈال دیں، ایسوں کی مذمت کے لیے الفاظ کہاں سے لائے جائیں۔

سوائے اس کے کہ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور ارباب اختیار سے گزارش کی جائے کہ خدارا جلد از جلد اس موجودہ نام کی تعلیم کو خالص اسلامی نظریہ تعلیم میں ڈھالا جائے۔ جب تک یہ نہیں کیا جائے گا، کوئی اصلاحی سکیم کامیاب نہ ہو سکے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ سیاسیات حاضرہ نے حقوق طلبی کا اس زور سے صور پھونکا ہے کہ فرائض وآداب بالکل پس منظر میں چلے گئے ہیں بلکہ فراموش ہی ہو چکے ہیں۔ یہ متعدی وبا آئی تو عیسائی حکومتوں کے ممالک سے ہے، لیکن مختلف ناموں سے مسلمان ملکوں میں پھیل چکی ہے، حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی آسمانی تعلیمات نے فرائض وآداب کو اولین اہمیت دی ہے اور ان کی وساطت سے ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کے حقوق کا مسئلہ بالکل فطری طریق سے حل کیا ہے، جس سے معاشرہ کو لازماً امن وسکون کی ضمانت ملتی ہے۔ اسلام کے نزدیک (حقوق العباد) والدین کے بعد سرفہرست استاذ کی تعظیم اور اس کی اطاعت کا جذبہ صادق ہے، ضرورت ہے کہ ''مطالبات خولیا'' کی اس خالص مادی بیماری کا اسلامی طریقہ سے علاج کیا جائے، جس کے سوا کوئی علاج کارگر نہ ہوگا۔

ملکی سیاست کا غبار آلود مطلع؟

۷۰ء کے آغاز میں کم وبیش جس انداز سے ہمارے اکثر سیاست دانوں نے چہچہانے کا آغاز فرمایا تھا اور جناب صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خان کے اعلانات وبیانات پر اظہار مسرت کیا جارہا تھا ہمارا تاثر یہ ہے کہ پلٹن میدان کے خونی ہنگامے کے بعد وہ صورت حال باقی نہیں رہی، بلکہ معاملہ بظاہر دن بدن اور الجھتا دکھائی دے رہا ہے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ان ہنگاموں کے بارے میں اس کا کوئی عملی اقدام منظر عام پر نہیں آیا، ادھر سیاست دان عموماً بدستور اضطراب وانتشار کا شکار ہیں اور مفسد عناصر کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ تازہ اخبار کی اطلاع کے مطابق پلٹن میدان میں جمہوری پارٹی کا جلسہ عام پھر گویا ہنگامہ کی نذر ہوگیا۔ ان حالات میں ملک کا سیاسی مستقبل کیا رخ اختیار کرتا ہے، اس سلسلے میں کوئی حتمی بات کہنا بہت مشکل ہے۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ جس اسلام یا جن عوام کے لیے ان ہنگامہ ہائے رستخیز کا ادعا ہے ان کی زبوں حالی ہر لحہ دم بدم بڑھ رہی ہے۔ شرک وبدعات، بڑے چھوٹے گناہ اور ہوش ربا گرانی، فکر معاش، ظلم وتعدی وغیرہ کے اصلاح کوئی امید بر آتی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک اور ملکیوں کو ہر گزند سے محفوظ رکھے۔ آمین

(۶ فروری ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرم الحرام...... بعض ضروری مسائل

www.KitaboSunnat.com

اس مہینے میں ایک فرقہ تو اپنی ''روایتی رسوم'' بجالاتا ہے۔ لیکن اہل سنت حضرات بھی دیکھا دیکھی بہت سی بدعات کا ارتکاب کرتے اور ناواقفی میں ناجائز باتوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بنا بریں سنی حضرات کے ملاحظہ، غور اور اس پر عمل کے لیے ماہ محرم سے متعلق چند احکام و مسائل ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

ا۔ شرعی حیثیت سے اس مہینے کے مقتضیات وہی ہیں جن کا ذکر صحیح و مستند احادیث میں آ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ .)) ❶

یعنی ''رمضان کے بعد (نفلی) روزوں کے لیے سب سے فضیلت والا مہینہ محرم ہے۔''

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں یہود عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے، آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس دن کا تم لوگ کیوں روزہ رکھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو نجات دی اور ان کے دشمن فرعون وغیرہ کو (دریائے نیل میں) غرق کر دیا، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر روزہ ..... رکھا تھا، اب ہم بھی (ان کی اتباع میں) اسی دن روزہ رکھتے ہیں۔'' آنحضرت ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا:

((فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ)) ❷

''ہم پر موسیٰ علیہ السلام کے حقوق تم سے زیادہ ہیں۔ (چنانچہ) خود بھی روزہ رکھا اور اس کو مشروع بھی فرمایا۔''

احادیث میں یہ بھی ہے کہ یہود اس دن عید مناتے اور زیب و زینت بھی کرتے تھے، لیکن آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ ''اس دن صرف روزہ ہی رکھیں۔'' بعض روایتوں میں ہے کہ قریش بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ ❸

مدینہ منورہ کے ابتدائی سالوں میں صرف ۹ محرم کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ مگر آخری دور میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے قرار دیا گیا کہ ۹، ۱۰ محرم کو (دو دن) روزے رکھے جائیں۔ ❹

---

❶ صحیح مسلم۔ ❷ صحیح مسلم: ۱/ ۳۵۹۔ ❸ صحیح مسلم۔ ❹ صحیح مسلم وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت کی رو سے اگر کسی وجہ سے ۹ محرم کا روزہ رہ جائے تو ۱۰ محرم کے ساتھ ۱۱ محرم کا روزہ بھی رکھ لیا جائے۔

((عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال صُوْمُوا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ خَالِفُوْا الْیَھُوْدَ صُوْمُوْا قَبْلَهٗ یَوْمًا اَوْ بَعْدَهٗ یَوْمًا .)) ❶

''یعنی یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے ۹، ۱۰، یا ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ رکھا کرو یا تینوں دن۔''

علاوہ بریں اس روزے (کے ثواب) کی بابت رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا تو فرمایا: ''اس سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

((سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ .)) ❷

خلاصہ یہ ہے کہ جتنا امتیاز اس مہینے یا عاشورے کے دن کو حاصل ہے، وہ روزے ہی سے متعلق ہے۔ اس کے سوا جتنی روایتیں بیان کی جاتی ہیں حفاظ ونقادِ فنِ حدیث کی نظر میں ان کی نسبت، رسول اللہ ﷺ کی طرف یا بالکل غلط ہے یا مشکوک ہے۔ لہٰذا ان کی بنا پر محرم کے پہلے عشرے یا خاص عاشورہ کے دن سے سب مروجہ کام مثلاً خصوصی کھانے پکانا، گھر میں فراخی وتوسیع کرنا، صدقہ وخیرات، مساکین کو کھانا کھلانا، دانے جوس دینا، سبیلیں لگوانا؛ ایسی سبیلوں سے پانی پینا۔ ماتمی لباس پہننا، سرمہ لگانا، قبروں کی زیارت کو جانا۔ وغیرہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں۔ ❸

یہ جو رواج سا ہو گیا ہے کہ اس عشرے میں واقعات کربلا بڑی رنگ آمیزی سے اس طرح سے بیان کیے جاتے ہیں جس سے ایک گونہ اس مہینے کی یہ خصوصیت معلوم ہونے لگی ہے۔ مزید برآں اس سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بالواسطہ تنقیص لازم آتی ہے۔ یہ طرزِ عمل بدعت قبیحہ کے ضمن میں آتا ہے۔ لہٰذا اس طرز عمل سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

۲۔ اسلام کی تاریخ میں بڑا اہم حادثہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے جو ایرانیوں اور یہودیوں کی سازش سے ۲۳ھ کے آخر میں واقع ہوئی اور یکم محرم ۲۴ھ کو آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اس کے کافی بعد ایک اہم حادثہ یہ ہو گیا کہ کوفہ کے شیعیان علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر کوفہ بلایا، پھر اموی گورنر عبداللہ بن زیادہ کی فوج میں شامل ہو کر خود ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور ان کے متعدد ساتھیوں اور گھر والوں سمیت کربلا کے میدان میں ۱۰ محرم ۶۰ھ میں ان کی شہادت کا سبب ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

---

❶ اخرجه الامام احمد وحسنه الاستاذ احمد شاکر: ٤/ ٢١، نیز دیکھو: مجمع: ۳/ ۱۸۸، منتقیٰ ۲/ ۱۹۲.

❷ ترغیب۔ ❸ کتاب ماثبت بالسنة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ دونوں حادثے بڑے دورس نتائج کے حامل ثابت ہوئے، مگر ان سے محرم کی حیثیت میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

۳۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچا، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کی شہادت وتدفین کو تاریخی بلکہ کسی قسم کی اہمیت نہیں دی۔ مگر عجیب بات ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن...... ۱۰ محرم...... کو اتنی بڑی اہمیت دے دی گئی......! اس قدر کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیدردانہ اور مظلومانہ شہادتیں بھی اس کے سامنے ماند پڑ کر رہ گئیں......!

تاریخ بتاتی ہے کہ ماتمی جلوسوں اور جلسوں کی رسم ۳۵۲ھ میں معزالدولہ بن بویہ نے ایجاد کی تھی۔ اس سے پہلے اس کا کوئی تصور...... کسی بھی زمانے میں...... نہیں ملتا۔ ❶

نیز حافظ ابن کثیر ۳۵۴ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

((وهذا تكلف لا حاجة اليه في الاسلام ولو كان امرا محموداً لفعله خير القرون وصدر هٰذه لامة وخيرتها وهم اولى به واهل السنة يقتدون ولا يبتدعون .)) ❷

''یہ ماتمی جلوس وغیرہ کی رسمیں اسلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ واقعتاً اچھی چیز ہوتی تو اسلام کے دور میں بھی یہ پائی جاتی اور (بات یہ ہے کہ) اہل سنت، سنت کی اقتداء کرتے ہیں بدعتوں والے فعل نہیں کرتے۔''

اسلام کی رو سے ''محرم'' ماتم کا مہینہ نہیں۔ لہٰذا اس ماہ میں شادی اور مسرت کے کاموں سے عوام کا اجتناب جائز اور درست نہیں، اہل سنت کو چاہیے کہ اس رسم کو ختم کر دیں اور اس مہینے میں بھی شادیاں وغیرہ تقریبات بدستور کرتے رہیں۔

(۶ مارچ ۱۹۷۰ء)

---

❶ ملاحظہ ہو (البدایہ والنہایہ، ص ۲۴۳، ج ۱۱)۔

❷ ص: ۲۵۴، ج ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ

مدیر ''پیغام صلح'' کی خدمت میں

''الاعتصام'' کی کسی قریبی اشاعت میں ہم نے ایک مرزائی ہفت روزہ ''لاہور'' کے ایک اداریہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ مرزائیوں کے عقائد و مسلمات خود اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ امت مسلمہ سے الگ ایک فرقہ ہے جس پر آج کل مصلحت کی لیپا پوتی کر دی گئی ہے، اس بناء پر علماء امت کا یہ مطالبہ بالکل معقول ہے کہ انھیں پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ مزید برآں جماعت اسلامی کے منشور کی اس عبارت کو بھی ہم نے قابل ترمیم قرار دیا تھا، جس کی رُو سے مرزائیوں کا لاہوری فرقہ دیگر اسلامی فرقوں کی طرح امت مسلمہ میں شامل رہتا ہے، دراں حالیکہ علمائے امت کے نزدیک مرزائیت کی دونوں شاخیں یکساں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ دونوں کا مقصد بہر حال امت کا تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے توڑ کر آنجہانی مرزائے قادیانی سے جوڑنا ہے۔

اس پر لاہوری شاخ کا آرگن ''پیغام صلح'' بہت تلملایا ہے اور اپنی ''اسلامی خدمات'' کا تذکرہ لے بیٹھا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب ہم تمام اعمال وافعال اسی طرح بجالاتے ہیں جس طرح دوسرے مسلمان تو ہمیں ان سے الگ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے؟ پھر اپنی عادت کے مطابق یہ حدیث پیش کی ہے: ((من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك المسلم)) اور کہا ہے کہ ہم اہلحدیث کہلا کر اس ارشاد نبوی پر عمل کرنے کی بجائے ایسے مسلمانوں کو ''غیر مسلم'' قرار دینے کے لیے بے قرار ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم مدیر ''پیغام صلح'' کی خدمت میں عرض کریں گے کہ مذہب کی اساس عقائد ہیں اعمال وافعال نہیں، ان کی جو کچھ بھی اہمیت ہے وہ بہر حال ثانوی ہے، معتزلہ، قدریہ اور دیگر گمراہ فرقوں کو اہل سنت کے دائرے سے اس لیے خارج نہیں کیا گیا کہ وہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ جیسے اعمال وافعال کو ماننے سے منکر تھے، وہ بھی آپ کی طرح ان سب چیزوں کو مانتے تھے، انھیں محض اسی بنا پر اہل سنت سے خارج کیا گیا کہ ان کے عقائد اہلسنت کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ غیر مسلموں کے افعال خیر اسلام کے نزدیک کسی اجر وثواب کے مستحق نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ وہ اسلام کے عقائد وایمانیات کو تسلیم نہیں کرتے۔ ابوطالب نے کیسے نازک موقعہ پر نبی اکرم ﷺ کی تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مدد کی، لیکن چونکہ اسلامی عقائد اس نے تسلیم نہیں کیے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بنا پر اس کی تائید واعانت اس کے لیے آخرت میں سود مند ثابت نہیں ہوئی۔ سب سے بڑھ کر خود مرزائیوں کا قادیانی ...... اور اب ربوی ...... ٹولہ بھی وہ سب کچھ کرتا ہے جو عام مسلمان کرتے ہیں، ممالک غیر میں انھوں نے بھی ''تبلیغ اسلام'' کا جال اسی طرح پھیلا رکھا ہے، جس طرح لاہوری شاخ نے، جسے مدیر ''پیغام صلح'' نے اپنے مسلمان ہونے کے ثبوت میں بطور سند پیش کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود خود لاہوری فرقہ بھی ربویوں کو برسرِ حق نہیں سمجھتا اور انھیں کافر قرار دینے میں ہمیشہ عام مسلمانوں کی ہمنوائی کرتا آیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان ہونے کے لیے یہی ایک معیار کافی ہے کہ وہ نماز، روزہ، حج اور دیگر اعمال خیر اسی طرح کرتا ہے جس طرح ایک صحیح العقیدہ مسلمان کرتا ہے تو پھر آپ ربوی مرزائیوں کو کافر قرار دینے میں عام مسلمانوں کی ہمنوائی کیوں کرتے ہیں اور انھیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے؟ مزید برآں جن صاحب کو آپ ''مسیح موعود'' مانتے ہیں انھوں نے تمام مسلمانوں کو کافر کیوں قرار دیا، جب کہ مسلمانوں کا قبلہ، ان کی نماز، ان کا روزہ، حج اور دیگر عبادات اسی طرح تھیں جس طرح آپ کے ''مسیح موعود'' کی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے مسیح موعود اور خود آپ کے نزدیک بھی بنائے اسلام عقائد ہیں، اعمال وافعال نہیں۔ کفرو اسلام کے لیے فیصلہ کن چیز عقیدہ ہے، اسی کسوٹی پر اعمال پرکھے اور جانچے جائیں گے، اگر یہ کسوٹی ہی نہیں ہوگی تو اعمال کی قدر و قیمت کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ (الکھف: ۱۰۵)

باقی رہی یہ بات کہ وہ عقائد واصول کون سے ہیں جو بنائے اسلام ہیں، تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، مخاطب کے پیش نظر عرض ہے کہ اسلام کا ایک بنیادی و مرکزی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس مرکزی عقیدے پر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو ضرب کاری لگائی ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی نبوت کی آپ چاہیں جتنی تاویلیں کرلیں لیکن اس حقیقت پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالا جا سکتا کہ اس شخص نے ڈنکے کی چوٹ ایک دو بار نہیں، ہزاروں مرتبہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ۱۹۱۴ء تک بلا اختلاف تمام مرزائی، مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتے رہے، ان کے لاہوری فرقے نے نبوت مرزا پر مصلحت کا جو پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے، اس کا آغاز ۱۹۱۴ء کے بعد ہوتا ہے۔ مدیر ''پیغام صلح'' کو اگر اس دعویٰ کی صحت سے انکار ہو تو ہم حوالے پیش کر دیں گے۔ ظاہر ہے جس شخص کے تمام پیروکار بلا اختلاف اس کو اس کی زندگی میں اور مرنے کے چھ سال بعد تک نبی مانتے رہے۔ (مرزا صاحب کا سن وفات ۱۹۰۸ء ہے) اس کے متعلق یہ دعویٰ اب کیونکر صحیح مانا جا سکتا ہے کہ اس نے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا؟ اور اگر اب کوئی یہ دعویٰ کرے بھی تو اس کی اس اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں کہ اولاً خود اس کی تصنیفات اس کی تکذیب کرتی ہیں، ثانیاً اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ترین ساتھی اس کی تردید کرتے ہیں۔

نبوت کا داعی سرے سے مسلمان اور کسی عزت و احترام کا مستحق ہی نہیں رہتا چہ جائیکہ اسے مجدد زماں اور مسیح موعود جیسے مناصب بلند پر فائز ہونا باور کرایا جائے، پھر یہ نکتہ بھی ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ لاہوری مرزائی ایک طرف مرزا صاحب کی نبوت کے منکر ہیں اور دوسری طرف انھیں ''مسیح موعود'' بنا رکھا ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام اپنے دور کے نبی تھے کیا اس سے یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ لاہوری شاخ اب بھی ان کی یک گونہ نبوت کی قائل ہے اور انھیں اسی طرح ''علیہ السلام'' لکھتی ہے جس طرح دیگر انبیاء کے ساتھ علیہ السلام لکھا جاتا ہے۔ بہر حال تمام علمائے امت کے نزدیک مرزائیوں کے دونوں فرقے ایک ہی حقیقت کے دو پہلو اور ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں، جن کو ایک دوسرے سے ممتاز نہیں کیا جا سکتا۔

مدیر ''پیغام صلح'' نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ ہم کیا آپ نے ہمارے دلوں کو چیر کر دیکھ دیا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو مجدد کہہ کر ان کی نبوت کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ ہم مدیر ''پیغام صلح'' سے عرض کریں گے کہ دل چیر کر دیکھنے کی ضرورت نہیں نہ یہ ہمارے بس میں ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ کیا آپ کے طرزِ عمل کا منطقی نتیجہ اس کے سوا کچھ اور بھی نکل سکتا ہے؟ جو ہم نے عرض کیا ہے۔ نتائج کے اعتبار سے آپ کے دونوں گروہوں کا مشن ایک ہے جس کی زد براہ راست ختم نبوت کے مرکزی عقیدے پر پڑتی ہے، اسی لیے علمائے امت نے آپ کی دور از کار تاویلات و مہمل توجیہات کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دی ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوشش   من انداز قدت را می شناسم

''علمائے کرام کے متحدہ محاذ کی ضرورت'':

ہفت روزہ ''خدام الدین'' نے ۶ مارچ کے شمارے میں ''علمائے کرام کے متحدہ محاذ کی ضرورت'' کے عنوان سے ایک اداریہ لکھا ہے، جس میں موجودہ حالات کے تقابل میں علماء کے متحدہ محاذ کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کے مرتب کردہ ۲۲ نکات کو اسلامی دستور اور متحدہ محاذ کی بنیاد بنایا جائے۔ کیونکہ اس طرح پاکستان میں اسلام کا تحفظ و بقا بھی ہو سکتا ہے اور ملک کو سامراجی طاقتوں اور ملحدوں کی یلغار اور ان کی خطرناک ریشہ دوانیوں سے بچایا بھی جا سکتا ہے۔ اداریہ نگار کی نظر میں قریباً تمام دینی جماعتیں علمائے کرام کے ۲۲ نکاتی پروگرام کی مؤید و حامی ہیں۔ صرف جماعت اسلامی اس موقف سے دست بردار ہو گئی ہے اور ۵۶ء کے آئین پر اصرار کر رہی ہے، جس کی وجہ سے دستوری بحران پیدا ہو گیا ہے۔

اگر جماعت اسلامی بھی ۲۲ نکات پر متفق ہو جائے تو یہ بحران آج ختم ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک علمائے کرام کے متحدہ محاذ کی ضرورت ہے۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث بحمداللہ سب سے زیادہ اس سلسلے میں پیش پیش رہی ہے جس پر ہماری قراردادیں شاہد ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری ہی طرح ہر صاحب درد مسلمان اور ہر دینی جماعت کو اس کا سخت احساس ہے اور درد دل سے اس کی خواہاں ہے، پھر آج اس کا اہتمام نہ کیا گیا تو خدا کے ہاں بھی ہم جوابدہ ہوں گے اور مستقبل میں ملک کی دینی حیثیت پر اس کے جو اثرات پڑیں گے اس کے پیش نظر تاریخ بھی ہمیں اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب یہ سب کے دل کی آرزو ہے تو وہ کون سا مانع ہے جس نے اتحاد مقصد و منزل کے باوجود سب کو پارہ پارہ کر رکھا ہے؟ ہر دینی جماعت دوسری جماعت کو اس کا سبب قرار دیتی ہے جس طرح ''خدام الدین'' کے مدیر نے اس کا سبب جماعت اسلامی کو قرار دیا ہے اور ''جماعت اسلامی'' اتحاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ آپ کی جمعیۃ علمائے اسلام کے طرز عمل کو قرار دے سکتی ہے۔ ہم بحیثیت اہلحدیث ہونے کے فکر و نظر کے اعتبار سے جماعت اسلامی سے متفق ہیں نہ جمعیۃ علمائے اسلام سے۔ ہمارا فکری تشخص اور نظریاتی وجود دونوں سے قطعاً جداگانہ ہے۔ البتہ یہ دونوں گروہ ایک ہی مسلک فکر سے وابستہ ہیں، پھر دونوں میں اتنا شدید اختلاف بلکہ تصادم اگرچہ ناقابل فہم نہیں لیکن تعجب انگیز ضرور ہے۔

ہم بھی آپ کی طرح دین کی سربلندی اور علماء کے اتحاد کے خواہاں ہیں اور ''الاعتصام'' اس سے قبل بھی کئی مرتبہ ملک کی دینی جماعتوں کو اس طرف توجہ دلا چکا ہے۔ معاف فرمائیے گا! رفتار واقعات کے جائزے اور حالات کے مشاہدے کے بعد ہماری دیانتدارنہ رائے یہ ہے کہ دینی متحدہ محاذ کی راہ میں زیادہ تر رکاوٹ خود آپ کی ''جمعیۃ علمائے اسلام'' کا طرز عمل ہے۔ اس کے رہنما مودودی دشمنی میں اعتدال و توازن کی تمام حدیں پھاند گئے ہیں، حد یہ ہے کہ ان اشتراکیوں سے وہ گلے مل سکتے ہیں جن کا وجود ہی سرے سے اسلام کی نفی کرتا ہے لیکن اس مودودی سے تعاون ان کے نزدیک گناہ عظیم ہے، جس سے اسلام کی تعبیر میں انھیں اختلاف ہے۔ اسلام کی تعبیر میں بعض اختلاف اور سرے سے اسلام سے اختلاف یہ دو چیزیں ہیں، پہلی چیز جماعت اسلامی میں ہے اور دوسری چیز ان لوگوں کا طرۂ امتیاز ہے جن سے یہ جمعیۃ رشتۂ مودت استوار کیے بیٹھی ہے۔ جمعیۃ کی یہ پالیسی بڑی خطرناک ہے اور اس سلسلے میں وہ اس حد تک آگے جا چکی ہے کہ اپنے ہی ہم مزاج و ہم مسلک علماء، مولانا احتشام الحق، مولانا مفتی شفیع، مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی وغیرھم تک سے بگاڑ کر بیٹھی ہے، اشتراکیوں کی ہم نشینی کی وجہ سے اب ان کا لہجہ، ان کی زبان، ان کے تیور اور ان کا مدوجزر سب اشتراکی سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ ان کے نعرے وہی ہیں جو عرصہ دراز سے اشتراکیت کے بین الاقوامی ٹکسال سے گھڑ گھڑ کر نکلتے رہے ہیں۔ صرف ''جمعیۃ علمائے اسلام'' کے رہنماؤں کا سراپا غیر اشتراکی رہ گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کو فی الحال بدلنا اشتراکیوں کے بس میں نہیں۔ آپ حضرات کو یہ باتیں تلخ ضرور لگیں گی لیکن یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، جمعیۃ کے رہنما جب تک اپنے اس طرزِ عمل میں تبدیلی نہیں کریں گے دینی جماعتوں کا متحدہ محاذ بہت مشکل ہے۔

جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ جماعت اسلامی ۵۶ء کے آئین پر اصرار کر کے اپنے سابقہ موقف سے منحرف ہو گئی ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہیں، جماعت اسلامی نے کبھی علماء کے ۲۲ نکات سے انکار نہیں کیا ہے، ان کے موجودہ منشور میں بھی یہ عبارت نمایاں طور پر موجود ہے کہ

''اس منشور کی ترتیب میں ان ۲۲ نکات کو سمو دیا گیا ہے جو ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے معتمد علیہ ۳۱ علماء نے تجویز کیے تھے۔''

باقی رہا اس کا ۵۶ء کے آئین پر اصرار، تو یہ اس کے قطعاً منافی نہیں، نہ اس اصرار کا مطلب یہ ہے کہ ۵۶ء کے آئین کو وہ خالصۃً اسلامی آئین سمجھتی ہے۔ اس نے اس کی غیر آئینی دفعات کی اس وقت بھی وضاحت کر دی تھی۔ جب یہ بنا تھا اور اب بھی بتدریج اسے بدلنے کا ارادہ ظاہر کر چکی ہے، وہ اسے صرف پہلے مرحلے کے طور پر اپنانے کا عزم رکھتی ہے۔ نظریہ حالات اس کا یہ اصرار غیر معقول نہیں بلکہ سیاسی سوجھ بوجھ اور اسلام کی خیر خواہی کا آئینہ دار ہے۔ پاکستان میں اب تک زمام اقتدار جن لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ ان کے زبانی دعوؤں سے قطع نظر، عملاً انھوں نے ملک کو مغربی اور سیکولر سانچے میں ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، جس کے نتیجے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں مذہب سے بغاوت کا رجحان عام ہو گیا ہے۔ محمد ایوب خان صاحب کے دور میں اس کے ساتھ ساتھ اشتراکیت نے بھی یہاں اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں۔ اس وقت ملک میں جو رجحانات عام ہیں وہ کسی پڑھے لکھے شخص سے مخفی نہیں، ملک کے تیور بڑے خطرناک ہیں جس سے پاکستان کی اسلامی حیثیت کو شدید خطرہ ہے۔ ۵۶ء کا آئین گو کلیتہً اسلامی نہیں تاہم وہ اسلامی حکومت کے عبوری دور کے لیے قابل قبول ہے، اس کی یہ اسلامی حیثیت خود جمعیۃ علمائے اسلام کے رہنما بھی اس سے قبل تسلیم کر چکے ہیں۔ اگر دوبارہ آئین سازی کا کام شروع کیا گیا تو خطرہ ہے کہ نئے آئین میں ہم اسلام کی اتنی حیثیت بھی نہ منوا سکیں گے جس کی ضمانت ۵۶ء کا آئین دیتا ہے، بلکہ قوم کا ایک شدید انتشار میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ملک کی خیر خواہی اس میں تھی کہ نئی آئین سازی کی بجائے صدر محمد یحییٰ خان ۵۶ء کا آئین نافذ کر دیتے، لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا، انھوں نے قوم و ملک کو ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور اس آزمائش میں کامیابی کی اب یہی صورت ہے کہ نئی اسمبلی میں تمام اسلام پسند بیک وقت ۵۶ء کے آئین کی حمایت کریں تاکہ ملک آئین سازی کے سخت مرحلے سے جلد از جلد نکل سکے، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس میں ترامیم کی جا سکتی ہیں۔

''خدام الدین'' اور جس جمعیۃ علمائے اسلام کی وہ ترجمانی کرتا ہے دونوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جماعت اسلامی ملک اور اسلام کے لیے جو جذبات خیر خواہی رکھتی ہے اشتراکیوں کے دلوں میں اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ جماعت اسلامی ۱۹۵۶ء کے آئین پر اصرار کر کے ملک کی نظریاتی بنیادوں اور ملک کی وحدت و سالمیت کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے، جب کہ اشتراکی ۱۹۵۶ء کی مخالفت کر کے ان دونوں پر تیشہ چلانے کی فکر میں ہیں۔ آپ حضرات اشتراکیوں کی ہمنوائی کر کے ملک و مذہب کے حق میں کوئی مفید کردار ادا نہیں کر رہے۔ خدارا اس نازک موقع پر اپنی ذمہ داری کا احساس کیجیے، آپ کو انتہا پسندی ترک کر کے اعتدال و توازن کے ساتھ دیگر اسلام پسندوں کے ساتھ مفاہمت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، جس روز آپ کی جمعیۃ کو اس بات کا احساس ہو گیا اسی روز سے دینی متحدہ محاذ کی تشکیل کا امکان پیدا ہو جائے گا، وگرنہ خدشہ ہے کہ یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔ لا قدرہ اللہ!

(۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعظیم شعائر اللہ!

''اسلام کی علامات خصوصی کی تعظیم''

﴿وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ (الحج: ۳۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کے عنوان سے چار چیزوں کو اسلام کے اہم شعائر قرار دیا ہے۔ (۱) قرآن مجید، (۲) کعبۃ اللہ، (۳) انبیاء کرام اور (۴) نماز و معظم شعائر الله أربعة القرآن، والكعبة، والنبي والصلوٰة (الخ) [1]

پھر ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھانا ہمارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ڈاڑھی کا کٹانا (اور منڈانا، اہل شرک اور) آتش پرستوں کی علامت ہے، جن کی اس بارے میں (بھی) مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

((فالمجوس كانوا يقصون اللحیٰ و يوفون الشوارب وكانت سنة الانبياء عليهم السلام خلاف ذلك فقال رسول الله ﷺ خالفوا المشركين وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب.)) [2]

اس گزارش کی ضرورت محسوس ہوئی وہ خبر پڑھ کر جو محکمہ اوقاف کے خرچ پر جاری کردہ جامعہ اسلامیہ (بہاولپور) کے متعلق اخباروں میں آئی۔ جس میں جناب گورنر صاحب بہادر اور رئیس الجامعہ...... (جو ایک ندوی فاضل بتائے جاتے ہیں) کی موجودگی میں کہا گیا ہے کہ ''ڈاڑھی اسلام کی علامت نہیں۔''

اور خود رئیس الجامعہ نے بلا ساختہ کہا: ''اسلام ڈاڑھی میں نہیں۔'' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم سمجھتے ہیں کہ (شاید نادانستگی میں) یہ طرز گفتگو تعظیم شعائر اللہ میں خلل بلکہ ان کی توہین واستخفاف کے ضمن میں آتا ہے۔ جس سے توبہ لازم ہے، ڈاڑھی رکھنا جس طرح کہ اسلام کا حکم ہے، یقیناً اسلام کی علامت ہے۔ اور ڈاڑھی منڈوانا یا قص (کٹوانا) بلاشبہ اہل کفر کی علامت ہے۔ بھلا جو مبارک فعل سارے انبیاء علیہم السلام کا رہا ہو، سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رہا، سبھی ائمہ اسلام کا رہا ہو، جمیع صلحائے امت کا رہا ہو وہ کیوں ''اسلام کی علامت'' نہ ہوا؟ اور وہ کیسے اسلام نہیں؟ ایسے ہی یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ ڈاڑھی منڈوانے کٹانے کی موجودہ شکلیں، سب کی سب اللہ تعالیٰ کے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے اور اسلام کے مخالفوں، بلکہ دشمنوں کی چلی آرہی

---

[1] ص: ۷۰، ج ۱، طبع منیریہ۔ [2] ص ۱۹۱، حجۃ اللہ البالغہ مبحث اللباس۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آج بھی ہیں اور ان کا ارتکاب مسلمانوں کے سب فرقوں کے نزدیک کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

ضرورت تو اس اہتمام کی تھی کہ پاکستان کے قائم ہوتے ہی اسلام اور مسلمانوں کی ثقافتی علامت کے طور پر (ہی سہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھنے کا قانون نافذ کر دیا جاتا تاکہ دیکھنے والوں کو پہلی نظر میں مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نظر آ سکتا۔ لیکن المیہ یہ ہوا کہ اسلام کے نام پر بنائے گئے ملک ...... پاکستان ...... میں ایک اعلیٰ اسلامی وملی شعار اور نبیوں اور رسولوں کی سنت مبارکہ کی علامت نے اسلام ہونے ہی سے انکار کر دیا گیا......!

زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ معاملہ صرف ایک ڈاڑھی ہی کا نہیں ہر اس شعار اسلامی اور نیکی کا یہی حال ہے، جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ، شعوری اور غیر شعوری ہمارا کوئی دنیوی اور مادی مفاد وابستہ نہ ہو، مثلاً نماز ہی کو لیجیے، جس کو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے شعائر کی چوتھی چیز شمار فرمایا ہے، مگر یہ نماز ہمارے معاشرے کے پروگرام سے بحیثیت مجموعی خارج ہے، یعنی جو پڑھ لے وہ بھی مسلمان، جو نہ پڑھے وہ بھی ''مسلمان''! حالانکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ...... جن کے بعض معاشی ارشادات واحکام کو خوب اچھالا جا رہا ہے، کا فیصلہ یہ ہے:

((لا حظ فی الاسلام لمن ترك الصلواة .)) (موطا)

یعنی ''نماز کے تارک کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔'' نیز اسلام کی رو سے بے نماز کسی بھی کلیدی عہدے کا اہل نہیں ...... یعنی اہلیت کے لیے دوسری باتوں کے ساتھ باقاعدہ نمازی بھی ہونا ضروری ہے۔

لیکن اس امر واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے حکومتی اور عوامی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں میں نماز کو وہ اہمیت حاصل نہیں جس کا تقاضا قرآن وحدیث میں ہے۔ اس صاف گوئی کے لیے ہمیں معاف کیا جائے کہ استخفافی ذہنیت کا منبع موجودہ نظام تعلیم ہے جس کو عیسائیوں نے برصغیر میں درآمد کیا تھا اور جس کو چھوڑنے اور اس کو ''مسلمان'' بنانے کے لیے ہماری موجودہ قیادت وسیادت تیار نہیں معلوم ہوتی۔ نتیجہ وہی ہے جو ہم آپ دیکھ رہے ہیں کہ ''حقوق طلبی'' کے اس ہنگامۂ رستخیز میں ''اخلاقیات'' دب کر رہ گئے ہیں۔ ''حقوق العباد'' کے عنوان سے اللہ تعالیٰ کے حقوق سے اعراض کارفرما ہے اور ''اسلامی درس گاہوں'' میں شعائر اللہ کا یوں استخفاف ہو رہا ہے......! اندریں صورت جب تک موجودہ پورے ڈھانچے کو (''اسلامی اصولوں'' کے مطابق نہیں بلکہ) صحیح اسلامی حیثیت میں نہیں بدلا جائے گا اس وقت اصلاح احوال کی کوئی صورت نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ پاکستان میں قرآن وحدیث کا صحیح نفاذ ہو۔ آمین

(۲۷ مارچ ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر آغا محمد یحییٰ خاں کا نشریہ اور اس کے تقاضے

صدر مملکت جناب آغا یحییٰ خان نے اپنے ۲۸ مارچ کے نشریے میں ان قانونی نکات کی وضاحت کر دی ہے، جس پر دستور سازی کی بنیادی رکھی جائے گی۔ اور قومی اسمبلی کو جن سے تجاوز کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔ صدر مملکت نے نظریۂ پاکستان۔ اسلام۔ کی حفاظت، ملک کی وحدت و یہالمیت اور انتخابات میں اپنی حکومت کی غیر جانبداری کا جن واشگاف الفاظ میں اظہار کیا ہے اس سے لوگ ایک حد تک مطمئن ہیں، لیکن ابھی ان سے لوگ صدر یحییٰ خان کی تمام تر یقین دہانیوں کے باوجود اس وجہ سے خوش فہمی میں مبتلا ہونے سے گریزاں ہیں کہ اس انداز کے زبانی اعلانات اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ کیے جا چکے ہیں، لیکن چوں کہ حکومت اس پر سختی سے عمل درآمد کرانے کا اہتمام نہیں کرتی رہی ہے، اس لیے وعدہ ہائے خوش الفاظ کے باوجود صورت حال کی سنگینی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بنابریں اس سے متعلق ہم چند گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جہاں تک نظریہ پاکستان کی حفاظت کا وعدہ ہے تو یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو ہر برسر اقتدار آنے والے شخص نے بڑی فراخ دلی سے کیا ہے، اور کام و دہن کی آزمائش کی حد تک اس میں تمام حضرات کامران رہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ اس وعدے کے جو عملی تقاضے تھے ان کا اہتمام تو کجا اس پہلو کی طرف انھوں نے کبھی سوچنا بھی گوارا نہیں کیا، بلکہ ان کا تمام طرز عمل ان وعدوں اور اس کے تقاضوں کی ضد رہا۔ نتیجتاً قول و عمل کے اس تضاد نے اسلام کے خلاف ایک ایسی فضا پیدا کر دی کہ ملک کا ایک طبقہ اسلام کے نام پر ہی سیخ پا ہونے لگ گیا اور ان کی جبینیں اب یہ نام سنتے ہی شکن آلود ہو جاتی ہیں۔ اسلام کے نام لیواؤں نے اس کی اوٹ میں جو ظالمانہ اور غیر اسلامی طرز عمل اختیار کیے رکھا اس کی سزا خود، اسلام کو یہ ملی کہ وہ غریب بدنام ہو کر رہ گیا، بلکہ سامراج کی علامت سمجھا جانے لگا۔ اس فضا کے پیدا کرنے میں ان کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں نے پورا زور لگایا جو حکومت ہی کی مہربانیوں کی وجہ سے تعلیمی اداروں، سول سروس اور اشاعت کے اداروں، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات میں کمین گاہیں بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے، اب وہ اس فضا سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں اور اپنے خون جگر سے سینچی ہوئی اس فصل کو کاٹنے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ ان حالات میں سوال یہ ہے کہ محض اسلام کی حفاظت کے زبانی وعدے سے تغیر حالات کی کتنی امید کی جا سکتی ہے؟ ہم صدر مملکت سے بصد ادب عرض کریں گے کہ اگر آپ فی الواقع اس وعدے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلص ہیں تو خدا نے آپ کو اختیار واقتدار سے بہرہ ور فرمایا ہے، آپ سب سے پہلے ان مذکورہ اداروں کی تطہیر کیجیے جہاں سے اسلام پر شب خون مارا جا رہا ہے۔ یہ اقدام اگر کر لیا گیا تو ہم سمجھیں گے کہ پاکستان میں اسلام کی حفاظت کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

مزید برآں ان سوشلسٹوں اور ان کے ہمنواؤں نے خود اسلام کو جس طرح الفاظ کے گورکھ دھندوں میں الجھا دیا ہے۔ اس کی صفائی بھی ضروری ہے، آج جو شخص اٹھتا ہے وہ اپنے آپ کو اسلام کا مجاہد اور قرآن وحدیث کا علمبردار ظاہر کرتا ہے، عوام کے سامنے کوئی شخص اخلاقی جرأت اور صاف گوئی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ چینی اور روسی سوشلزم بھی اسلام ہے، امریکی اور برطانوی نظام بھی اسلام ہے۔ عریاں ثقافت وتہذیب بھی اسلام ہے! کوئی چیز بھی یہاں غیر اسلامی نہیں! اگر فی الواقع ایسا ہی ہے۔ تو پھر یہ بار بار اسلام کی حفاظت کے وعدے میں کیا تک ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس فکری انتشار سے عوام کا ایک طبقہ بڑی سادہ لوحی سے غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہے اور اس سے بھی وہی عناصر فائدہ اٹھا رہے ہیں جو پاکستان کی نظریاتی اساس پر آخری وار کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس لیے اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ صدر مملکت فوراً ایک اسلامی مشاورتی بورڈ کا قیام عمل میں لائیں جس میں ان مستند علماء دین کو شامل کیا جائے جو قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ یہ دور ایوبی کی طرح ان افراد پر مشتمل نہ ہو جو اسلام کے اصولوں میں قطع و برید کرتے رہے ہیں، یہ بورڈ اس فکری انتشار میں صدر مملکت اور قوم کی صحیح رہنمائی کرے۔ اسلام کی تعبیر کا حق انہیں دیا جا سکتا جو اسلام کی ابجد سے بھی آشنا نہیں؟ یا دیگر علوم وفنون کی طرح صرف انہی علمائے اسلام کا حق ہے، جنھوں نے اسلام کو سمجھنے میں اپنی عمریں صرف کی ہیں۔ جب تک صدر مملکت اور ان کی حکومت اس نکتے کو بھی ذہن نشین نہ کرے گی پاکستان میں اسلام کی حفاظت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

ملک کی وحدت وسالمیت بھی اسلام کی بقا وسالمیت پر منحصر ہے۔ اگر خدانخواستہ اس بنیاد کو گرا دیا گیا تو اس کے مختلف اجزاء وعناصر کو باہم جوڑے رکھنا اسی طرح مشکل ہو گا جس طرح آج اسلام کا رشتہ کمزور پڑ جانے پر دیگر عصبیتوں کے ابھر آنے سے ملت واحدہ کا خواب منتشر ہوتا نظر آ رہا ہے۔

پھر جہاں تک انتخابات میں موجودہ حکومت کی غیر جانبداری کا تعلق ہے صدر یحییٰ خان نے اس بارے میں بھی واضح الفاظ میں اس کا اعادہ کیا ہے کہ ہم غیر جانبدار ہیں۔ اور غیر جانب دار ہیں۔ اس سلسلے میں اولاً ہم یہ عرض کریں گے کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس نظریے کا تحفظ ارباب اقتدار کا اولین فرض ہے، اس فرض منصبی کی ادائیگی کا یہ تقاضہ تھا کہ یہاں غیر اسلامی رجحانات رکھنے والی جماعتوں اور افراد کو انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا جاتا۔ دنیا کی کسی نظریاتی مملکت میں اس بات کی اجازت نہیں کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک کے بنیادی نظریے سے انحراف کرنے والی جماعتیں انتخابات میں حصہ لے سکیں، چین اور روس میں اسلام کا نام لے کر حتی کہ اسلام کے ساتھ سوشلزم کی پیوند کاری کر کے اسلامی سوشلزم کے نام پر بھی انتخابات میں حصہ نہیں لیا جا سکتا۔ غیر جانبداری کا مطلب یہ نہیں کہ حق و باطل کی کشمکش میں حکومت اہل حق اور اہل باطل دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرے، بلکہ یہ اپنے فرائض میں کوتاہی کے ضمن میں آتا ہے۔ اگر ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے خطرے کے وقت حکومت ایک لمحے کے لیے غیر جانبدار نہیں رہ سکتی بلکہ وہ فوراً ان سرحدوں کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو جائے گی، اسی طرح نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی اس کی ذمہ داری ہے، اس میں غیر جانبدارانہ طرزِ عمل کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن بدقسمتی سے ایسا ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔

ثانیاً غیر جانبداری کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ایک فریق کھلم کھلا ایسا طرزِ عمل اختیار کرے جس سے انتخابات کا انعقاد ناممکن ہوتا نظر آئے، لیکن پھر بھی اس فریق کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور اس کو ایسا طرزِ عمل سے باز رکھنے کا کوئی اہتمام نہ کیا جائے۔ اگر ملک کے امن و امان کو تہ و بالا کرنے کی اس طرح اجازت دے دی گئی جس طرح اب تک ایسے عناصر کو حاصل رہی ہے تو دنیا اس کو بھی غیر جانبدارانہ طرزِ عمل سے تعبیر نہیں کر سکتی۔ یہ صریحاً اس معنی میں جانبدارانہ طرزِ عمل کہلائے گا کہ حکومت اپنے اعلانات کے مطابق ایک معین وقت پر انتخابات کرانے کی پابند ہے، مگر اس نے فریق کو ایسا طرزِ عمل اختیار کیے رکھنے کی اجازت دیے رکھی، جس سے انتخابات کا انعقاد ہی غیر یقینی ہو گیا۔ حکومت کے طرزِ عمل کو دنیا اسی وقت غیر جانبدارانہ کہے گی۔ جب وہ کسی فریق کو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی اجازت نہ دے جس سے دوسرے فریق کے حق رائے دہی کے ختم ہو جانے کا امکان ہو۔ ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کا طرزِ عمل اس معاملے میں غیر تسلی بخش ہے، بھاشانی صاحب نے جس طرح کھلم کھلا تشدد کی دھمکیاں دی ہین اور ۱۹ اپریل کو ''گھیراؤ اور جلاؤ'' تحریک کی ابتدا فرمانے کا اعلان کیا ہے، حکومت نے ابھی تک اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا، حالانکہ غیر جانبداریت کا یہ تقاضا تھا کہ حکومت ایسے تشدد پسند عناصر کو ایسی کاروائیوں سے باز رکھنے کا حکم جاری کرتی۔ ہم نے پچھلی اشاعت میں بھی لکھا تھا کہ اس طرح عوام آپس میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں گے، جس سے ملک کا خرمن امن خاکستر ہو سکتا ہے۔ حکومت کو اپنے اس ''غیر جانبدارانہ'' رویے پر نظرثانی کرنی چاہیے اور ایسے عناصر کو پوری سختی سے تخریبی مساعی اور دھمکیوں سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

چند ضروری چیزیں ہیں جن پر عمل درآمد صدر یحییٰ خاں کے نشریے کے تقاضوں کے مطابق ضروری ہے، اگر صدر یحییٰ کی حکومت نے اس سے تغافل یا تساہل برتا تو نہیں کہا جا سکتا کہ پاکستان کا مستقبل کیا ہو گا؟ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو اور مسلمانوں کو ہرگز ند اور ہر فتنہ سے محفوظ فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اسلامی کی ایک ''غیر آئینی'' قرارداد:

جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ کی حالیہ ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ صدر مملکت اسمبلی میں خود ایک آئینی مسودہ بصورت بل پیش کریں، جسے اسمبلی ترمیم و اضافے کے بعد منظور کرے۔ جماعت اسلامی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اب تک ۵۶ء کے منظور شدہ آئین کی بحالی کا مطالبہ کرتی رہی ہے، لیکن اب اس نے یہ موقف اختیار کر لیا ہے جو پس منظر اور خطرات کے پیش نظر اس نے یہ مطالبہ کیا ہے۔ ان کو دیکھتے ہوئے نظر بظاہر یہ مطالبہ درست معلوم ہوتا ہے، لیکن اس میں ایک بہت بڑا آئینی سقم پایا جاتا ہے۔ جس کی اگر اجازت دے دی گئی تو اس کا مطلب غیر منتخب صدر کو آئینی اختیارات عطا کر دینے کے مترادف ہوگا۔ حالانکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ صدر یحییٰ خاں ملک کے منتخب اور آئینی سربراہ نہیں ہیں، وہ ایک عبوری سربراہ ہیں۔ انھوں نے ون یونٹ کی تنسیخ جیسے اقدامات کر کے بھی ایسا اقدام کیا ہے جس کا عوام نے انھیں حق نہیں دیا تھا۔ وہ صرف انتخابات کرانے کے پابند ہیں باقی تمام مسائل کا حل اور آئین سازی قوم کے منتخب نمائندوں کا حق ہے، انھیں ہی یہ کام سرانجام دینا چاہیے۔ مزید برآں ایسے شخص کی طرف سے آئینی مسودہ کے پیش کیے جانے کی صورت میں جو قوت واقتدار کا مرکز وسرچشمہ ہو، اس بات کا احتمال ہے کہ بے اختیار ممبران اسمبلی اس میں ترمیم و تنسیخ یا اضافہ کرنے میں کمزوری کا مظاہرہ کر جائیں، غالباً اس نکتے کی طرف جماعت اسلامی کے معزز ارکان کی نظر نہیں گئی۔

جماعت اسلامی نے جس خطرے کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا ہے، اس کے سدباب کے لیے ہمارے خیال میں یہ کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ ذہنی ونظریاتی اشتراک رکھنے والی جماعتیں اسمبلی کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اس قسم کا کوئی آئینی مسودہ تیار کر رکھیں تاکہ ایسی صورت میں اسے فی الفور ارکان اسمبلی کے سامنے بحث وغور کے لیے رکھا جا سکے۔ اس کا ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اسمبلی کے پرشور اور جذباتی ہنگامہ آرائیوں سے قبل ہی سیاسی جماعتوں میں تعاون وتفہیم کی ایک خوشگوار فضا قائم ہو جائے گی، جس سے آئین سازی میں بھی بڑی سہولت پیدا ہو جائے گی۔

(۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوشلسٹوں کے کارنامے......اہل پاکستان کے لیے آئینہ عبرت

سوڈان میں تقریباً ۲۵ ہزار مسلمان شہید

انا للّٰه وانا الیه راجعون

عالم اسلام اس وقت جن نازک حالات سے گزر رہا ہے اس پر ہر صاحب درد مسلمان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے، اگر اسلامی ممالک کو صرف غیر مسلم بیرونی عناصر کی سازشوں کا سامنا ہوتا تو ان سے بآسانی نمٹا جا سکتا تھا۔ مسلمانوں کی جرأت ایمانی کی بدولت ان کی تمام عیاریاں خاک میں مل سکتی تھیں، مگر ہمارا اصل المیہ یہ ہے کہ ممالک اسلامیہ کا صاحب اقتدار طبقہ داخلی طور پر اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے، کم وبیش ہر اسلامی ملک میں یہی حال ہے۔ عوام اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے آرزو مند ہیں مگر ان پر غلط قیادت انھیں زبردستی سرخ وسفید نظریات کے اندھیروں میں دھکیل رہی ہے، اسی کش مکش میں ان کی وہ توانائیاں، صلاحیتیں اور قوتیں جو ملک کی تعمیر وترقی اور عوام کی خوشحالی پر صرف ہونی چاہییے تھیں، ایک دوسرے سے نبرد آزمائی میں ضائع ہو رہی ہیں۔ بستم بالائے ستم یہ کہ ہماری کج نظر قیادت ایک طویل عرصے سے غیر اسلامی نظام حیات کا تجربہ کرتی آرہی ہے، جس کے نتیجے میں ہر ملک کو زبوں حالی اور گھمبیر مسائل کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، لیکن اس کے دماغ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ اب ایک تجربہ عوام کے کہنے پر اسلامی نظام حیات کے اپنانے کا بھی کر کے دیکھ لیں۔ جن عرب ممالک نے اسلام کے زندگی بخش نظام کو چھوڑ کر سوشلزم کا لادینی اور جبر و استبداد پر مبنی نظام اپنایا ہے اس سے عوامی مسائل حل ہونے کے بجائے عوام ہلاکت کے دہانے پر کھڑے نظر آرہے ہیں، مسلم عوام پہلے ہی اس تجربے سے نالاں اور ناخوش تھے۔ انھوں نے اس کی حشر سامانیوں کا بچشم سر مزید مشاہدہ کر لیا تو یہ فطری بات تھی کہ ان کے اندر اسلامی نظام حیات کے اپنانے کا داعیہ پوری شدت وقوت سے ابھرے، چنانچہ ہر جگہ ایسی اسلامی تحریکیں اور شخصیتیں اٹھیں جنھوں نے اپنا نصب العین اسلامی نظام کے قیام کو قرار دیا لیکن ہماری غلط رو قیادت نے خدا کے ان نیک نفس اور بے سروساماں بندوں کا جو حشر کیا وہ تاریخ اسلام کا ایک دل فگار باب ہے۔ مصر، عراق، شام اور یمن میں شمع رسالت کے ان پروانوں کو جس طرح قید ومحن آلام ومصائب اور دار ورسن کا نشانہ بنایا گیا، حقیقت یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لیے زبان وبیان کے تمام پیمانے ناکافی ہیں۔ ؏

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمیں......!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوڈان میں اسلام پسند عناصر کے خلاف حالیہ کاروائی سے یہ حقیقت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے کہ سوشلسٹ حکمران چاہے وہ حادثاتی طور پر مسلمانوں کی نسل سے ہی کیوں نہ ہوں اسلام کے بدترین دشمن ہیں، اور ان مسلمانوں کے حق میں برق وشرر سے کم نہیں جو اسلام کے نفاذ کے داعی ہیں۔ پھر اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عرب کی سوشلسٹ حکومتوں کے نزدیک قضیہ فلسطین کا حل اور بیت المقدس کی واگزاری اتنی اہم اور ضروری نہیں جتنی داخلی طور پر اسلامی عناصر کی بیخ کنی اور اسلامی تہذیب وروایات کا خاتمہ ہے، اس لیے وہ ابھی تک اسی ''جہاد'' میں مصروف ہیں۔ کئی اشتراکی پارٹیوں اور لیڈروں نے کھلم کھلا اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ہمارا اولین مقصد مذہبی خرافات (نعوذ باللہ) کا خاتمہ ہے، اس کے بغیر ہم اسرائیل سے نہیں نمٹ سکتے، یہ کاروائیاں ان کے عزم وارادہ کی عملی صورتیں ہیں۔ تیسری حقیقت اس سے یہ واضح ہوتی ہے کہ سوشلسٹ روس عرب سوشلسٹ حکومتوں کو ''ایڈ'' اس لیے نہیں دے رہا ہے کہ اس سے وہاں کے عوام کی خوش حالی میں اضافہ ہو یا ان کی دماغی پوزیشن مضبوط ہو۔ ان تمام دعووں کا پول عرب اسرائیل جنگ میں کھل چکا ہے اور جب سے اب تک برابر کھل رہا ہے۔ روسی ایڈ کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ اس طرح جلد از جلد وہاں سے اسلامی عناصر اور ان سے وابستہ اسلامی تہذیب وروایات کا قلع قمع کیا جا سکے، چنانچہ سوڈان میں جن ساٹھ مصری طیاروں نے مسلمانوں اور مساجد پر بمباری کی ان میں روسی ہواباز تھے، معلوم نہیں عرب اسرائیل جنگ میں یہ روسی ہواباز کہاں تھے؟ چوتھی چیز جو اس کی تفصیلات سے عیاں ہے وہ یہ ہے کہ اینگلو امریکن بلاک بظاہر کمیونزم اور سوشلزم کے کتنا ہی مخالف ہو اور غیر اسلامی ممالک میں اس کے سدباب اور روک تھام کے لیے کتنا ہی بے انتہا اخراجات برداشت کرتا ہو، لیکن اسلام کے خلاف اشتراکی اور مغربی بلاک میں گاڑھی چھنتی ہے اور اسلامی ممالک میں اشتراکیت کی اشاعت ووضاحت میں اینگلو امریکن بلاک بھی پیش پیش رہتا ہے۔ عراق میں سوشلسٹ حکومتیں امریکہ بہادر کے اشاروں اور تائید وحمایت سے برسرِاقتدار آئیں، مصر باوجود اس بات کے کہ وہ روسی بلاک سے منسلک تھا امریکہ کی نظرِ کرم کا خاص مرکز رہا اور سوڈان کے حالیہ قیامت خیز حادثے میں اینگلو امریکن بلاک بھی پیش پیش رہتا ہے۔ عراق میں سوشلسٹ حکومتیں امریکہ بہادر کے اشاروں اور تائید وحمایت سے برسرِاقتدار آئیں۔ مصر باوجود اس بات کے کہ وہ روسی بلاک سے منسلک تھا، امریکہ کی نظرِ کرم کا خاص مرکز رہا اور سوڈان کے حالیہ قیامت خیز حادثے میں بھی اینگلو امریکن بلاک نے اشتراکی بلاک کے ساتھ پورا تعاون کیا ہے۔

سوڈان کے اس المیہ میں اہلِ پاکستان کے لیے درسِ عبرت ہے، کاش ہمارے عوام اس سے کچھ سبق سیکھ سکیں، اگر ہمارے عوام نے اس جذباتی فضا میں جو اشتراکی گماشتوں نے پیدا کر دی ہے، ہوش مندی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تو پھر انھیں یہ نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہیے کہ ان کی روٹی کا مسئلہ تو لا ینحل ہی رہے گا۔ لیکن وہ اس فریب میں ایمان و اسلام کی دولت گنوا بیٹھیں گے اور اشترا کی کوچہ گردوں نے اسلام کے نام لیواؤں کا یہاں وہی حشر کرنا ہے جس سے عرب کے نہتے مسلمان دوچار ہیں۔ لا قدره الله ثم لا قدره الله!

(۲۴۔اپریل ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی نئی ٹرانسپورٹ پالیسی

بحران اور اس کا بہترین قرآنی حل

جب سے حکومت نے نئی ٹرانسپورٹ پالیسی کے نفاذ کا اعلان کیا ہے جس کی رو سے حادثات میں شکار ہونے والے ''بے بس'' مسافروں کے پس ماندگان کو مالکان بس کی طرف سے معاوضے کی ایک رقم کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے۔ اس وقت سے ہی مالکان بس نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رکھی ہے اور یکم مئی سے تو پوری قوم ایک شدید بحران سے دوچار ہو جاتی۔ لیکن حکومت نے بروقت سخت اقدام کر کے قوم کو اس آفت ناگہانی سے بچا لیا جس پر عوام حکومت کے شکر گزار ہیں۔ لیکن مسئلہ ابھی بدستور حل طلب ہے جب تک اس کا کوئی قابل عمل اور منصفانہ حل تلاش نہ کر لیا جائے گا اس وقت تک اس آتش فشاں کے پھٹنے کا ہر وقت امکان ہے۔ نہ معلوم کس وقت یہ کیا صورت اختیار کرے اور اس کے نتیجے میں قوم کو خواہ مخواہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

اس سلسلے میں ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومت کو بحیثیت مسلمان اس طرف توجہ مبذول کرنی چاہیے کہ اسلام میں قتل نفس شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، بالخصوص قتل مسلم کی شناعت وقباحت تو اس کی نظر میں کوئی حد و نہایت نہیں ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ .)) [1]

یعنی ''دنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔''

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قتل مسلم کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے، لیکن یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا، یہاں کی ۹۰ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور یہاں کے حکمران اٹھتے بیٹھتے اسلام کی مالا جپتے ہیں لیکن یہاں خون مسلم کی ارزانی کا یہ عالم ہے کہ دو دو چار چار آنے کی خاطر تلواریں میان سے باہر نکل آتی ہیں اور پستول چل جاتے ہیں۔ معمولی معمولی نزاع مسلمانوں کو خاک وخون میں غلطاں کر دیتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں جاتا جس میں معصوم بچے بے آسرا نہ ہوتے ہوں۔ مسلمانوں کی نوجوان بیٹیوں کا سہاگ نہ لٹتا ہو اور والدین کے کلیجے شق نہ ہوتے ہوں۔ آخر اس اسلامی

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں قتل و غارت گری کا یہ بازار اتنا گرم کیوں ہے؟ انسانی خون مانند آب سستا کیوں ہے؟ ظاہر ہے 1
کہ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ یہاں اسلامی قانون قصاص کو نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ دنیا میں کہیں بھی ان خطرناک جرائم کی روک تھام نہیں کی جاسکتی بجز اس معاشرے کے جہاں اسلامی تعزیرات کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ پچھلی اسلامی تاریخ سے قطع نظر آج بھی اس کا ایک نمایاں مظہر سعودی حکومت ہے، وہاں کے اعداد و شمار سے ہر شخص بآسانی یہ معلوم کرسکتا ہے کہ ''مہذب'' ملکوں کے مقابلے میں وہاں جرائم کی رفتار کیا ہے؟ اور اس کے ساتھ ان ملکوں کے جرائم کے اعداد اور رپورٹ ملاحظہ فرمائی جائے جو تہذیب و تمدن کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان اتنا عظیم فرق ہے کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ایک موقع پر آئزن ہادر نے اپنی امریکی قوم کے متعلق کہا تھا۔ ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہم جرائم پیشہ قوم بن گئے ہیں۔''

''واقعاتی طور پر جب یہ شواہد اور اسلامی تعزیرات کی یہ برکات ہمارے سامنے ہوں پھر بھی اس کے نفاذ میں تردد؟ انتہائی تعجب انگیز فعل ہے۔

موجودہ حکومت نے گو اسلامی تعزیرات کے نفاذ کا قدم نہیں اٹھایا لیکن ایک خطرناک رجحان کی روک تھام کے لیے جو سخت تعزیری قانون ٹرانسپوٹروں کے لیے نافذ کیا ہے وہ اپنے مقصد کے اعتبار سے انتہائی اہم اور ضروری ہے اور اس بنا پر پوری قوم نے اس اقدام میں حکومت کی پوری تائید و حمایت کی ہے۔ لیکن ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ بس حادثے کی صورت میں جو انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے یہ شریعت اسلامیہ میں قتل خطا اور ''جنایت'' کے ضمن میں آتا ہے۔ بنابریں شرعاً یوں ہونا چاہیے کہ نقصان زدہ شخص یا اشخاص کو نوعیت حادثہ کے اعتبار سے اس بس کی مالک کمپنی سے دیت (خون بہا) دلایا جائے جو حادثے کا شکار ہو۔ بعض حالات میں ڈرائیور یا اس سے متعلق بعض اور دیگر افراد کو بھی اس ادائیگی میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ (الاعتصام، ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء) اور آج پھر ہم اپنے اس مطالبے کو دہراتے ہیں کہ اس مسئلے میں اسلامی نقطۂ نگاہ کو اپنانے کی شدید ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری تعزیرات اسلامی کا نفاذ بھی بتدریج عمل میں لایا جائے۔ بس مالکان کا اعتراض یہ ہے کہ جب دوسری اور کئی صورتوں میں انسانی جانوں کا یہ ضیاع ایسی سخت گرفت کو موجب نہیں تو پھر ہمیں کیوں اس شکنجہ میں کسا جا رہا ہے؟ یہ اعتراض درست ہونے کے باوجود ان کے قتل و غارت کے لیے وجہ جواز نہیں بن سکتا، اس لیے ضرورت ہے کہ حکومت قانون قصاص کو عام کر دے۔

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (البقرہ: ۱۷۹)

''قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے، اے صاحبان عقل و خرد۔''

مزید برآں انسانی اور خدائی قانون میں مابہ الامتیاز یہی چیز ہے کہ انسان کے اپنے بنائے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8

قانون کو اس کے لیے ہم جنس انسان ماننے کے لیے بخوشی تیار نہیں ہوتے۔ جس طرح زیر بحث مسئلے میں ہوا، اس کے لیے پھر جبر و تشدد کے دوسرے ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں جو فساد مزید کا سبب بنتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا قانون چونکہ انسان کے ضمیر اور عقیدے سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور اس کی پشت پر ماورائے طبعیات ایک فلسفہ بھی ہوتا ہے، اس بنا پر اسے قبول کرنے میں زیادہ تردد نہیں ہوتا، نہ اس کے لیے جبر و تشدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کا بھی تقاضا ہے کہ حکومت اس قانون کو اسلامی قانون قصاص سے ہم آہنگ کر کے نافذ کرے۔

اس کے ساتھ ہم بس مالکان سے بھی اپیل کریں گے کہ وہ حکومت کے اس اقدام کے پیچھے کارفرما روح کو مجروح کرنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ اس کے بجائے وہ اپنے طرز عمل میں تبدیلی کریں۔ اندھا دھند آمدنی کے رجحان کو اگر روک دیا جائے تو بسوں کے حادثے بھی واقعی ختم ہو سکتے ہیں۔ یہ حادثات نتیجہ ہی ہماری حرص و آز کی حشر سامانیوں کا ہے۔ اگر اس پر قابو پا لیا جائے تو حادثات پر قابو پانا چنداں مشکل نہیں۔ مزید براں جب یہ بس مالکان ہڑتال کر کے لاکھوں روپوں کا نقصان برداشت کر سکتے ہیں (خیال رہے ۱۲ اپریل کی ایک دن کی ہڑتال سے مالکان بس کو ان کے بقول ۵۰ لاکھ روپوں کا نقصان ہوا تھا) تو انھیں یہ خسارہ اس صورت میں قبول کرنے میں کیوں تردد ہے جس سے ایک مظلوم و آفت زدہ خاندان کی نان جویں اور ستر پوشی کا اہتمام ہو سکے۔ ہمارے سرمایہ دار اسلامی و ایمانی اقدار سے محروم ہو کے کیا اتنے ہی سنگ دل ہو گئے ہیں کہ انسانی و اخلاقی اقدار کا بھی ان کو کوئی پاس نہیں۔

ادارہ ''ندائے ملت'' کا ایک مستحسن اور قابل تقلید اقدام:

سرمایہ دار طبقہ کے لیے دعوت فکر

پاکستان میں اس وقت بظاہر جو نظریاتی کشمکش ''اسلام اور سوشلزم'' کے عنوان سے بپا ہے اس پر غور کیا جائے تو اس کے پیدا کرنے میں ملک کے سرمایہ دار طبقہ کے طرز عمل کا بہت سا دخل ہے۔ اگر پاکستان اور اسلام کی مخلصانہ خیر خواہی مطلوب ہے تو ضروری ہے کہ...... ملک کی تجارت اور زراعت پر چھائے ہوئے سرمایہ دار اور زمیندار حضرات اسلامی جذبۂ ایثار اور اسلامی اخوت و محبت سے کام لیتے ہوئے مزدوروں، کسانوں اور پسماندہ طبقوں کی طرف بڑی وسعت ظرفی کے ساتھ اپنی ہمدردی اور تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ غریب طبقہ اسلام سے یہاں جتنا دور ہے اس سے کئی گنا زیادہ دور یہاں کا سرمایہ دار طبقہ ہے۔ یہاں سرمایہ داروں نے لوٹ کھسوٹ اور استحصال کو جس طرح شعار بنائے رکھا، مزدوروں کو جس طرح ان کی غربت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کم از کم اجرت پر ان سے کام لیا اور ان کے گھریلو اخراجات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضروریات سے قطع نظر کر کے انھیں خام مال کی طرح استعمال کیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج عوام کے ایک طبقے کی ہمدردیاں اسلام کی بجائے سوشلزم کے ساتھ ہیں۔ یہ الگ بحث ہے کہ سوشلزم فی الواقع ان کے دکھوں کا مداوا ہے بھی یا نہیں؟ اصل چیز یہ قابل غور ہے کہ جب کسی چیز کے حق میں جذباتی فضا پیدا ہو جائے اور کسی کے خلاف انتقامی جذبہ بیدار ہو جائے تو وہاں علمی وسنجیدہ بحثوں کی گنجائش نہیں رہتی ہے نہ کوئی اسے سننے کے لیے تیار ہی ہوتا ہے، بدقسمتی سے بہت سے مقامات پر ایسی ہی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ عوام، جو سرمایہ داروں کے ستائے ہوتے ہیں ان کے ذہنوں میں اس وقت یہی انتقامی جذبہ کام کر رہا ہے۔ سوشلزم سے انھیں کچھ ملے یا نہ ملے اس سے انھیں کوئی غرض نہیں، وہ اپنے انتقامی جذبے کی تسکین اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ ان ظالم سرمایہ داروں کی دولت کے وہ سوتے بھی خشک کر دیے جائیں جو اگرچہ ان ہی کی کوہ کنی سے پھوٹے ہیں، لیکن وہ صرف اس کا نظارہ کر سکتے ہیں اس سے متمتع ہونے کی ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے ملک کے بہادر اور نامور صحافی جناب مجید نظامی نے جو مثال پیش کی ہے، وہ روشنی کی کرن اور سرمایہ داروں کے لیے قابل تقلید ہے۔ انھوں نے اعلان کیا ہے کہ ادارہ ''ندائے ملت'' کو جتنا منافع ہوا کرے گا اس کا ۲۵ فیصد منافع ادارے کے ملازمین اور کارکنوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ ہم انھیں اس بات پر مبارکباد کہتے ہیں کہ اسلام کی حفاظت کے جو اسی وقت عملی تقاضے ہیں انھوں نے ان کی طرف قدم اٹھایا۔ اس مثال سامنے رکھتے ہوئے ملک کے تمام سرمایہ داروں سے اپیل کریں گے کہ خدارا ملک کے تیور پہچانیں اور قبل اس کے کہ یہاں کسی غیر اسلامی ازم کو پاؤں جمانے کا موقع ملے وہ اپنے اپنے ماتحت ملازمین اور مزدوروں کو خوش کر کے اس فتنے کا قلع قمع کر دیں۔ اگر اب بھی سرمایہ داروں نے اپنا طرز عمل نہ بدلا اور ان کے مال میں غریبوں، ناداروں اور محنت کشوں کے جو حقوق ہیں وہ خوش دلی سے ادا نہیں کرتے تو انھیں یاد رکھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے لیے بھی کانٹے بو رہے ہیں اور اسلام کی تذلیل ورسوائی کا بھی باعث بن رہے ہیں اور وہ دوگنا جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۸ مئی ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی جماعتیں اور غیر ملکی امداد

''پاکستان میں بعض سیاسی جماعتیں غیر ملکی امداد حاصل کرتی ہیں۔'' یہ ایک فقرہ ہے جو عرصہ دراز سے سیاسی جماعتیں ایک دوسرے سے متعلق عموماً بول رہی ہیں، لیکن حال ہی میں یکے بعد دیگرے پاکستان کی دو مقتدر، اہم اور ملکی امور کی محرم راز شخصیتوں نے اس کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے، اس کے بعد اس امر میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا ہے کہ ہماری ملکی سیاست میں غیر ملکی پیسہ دخیل ہو رہا ہے۔ ہماری مراد مسٹر اے بی اعوان اور صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خاں سے ہے۔ اول الذکر مرکزی وزارت داخلہ میں سیکرٹری جیسے اہم عہدے پر متمکن رہ چکے ہیں۔ انھوں نے واضح الفاظ میں یہ الزام عائد کیا ہے کہ بعض جماعتیں پاکستانی کرنسی میں غیر ملکی امداد حاصل کرتی رہی ہیں اور کر رہی ہیں۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں فرمایا ہے کہ ''اس ملک میں بعض سیاسی جماعتوں کو غیر ملکی امداد ملنے کے بارے میں مجھے بھی دوسرے لوگوں کے برابر شبہ ہے۔'' گویا اب یہ الزام محض کوئی واہمہ اور مفروضہ نہیں، ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب ملک کی مقتدر ترین اور سب سے زیادہ بااختیار شخصیت کو اس بارے میں اتنا ہی شبہ ہے جتنا عام لوگوں کو، تو پھر اس بارے میں تفتیش و تحقیق میں کون سا امر مانع ہے؟ عام لوگ اس کی تفتیش کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں نہ وہ اس کا سدباب ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن حکومت تو یہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود حکومت کا ایسا نہ کرنا عوام میں شکوک و شبہات پیدا کر رہا ہے۔

انتخابات سے متعلق ہمارے ملک میں ابھی تک کوئی صحیح روایت قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ موجودہ حکومت سے لوگ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ پاکستان میں پہلی مرتبہ غیر جانبدارانہ اور ملکی وفاداریوں کے مطابق انتخابات کی صحیح روایت قائم کرے گی۔ لیکن اگر ملکی سیاست میں غیر ملکی امداد کا یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہا جس طرح اب باور کیا جا رہا ہے تو موجودہ حکومت کا بھی اس شرف سے محروم رہنے کا خطرہ ہے۔ جو افراد یا جماعتیں غیر ملکی امداد حاصل کر رہی ہیں اور ان کی انتخابی سرگرمیاں اسی ''ایڈ'' کی مرہون منت ہیں وہ کبھی پاکستان اور اسلام کی وفادار نہیں ہو سکتیں، ان کی سرگرمیاں ملک و قوم اور مذہب دونوں سے غداری کے مترادف ہیں۔ مزید براں یہ مال مفت ہی سیاسی انتشار کا سب سے بڑا سبب ہے۔ ایسی جماعتوں پر کوئی قدغن نہ لگانا غیر جانبداری کا تقاضا نہیں، ملکی وحدت و سالمیت سے پہلوتہی کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں ملک کی تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتیں اس مطالبہ پر متفق ہیں کہ اس امر کی تحقیق انتہائی ضروری ہے کہ کون کون سی جماعتیں غیر ملکی امداد کے بل اور ان کے اشارے پر یہاں کام کر رہی ہیں۔ ان حالات میں حکومت کا یہ اعلان کہ وہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور عنقریب یہ تحقیقاتی کام شروع ہو جائے گا، بڑا خوش آئند، عوام کی خواہشات کا آئینہ دار اور ملکی وفاداریوں کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ یہ کام انتہائی عجلت اور پوری جرأت سے انجام دیا جائے اور غیر ملکی امداد سے ملوث جماعتوں کو غدار قرار دے کر ان کی سیاسی سرگرمیوں اور انتخابات میں حصہ لینے پر قدغن عائد کر دی جائے۔

اور یہ مشنری ادارے......!

اسی طرح عیسائی مشنری اداروں کا حال ہے، ان کے متعلق بھی اب یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں کہ انھیں غیر ملکی امداد ملتی ہے اور وہ پاکستانی مفادات کے برعکس غیر ملکی مفادات کے ماتحت یہاں کام کرتے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ یہ ادارے عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے مرکز بھی بنے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں عیسائیت کی رفتارِ اشاعت کے جو اعداد و شمار خود ان اداروں کی طرف سے شائع ہوئے ہیں وہ ہمارے لیے انتہائی باعث شرم ہیں۔ مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ان اداروں کی بدولت دولت ایمان سے محروم ہو چکی ہے۔ علماء اور پاکستان کے ذمہ دار کئی دوسرے افراد متعدد مرتبہ حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرا چکے ہیں لیکن افسوس کہ اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ حال ہی میں خود ایک مسیحی لیڈر نے ان مشنری اداروں کی کارکردگی کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ گہرے غور و فکر کا مستحق ہے۔ مسٹر جارج گل لے مین ایسوسی ایشن چرچ کونسل سیالکوٹ نے کہا ہے:

''مختلف مسیحی لیڈر غیر ممالک سے مذہب کے نام پر مالی امداد حاصل کرتے اور اس دولت کے سہارے پاکستان کی اندرونی سیاست میں دخیل ہوتے ہیں۔'' سیالکوٹ کی چرچ کونسل مسیحیوں کی ایک مذہبی جماعت ہے، جس کو چرچ آف انگلینڈ ہر سال ہزاروں روپیہ بطور گرانٹ بھیجتا ہے اور اس کونسل کے ارکان (پاکستان کی) ملکی سیاست میں بڑے سرگرم کارکن ہیں۔'' ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء کو نولکھا چرچ کمپاؤنڈ میں متحدہ مسیحی مشاورتی کونسل منعقد ہوئی جس کا نام تو مذہبی کنونشن تھا مگر کنونشن کا مضمون سراسر سیاسی تھا۔'' [1]

اس بیان میں عیسائیوں کے اس سیاسی لیڈر نے صرف ان کی سیاسی سرگرمیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے، حالانکہ ہم نے جس طرح شروع میں عرض کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کا ایک اہم اور بنیادی مقصد مسلمانوں کو مرتد یا کم از کم انھیں اسلامی تہذیب و تمدن سے بیگانہ بنانا ہے۔ ان کے تعلیمی اداروں میں جو

---

[1] ندائے ملت، ۲ جون ۱۹۷۰ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب تعلیم رائج ہے وہ سب غیر ملکی اور مغربی تہذیب وتمدن کا داعی ہے۔ ان اداروں کا فارغ شدہ طالب علم اگر مکمل طور پر عیسائی نہیں بنتا تو وہ مسلمان بھی بہر حال نہیں رہتا۔ مغربی تہذیب وتمدن کی برتری کا نقش اس کے دل ودماغ میں بیٹھ چکا ہوتا ہے اور عملاً وہ اسی کا نمونہ ہوتا ہے..... ابھی حال ہی میں کراچی کے روزنامہ ''جنگ'' نے ان اداروں میں مروج ایک تیسری جماعت کی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے، جس کے ایک سبق میں تصویر کے ذریعہ ایک مرد کو ایک لڑکی کا بوسہ دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے، اور بوسہ بازی کی یہ ترغیب اس کتاب میں مختلف مقامات پر مزید تین چار مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ پھر اس کتاب کے متعدد اسباق میں ''سؤر'' کو مہذب جانور قرار دیتے ہوئے جگہ جگہ اس کی مثالوں سے بچوں کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

بہر حال ان مشنری اداروں سے جس طرح پاکستانی مسلمانوں کی نوجوان نسلوں کو خطرہ ہے اسی طرح یہاں کے عیسائی بھی ان سے نالاں ہیں اور اس پر مزید ان کی سیاسی سرگرمیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سابق گورنر نور خاں نے جب اپنی تعلیمی پالیسی میں ان اداروں کو سرکاری تحویل میں لینے کی خواہش کا اظہار کیا تھا تو پورے ملک نے اس اقدام کی تائید وتصویب کی تھی اور اس پر اطمینان وسکون کا اظہار کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ نور خاں کی تعلیمی پالیسی کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے اور اس میں جو انقلابی سفارشات کی گئی تھیں، ان کو ختم کر کے وہی صورت حال برقرار رکھی گئی ہے جو پاکستان میں نظریاتی انتشار، فکری بے راہ روی، اخلاقی انارکی اور سیاسی افراتفری کا موجب ہے..... نہ معلوم ہمارے حکمرانوں کو صحیح سمجھ کب آئے گی؟ اور کب وہ ایسے اقدامات کرنے کے لیے تیار ہوں گے جس سے ملک کی اسلامی حیثیت کو محفوظ رکھا جا سکے؟

۲ جلوس، ۲ متضاد حقیقتوں کا اظہار:

ملک میں اس وقت جو نظریاتی تناؤ پایا جاتا ہے ہر صاحب فکر سلیم جانتا ہے کہ یہ کمیونسٹوں کے طرز عمل کا نتیجہ ہے، تشدد اشتراکیت کا سب سے بڑا حربہ ہے جس کے بغیر اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب سے یہ اشتراکی کھل کر میدان سیاست میں آئے ہیں، ملک کی فضا انتہائی مکدر ہوگئی ہے۔ ان کے اس طرز عمل کا متعدد مرتبہ مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ اس کے مقابلے میں اسلامی نظریۂ حیات پر یقین رکھنے والے حضرات اپنے مذہب کی ہدایات کے مطابق انتہائی پر امن اور عدم تشدد کے مسلک پر کار بند ہیں۔ تعصب نے جن کی آنکھیں اندھی نہیں کر دی ہیں وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے، پھر ابھی حال ہی میں ان دونوں مسلک کے حاملین نے اپنے اپنے طرز عمل کا جس طرح مظاہرہ کیا ہے، اس کے بعد کسی آنکھ والے کے لیے مغالطہ میں رہنا ممکن نہیں رہا ہے۔

۳۱ مئی کو اہل اسلام نے اپنا جلوس نکالا اور پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں یہ جلوس نکالے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور کا جلوس سب سے زیادہ عظیم تھا، ان جلوسوں کا نمایاں ترین پہلو اسلامی اخلاق کا مظاہرہ تھا۔ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اتنے عظیم الشان اور طویل جلوس میں نظم وضبط اور وقار ومتانت کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا اور کسی سیاسی لیڈر یا جماعت کو گالی نہیں دی گئی جس کا اعتراف امروز جیسے اخبار نے بھی کیا ہے...... اس کے کچھ ہی روز بعد اشتراکی گروپوں اور ان کے ہمنواؤں نے اہل عرب کی حمایت کے نام پر جلوس کا اہتمام کیا۔ اس جلوس میں جس اخلاقی گراوٹ، بے ہودگی اور اشتراکی غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کی پوری تفصیل اخبارات میں آچکی ہے۔ یہ دو جلوس تھے جو زبان حال سے اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ اہل اسلام کے ہاتھوں میں اقتدار آنے کے بعد کن قدروں کو فروغ ہوگا اور علم برداران سوشلزم اسے پا کر کیا کچھ کریں گے۔ اس آئینے میں پاکستانی عوام کو اسلام اور اشتراکیت کا چہرہ دیکھ لینا چاہیے اور اس کے مطابق اپنا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

اس موقعہ پر ہم اپنی حکومت سے بھی یہ گزارش کریں گے کہ ۵ جون کے اشتراکی جلوس میں جو کچھ کیا گیا ہے کیا اس سے وہ باخبر ہے؟ اگر باخبر ہے تو کیا وہ صریح طور پر ضابطہ نمبر ۶۰ کی خلاف ورزی نہیں؟ اگر حکومت کا یہی طرزِ عمل رہا اور سیاست کے یہی لیل ونہار رہے تو پھر معلوم نہیں، انتخابات کی بیل کس طرح منڈھے چڑھے گی۔ حکومت کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ملک میں پرامن انتخابات کرائے گی لیکن افسوس کہ اس وعدے کے جو عملی تقاضے ہیں حکومت کا موجودہ طرزِ عمل کسی طرح بھی اس کے مطابق نہیں بلکہ اس کے برعکس ہے، اس طرح اس وعدے کے پورا ہونے کا امکان بہت کم ہے۔

کونسل مسلم لیگ کا طرزِ عمل اور اسلامی جماعتوں سے گزارش:

پاکستان میں موجودہ نظریاتی کشمکش جو صورت اختیار کرتی جا رہی ہے وہ اس لیے حد درجہ تشویشناک ہے کہ اس بارے میں حکومت کی پالیسی ناقابل فہم ''غیر جانبداری'' پر مبنی ہے۔ اس کے نزدیک جارح اور دفاع کرنے والا، ظالم اور مظلوم دونوں برابر اور یکساں سلوک کے مستحق ہیں۔ وہ اپنا یہ فرض ادا کرنے میں متأمل ہے کہ ظلم وتشدد کرنے والے ہاتھوں کو اس سے پہلے بے بس کر دیا جائے کہ وہ کسی شریف آدمی کے گریباں تک پہنچے اور اسے بھی اپنا دفاع کرنے کے لیے ہاتھ اٹھانے پڑیں اور نتیجتاً ملک میں دو بدو مقابلے کی خطرناک صورت پیدا ہو جائے۔ اب تک حکومت کا ہی یہ طرزِ عمل لوگوں کے لیے اضطراب کا باعث تھا کہ اب ملک کی ایک اور سیاسی جماعت نے جو پاکستان کے بنانے کی دعویدار بلکہ ٹھیکیدار ہے، اس نظریاتی کشمکش میں اس سے ملتا جلتا جو رویہ اختیار کیا ہے، وہ اگرچہ اس کے مرکزی لیڈر کے سوچ وبچار کے مرکزی محور کا ایک لازمی نتیجہ ہے، اور واقفان حال کے لیے کوئی نئی بات نہیں، تاہم سادہ دل عوام اس سے جو نیک امیدیں وابستہ کیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے انھیں اس سے زبردست ٹھیس پہنچی ہے۔

ہماری مراد کونسل مسلم لیگ سے ہے۔ اس کے بعض اہم لیڈروں نے کہا ہے کہ..... سوشلزم کے داعی اور ان کے مقابلے میں اسلامی نظریۂ حیات پر یقین رکھنے والے دونوں انتہا پسند اور ملک میں خطرناک صورت حال پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے مقابلے میں ہم اس نظریاتی کشمکش میں غیر جانبداری اختیار کیے ہوئے ہیں.....! جیسا کہ ہم نے کہا ہے، اس جماعت نے جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے وہ نہ کوئی نیا اور نہ اس کے مزاج ومقصد سے مختلف، اس کے مرکزی لیڈر سے اس سے مختلف امید رکھنا سادہ لوحی ہے اور جو لوگ اس سادہ لوحی میں کسی وجہ سے مبتلا رہے ہیں ان کی آنکھیں اب کھل جانی چاہئیں، اس بناء پر کونسل مسلم لیگ سے کچھ کہنا بالکل بے سود ہے۔ ہم اس کے متعلق کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہے کہ وہ اسلام کا نام لینے میں مخلص ہے، البتہ ہم خالص اسلامی جماعتوں سے یہ عرض کریں گے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اشتراک واتحاد کا تصور ہی بالکل غلط ہے اور اس سے قبل ایسے لوگوں سے اشتراک کے نتیجہ میں اسلامی نظام کے کاز کو نقصان ہی پہنچا ہے۔ لہٰذا اس جماعت نے اگر اس موقعہ پر اپنا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ اسلامی جماعتوں کو اس جماعت سے بے نیاز ہو کر اپنی قوت کا جائزہ لینا اور پروگرام مرتب کرنا چاہیے۔ پھر اس کے مطابق اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دینی چاہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ اسلام کو بدنام کرنے اور عوام کو اس سے بدظن کرنے کے ذمہ دار ہیں، اب دوبارہ اسلامی صفوں میں ان کا وجود عوام کی بدظنی کو پختہ کرنے کا باعث بنے گا۔ ہمیں ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا لینا چاہیے جس کا موقعہ خود انھوں نے فراہم کر دیا ہے، ہمیں اب دہری بلکہ چوکھی جنگ لڑنی ہے۔ ایک طرف سوشلسٹ ہیں، دوسرے ان کے ہم نوا ''علماء'' کا ایک گروہ ہے۔ تیسرے حکومت کی کمین گاہوں میں اسلامی نظام کے خلاف سازش کرنے والے ہیں جو قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک برابر اس سازش میں مصروف ہیں اور چوتھے زیرِ بحث حضرات ہیں جو اس سے پہلے بھی اقتدار میں رہ چکے ہیں، لیکن جنھوں نے اپنے دورِ اقتدار میں ایک لمحے کے لیے بھی سنجیدگی سے اسلام کے نفاذ کے متعلق نہیں سوچا اور آج یہ گروہ پھر اپنے اقتدار کے لیے اسلام کا نام استعمال کر رہا ہے۔ ہمیں اول الذکر گروہوں کے ساتھ اس گروہ کو بھی پوری طرح بے نقاب کرنا اور ان سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے، ان سے امید رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کمیونسٹوں سے بعض حضرات نیک امیدیں وابستہ کیے بیٹھے ہیں۔

(۱۹ جون ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کے خلاف مختلف مغالطے اور نعرے

”نیا جال لائے پرانے شکاری“

یہ ایک اظہر من الشمس حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کا اصل مقصد اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ بتلایا گیا تھا۔ اور اسی نعرے سے مسحور اور جذبے سے سرشار ہو کر عوام نے تحریک پاکستان میں جان و مال اور عزت و آبرو کی بیش بہا قربانیاں دی تھیں، اگر مسلمانانِ ہند کو اس امر میں ذرا بھی شک ہوتا کہ اس کے پس پردہ کچھ اور عوامل ہیں تو وہ کبھی ان قربانیوں کے لیے آمادہ نہ ہوتے۔ لیکن المیہ یہ ہوا کہ حصول پاکستان کے بعد جو حضرات یکے بعد دیگرے یہاں برسرِ اقتدار آتے رہے ان کی اکثریت عملاً اسلامی تہذیب و تمدن سے بیگانہ اور ذہناً اسلام سے باغی اور مغربی تہذیب و تمدن کی پرستار تھی۔ انھوں نے اپنے پورے دورِ اقتدار میں وہ سب کچھ کیا جو قوم و ملک کو اسلام سے دور لے جائے اور ایسا کوئی اقدام نہیں کیا جس سے قوم اس نظریہ حیات سے آشنا ہوتی جس پر وہ ایمان رکھتی ہے اور جسے پاکستان کی نظریاتی اساس قرار دیا گیا تھا۔ اور ملک کی بیوروکریسی نے ایسے غلط کار اربابِ اقتدار کی پوری حمایت کی جس کی وجہ سے بآسانی وہ عوام کے جذبات سے کھیلتے رہے۔ اس کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ اب کسی سے مخفی نہیں۔ حالات نے ہمیں یہ دن دکھا دیئے ہیں کہ اب اس ملک میں کھلم کھلا غیر اسلامی ازموں کا پرچار کیا جا رہا ہے اور وہ بنیادیں گرائی جا رہی ہیں جن پر یہ ملک قائم و استوار کرنے کے دعوے کیے گئے تھے۔

۲۳ سالہ غیر اسلامی طرزِ حکومت کی وجہ سے پاکستان میں اگرچہ ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ کے اسلام پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے بجائے وہ لینن و مارکس اور ماؤ کے مذہب کا پرستار ہے۔ لیکن ملک کی عظیم اکثریت اب بھی الحمدللہ باوجود عملی کوتاہیوں کے اسلام سے والہانہ لگاؤ اور شیفتگی رکھتی ہے۔ اور وہ کسی ایسے ازم کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں جس سے اس کے ایمان کو خطرہ ہو۔ بنابریں ایسے عناصر جو سوشلسٹ نظامِ حیات کے داعی ہیں اس وقت ایسے پرفریب نعرے لگا رہے ہیں جس سے ان کی اسلام دشمنی پر پردہ پڑا رہے۔ عوام کا ایک طبقہ ان نعروں سے چونکہ غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہے اس لیے اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ایسے عناصر نے اپنے چہروں پر مکر و ریا کے جو نقاب ڈال رکھے ہیں انہیں بے نقاب کیا جائے اور ان کے پس پردہ مکروہ عزائم طشت از بام کیے جائیں۔ ایسے عناصر عموماً دو قسم کے ہیں:

ایک پکے کمیونسٹ اور سوشلسٹ جو سرے سے مذہب کے ہی قائل نہیں۔ ان کے نزدیک خدا اور مذہب کا تصور سرمایہ داروں کی ایجاد ہے جو انھوں نے سرمایہ کی حفاظت اور غریبوں کو اپنے حقوق سے غافل رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے گھڑا ہے۔

دوسرے عناصر وہ ہیں جنھوں نے اپنے اوپر منافقت کی نقاب اوڑھ رکھی ہے یا پھر وہ اسلام سے قطعاً نا آشنا ہیں اور اسلام سے عدم واقفیت کی بنا پر وہ اسلام کو اسی طرح ایک مذہب سمجھتے ہیں جس طرح عیسائیت وغیرہ ہے۔ جو انسان کو صرف اس کی پرائیویٹ زندگی سے متعلق ہدایات دیتا ہے، اجتماعی سیاسی اداروں کے لیے جس کے پاس کوئی ضابطہ اور نظام نہیں۔ اس بنا پر ان کا اجتماعی وسیاسی نظام خود ان کے مذہب کے رو سے مذہب سے قطعاً بے تعلق رہتا ہے اور اس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں رہتی ہیں۔ حالاں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں وہ ایک مکمل نظامِ حیات کا نام ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے مفصل ہدایات موجود ہیں۔ وہ منبر ومحراب سے لے کر حکومت کے قصر وایوان تک اپنی علمداری کا مدعی ہے:

﴿يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

اول الذکر گروہ نمایاں طور پر بھی عوام کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے، ان کے آلہ کار عموماً دوسرے گروہ کے افراد ہیں۔ ان ہی طرف سے کچھ عرصہ سے ایک یہ نعرہ بلند کیا جا رہا ہے کہ اسلام کو انتخابی مسئلہ نہ بنایا جائے، لوگوں کا مذہب اس سے بالاتر ہے اور اس طرح اسلام کی توہین ہوگی۔ اس نعرے سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کی توہین کا غم انھیں کھائے جا رہا ہے۔ لیکن بباطن وہ اسلام پر شیفتہ عوام کی قوت سے واقف ہیں، اس بنا پر چاہتے ہیں کہ انتخابات میں اسلام وغیرہ اسلام کی بساط بحث لپیٹ کر رکھ دی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس طرح اگر اسلام کی ''توہین'' ہوتی ہے تو یہ توہین اس سے قبل بانیِ پاکستان اور ان کے ہمنوا صدہا لیڈر کر چکے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پاکستان کا وجود اسی نعرے کا رہینِ منت ہے۔ کاش! ایسے چند بزرجمہر اس وقت بھی ہو گئے ہوتے جب اسلام کا نام لے کر علیحدہ مملکت کے لیے سعی کی جا رہی تھی، تاکہ سیاسی لیڈر اس وقت بھی اسلام کی ''توہین'' سے باز آجاتے اور عوام بھی ان مصائب اور تکالیف سے بچ جاتے جو اس راہ میں انھیں اٹھانی پڑیں۔ جب یہ ''توہین'' اس وقت روا رکھی گئی تو اب یہ ممنوع کیونکر ہو گئی؟

اس ضمن ایک بات یہ کہی جا رہی ہے کہ انتخابات سماجی، اقتصادی اور سیاسی مسائل کی اساس پر لڑنے چاہئیں۔ اس میں اول وہی مغالطہ انگیزی اور مذہب اسلام کے اس ناقص تصور کی کارفرمائی ہے کہ اسلام میں سیاسی واقتصادی مسائل کا حل نہیں۔ ثانیاً ان حضرات سے پوچھنا چاہیے کہ سیاسی واقتصادی مسائل کسی نظامِ اجتماعی کے باقاعدہ بروئے کار آنے سے حل ہوں گے، یا بغیر کسی نظام کے از خود حل ہو جائیں گے؟ ظاہر ہے کسی نظامِ اجتماعی کے نفاذ کے بغیر ان مسائل کا حل ناممکن ہے۔ ان حضرات کے نزدیک وہ نظامِ اجتماعی سوشلزم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اسلام پسندوں کے نزدیک ان تمام مسائل کا واحد حل اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ یہ حضرات جس ''نظریے'' میں ان مسائل کا حل پاتے ہیں اس کا نام لینا اسے انتخابی نعرہ بنانا اور اس کو مسائل کا حل باور کرانا تو جائز ہو لیکن جن لوگوں کے نزدیک سماجی اقتصادی اور سیاسی مسائل کا حل اسلام ہو، ان کے لیے اسلام کا نام لینا جرم ہو۔ یہ حضرات قوم کی بیماریوں کا علاج ''سوشلزم'' تجویز کرتے ہیں اور اس کی پبلسٹی کرتے ہیں۔ ہمارے خالق حقیقی نے ہماری بیماریوں کا علاج اسلام بتلایا ہے، کیا ہم اپنے علاج کی تشہیر کا حق نہیں رکھتے؟ اس میں ''توہین'' کا کون سا پہلو ہے، اسلام کوئی چھوئی موئی کا درخت تو نہیں جو لذت دید سے زیادہ کسی بات کا متحمل نہ ہو۔ وہ ایک جاندار اور متحرک قوت کا نام ہے، وہ ہمارے تمام دکھوں کا علاج ہے، ہماری قوم گوناگوں مسائل کا شکار ہی اس بنا پر ہوئی ہے کہ وہ حکیم مطلق کے اس نسخہ شفاء کو آزمائے بغیر عطائیوں سے امید ہی رکھتی رہی ہے۔ پہلے اس کا مرکز امید طبیبان مغرب تھے اور اب بعض ''دانشور'' ہماری قوم کے بیمار جسم کو سرخ ڈاکٹر کے بے رحم ہاتھوں میں دے دینا چاہتے ہیں۔ یہی تو وہ نازک موقع ہے جب قوم کو اس بھول بھلیاں سے نکالا جائے اور اسے یہ حقیقت سمجھائی جائے کہ تمھارے امراض کا علاج نہ وہ کر سکا، جس سے تم پہلے امید خیر رکھے بیٹھے تھے اور نہ اس کے پاس اس کا کوئی علاج ہے جس کی طرف سرخ دانشور بلا رہے ہیں۔ تمھارا سرچشمۂ ہدایت صرف اسلام ہے، اس چشمۂ صافی سے فیض یاب ہوئے بغیر تم آشنائے سیاست نہیں ہو سکتے۔

ایک فریب یہ دیا جا رہا ہے کہ اسلام کو کسی ازم سے خطرہ نہیں، وہ تو خدائی مذہب ہے جس کی خداوند حفاظت کرنے والا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب کس طرح صحیح ہے کہ اب آپ کھلے طور پر غیر اسلامی ازموں کا پرچار کرتے پھریں اور مسلمان اس نظریاتی کش مکش میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے محض اللہ تعالیٰ کی نصرت کا انتظار کرتے رہیں۔ اگر خدائی مذہب کا مطلب یہی ہے تو پھر انبیاء و رسل کے سلسلے کی کیا ضرورت تھی؟ علماء و صلحا اور اماما ن دین کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے بغیر ہی خود خدا نے کیوں نہ اپنی قوت قاہرہ سے دین کی حفاظت کی؟ بدر و اُحد اور احزاب و حنین کے معرکہ ہائے کارزار کیوں گرم کیے گئے، کیا اس کے بغیر خدا اسلام کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا؟ ظاہر ہے اس لغو نعرے سے بھی مطلب ان حضرات کا مسلمان عوام کی قوت مدافعت کو کمزور کرنا اور انھیں موجودہ نظریاتی کش مکش میں غیر فعال بنانا ہے۔

ایک بہت بڑا مغالطہ بڑی شدت اور تکرار سے یہ دہرایا جا رہا ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ پاکستان بننے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی اب یہاں اس کش مکش کی کوئی گنجائش نہیں۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے قیام کا اصل مقصد صرف اقتصادی استحکام اور ہندو سرمایہ داروں کے نجات حاصل کرنا تھا۔ قوم کو اب ان سے پوچھنا چاہیے کہ پاکستان کو بنے ہوئے ۲۳ سال ہو گئے ہیں، پھر آپ اقتصادی و معاشی اصلاحات کی رٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں لگا رہے ہیں۔ کیا آپ کی منطق کی رو سے یہ اقتصادی و معاشی جنگ قیام پاکستان کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوگئی؟ آپ کیوں دوبارہ اس جنگ کا آغاز پاکستان میں فرما رہے ہیں؟ ظاہر ہے یہ بڑی لغو بات ہوگی اور اس کا بودا پن ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ کوئی لیڈر انتخابات کے موقعہ پر قوم سے بڑے دل فریب اور خوش نما وعدے کرے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ان میں سے کوئی وعدہ پورا نہ کرے۔ لیکن جب قوم اس کو وہ وعدے یاد دلائے تو اس کے جواب میں وہ لیڈر یہ کہہ دے کہ یہ تمام وعدے تو اسی وقت پورے ہوگئے تھے جب آپ نے میرے حق میں ووٹ ڈالے تھے۔ اب آپ نے یہ کیا شور مچا رکھا ہے؟ اگر اس لیڈر کا جواب صحیح ہے تو پھر ہمیں بھی یہ تسلیم ہے کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی کفر و اسلام کی جنگ ختم ہوگئی اور کفر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ واہگہ کے اس پار رہ گیا ہے۔ اور اسلام اپنی پوری ضیا پاشیوں اور برکتوں کے ساتھ پاکستان میں جلوہ گر و کارفرما ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ بھی یہ تسلیم فرما لیں کہ سرمایہ دارانہ ظلم و جور اور اقتصادی تفاوت پاکستان کے حاصل ہوتے ہی ختم ہوگیا ہے اور اس کش مکش کے لیے اب یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ اگر آپ ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں کہ آپ کے نزدیک اقتصادی تفاوت دور کرنے کا مقصد حاصل نہیں ہوا، اگرچہ اس کا وعدہ اس وقت کیا گیا تھا۔ اور اپنے سر کی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ امیر دن بدن امیر تر اور غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں، اس لیے اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ اسی طرح جب ہم چشم سر سے دیکھ رہے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد یہاں ایک لمحے کے لیے بھی اسلام کا نفاذ عمل میں نہیں آیا اور اسی کے نتیجے میں قوم میں اخلاقی انارکی، فکری انتشار اور عملی کج رویاں ظاہر ہو رہی ہیں تو کیا ہم اس میں حق بجانب نہیں کہ ہم اس وعدے کو پورا کرانے کی کوشش کریں جو اس ملک کے معرض وجود میں آنے کے وقت کیا گیا تھا۔ جس کے لیے مسلم عوام نے بے مثال قربانیاں پیش کیں اور جس سے وہ ظلم و جور ختم ہو جو سرمایہ دارانہ نظام کا پیدا کردہ ہے۔ اگر پاکستان میں خلوص دل سے اسلامی نظام حیات کو اپنانے کی کوشش کی جاتی تو قوم پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ کبھی نہ ٹوٹتے جو ایک باطل نظام حیات کے اپنانے سے ہم پر ٹوٹے، نہ قوم اس اخلاقی بے راہ روی میں مبتلا ہوتی جس نے ہر گھر کو جہنم زار بنا دیا ہے، اور نہ آپ جیسے مصلحین کی قوم کو ضرورت پڑتی۔ آپ خلط مبحث کر کے قوم کو بے وقوف نہ بنائیں، اپنے اصلی روپ میں سامنے آکر مقابلہ کریں۔

(۱۷ جولائی ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”الاعتصام“ کا بائیسواں سال

عمر برف است آفتاب تموز
اند کے ماند و خواصہ غرہ ہنوز

اللہ عزوجل کی توفیقِ خاص سے مسلک اہل حدیث کا داعی، جماعت اہل حدیث کا ترجمان، محبوب، جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا اٹھارہ سالہ قدیمی خدمت گزار تابناک ماضی اور قابلِ فخر روایات کا حامل ہفت روزہ ”الاعتصام“ اپنی عمر کے اکیس سال پورے کر کے اب بائیسویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔

اللہ کی شان! کل کی بات معلوم ہوتی ہے کہ راقم کی سعی و کوشش حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی سرپرستی، مولانا قاضی عبدالرحیم گوجرانوالہ کی راہنمائی اور جناب مولانا محمد حنیف صاحب ندوی دام مجدہ کی فاضلانہ ادارت میں ”الاعتصام“ کا پہلا شمارہ ۱۹؍اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالہ سے شائع ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں فاضل مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی رحمہ اللہ بحیثیتِ صدرِ جمعیتِ اہلِ حدیث مغربی پاکستان کی سرپرستی کا شرف بھی ”الاعتصام“ کو حاصل ہو گیا اور جب سے جماعت اہلِ حدیث کی نشاۃ ثانیہ میں بحمد اللہ ”الاعتصام“ نے بنیادی اور مثبت کردار ادا کیا، جدید فکر بخشا۔ تنظیمی ذہن کو اجاگر کیا، فکر و نظر کے اختلاف پر گفتگو کے لیے متانت و سنجیدگی کی طرح ڈالی، ملکی سیاست پر نپے تلے تبصرے کیے اور سیاست پر ایسے انداز سے بحث کی کہ دینی حیثیت غالب اور مسلک اہل حدیث کو فوقیت حاصل رہے۔

چنانچہ ان خصوصیات کے باعث نہ صرف جماعت بلکہ جماعت کے بیرونی حلقوں میں اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی ”الاعتصام“ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد، خدائے بخشندہ

اور خاکسار کو کھلے دل سے اعتراف ہے کہ ”الاعتصام“ کی ان خدمات کا کریڈٹ مذکورہ بالا بزرگوں کو ہی جاتا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ

صدی کے پانچویں حصے کی اس طویل مدت میں...... جیسا کہ جلد ۲۱ کے افتتاحیہ میں عرض کیا گیا تھا...... یوں تو بہت سے بزرگوں کے سایۂ عاطفت سے محرومی اپنے حصے آئی اور کئی احبابِ دل نواز داغِ مفارقت دے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارانِ رفتہ سے کبھی جا ہی ملیں گے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کارواں کے ہیں

لیکن کیفیتِ احوال کچھ ایسی ہے کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل نور اللہ مرقدہ کی یاد بہت آتی ہے:

زبانیں کارنامے، تیرے کاموں کے سنائیں گی
لبوں پر تیری باتوں کی رہے گی گفتگو برسوں
نہ غنچے وقت پر اپنے کھلیں گے اس گلستاں میں
نہ یاں کے سبزۂ خوابیدہ کو ہو گا نمو برسوں
برس اے ابر مژگان! جس قدر تجھ کو برسنا ہے
ہمیں رکھنی ہے ہماری چشم تر کی آبرو برسوں

''الاعتصام'' کے اکیسویں سال کا اہم اندوہناک حادثہ مرکزی جمعیتِ اہل حدیث مغربی پاکستان کے ناظم نشر و اشاعت اور اس حیثیت سے ''الاعتصام'' کے حاکم اعلیٰ حاجی محمد اسحاق حنیف امرتسری مرحوم و مغفور کی (مورخہ ستمبر ۱۹۷۰ء) کی پر اسرار مظلومانہ شہادت ہے۔ ﴿انا اللہ وانا الیہ راجعون﴾

اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے۔طبیعت کے باغ و بہار تھے۔ مسلک اہل حدیث کے عاشقِ زار، جمعیت اہل حدیث اور الجامعۃ السلفیہ کے بے لوث خدمت گزار جن حالات میں مبینہ طور پر حاجی محمد اسحاق حنیف مقتول پائے گئے، پھر ان کے مقدمہ قتل پر کیا بیتی؟ اس کا حشر کیا ہوا؟ افسوس! جماعتی مصالح کی خاطر مزید کچھ زبان قلم پر لانے کا یارا نہیں، جہاں تک تسلسلِ واقعات کا تعلق ہے بہت سے متعلقہ حضرات اور حاجی صاحب کے ورثاء اور دوستوں کو خوب واقفیت حاصل ہے۔ دیکھئے حقائق سے کب پردہ اٹھتا ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ﴾ (البقرہ)

اب اس کو سوائے تقاضائے مشیت الٰہی کے اور کیا کہا جائے کہ ۱۹۶۹ء کے تقریباً وسط میں حالات نے ایسا رخ اختیار کر لیا کہ بیس سال کے بعد ''الاعتصام'' کا کلی انتظام و انصرام راقم اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو گیا، جبکہ عمر کے اس آخری مرحلے میں اپنے اندر اس کی اہلیت ہے، نہ طاقت۔ لہٰذا اس کے لیے میں ہرگز تیار نہ تھا لیکن مسلسل ایسے ناگفتہ بہ اسباب پیدا ہوتے چلے گئے کہ ایک سال سے زائد عرصہ سے ''الاعتصام'' کا سارا بوجھ اس ناتواں پر آپڑا ہے۔ پورے پرچے کی تیاری اور اس کے اخراجات کا فکر۔ مزید سوہانِ روح۔

یہ بات کہ حدیث شریف کی بعض کتابوں کے ضروری حواشی کی ترتیب میں احقر خاموشی سے مصروف تھا، وہ وہیں کے وہیں رک گئے جہاں تک مئی ۱۹۶۹ء میں پہنچے تھے۔ اگرچہ بعض خاص دوستوں، عزیزوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمدردوں نے مخلصانہ تعاون اور ایثار فرمایا جس کے لیے میں ان کا بہت ممنون ہوں۔ تاہم اس سے میری پریشانی اور تکلیف میں کمی نہیں آئی۔ اخباروں کا تجربہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ صرف خریداروں کے بل بوتے پر اخبار جاری نہیں رہ سکتے جب تک دوسرے ذرائع نہ ہوں جن سے مذہبی، تبلیغی اور مقصدی مجلّات وجرائد عموماً محروم رہتے ہیں۔ ''الاعتصام'' بھی ...... باوجودیکہ اس کو حضرت مولانا سید محمد داود صاحب غزنوی اور جناب مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی ہر قسم کی سرپرستی حاصل رہی۔ اس اعتبار سے ہمیشہ خسارے میں رہا جو الجامعۃ السلفیہ لائلپور کے خزانے سے پورا ہوتا رہا جس کو ''الاعتصام'' کے باعث لاکھوں روپے سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ ظاہر ہے کہ گزشتہ ایک سال سے زائد عرصہ سے ''الاعتصام'' کے اخراجات کی سابقہ صورت باقی نہیں رہی۔ تقریباً انحصار خریداری اور چھوٹے موٹے اشتہارات پر رہا جو ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔

یہ بھی ایک سبب ہے کہ ''الاعتصام'' کے مندرجہ معیار، اس کا حجم اور شکل وصورت میرے حسب منشا نہیں جس کو بجاطور پر ہمارے قارئین کرام بھی محسوس کرتے ہیں۔ اندریں حالات ''الاعتصام'' کے شائقین، مخلصین اور ہمدردوں کی خدمت میں دردمندانہ گزارش ہے کہ ''الاعتصام'' کی توسیعِ اشاعت میں بھرپور کوشش فرمائیں، نیز اس کے معاونین کا حلقہ بڑھائیں، پورے ایک سال کی حیص بیص اور غور وفکر کے بعد چند احباب اور رفقاء کے باہم مشورے سے ایک سکیم بنائی گئی ہے اور میری تجویز ہے کہ پرچہ کی تیاری کا کام محبِّ عزیز مولانا محی الدین صاحب سلفی سابق ایڈیٹر ''الاعتصام'' کے سپرد کر دیا جائے، جبکہ عمومی نگرانی راقم کو رکھنی ہوگی۔ دفتر بھی مستقل حاصل کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا شمارے کے صفحے بھی بارہ کیے جا رہے ہیں، باقی امور کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے۔

((واللہ الموفق ونعم المعین .))

راقم کو شدید احساس ہے کہ ''الاعتصام'' حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ اور ان کے دستِ راست مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کا یادگار ہے۔ وہ بدستور جماعتی اخبار ہے۔ وہ جماعت کے مسلک کی تبلیغ اور جماعتی فلاح وبہبود کے لیے وقف ہے اور اصولاً اس پالیسی کا آئینہ دار ہے جس کو دونوں جمعیت اہلحدیث کے اپنے اپنے وقت کے صدر، امیر اور بزرگ طے کر گئے تھے۔ وہی جس کو مجلس شوریٰ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی باقاعدہ تائید حاصل تھی۔ الاعتصام کا انتظام بدلنے کے باوجود اسی روش پر قائم رہنے کی امکانی حد تک کوشش ہے اور مثبت طریقے سے دین، علم اور مسلک اور جماعت اہل حدیث کی خدمت اس کا نصب العین ہے جو اس کے اجراء کے وقت خاکسار کے پیشِ نظر تھا۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توفیق خیر اور نصرت خاص کی دعا فرمائیں۔ فعلیه توکلنا و الیه انبنا و الیه المصیر . (خاکسار: محمد عطاء اللہ حنیف)

(۷/ اگست ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرق وسطیٰ اور امریکی منصوبہ امن

حال ہی میں صدر ناصر ایک ہفتہ کے سرکاری دورہ پر رُوس تشریف لے گئے تھے۔ اسی دوران ان کی علالت کے سبب ان کے اس دورہ میں ایک ہفتہ کی مزید توسیع کر دی گئی، اور یوں وہ اپنا پندرہ روزہ دورہ مکمل کر کے واپس آئے، اور واپس آتے ہی امریکی منصوبہ امن جو کہ اقوام متحدہ کی نومبر ۱۹۶۷ء کی قرار داد ہی کی دوسری شکل ہے، کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ نومبر ۶۷ء کی اقوام متحدہ کی قرار داد میں جنگ بندی اور اسرائیل سے براہِ راست بات چیت ایسی شقیں شامل تھیں اور امریکی منصوبہ امن بھی انہی اہم اور قابل ذکر شقوں پر مشتمل ہے۔ امریکی منصوبہ امن کے نتیجے میں جنگ بندی ہو چکی ہے، اور اسرائیل سے براہِ راست مذاکرات جزیرہ قبرص میں عنقریب شروع ہو رہے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن تجاویز کو بغیر کسی رد و قدح کے اب قبول کر لیا گیا ہے، آج سے اڑھائی سال قبل مسترد کرنے، اور اپنے وسائل کو مسلسل اڑھائی سال تک جنگ کی آگ میں جھونکے رکھنے میں کیا حکمت پوشیدہ تھی؟ اس سوال کا صحیح جواب تو شاید صدر ناصر ہی دے سکیں، لیکن اس وقت سے اب تک ہونے والے واقعات و حالات سے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں ہے۔

عرب تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود آپس میں منتشر اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہیں، ہر ریاست اور ہر حکومت کے خارجی مفادات الگ الگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان ملکوں کے باہمی اشتراک کی کوئی داغ بیل پڑتی ہے تو ان ملکوں میں انفرادی مفادات کی نذر ہو جاتی ہے۔ اسی باعث صدر ناصر اس وقت ذاتی خواہش کے باوجود نومبر ۱۹۶۷ء کی قرار داد مسترد کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، اس قرار داد کو مسترد کرنے کے بعد صدر ناصر مسلسل اس کوشش میں لگے رہے کہ زیادہ سے زیادہ عرب ملکوں کو اپنا ہم خیال بنایا جائے، جس کی خاطر انہوں نے دوسری ریاستوں میں داخلی انقلابات برپا کروانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ سوڈان اور لیبیا اس کی تازہ ترین مثال ہیں، لیکن اس کے باوجود صدر ناصر اپنی کاوشوں میں کامیاب نظر نہیں آتے، آج جبکہ انہوں نے امریکی منصوبہ امن منظور کر لیا ہے تو انہی کے حلیف ملکوں شام اور عراق نے اس منصوبے کو مسترد کر دیا ہے۔ عربوں کی اس روش سے عربوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اس کا فیصلہ تو مستقبل ہی کر سکے گا، تاہم اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس منصوبہ امن کو جن مقاصد کے پیش نظر قبول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، ایسی کوئی امید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19

نہیں کہ وہ اس سے حاصل ہو سکیں۔ کیونکہ اس منصوبے سے بھی عربوں میں انتشار کا ایک نیا دروازہ کھل گیا ہے، عرب حکومتیں اسے قبول کرنے میں متفق الرائے نہیں۔ شام، عراق، الجزائر، اور سعودی عرب نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، دوسری طرف فلسطینی فدائی اس کی وجہ سے آپس ہی میں برسرِ پیکار ہو گئے ہیں، اور ابھی تو یہ آغاز ہے، وقت گزرنے کے ساتھ نہ معلوم اور کون کون سے حوادث اس ''منصوبۂ امن'' سے جنم پذیر ہوتے ہیں؟

سب سے زیادہ افسوس ناک حقیقت یہ ہے کہ عربوں کو جن امراض کی وجہ سے ان مصائب کا شکار بننا پڑا ہے اور پڑ رہا ہے، اُن کی ابھی تک نہ وہ تشخیص کر سکے ہیں اور نہ اس کے علاج کی طرف ان کی توجہ ہے۔ ان کا اصل مرض اخلاقی بے راہ روی اور مذہب سے تغافل و بے نیازی ہے۔ جب تک ان کا دل و دماغ اس بیماری کے آماجگاہ بنے رہیں گے اصلاحِ احوال کی کوئی امید نہیں، اللہ تعالیٰ ہی عرب حکمرانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ اپنے اس مرض کو سمجھ سکیں اور اس کے اصلاح کے لیے کوئی عملی قدم اٹھائیں۔

اِسلامی نظام کی حامی سیاسی جماعتوں کا اِتحاد:

جوں جوں انتخاب قریب آتے جا رہے ہیں، مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے انتخابی مہم زور پکڑتی جا رہی ہے۔ جو جماعتیں اس مہم کو نقطہ عروج پر لے جا چکی ہیں، ان میں اکثریت سوشلزم، اور اشتراکیت ایسے غیر ملکی نظریات کی حامل جماعتوں کی ہے۔ اِسلامی نظام کی حامی جماعتیں اس معاملے میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں۔ اغلبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اب تک بھی حکومت سے انتخابات کے التوا کی آس لگائے بیٹھی ہیں، حالانکہ چیف الیکشن کمشنر جناب جسٹس عبدالستار اور وزیر قانون جناب اے آر کارنیلیس کے واضح اعلان کے بعد صدر پاکستان کی ۲۸ جولائی کی نشری تقریر سے ان کی یہ خوش فہمی دور ہو جانی چاہیے تھی، کہ انتخابات ملتوی ہو جائیں گے۔ حیرت ہے کہ صدر کے اس واضح اور دو ٹوک اعلان کے بعد اسلامی نظام کی حامی جماعتوں کے سربراہ اب بھی حکومت سے انتخابات ملتوی کرنے کی اپیلیں کر کے نہ صرف اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں، بلکہ اپنی اپنی انتخابی مہم کی رفتار کو سست کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر ملکی نظریات کی حامل جماعتوں کے مقابلے میں اسلام دوست جماعتوں کا اشتراک و اتحاد آج تک کوئی واضح شکل اختیار نہیں کر سکا، چنانچہ ان کی اسی سست روی کے پیش نظر مخالف جماعتیں علی الاعلان دعوے کر رہی ہیں کہ وہ مشترکہ اسلامی محاذ کو بھی شکست دیں گی۔ ہم اسلامی نظام، اور نظریہ پاکستان کو بروئے کار لانے والی جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ انتخابات کے التواء کی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے آپ کو انتخابات ایسے تلخ حقائق کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کریں، اور ایسے غلط اندازوں کی بناء پر پیدا ہونے والی سست روی کو ترک کر کے مشترک محاذ کی تشکیل جلد از

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد کریں۔

مشرقی پاکستانی بھائیوں کی اعانت:

مشرقی پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مشرقی پاکستان کے مختلف اضلاع میں سیلاب کی صورت حال سدھرنے کی بجائے دن بدن خراب تر ہوتی جا رہی ہے، جس سے متاثرین اور سیلاب سے ہونے والے نقصانات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق چوراسی افراد ہلاک، اکہتر کروڑ روپے کی فصلیں اور تقریباً ایک لاکھ مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔

حکومتِ پاکستان اپنے ذرائع و وسائل کے مطابق متاثرین کی امداد و اعانت، اور ان کی بحالی کی پوری کوششیں کر رہی ہے، یہاں تک کہ خود صدرِ پاکستان جنرل آغا محمد یحییٰ خاں کسی شیڈول پروگرام کے بغیر حکومت کی طرف سے امدادی کارروائیوں کی براہِ راست نگرانی کے لیے بہ نفسِ نفیس مشرقی پاکستان تشریف لے جا چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریوں اور ہلاکت خیزیوں کا مقابلہ محدود وسائل کے ساتھ حکومت تن تنہا نہیں کر سکتی، مغربی پاکستان کے عوام سے عموماً اور مخیّر حضرات سے خصوصاً اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مشرقی پاکستانی بھائیوں کی امداد و اعانت ایسے کارِ خیر میں دل کھول کر حصہ لیں اور حکومت پاکستان کا اس سلسلے میں ہاتھ بٹائیں۔

جماعت اہل حدیث مغربی پاکستان ایسے حوادث کے موقع پر اپنے وسائل کی حد تک ہمیشہ بھرپور حصہ لیتی آئی ہے، ضرورت ہے کہ اس وقت بھی مشرقی پاکستان کی جمعیت اہل حدیث کی وساطت سے اپنے بھائیوں کی اس مصیبتِ عظمیٰ میں ہر ممکن اعانت کی جائے، جیسا کہ اس سے قبل بھی امداد بھیجی تھی۔

اس سلسلے کی ساری رقوم حسب سابق سیلابی فنڈ کی صراحت کے ساتھ جناب میاں عبدالمجید صاحب ناظم مالیات مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان مجیدیہ فلور ملز رحیم روڈ مصری شاہ لاہور کے نام ارسال کی جائیں۔

(۱۴/اگست ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پنجابی'' کی خطرناک تحریک!

وحدت مغربی پاکستان (ون یونٹ) کا قیام جس طرح بھی بروئے عمل آیا اس کی تفصیلات، اور جن کے ہاتھوں وہ نافذ ہوا، ان کی نیتوں کے حسن و قبح سے قطع نظر اس کے قیام کے وقت جن مقاصد کا اس کو مظہر بتایا گیا تھا وہ وہی تھے جو قیام پاکستان میں بھی کارفرما تھے، یعنی مسلمان رنگ، نسل، علاقے اور زبان کے اختلاف کے باوجود بحیثیت مسلمان ایک قوم ہیں، ان کے مقاصد و عزائم ایک ہیں اور وہ جغرافیائی حد بندیوں سے ماوراء اسلام کی وحدت واخوت کی لڑی میں منسلک ہیں۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد جس طرح ان مقاصد کو نظر انداز کر دیا گیا جو اس تحریک میں بطور روح کارفرما تھے، اسی طرح وحدت مغربی پاکستان کو جن نیک عزائم سے وابستہ ظاہر کیا گیا تھا افسوس کہ وہ بھی بروئے کار نہ آسکے، نتیجتاً مسلمان قوم، جسے بنیانِ مرصوص کی طرح باہم پیوست رہنا چاہیے، تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر گئی اور انتشار و تفریق نے ان کی صفوں میں راہ پالی۔

ون یونٹ کا ڈھانچہ جیسا کچھ بھی تھا جب تک قائم رہا، لسانی و علاقائی عصبیتیں دبی رہیں، لیکن اسلام سے بعد و بیگانگی اور انتظامیہ کے غلط طرز عمل نے اس کو آب و دانہ مہیا کیا اور بعض لیڈروں نے اس کو بال و پر عطا کیے، اور عصبیت کی یہ چنگاری اب شعلہ جوالہ بنتی جا رہی ہے، تحلیل وحدت کے بعد اس کی مثالیں کھل کر سامنے آتی جا رہی ہیں۔

کچھ عرصے قبل سندھ یونیورسٹی نے یہ قرارداد پاس کی کہ سندھی زبان کو یونیورسٹی کی تعلیمی و تدریسی زبان قرار دے دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اپنے مقصد و نتائج کے اعتبار سے یہ فیصلہ انتہائی اہم اور دور رس ہے اور اس میں اسی ہاتھ کی کارفرمائی ہے جس نے پاکستان کو اس کے مقصد سے دور رکھا، جس نے ون یونٹ جیسے مفید اقدام کو ناکارہ بنا کر اسے تعصّبات کو اُبھارنے کا سامان بنا دیا اور اب وہ اس انتشار کو مزید ہوا دے کر پاکستان کے صوبوں کو ایک دوسرے سے بالکل کاٹ دینا چاہتا ہے، چنانچہ اس قرارداد کے بعد پنجاب میں بھی عصبیت کی فضا پیدا کی جا رہی ہے، پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہ صرف یہ کہ پنجابی زبان کی حمایت میں جلوس نکالا گیا بلکہ اسے تعلیمی و نشریاتی اداروں میں رائج کرنے پر زور دیا گیا اور ابھی نہیں معلوم کہ یہ رَو کہاں کہاں پہنچے اور خرامِ یار کی یہ موج کیا کیا گل کھلائے۔

اگرچہ یہ تحریک ابھی پنجاب میں کوئی قابل ذکر مقبولیت کی حامل نہیں تاہم موجودہ حالات میں مذہبی رشتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح کمزور پڑتا جارہا ہے اس کے پیش نظر اسے قطعاً نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہم اہل پنجاب سے یہ عرض کریں گے کہ وہ اپنی تاریخ پر نظر رکھیں اُردو کی ترقی اور نشوونما میں پنجاب کا حصہ دہلی اور لکھنو جیسے مراکز اُردو سے کسی طرح کم نہیں۔ پنجاب نے ہمیشہ اُردو کو سینے سے لگایا، اس کے گیسوؤں کو سنوارا اور اپنے خونِ جگر سے اس پودے کو سینچا ہے، مزید برآں اُردو زبان ایک علمی و بین الاقوامی زبان کے علاوہ اسلام کی بھی علامت بن گئی ہے۔ عربی کے بعد اُردو زبان ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اسلام پر بیش قیمت لٹریچر موجود ہے، اس کی اسی حیثیت کے پیش نظر ملحد عناصر لسانی تعصبات کو ابھار کر اس کی اہمیت ختم کر کے بالواسطہ مذہب اسلام سے قوم کی نئی نسل کو بیگانہ کرنا چاہتے ہیں۔ گویا دو حیثیت سے اہل پنجاب پر اُردو کی حفاظت لازمی ہے، ایک مذہب اسلام کی حفاظت کے پیش نظر، دوسرے پنجاب کی روایات اور ان کی ان گرانقدر خدمات کے پیش نظر جو اُردو کے سلسلے میں اس نے انجام دی ہیں۔ کوئی قوم اپنے خون جگر سے سینچے ہوئے پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی حماقت نہیں کرتی، نہ وہ کوئی ایسا اقدام کرتی ہے جس سے اس کے مذہب پر کوئی حرف آئے۔

جھنڈوں پر پابندی کا مسئلہ:

خاک ہو جائیں گے ہم تجھ کو خبر ہونے تک

پیپلز پارٹی کے فسطائی لیڈر جناب بھٹو کے کردار سے ہر شخص واقف ہے، وہ جب سے لیلائے وزارت سے محروم ہوئے ہیں، اس کے فراق میں پریشان اور اس کے دوبارہ حصول میں کوشاں و سرگرداں ہیں، ان کے کردار کی اس کمزوری سے سوشلسٹ عناصر نے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے جناب بھٹو کو بانس پر چڑھا دیا ہے۔ سوشلزم کی بنیادی غذا چونکہ تخریب، تشدد اور اضطراب ہے، اس لیے انہوں نے بھٹو کو اس کے لیے خوب استعمال کیا اور اب وہ فسطائیت کی ایک نمایاں علامت بن گئے ہیں۔

''جھنڈا مہم'' بھی اس تخریب و تشدد اور بدامنی کے پھیلانے کی مہم کا ایک حصہ ہے، انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یک بیک پورے مغربی پاکستان میں اپنے جھنڈے لہرانے شروع کر دیے، کہیں بھٹو کے ہمنواؤں نے رضا کارانہ طور پر ایسا کیا اور متعدد مقامات پر جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بعض لوگوں کی غربت سے فائدہ اٹھا کر مالی پیش کش کے ذریعہ سے جھنڈے لگوائے گئے اور حد یہ کہ سرکاری عمارتوں، لب سڑک کھمبوں اور درختوں تک اس وبا کو پھیلا دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کاروائیاں سراسر اشتعال انگیز ہیں پھر اس کثرت سے جھنڈا نمائی کی یہ مہم صرف کثیر کے بغیر ممکن نہیں، اس کے خرچ کا اندازہ لاکھوں سے تجاوز کر کے کروڑوں تک پہنچ جاتا ہے، جو کسی طرح بھی کسی جماعت کے محض ملکی ذرائع سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اس بنا پر ایک عرصہ سے لوگ پیپلز پارٹی کے ذرائع آمدنی میں غیر ملکی امداد کی آمیزش کا شبہ بھی کر رہے ہیں، جو افسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ابھی تک حکومت کے نگاہِ احتساب کا منتظر ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ جھنڈوں کی اس طرح عام نمائش پر بھی پابندی عائد کی جائے، کیونکہ اس طرح ملک کا امن و امان سخت خطرے میں ہے، لیکن حکومت نے اس پر بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

حکومت کی اس نرمی ہی کا نتیجہ ہے کہ اب وہ خطرہ متعدد مقامات پر حقیقت کا رُوپ دھار چکا ہے، حال ہی میں ایک اخباری اطلاع کے مطابق بھگوان پورہ لاہور میں اس جھنڈے کے مسئلے پر کشت و خون کا بازار گرم ہو چکا ہے اور فریقین کے تقریباً دو درجن آدمی زیرِ حراست لے لیے گئے ہیں۔ اب ان کا معاملہ تو عدالت میں ہے جس پر فی الحال کوئی گفتگو نہیں کی جا سکتی، ہمیں اُمید ہے کہ فوجی عدالت اس معاملے میں عدل و انصاف کے تمام تقاضے باحسن طریق پورے کرے گی۔ لیکن ہم حکومت سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ تخریب و فساد کے اس منبع کو آخر بند کیوں نہیں کرتی؟ کیا یہ واقعات اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ مہم اگر اسی طرح جاری رہی تو اس سے اس انداز کے اور کتنے ہولناک واقعات جنم لے سکتے ہیں؟ یا حکومت کسی ایسے شدید بلوے کی منتظر ہے جو پورے ملک کو اپنی گرفت میں لے لے؟

کچھ عرصے قبل وزیرِ اطلاعات کا یہ بیان اخبارات میں آیا تھا کہ حکومت اس مسئلے پر غور کر رہی ہے، اس کے بعد اس امر کی کوئی اطلاع نہیں آئی کہ غور و فکر کے بعد حکومت کس نتیجے پر پہنچی ہے۔ کہیں یہ غور و خوض بھی اس طرح تو نہیں جس طرح اس سے قبل حکومت نے غیر ملکی امداد کی تحقیقات پر غور و فکر کا شوشہ چھوڑا تھا، لیکن وہ بھی تا حال حکومت کے نہاں خانہ دماغ سے باہر نہیں نکل سکا ہے، اسی طرح جھنڈوں پر پابندی لگانے کا مسئلہ بھی محض زیرِ غور ہی رہا تو اس کا نتیجہ بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا کہ ؎

خاک ہو جائیں گے ہم سحر ہونے تک

یا یہ ضرب المثل پھر زندہ ہو جائے ؎

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

مولانا محمد حسین شیخوپوری کی گرفتاری:

چند ماہ قبل جماعت اہلِ حدیث کے مشہور واعظ و خطیب جناب مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری نے سندھ کے ایک علاقے غالباً محراب پور کے کسی مقام میں تقریر کی تھی، جو وہاں کے لادین عناصر کو بہت گراں گزری اور انھوں نے ان کے ارشادات کو غلط رنگ دے کر وہاں کے حکام کو ان کے خلاف کارروائی پر اکسایا، مولانائے محترم آج کل پھر تبلیغی سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے تھے کہ وہاں انھیں پچھلی تقریر کے جرم میں دھر لیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا شیخوپوری ملک کے بے مثال واعظ اور نامور خطیب ہیں، پھر ان کی تقریر انتہائی شگفتہ پُر امن اور اتحاد و سلامتی کی آئینہ دار ہوتی ہے، اس میں تشدد و تخریب کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود ان کی گرفتاری قابل تعجب ہے اور یہ تعجب اس وقت انتہائی افسوس میں تبدیل ہو جاتا ہے، جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بعض عناصر کس دیدہ دلیری سے عوامی اجتماعات میں تخریب اور تشدد کی تلقین کرتے ہیں، لیکن پھر بھی وہ احتساب و مواخذہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن اسلامی عناصر بعض دفعہ خواہ مخواہ شبہ میں یا مخبروں کی غلط رپورٹنگ کی وجہ سے احتسابی شکنجہ میں کس دیے جاتے ہیں: ؎ برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

اس لیے ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مولانا محترم کو فی الفور رہا کر دے، وہ تشدد کے پرچارک نہیں، امن و سلامتی کے پیامبر ہیں۔ زندان خانے ان لوگوں سے آباد ہونے چاہئیں جو ملک میں تشدد اور تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں نہ کہ ان لوگوں سے جو اہل ملک کو ایسے تشدد پسند عناصر سے خبردار کر کے ملک و مذہب کے استحکام اور سلامتی کے لیے کوشاں ہیں۔

مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب پرواز کی گرفتاری:

یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ جماعت اہل حدیث کے ایک اور مشہور عالم حافظ مشتاق احمد صاحب پرواز خطیب جامع اہل حدیث پتوکی ضلع لاہور کی گرفتاری کی اطلاع ملی ہے، جس کی تفصیلات سرِ دست ہمارے سامنے نہیں اگر اس کی وجہ بھی اسی قسم کی ہے جو مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری کی ہے تو ہم اس کے خلاف احتجاج کیے بغیر نہیں رہ سکتے، ہمارے خیال میں مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کے انتخابی بورڈ ...... اگر واقعتا اس کا کوئی دستوری وجود ہے...... کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہیے اور ضرورت ہو تو جناب گورنر صاحب کے پاس ایک وفد بھی اس سلسلہ میں جانا چاہیے۔

(۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر احسن التفاسیر کی تکمیلِ طباعت کے لیے مخلص احباب اور اربابِ ہمت سے اپیل

قیام پاکستان ۱۹۴۷ء کے بعد جماعت اہل حدیث میں یکا یک جو بڑے بڑے خلا پیدا ہو گئے تھے، ان میں ایک بڑا خلا اب تک یہ ہے کہ کوئی ایسی اردو تفسیر یا قرآن مجید کا ایسا حاشیہ نہیں ملتا جو حدیثِ نبوی اور آثارِ سلف کی صاف وشفاف تعلیم کا حامل ہو اور اس میں موجود حقیقی اور بنیادی تبلیغی، اصلاحی اور دینی ضروریات بھی ملحوظ رکھی گئی ہوں۔ جبکہ ہمارے زریں علمی دورِ رفعت میں مختلف قسم کے متعدد مترجم ومحشی قرآن مجید حمائلیں اور تفاسیر مختصر، متوسط، مطول اور خالص نیز سلفی اور کلامی انداز کی عام طور پر دستیاب تھیں۔ عوام جن سے قرآن حکیم کا فہم حاصل کرتے تھے اور جن کی حیثیت یہ تھی کہ یہ کارنامہ دوسرے مکاتب فکر کے لیے قابل رشک ہی نہیں باعث تقلید بھی تھا، لیکن اب معاملہ برعکس ہے کہ دوسری سب طرح کی اُردو تفسیریں اور حواشی تو ملتے ہیں۔ قرآن فہمی کے لیے اگر نہیں ملتی تو ایسی کوئی معیاری چیز جو متذکرہ صدر اوصاف سے متصف ہو۔

اس امر کا احساس سب کو تھا۔ چنانچہ جب عوام اور اصحابِ ذوق اپنی قیادت سے مطالبہ کرتے تھے تو ہمارے خواص، علماء ہوں یا امراء داعیان اس کو محسوس تو کرتے تھے۔ تاہم وہ دوسرے ایسے جماعتی کاموں میں بہت مشغول تھے جو ان کے نزدیک شاید زیادہ اہم تھے اور تا حال ہم مصروفیات کی دلدل سے نکل نہیں سکے۔ خاکسار راقم الحروف کو ابتدا سے اس کا شدید احساس رہا۔ اپنے بزرگوں اور رفقاء واحباب سے بارہا اس ضرورت واہمیت پر گزارش کرتا رہا، لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے ضعفِ تاثیر کے سبب کسی کو امر خطیر کے لیے پورے طور پر آمادہ نہ کر سکا۔

بالآخر وہی بے سروسامانی کی حالت میں توکل علی اللہ العظیم ۱۹۵۷ء میں اس کے لیے یہ منصوبہ تیار کیا کہ اس سلسلے میں ایک تفسیر شائع کی جائے اور ایک مترجم ومحشی۔ قرآن مجید کے لیے راقم نے شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین قدس اللہ روحہ کے ایک فاضل تلمیذ کی تفسیر ''احسن التفاسیر'' کو اشاعت کے لیے منتخب کیا جو اپنی نوعیت کی واحد تفسیر ہے جس میں شاہ عبدالقادر دہلوی کے مطلب خیز الہامی ترجمہ کے بعد نہایت قابلیت کے ساتھ احادیث نبویہ اور آثار سلفیہ سے قرآن حکیم کی تفسیر ایسے انداز سے مرتب کی گئی ہے کہ حدیث پاک کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام و مسائل کی تفصیلات قرآن کریم سے مستنبط معلوم ہوتی ہیں۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو کی کسی تفسیر میں اتنے احکام نہیں مل سکتے جتنے اس مبارک تفسیر میں آ گئے ہیں۔ پھر جامعیت ایسی کہ اکثر تفسیروں کے طویل تحقیقی مباحث میں پڑے بغیر تھوڑے وقت میں قرآن مجید کا مقصد واضح ہو جاتا ہے۔ پوری تفسیر سات جلدوں میں ہے۔ ہر منزل کی ایک جلد۔

المکتبۃ السلفیہ نے نئی آن بان اور جدید انداز کے مطابق اس کی پہلی جلد ۱۹۵۹ء میں شائع کی تھی جو اب پھر ختم ہو گئی ہے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسری اور تیسری۔ جو سورۃ النحل یعنی چودھویں پارہ تک پہنچتی ہے، شائع کی گئیں۔ اس کے بعد ہمت جواب دے گئی اور کام رک گیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ چوتھی جلد کی۔ جو سورۃ الفرقان تک ہے۔ نصف سے زائد کتابت کرائے ہوئے ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اگلی نصف کی کتابت اور پوری کتاب کی طباعت کے مراحل باقی ہیں۔ ظاہر ہے جب تک سیٹ مکمل نہ ہو تو مقصد اشاعت و استفادہ پورا نہیں ہوتا۔

بنا بریں اصحابِ ذوق، اربابِ ہمت اور احباب سے درخواست ہے کہ تفسیر احسن التفاسیر کے باقی سولہ پاروں کی تکمیل طباعت و اشاعت کے سلسلے میں خاکسار راقم سے خصوصی تعاون فرمائیں۔ یہ کام حدیث شریف او علم ینتفع بہ کے بموجب بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ چار جلدیں باقی ہیں۔ لیتھو طباعت سے ہر جلد کے اخراجات تقریباً پانچ ہزار روپے اٹھتے ہیں جو بتوفیقہ تعالیٰ ہمت کرنے والوں پر مشکل نہیں۔ اگر بیک وقت چاروں بقیہ جلدوں کا اہتمام ہو سکے تو ان شاء اللہ ایک سال کے اندر اندر تفسیر احسن التفاسیر کا مکمل سیٹ موجود ہو سکتا ہے، جس سے ایک بڑا خلا پر ہو جائے گا اور ہم ایک عمدہ اور صحیح تفسیر کا مکمل سیٹ پیش کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ بتوفیقہ تعالیٰ

خاکسار کو توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہ اپیل اہل خیر و اصحاب ذوق کے ہاں شرفِ قبول حاصل کرے گی۔ رہی یہ بات کہ تعاون کی صورت کیا ہو، تو اس بارے میں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت تفصیلات طے ہو سکتی ہیں۔ کم از کم جو امکانی صورت ممکن ہوگی وہ کر لی جائے گی۔ اگر کوئی ادارہ تفسیر احسن التفاسیر شائع کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ پورا سیٹ ایک سال تک شائقین کو مہیا کیا جا سکے۔

الاعتصام: ۲۵ر ستمبر ۱۹۷۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المیہ اُردن اور صدر ناصر کے مگرمچھ کے آنسو؟

بعض عرب ملکوں کے جو لیڈر کچھ عرصے قبل امریکی منصوبۂ امن کے جال میں پھنس گئے تھے، اس کا وہی نتیجہ سامنے آرہا ہے جس کا عالم اسلام کے مخلص اور خیر خواہانِ عرب کو اندیشہ تھا اور جس میں تازہ اطلاعات کے مطابق اُردن بری طرح قتل و غارت گری کی آگ میں جل رہا ہے اور ہزاروں مسلمان تہ تیغ ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

یہ تو ہم باور نہیں کر سکتے کہ منصوبہ قبول کرنے والے لیڈر بالخصوص مرکزی لیڈر کی نگاہوں سے یہ طوفانِ ہلاکت مخفی ہوگا، کیونکہ اول تو اس منصوبے کے قبول کرنے کے معنی یہ تھے کہ اب تک عربوں نے اسرائیل کے خلاف جو کچھ کیا وہ غلط تھا اور اس طرح انہوں نے خود اپنی شکست پر مہر تصدیق ثبت کر دی! دوسرے انہوں نے فلسطینی خانماں برباد گھرانوں کو نظر انداز کر دیا جن سے فدائین کی جماعتیں تیار ہوئیں، یہ فدائین اسلامی جذبے سے کس حد تک سرشار ہیں یہ تو نہیں کہا جا سکتا تاہم اسرائیل کے خلاف ان کے جذبات اس لیے شدید تر ہیں کہ وہ ان کے وطن پر غاصبانہ قبضہ کیے ہوئے ہے اور ان کی خانماں بربادی اسرائیل ہی کی ہوسِ ملک گیری کا نتیجہ ہے۔ قدرتی طور پر یہ منصوبہ ان کے لیے کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا تھا اور اس بات کا شدید خطرہ تھا کہ فدائین کی انتہا پسند تنظیمیں اس کو بہانہ بنا کر فدائین کا رخ اسرائیل سے موڑ کر خود عرب ریاستوں کی طرف موڑ دیں گی۔

افسوس ناک صورت حال یہ بھی ہے کہ فلسطینی فدائیوں کی جو تنظیمیں ایک عرصہ سے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل سے برسر پیکار چلی آرہی ہیں ان کا جہاں یہ کارنامہ نظر استحسان سے دیکھا جاتا رہا ہے کہ انہوں نے اسرائیل کی مقاومت کو کمزور اور اسے اعصاب شکن حالات سے دوچار کر دیا ہے، وہاں اہل نظر کے لیے یہ پہلو بھی انتہائی تشویشناک رہا ہے کہ ان تنظیموں کی اکثریت سوشلسٹ نظریات کی حامل ہے، پھر ان کے بعض لیڈروں کی طرف سے ایسے عزائم بھی کھل کر سامنے آئے جس میں انہوں نے برملا کہا کہ ہم پورے عرب کو عظیم سوشلسٹ ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے اس نظریہ کا اظہار بھی کیا کہ اس کے لیے انہیں پہلے ان عرب ریاستوں کا تیا پانچہ کرنا ہوگا جو مذہبی بنیادوں پر استوار ہیں کہ اسرائیل کا خاتمہ یہ کیے بغیر ممکن نہیں۔ فدائین کے یہ عزائم بھی ایک خطرناک طوفان کی نشاندہی کرتے آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ہم نے کہا ہے افسوس متوقع خطرات حقیقت بن کر سامنے آ گئے ہیں، اردن میں خانہ جنگی اور برادر کشی نے سارے عالم اسلام کو سرنگوں کر دیا ہے، اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تصادم اور کیا کیا صورت اختیار کرے، ان حالات نے امریکی و برطانوی مداخلت کا سامان بھی مہیا کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو فلسطینی مجاہدین کے زور کو توڑنا تو کوئی مشکل نہ ہو گا لیکن براہ راست امریکی و برطانوی مداخلت سے بیت المقدس کے مسئلہ کے حل کا اتنا امکان بھی باقی نہیں رہے گا جتنا اس وقت متوقع ہے۔ صدر ناصر نے بھی مگر مچھ کے آنسو کی طرح اس پر اب اظہار افسوس کیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اردن کو جو یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے اس میں ناصر صاحب اور ان کے سر پرستوں کی ہی سازش کارفرما نظر آتی ہے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آور دہ تست

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اغیار کی سازشوں کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی اسمبلی کے اجلاس کے لیے ۲۵ مارچ کا تعین!

شیخ مجیب کی ناقابل فہم شرطیں اور صدر مملکت کی ذمہ داری

﴿وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الانفال: ۲۵)

''اور ایسے فتنہ سے بچو جس کے اثرات صرف ظالموں (فتنہ پروروں) تک محدود نہ رہیں گے اور یقین رکھو کہ اللہ کی سزا بہت سخت ہے۔''

آج وطن عزیز جن مشکلات سے دوچار ہے، اس سے ہر محب وطن پریشان ہے، ابھی چند دن قبل اسمبلی کے اجلاس کے التوا سے جو شدید اور نازک صورتِ حال پیدا ہوگئی تھی اس نے تو سخت خطرناک قسم کی قیاس آرائیوں اور ناقابل بیان چہ میگوئیوں کا دروازہ کھول دیا تھا۔ جس کے متعلق سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ صدر یحییٰ کی ۶ مارچ کی تقریر نے کسی حد تک اس دروازے کو بند کر دیا ہے، لیکن یہ مشکلات ایسی نہیں ہیں جو ایک یا دو چار خوش کن تقریروں سے حل ہو جائیں نہ وہ چند روز کی پیداوار ہیں جن پر بآسانی قابو پایا جا سکے، یہ مشکلات پاکستان کے اربابِ اقتدار کے مسلسل ۲۳ سالہ طرز عمل کا نتیجہ ہیں، مشکلات کے یہ اژدہے اب بتدریج نشو ونما کے مراحل سے گزر کر تباہ کن اور خوفناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

سب سے پہلی غلطی ہمارے حکمرانوں نے یہ کی کہ یہ ملک جس نظریے کی بدولت معرض وجود میں آیا تھا، اسے انہوں نے یکسر نظر انداز کر دیا اور قوم کو اس نظریہ حیات سے دور لے جانے کی کوشش کی جسے وہ مانتی تھی اور جس کے بقا و تحفظ کے لیے اس نے جان و مال کی عظیم قربانیوں کے بعد یہ ملک بنایا تھا۔

دوسری عظیم غلطی یہ کی کہ اول روز سے ہی انہوں نے اس ملک میں مغربی سیاست و نظامِ حکومت کو اپنا منتہائے مقصد قرار دے لیا اور اسی کے مطابق یہاں سب کچھ ہوتا رہا، اور سب سے زیادہ المناک بات یہ ہوئی کہ اسلامی و مذہبی جماعتیں بھی مغربی جمہوریت کی زلف گرہ گیر کی اسیر ہوگئیں اور انہوں نے بھی اسے ہی ملک وقوم کی مشکلات کا واحد حل قرار دیا۔ اسلامی جماعتوں کو اب بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر کے آئندہ کے لیے صحیح لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے، انہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مغربی جمہوریت کا نہ اسلام سے کوئی واسطہ ہے نہ یہ ہمارے دکھوں کا علاج ہے، اسے اسلامی ثابت کرنے کی کوششوں نے بہت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفاسد کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جمہوریت کا جو غلغلہ بلند تھا اس غلغلے کے نہلے پر جب صدر یحییٰ نے بحالی جمہوریت کا دہلہ مارا تو تمام سیاست دانوں نے صدائے احسنت سے آسمان سر پر اٹھا لیا، لیکن ان جمہوری انتخابات سے قبل صدر آغا محمد یحییٰ خان نے چند اقدامات ایسے کیے جن پر اُس وقت ہی ملک کے باشعور طبقے نے تشویش کا اظہار کر دیا تھا، ان میں سے پہلا قدم ون یونٹ کا توڑنا تھا۔ اس کے ٹوٹنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی پاکستان ایک طاقت کی بجائے چار طاقتوں میں تبدیلی ہو کر انتشار و افراتفری کا شکار ہو گیا، اس کے مقابلے میں مشرقی پاکستان ایک متحد اور منظم طاقت بن گیا، اس طرح پہلے اقدام نے ہی مشرقی و مغربی پاکستان کے توازنِ طاقت کو بگاڑ کر رکھ دیا، رہی سہی کسر صدر صاحب کے دوسرے اقدام نے کر دی اور وہ تھا آبادی کی بنیاد پر نمائندگی دینا۔ حالانکہ پیریٹی (مساوات) کا اصول خود مشرقی پاکستان کے لیڈروں کا وضع کیا ہوا تھا اور ملک کی سلامتی اور باشندگانِ ملک کے مابین وحدت و یگانگت کے لیے فی الواقع پیریٹی کا اُصول ہی صحیح تھا، جس کا اہتمام کر کے مشرقی پاکستان کے لیڈروں نے دراصل حب وطن اور سیاسی پختگی کا ثبوت دیا تھا، افسوس اس سے انحراف کر کے توازنِ طاقت ایک صوبے (مشرقی بازو) میں منتقل کر دیا گیا۔ تیسرا اقدام مخلوط انتخاب کا طریق کار تھا، اگر جداگانہ انتخابات کرائے جاتے تو ممکن تھا کہ آبادی کی بنیاد پر نمائندگی کے ضرر کی قدرے تلافی ہو جاتی اور اس طرح مشرقی پاکستان کی ہندو اقلیت وہاں کی مسلم اکثریت پر اثر انداز نہ ہوتی اور توازنِ طاقت اتنا نہ بگڑتا، لیکن مخلوط انتخابات کے سبب ہندو اقلیت کو اکثریت پر گویا تغلب کا موقع مل گیا۔ اب تیر کمان سے نکل چکا ہے اور موجودہ عبوری حکومت کے اقدامات کے جو منطقی نتائج تھے اب ان کا بچشم سر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اس کی تفصیلات اور جزئیات نگاری شاید مستقبل کے مورخ کا کام ہے۔

مزید برآں انتخابات کے نتیجے میں مشرقی و مغربی پاکستان میں جو لیڈر شپ اُبھر کر سامنے آئی ہے اس نے بھی ملک کے باشعور طبقے کو جمہوری عمل سے مایوس کر دیا ہے، بدقسمتی سے دونوں بڑی پارٹیوں کے لیڈر فسطائی ذہن و مزاج کے حامل اور ملت و ملک کے تحفظ کے جذبے سے عاری ہیں۔ دونوں کے پیش نظر اپنی انا اور اپنا اقتدار ہے اور دونوں لیڈروں کی یہی انا اور رسہ کشی موجودہ بحران کا سبب بنی ہوئی ہے۔ صدر آغا محمد یحییٰ خان کے قومی اسمبلی کے اجلاس کے لیے ۲۵ مارچ کی تاریخ مقرر کر دینے سے یہ بحران کم ہوتا نظر آ رہا تھا، لیکن بھٹو صاحب کے بڑے بھائی شیخ مجیب الرحمٰن نے اب جو چار شرطیں عائد کر دی ہیں اس سے پھر شدید بحران کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پہلے یہ بحران پیدا کرنے والے چھوٹے بھائی بھٹو صاحب تھے، اب اس کا سبب ''بڑے بھائی'' بن رہے ہیں اور پاکستان کی وحدت و سالمیت چکی کے ان دو پاٹوں کی زد میں ہے۔ نظر بہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر شیخ مجیب کی شرطیں پوری ہوتی نظر نہیں آتیں، کیونکہ موجودہ حالات میں ان میں معقولیت کم اور جذباتیت بہت زیادہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ انتقالِ اقتدار کس بنیاد پر ہو؟ کیا بغیر آئین کے ایسا ممکن ہے؟ یا پرانے کسی آئین کے ماتحت انتقال اقتدار کر دیا جائے؟ اس صورت میں کیا شیخ مجیب کسی بھی پرانے آئین کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟ بہر حال اب کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ چند روز میں کیا ہونے والا ہے، دیکھیے مستقبل قریب میں ہماری آنکھیں اور کیا کچھ دیکھتی ہیں۔

ہم جہاں شیخ مجیب الرحمٰن سے یہ عرض کریں گے کہ وہ صرف بنگلہ دیش کی بجائے پورے پاکستان کے مفاد اور اس کی سالمیت کو پیش نظر رکھیں وہاں ہم صدر آغا محمد یحییٰ خاں سے بھی التماس کریں گے کہ ملک کو اس بحران سے نکالنا اول و آخر آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا تھا کہ ۵۶ کا آئین (ضروری ترمیمات کے ساتھ سہی) نافذ کر دیا جائے، یہ راستہ مختصر بھی ہے اور آسان بھی، لیکن آپ نے اس کی بجائے ایسا راستہ اختیار کیا جو طویل بھی تھا اور خطرات سے پُر بھی، جس کی انہی دنوں نشاندہی بھی کر دی گئی تھی، اب وہ خطرات حقیقت بن کر سامنے آ گئے ہیں۔ اب اس سے عہدہ برآ ہونے کی بحالاتِ موجودہ ایک ہی صورت ہے کہ ملک کا نیا آئین لیگل فریم ورک آرڈر کے مطابق بنے، جس کا آپ نے بار بار اعادہ کیا ہے اور ۶ مارچ ۱۹۷۱ء کی تقریر میں بھی جس کا آپ نے واشگاف الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ آپ سے پوری قوم یہ اُمید رکھتی ہے کہ آپ اپنے اس عہد کو پوری سختی سے نبھائیں گے اور کسی کو ملک کی وحدت و سالمیت کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی اور نظریہ پاکستان (اسلام) سے انحراف کی اجازت نہیں دیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(۱۲ مارچ ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی بجٹ......ایک جائزہ

جن غیر معمولی حالات میں موجوہ سال کا بجٹ پیش کیا گیا ان کے پیش نظر کئی نئے ٹیکس متوقع تھے، لیکن حالیہ بجٹ میں صرف چھیالیس کروڑ روپے کے نئے ٹیکس تجویز کیے گئے ہیں، ان حالات میں جو قومی معیشت کے زیادہ سے زیادہ استحکام کے متقاضی تھے قدرے کم ٹیکس تجویز کر کے بلاشبہ عوام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے اور عوام نے بھی چھیالیس کروڑ کے نئے ٹیکس عائد ہونے کے باوجود بجٹ کو حقیقت پسندانہ قرار دے کر اپنے جذبہ ایثار کا واضح ثبوت پیش کر دیا ہے۔ عوام کا یہ مثبت ردعمل اس امر کی دلیل ہے کہ ہمارے عوام حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی نہ صرف اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں بلکہ حالات کی ہر سنگینی کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا عزم وحوصلہ بھی ان کے اندر موجود ہے۔

حالیہ بجٹ کے حقیقت پسندانہ ہونے کے باوجود اس کے چند پہلو ایسے ہیں جو قابل غور ہیں:

اولاً: بجٹ میں چورانوے کروڑ روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے جسے پورا کرنے کے لیے چھیالیس کروڑ روپے کے نئے ٹیکس تجویز کیے گئے ہیں۔ چھتیس کروڑ روپے کے نئے کرنسی نوٹ جاری کیے جائیں گے اور باقی بارہ کروڑ روپے کا خسارہ ٹیکس دہندگان کے ذمے گذشتہ سالوں سے واجب الادا ٹیکس وصول کر کے پورا کیا جائے گا۔ اس تفصیل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ گذشتہ سالوں میں ٹیکس دہندگان سے ٹیکس وصول کرنے میں حکومتی مشینری ناکام رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ صدر کے اقتصادی مشیر نے اپنی تقریر میں ٹیکس وصول کرنے والی مشینری کو از سرنو منظم کرنے کی ضرورت کا واشگاف الفاظ میں اظہار کیا۔ سرکاری اہل کاروں کی نااہلی اور فرض شناسی کے باعث حکومت ہر سال کروڑوں روپے کی آمدنی سے محروم ہو جاتی ہے جسے پورا کرنے کے لیے اسے ہر سال ٹیکس کی شرح بڑھانی پڑتی ہے۔ اکثر وبیشتر تاجران اہل کاروں کے ساتھ مل کر ٹیکسوں کا بڑا حصہ چرا لیتے ہیں، تاجروں اور سرکاری اہل کاروں کی اس ملی بھگت کا خمیازہ نئے ٹیکسوں کی صورت میں غریب عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تاجروں اور سرکاری اہل کاروں کی اس ملی بھگت کو ختم کیا جائے اور ان کا سختی سے محاسبہ کیا جائے، اس سے نہ صرف حکومت کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا بلکہ غریب عوام بھی ہر سال ٹیکسوں کے نئے بوجھ سے بچ جائیں گے۔

ثانیاً: جناب صدر کے اقتصادی مشیر نے یہ اعلان کر کے کہ سیاسی شرائط کے تحت ملنے والی امداد ٹھکرا دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ نیز یہ کہ امداد نہ ملنے کی صورت میں پاکستان نے متبادل انتظامات کر لیے ہیں، بلاشبہ قوم کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ کوئی بھی غیور پاکستانی اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ امداد (جو دراصل قرضے کا دوسرا نام ہے) کے طور پر دیے جانے والے چند ذلیل ڈالروں کے عوض اس کی سیاسی آزادی کا سودا چکایا جائے، لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہمارے پاس متبادل وسائل موجود ہیں تو پھر غیر ملکی امداد پر انحصار کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہمارے ارباب اقتدار آخر کس وقت کے انتظار میں ہیں کہ جب وہ اپنے ہی وسائل سے اپنی ضروریات پوری کرنے کا اعلان کریں گے۔ اس مملکت کے عوام یہ جاننا چاہتے کہ ملکی وسائل کی موجودگی کے باوجود ملک کو اربوں روپے کا مقروض کرنے کی ضرورت وافادیت کیا ہے؟

ثالثاً: موصوف نے اپنی تقریر کے دوران چند ایسے دعوے بھی کیے ہیں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہ صرف محل نظر ہیں بلکہ ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، مثلاً: یہ کہ مجوزہ ٹیکسوں کا بوجھ غریب اور متوسط طبقوں پر نہیں پڑا اور نئے ٹیکسوں کی بدولت اشیائے صرف کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ پرسنل اور انوسٹمنٹ الاؤنس میں حد کی کمی کے باعث سب سے زیادہ تنخواہ دار طبقہ متاثر ہوا ہے۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ فی زمانہ تنخواہ دار طبقہ سے زیادہ مظلوم اور کوئی طبقہ نہیں، تاجر ٹیکسوں کا بوجھ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ کر کے صارفین کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ عام مزدور اپنی محنت کے معاوضے کی شرح بڑھا کر کسر پوری کر لیتا ہے، لیکن اس کے برعکس تنخواہ دار طبقے کی آمدنی میں اضافے کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور وہ ٹیکسوں اور گرانی کے دوہرے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا ہے۔

رابعاً: جہاں تک قیمتوں میں اضافے کا تعلق ہے یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اشیائے صرف کی قیمتوں میں بیس سے تیس فیصد تک اضافہ ہو گیا ہے، بلکہ بعض اشیاء مثلاً: ماچس اور مٹی کا تیل بازار سے عنقا ہو چکا ہے، گھی، چینی، دالوں اور سبزیوں کے نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ قیمتوں میں یہ اضافہ اگر بجٹ میں نئے ٹیکسوں کی بدولت نہیں ہے تو حکومت نے گرانی کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

خامساً: عوام اس بات کے بھی متوقع تھے کہ حالیہ بجٹ میں سامان تعیش (شراب وغیرہ) پر مزید ٹیکس لگا کر عیاشی کے اس رجحان کی سخت حوصلہ شکنی کی جائے گی، جو بیک وقت معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی خرابیوں کا منبع ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن شراب جیسی خانہ خراب چیز اور ام الخبائث کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ذہن ابھی تک مکمل اصلاح کے لیے آمادہ نہیں اور جب تک ہمارے حکمرانوں کے قلب وذہن میں پوری کایا کلپ کا داعیہ قوی نہیں ہوگا، نہیں کہا جا سکتا کہ اصلاح احوال کی یہ بیل کیسے منڈھے چڑھے گی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خلافت و ملوکیت'' اور اس کے ''وکیل صفائی'' کو شیعوں کا خراج تحسین وعقیدت:

یادش بخیر مولانا مودودی صاحب کی شہرت یافتہ تالیف ''خلافت و ملوکیت'' کے متعلق ''ترجمان القرآن'' میں اس کی اشاعت ہی کے زمانہ سے ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ اس نے صحابہ کرام سے متعلق اہل سنت کے نظریے کو سخت دھچکہ لگایا ہے اور شیعی نقطہ نظر کے فروغ اور تقویت کا زبردست سبب بنی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر تبرا اور ان کی صراحۃً یا کنایۃً بدگوئی اگرچہ شیعی مسلک کی بنیاد میں داخل اور حضراتِ شیعہ کی سرشت میں شامل ہے، جس سے وہ کسی وقت بھی نہیں چوکتے اور گاہ بگاہ بالخصوص عشرہ محرم میں وہ اس کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں، لیکن ''خلافت و ملوکیت'' کے بعد ان کا یہ شعار ہو گیا ہے کہ اگر کسی طرف سے ان کے اس طرزِ عمل پر گرفت کی جاتی ہے تو کھٹ سے ''خلافت و ملوکیت'' کا حوالہ دے کر اپنی ''صداقت'' کا ثبوت پیش کر کے اپنے تئیں معترض کا منہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں بھی جبکہ مولانا کی یہ کتاب بالاقساط ''ترجمان القرآن'' میں چھپ رہی تھی، ایک شیعی ہفتہ وار آرگن (رضا کار ۵ جولائی) نے ''الاعتصام'' کو خطاب کر کے یہ کہا تھا کہ آپ صرف ہمیں ہی کیوں صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنے کا مجرم گردانتے ہیں۔ خود اپنے گھر کی خبر کیوں نہیں لیتے؟ آپ کے مولانا مودودی صاحب نے صحابہ کرام ہی پر نہیں بلکہ اس کے سرخیل خلفائے راشدین پر بھی تنقید فرمائی ہے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ یہی تنقید اگر کسی شیعہ کے قلم سے شائع ہوتی تو اسے صحابہ کرام پر ''سب و شتم'' قرار دیا جاتا، یہی صورت حال اب پھر پیش آئی ہے۔ ایک صاحب نے ایک معاصر شیعی اخبار کے حالیہ بعض مضامین کے بارے میں بجا طور پر لکھا تھا کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ایک شیعہ بھائی نے اس اخبار میں صاحب مضمون کو جواب میں کہا ہے:

> ''ہم ان کو دعوت دیں گے کہ وہ جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی ''خلافت و ملوکیت'' کا ایک بار پھر ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمائیں تو یقیناً ان کی تسلی ہو جائے گی۔ ہاں ان کے لیے مزید بہتر ہو گا کہ وہ ترجمان القرآن میں ملک غلام علی صاحب کے شائع ہونے والے مضامین پر بھی نظر رکھیں۔'' (ہفت روزہ ''شہید'' لاہور ۲۸ اپریل ۵ مئی ۱۹۷۱ء کا مشترکہ شمارہ)

خلافت و ملوکیت'' کے فاضل مصنف اور ان کے ''وکیل صفائی'' کو شیعوں کا یہ خراجِ تحسین وعقیدت مبارک ہو......! ایں سعادت بزور بازو نیست......

اور یہ دعوتِ اتحاد:

آخر میں مضمون نگار نے کہا ہے:

''فراخ دل ہونے کی کوشش کریں، رواداری اور اتحاد اسی بات کا نام ہے کہ جملہ مکاتب فکر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات ایک دوسرے کے عقائد اور جذبات کو دبانے کی کوشش نہ کریں بلکہ انہیں برداشت کرنا سیکھیں، کیونکہ سبھی مسلمانوں نے اپنے اپنے مذہبی اور دینی نظریات کو قائم و برقرار رکھتے ہوئے مل جل کر دین کی سربلندی اور وطن عزیز کی بقاء و استحکام کے لیے کام کرنا ہے۔'' (اخبار مذکور)

دعوتِ اتحاد بجا، اس کی اہمیت مسلّم اور اس کی ضرورت شبہ سے بالاتر، لیکن سوال یہ ہے کہ اتحاد کی راہ میں رکاوٹ کس کا طرزِ عمل ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ حضرات کے مکتب فکر کا طرز عمل ہی اتحاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس مسلک کی بنیاد ہی تاریخ انسانی کے اُس مقدس ترین گروہ کی بدگوئی پر ہے جنہیں صحابہ کرام کے معزز عنوان سے یاد کیا جاتا ہے اور جن کی عزت و حرمت اہل سنت کا جزوِ ایمان ہے۔ خود اس مضمون میں آپ نے اس ہرزہ سرائی کا ارتکاب کیا ہے، ایک جگہ لکھا ہے:

''پیغمبر اسلام کی صحبت میں شریک ہر فرد ضروری نہیں کہ واجب الاحترام ہو جائے۔''

ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''قرآن حکیم میں ایسی جنگوں کا تذکرہ شرح و بسط سے موجود ہے جن میں پیغمبر کے ساتھیوں نے فرار کیا۔''

یہ تو اس مضمون کا حال ہے جو اہل سنت کو بطور خاص دعوتِ اتحاد دینے کے لیے لکھا گیا ہے، اس میں بھی مضمون نگار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نشتر زنی سے باز نہیں رہ سکا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی نجی گفتگوؤں، مجالس و محافل محرم اور دیگر اجتماعات میں اس پاک باز گروہ کے لیے کیا کچھ ''گوہر افشانی'' نہیں کی جاتی ہو گی؟ ؎

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

بہر حال ہم شیعہ بھائیوں کو یہ بات جتلا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک علیٰ قدر مراتب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واجب الاحترام ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں یا معاویہ رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہوں یا مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ، حتیٰ کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہوں یا مروان رضی اللہ عنہ...... کسی کے خلاف ادنیٰ سی بدگوئی بھی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ جب تک شیعہ حضرات اپنے اس طرزِ فکر و عمل پر نظر ثانی نہیں کر لیتے انہیں اپنے منہ سے دعوتِ اتحاد و زیب نہیں دیتی۔ ہمیں صحابہ کرام کے خلاف اپنوں کی ''خیر خواہانہ'' تنقید بھی گوارا نہیں، جس کی نمایاں مثال ''خلافت و ملوکیت'' ہے، جسے مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر نے اسی لیے ردّ کر دیا ہے کہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ناگوار انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ پھر وہ تنقیدیں ہمارے لیے کس طرح قابل برداشت ہو سکتی ہیں جن میں قلب و دماغ کی کجی کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کے اسالیب بھی قابل اعتراض ہوتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں کی طرف سے اتحاد کی دعوت ''بغل میں چھرا منہ سے رام رام'' کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے؟

دو علمائے دین کا افسوس ناک قتل:

چند دن ہوئے ہیں اخبارات میں خبر آئی تھی کہ ٹھٹھری ضلع خیر پور کے ایک مدرسہ کے مہتمم مولانا قاضی فضل اللہ صاحب کو دن دہاڑے گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ قتل کے پس پردہ کارفرما عوامل و محرکات کیا تھے؟ قاتل گرفتار ہو سکے یا نہیں؟ گرفتار ہوئے تو یہ کیس کس مرحلہ میں ہے؟ اس کے متعلق بعد کے اخبارات سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

ابھی ذہن اسی حادثہ فاجعہ کے غم و اندوہ سے نہیں نکلا تھا کہ ضلع جھنگ (موضع روڈو سلطان) کے ایک اور عالم دین مولانا دوست محمد کو شہید کر دیا گیا۔ ان کے قتل کے سلسلہ میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ملزم گرفتار کیے جا چکے ہیں اور پولیس ان کے ساتھ مصروفِ تفتیش ہے۔

ان کے سانحہ قتل کے محرکات کے متعلق بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاہم جھنگ کے علاقے میں آئے دن دو فرقوں میں تصادم و کشمکش کی جو صورت رہتی ہے اس کے پیش نظر بعض حضرات اس میں دوسرے فرقے کے بعض شر پسند عناصر کا ہاتھ بتاتے ہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہے تو یہ بڑا افسوس ناک رجحان ہے اور اس کی ہر فرقے کو سخت مذمت کرنی چاہیے، کیونکہ اس کی حوصلہ افزائی ہر فرقے کے علماء کے لیے موجب تشویش ہے۔

لیکن جیسا کہ مولانا عبداللہ صاحب درخواستی صدر جمعیت علمائے اسلام (ہزاروی گروپ) اور قومی اسمبلی کے منتخب نمائندے مولانا مفتی محمود وغیرہ نے اپنے اخباری بیانوں میں کہا ہے کہ ان مقدمات کی تفتیش، مجرموں کا سراغ اور قتل کے پس منظر کی وضاحت بدرجہ آخر ارباب حکومت کی ذمہ داری ہے...... ہمیں امید ہے کہ ارباب بست و کشاد اس معاملے کی غیر جانبدارانہ چھان بین کر کے مجرموں کی نشاندہی اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کا بے رو رعایت پور اہتمام فرمائیں گے، تاکہ مقتول علماء کے متعلقین اور ان سے وابستہ عوام کا اضطراب دُور ہو سکے۔

(۹ جولائی ۱۹۷۱ء)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الاعتصام'' کا تیئسواں سال

صورت حال کا جائزہ اور آپ کی ذمہ داریاں

لیجیے! یہ سال بھی دیکھتے دیکھتے بیت گیا اور آپ کے جریدہ فریدہ ''الاعتصام'' نے یعنی شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے لگائے ہوئے تبلیغی پودے نے اپنی عمر کے بائیس سال پورے کر لیے اور اب بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ ۲۳ ویں سال میں قدم رکھ دیا ہے۔

((کشجرة طیبة اصلها ثابت و فرعها فی السمآء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها .))

ملک امام خاں سوہدروی مرحوم نے اگست ۱۹۴۹ء کے ''الاعتصام'' کا استقبال کرتے ہوئے جو اس کے ''ارکان اربعہ'' قرار دیئے تھے۔ رکن اعلیٰ مولانا موصوف رحمہ اللہ، رکن ثانی گوجرانوالہ ہی کے مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب داسفا! کہ گذشتہ فروری ۱۹۷۱ء کو قاضی صاحب بھی داغِ مفارقت دے گئے اور ''الاعتصام'' ایک دوسرے بزرگ رکن کی سرپرستی سے بھی محروم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ادھر حال ہی میں جماعت کی ایک عظیم ہستی حضرت میاں عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حادثۂ ارتحال نے سب پر زخم تازہ کر دیئے۔ مرحوم کی مخلصانہ ہمدردیاں، حوصلہ افزائیاں، صائب مشورے اور نیک دعائیں ہمیشہ مہمیز کا کام دیتی ہیں۔ رحمه الله و الحقه بالرفیق الاعلی .

مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے امیر اول ضیغم اسلام حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور امیر ثانی مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے دورِ سرپرستی میں جماعت اہلحدیث کو موجودہ حیثیت پر جلوہ گر کرنے میں ''الاعتصام'' کا جو حصہ ہے اور جو اس کی وقیع جماعتی وتبلیغی اور علمی خدمات ہیں وہ ہمارے آپ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بحمد اللہ جماعت کی تاریخ کا روشن باب، جس کی تفصیلات بیان کرنا تحصیل حاصل کے مترادف ہوگا۔ لیکن تلخ حقائق واقعیہ سے دامن بچاتے ہوئے۔ ہوا یوں کہ حضرت رکن اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے انتقال کے کچھ مدت بعد مشیت الٰہی کے تحت پیش آمدہ واقعات کے نتیجے میں ''الاعتصام'' کی پوری ذمہ داریاں اس کے ناشر پر آ پڑی جس کو ملک امام خاں مرحوم نے تیسرا رکن فرمایا تھا...... اور وہ ان سطور کا راقم آثم ہے۔

ظاہر ہے اتنا بڑا بوجھ، استعداد، استطاعت اور طاقت کے اعتبار سے اس عاجز ناتواں کے لیے ناقابلِ برداشت کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاہم اسے اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص سمجھنا چاہیے کہ بعض اخص الخواص احباب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیزانِ مکرم کی ہمت سے اپنے زرّیں دور کی منفرد خصوصیات کے ساتھ۔ بزرگوں کی یہ شمع ''الاعتصام'' پوری تابانی سے ضوفشاں ہے۔ و للہ الحمد!

مگر! گزارشِ احوالِ واقعی یہ ہے کہ بعض ناقابل ذکر ''خارجی'' وجوہ کے باعث آپ کا جماعتی جریدہ ''الاعتصام'' دس ہزار روپے کے بوجھ تلے آچکا ہے۔ اس پر کاغذ کی گرانی اور نایابی نے اور بھی اس کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اس بنا پر بعض دیگر اہم مصروفیات کے علاوہ بادل نخواستہ یہ ارادہ کرلیا گیا تھا کہ جلد ۲۲ پوری کرکے ''الاعتصام'' بند کرنے کے بارے میں سوچا جائے۔ لیکن بعض احباب خصوصی اور مخلصین جو گزشتہ سہ سالہ واقعات کے پورے پسِ منظر سے واقف اور سب حالات کو جانتے ہیں، وہ بہرصورت ''الاعتصام'' کو زندہ رکھنے کے متمنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے راقم کو سردست اپنا فیصلہ بدلنے کا مشورہ دیتے ہوئے ہر طرح کی اعانت وتعاون کا یقین دلایا ہے۔

ہمارا گزشتہ دوسالہ تجربہ اگرچہ بڑا تلخ ہے، زبانی ہمدردیاں اور تعاون کی یقین دہانیاں اس دوران میں بڑی فراوانی سے کرائی جاتی رہیں، لیکن بڑے کرب کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر احباب کا رویہ عملاً سردمہری کا آئینہ دار رہا ہے۔ بنابریں ہم مزید بوجھ برداشت کرنے کی ہمت تو اپنے اندر نہیں پاتے۔ تاہم ایک مرتبہ پھر ''فریب دوستاں'' کھانے کے لیے رفقاء پر اعتماد کرلیا گیا ہے لیکن یہ شاید آخری موقع ہو۔ خدا نہ کرے! اپنے بزرگوں کے اس تبلیغی صدقہ جاریہ کے انقطاع تک نوبت پہنچ جائے۔ آپ حضرات کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ غیر کاروباری، بااصول اور مذہبی رسائل وجرائد محض خریداروں کے سالانہ چندہ پر زندہ نہیں رہ سکتے، ان کی خریداری میں توسیع صرف اس غرض سے ضروری ہوتی ہے کہ تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوسکے لیکن ان کی بقاء زندگی کے لیے احباب و جماعت کا خصوصی تعاون ہی ناگزیر ہوتا ہے۔ مگر اسی جذبہ کے تحت کہ تحریری تبلیغ بھی دین کا اسی طرح ایک شعبہ ہے جس طرح مدارس دینیہ اور عام جلسہ ہائے تبلیغ ہیں۔ یہ رجحان بڑا عجیب ہے کہ لوگ مدارس اور جلسوں کو تو خیرات وصدقات کا مصرف سمجھتے ہیں، لیکن تالیف کے کام اور جماعتی رسائل وجرائد کو اہمیت دینے میں عموماً سخت تساہل سے کام لیا جاتا ہے۔

درآں حالیکہ جماعتی وقار اور مسلک کی اشاعت کے لیے فی زمانہ سنجیدہ وعلمی اخبار اشد ضروری ہیں...... اندریں صورت ہم مخیّر حضرات اور زندہ دل اصحاب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ تبلیغی جذبہ کے ماتحت اس دینی پرچہ ''الاعتصام'' کی توسیع اشاعت میں خوب خوب سعی فرمائیں۔

ہم محسوس کرتے ہیں کہ اب ''الاعتصام'' آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا ہے جس کی وجہ سے مضامین کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوگیا ہے۔ مضمون نگار حضرات کے انتظار کا بھی ہمیں شدید احساس ہے لیکن اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کیا کیا جائے کہ ہم اپنی مجبوریوں کی بنا پر اس سے زیادہ کے متحمل نہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس اکابر علمائے اہل حدیث کے غیر مطبوعہ فتووں اور خطوط کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے، اسے بھی ہم ''الاعتصام'' کے ذریعہ منظر عام پر لانا چاہتے ہیں، لیکن ایسے پروگرام اسی صورت میں تکمیل پذیر ہو سکتے ہیں کہ اخبار کے حجم میں مزید اضافہ ہو اور یہ اضافہ توسیع اشاعت میں سعی بسیار اور تعاون خاص کے بغیر ممکن نہیں۔

ہم جماعتی احباب، مخیر حضرات اور ہمدرد قارئین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری صدائے تعاون پر ضرور لبیک کہیں گے اور سب سے پہلے ''الاعتصام'' پر دس ہزار کا بوجھ اتارنے کی فکر کریں گے اور اس سلسلے میں کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔

ہمارے سر سے ہزاروں کا یہ بوجھ اتر جائے تو ''الاعتصام'' کا معیار صوری و معنوی طور پر مزید بلند کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بہی خواہاں ''الاعتصام'' کی صدق دلانہ خواہش ہے۔

آخر میں اہل دل بزرگوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت بخشے۔ ہماری غلطیوں سے درگزر کرے۔ حسنات کی قبولیت سے نوازے اور ایمان و عمل پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

﴿وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾

(الاعتصام: ۱۳/ اگست ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا چوبیسواں یومِ آزادی

﴿فَفِرُّوا اِلَى اللهِ﴾ (الذاریات: ۵۰) ''سو اللہ کی طرف دوڑ آؤ۔''

۱۴/ اگست ۱۹۷۱ء پاکستان کا ۲۴واں یومِ آزادی ہے۔ قوموں اور ملکوں کے لیے ۲۴ سال کا عرصہ معمولی نہیں، ان کے بناؤ یا بگاڑ کے لیے رُبع صدی کی مدت فیصلہ کن حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا، وہ تاریخ عالم و انسانیت کا عظیم ترین اور بے مثال انقلاب تھا، لیکن وہ آپ کی صرف ۲۳ سالہ مساعی حسنہ کا رہین منت تھا۔

پاکستان کے قیام کو بھی پورے ۲۳ سال ہو چکے ہیں، لیکن اس دوران میں ہم نے کیا پایا اور کیا کھویا؟ قیامِ پاکستان کے جو مقاصد بتلائے گئے تھے ان کے ہم قریب ہوئے یا اُن سے دُور ہوئے؟ جب اس انداز سے جائزہ و مطالعہ کا اہتمام کیا جائے تو حالات و کوائف انتہائی وحشت اثر ثابت ہوتے ہیں...... ۲۳ سال کے اس عرصہ میں ہم اپنے قومی مقاصد، مذہبی اقدار و روایات اور ملی جذبات سے بالکل دور ہو گئے ہیں۔ ہم نے پایا کچھ نہیں، کھو بہت کچھ بیٹھے، دینی غیرت ہم نے کھو دی، ملی جذبہ ہم گنوا بیٹھے، نوجوان نسل الحاد و بے راہ روی کی نذر کر دی گئی۔ بالفاظِ دیگر ہم بیک وقت اقتصادی، اخلاقی و روحانی اور سیاسی بحران کی زد میں ہیں، گویا بناؤ کی بجائے بگاڑ، تعمیر کی بجائے تخریب اور اصلاح کی بجائے فساد ہمارا مقدر بن گیا اور ان ۲۳ سالوں میں ہم ترقی و استحکام کی بجائے تنزل و انتشار کے دہانے پر آ کھڑے ہوئے ہیں۔

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

ایسا کیوں ہوا؟ اس کے اسباب بھی دو اور دو چار کی طرح واضح ہیں۔ اس بگاڑ میں سب سے اہم اور مرکزی کردار ہمارے حکمرانوں کا رہا ہے، جنھوں نے اب تک نہ صرف خلوص دل سے اُس نظریہ و مقصد کو یہاں نافذ کرنے اور پھیلانے کی کوئی کوشش نہیں کی جو پاکستان کی بنیاد تھا، بلکہ اُن نظریات اور تحریکوں کو یہاں کام کرنے کی کھلی اجازت دیے رکھی جو نظریہ پاکستان (اسلام) کے مخالف اور ملک کی وحدت و سالمیت کے دشمن تھے۔ یہاں کا نظامِ تعلیم ابھی تک سیکولر بنیادوں پر قائم ہے، اس تعلیم سے بہرہ ور نوجوان نسل اُن عناصر کے لیے خام مواد کا کام دے رہی ہے جو اسلام اور پاکستان کے حق میں زہر ہلاہل ہیں۔ پھر مزید المیہ یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حکومتی اداروں میں بھی یہ عناصر مارِ آستین بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ملک کی نظریاتی اساس کو ہڑپ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات اور تعلیمی ادارے ان سب میں ان کا نفوذ ہے اور وہاں وہ تعزیر و محاسبہ سے بے نیاز اپنے ڈھب سے کام کر رہے ہیں۔

مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا، وہ ان عناصر کو کھلی چھوٹ دیے رکھنے اور ملک کی نظریاتی اساس سے مختلف حکومتوں کے تغافل اور سہل کوشی کا نتیجہ ہے۔ مغربی پاکستان میں اگرچہ ابھی وہ حالات رونما نہیں ہوئے لیکن یہاں بھی لادینیت اور علاقائی عصبیتوں کا آتشیں لاوا اندر ہی اندر پک رہا ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لاوا کب آتش فشاں بن کر پھٹ پڑے اور ملک کی وحدت و سالمیت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دے۔

ملک کو بچانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم قول و عمل کے تضاد کو دور کریں، زباں سے جس طرح ہم اسلام کا وظیفہ پڑھتے ہیں اپنا عمل بھی اس کے مطابق بنائیں، ہماری تمام پالیسیاں اس کے مطابق مرتب ہوں۔ معروف کی اشاعت کا اہتمام اور منکرات و فواحش کی روک تھام کی جائے۔ نظامِ تعلیم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے سرکاری اداروں اور تقریبوں میں آسائش و تکلفات کو خیر باد کہہ کے سادگی کو اختیار کیا جائے۔ الغرض اس وقت مثبت اور منفی دوگونہ اقدام کی ضرورت ہے، مثبت طور پر وہ تمام وسائل، ذرائع اور اقدامات اختیار کیے جائیں جس سے قوم کے اندر اسلامی شعور بیدار ہو، اسلامی اقدار و روایات کو اپنانے کا جذبہ پیدا ہو اور اسلامی وحدت و اخوت کے جذبہ سے قوم سرشار ہو اور منفی طور پر کرنے کا کام یہ ہے کہ اسلام دشمن اور ملک دشمن عناصر اور اداروں کو احتسابی شکنجہ میں کسا جائے۔ اسلام کے خلاف جو بھی، جہاں کہیں بھی اور جس طرح بھی کام کر رہا ہو اس پر کڑی نظر رکھی جائے اور اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور تعلیمی اداروں کو ایسے لوگوں سے پاک کیا جائے۔ ان اداروں میں انہوں نے کمین گاہیں بنا رکھی ہیں جہاں یہ لوگ تعلیمی آزادی اور ثقافت و کلچر کے حسین پردوں میں مقصد سے بے بہرہ نوجوانوں کا شکار کر رہے ہیں۔

مقامِ افسوس ہے کہ آج ہم اپنی آزادی کی چوبیسویں سالگرہ ایسے حالات میں منا رہے ہیں کہ آزادی کے جو مقاصد تھے ان سے ہم دُور ہیں، بلکہ صحیح تر الفاظ میں ہم ان کو فراموش ہی کر بیٹھے ہیں۔ کیا اُس قوم کو جشنِ آزادی منانے کا حق ہے جو مقصدِ آزادی ہی بھلا بیٹھی ہو۔ کم از کم ہمیں دُنیا کو تو یہ موقع نہیں دینا چاہیے کہ مذہب کی بنیاد پر ملک کے قیام کا جو تجربہ کیا گیا تھا وہ ناکام ہو گیا ہے اور برصغیر کی ہندو مسلم کشمکش کا جو سیاسی حل (پاکستان کی صورت میں) تجویز کیا تھا وہ بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوا۔ کیونکہ اس طرح ایک تو دُنیا کی نظروں میں مذہب اسلام کی افادیت مشکوک قرار پائے گی، دُوسرے ہندوستان کی تقسیم بھی غیر صحیح سمجھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی، کیا ہم دُنیا کو یہ تاثر دینا پسند کریں گے؟

قرطاس ابیض اور عوامی لیگیوں کی نشستوں کا فیصلہ:

مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ اور اس کے ہمنواؤں نے انتخابات سے کچھ عرصے قبل دوران انتخاب اور یکم مارچ سے ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء تک اپنے ہی مسلمان بھائیوں، بہنوں، ماؤں، بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ جو سلوک کیا، درندگی و بہیمیت کا جو مظاہرہ کیا اور ملک کی وحدت و سالمیت کے خلاف جو سازش اور غداری کی، وہ اگرچہ کوئی سربستہ راز نہیں۔ ان روح فرسا واقعات کی اطلاع مغربی پاکستان میں ان دنوں بھی پہنچتی رہی ہے، وہاں سے لٹے پٹے لوگ بھی یہ داستان ہائے خوں چکاں اپنے ساتھ یہاں لائے جو جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھیں۔ پھر فوج کی پُرعزم اور جرأت مندانہ کارروائی کے بعد بھی وہاں کی بہت سی کہانیاں منظرِ عام پر آئیں۔ تاہم اب باقاعدہ ان تمام تفصیلات کی اشاعت کا اہتمام حکومت کی طرف سے کیا گیا ہے، لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہلِ پاکستان کو تو ان واقعات کا پہلے ہی علم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومتی سطح پر بیرونی دُنیا میں اس قرطاسِ ابیض کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے، تمام بڑی بڑی زبانوں میں اس کا ترجمہ کرایا جائے اور بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں کے ذریعہ اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے تاکہ مغربی پریس اور دیگر نشریاتی اداروں کے پھیلائے ہوئے غلط تاثرات کا ازالہ کیا جا سکے۔

قرطاسِ ابیض پر بعض سرکردہ سیاسی لیڈروں نے جو تبصرے کیے ہیں اور جن خامیوں اور تضاد کی نشاندہی کی ہے حکومت کو ان پر پوری سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے، کیونکہ قرطاس ابیض کی حکومت کی طرف سے یہ اشاعت بالواسطہ ان سیاسی لیڈروں کی بصیرت و دُور اندیشی کا اعتراف ہے جنھوں نے ان تمام خدشات و خطرات کا پہلے ہی اظہار کر دیا تھا اور پوری ہمدردی و دلسوزی سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتے رہے۔ یہ بات ان لیڈروں کے لیے خوش آئند تو نہیں ہے کہ ان کے بیان کردہ ''خدشات'' واقعات بن گئے ہیں، تاہم اس کے بعد وہ اس بات کے ضرور مستحق ہیں کہ حکومت ان کی باتوں پر کان دھرے اور ان کی سیاسی آراء پر پوری سنجیدگی سے توجہ دے۔

بظاہر ایک سب سے بڑا تضاد اس قرطاس میں یہ پایا جاتا ہے کہ عوامی لیگیوں کے ظلم و ستم اور سازش و غداری سے واقف ہونے کے باوجود حکومت نے ان کی اکثریت کی رکنیت بحال رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے (جس کی تفصیل بعد میں اخبارات میں بایں طور آ چکی ہے کہ قومی اسمبلی کے ۱۶۷ ارکان میں سے ۸۸ نشستوں کی بحالی اور ان کے ناموں کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ باقی ارکان کو جن کی تعداد ۷۶ ہے صفائی کا موقع دیا جائے گا، گویا بحال رہنے والی نشستوں میں مزید اضافہ کا قوی امکان ہے۔ صوبائی اسمبلی کے امکان کی نشستوں کا ابھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان نہیں کیا گیا ہے۔) میں خدشہ ہے کہ یہ فیصلہ بوجوہ ملک وقوم کے حق میں شاید مفید نہ رہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ تمام عوامی لیگیوں نے چھ نکات اور اپنے لیڈر کی بے چون وچرا اطاعت پر حلف اٹھایا تھا، جس کا عملی ثبوت بھی وہ یکم مارچ سے ۲۵ مارچ تک پیش کر چکے ہیں، اس کے باوجود ان کی اکثریت کو پھر حقوق اختیارات سے بہرہ ور کرنا عوام کے لیے ناقابل فہم اور خالی از خطرہ نہیں۔ دوسرے، اس طرح ان محب وطن افراد کے حوصلے پست ہوں گے جنھوں نے اس نازک موقع پر حکومت اور فوج کے ساتھ پورا تعاون کیا اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر عوامی لیگیوں اور اس کے دہشت پسندوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس اعلان کے بعد اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ ان افراد کے ذریعہ حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد بحال کرنے کا جو کام جاری ہے وہ کھٹائی میں پڑ جائے۔ تیسرے، یہ اُن کی پُرعزم کارروائیوں، قربانیوں اور سرفروشانہ ولولہ و ہمت کا کوئی اچھا صلہ نہیں ہوگا کہ جن عوامی لیگیوں سے بچنے کے لیے انھوں نے یہ سب کچھ کیا، انھی عوامی لیگیوں کو پھر ان کے سروں پر مسلط کر دیا جائے۔ چوتھے، عوامی لیگی ذہن اس طرح پھر سرگرم عمل ہو جائے گا اور ان کی اکثریت کی بحالی کا فیصلہ مشرقی پاکستان کے ضمنی انتخابات پر سخت اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس طرح مشرقی صوبہ بدستور محب وطن افراد کی نمائندگی سے یا تو بالکلیہ محروم رہے گا یا زیادہ سے زیادہ چند افراد کی کامیابی عوامی لیگ کے نقار خانے میں طوطی کی صدا کی حیثیت رکھے گی۔

بنابریں محب وطن حلقوں کی یہ خواہش ہے کہ حکومت اس فیصلے پر نظر ثانی کرے اور پورے حزم واحتیاط اور محب وطن افراد اور سرکردہ لیڈروں کے تعاون ومشورہ سے اس امر کا فیصلہ کرے۔

(۱۳/ اگست ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ ستمبر اور جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضے

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ....﴾

(النسآء: ۷۷)

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ اُن کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر اُن پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض آدمی ایسا ڈرنے لگے جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا۔''

سیرت نبویہ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں کہ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں مسلمانانِ مکہ وغیرہ سخت مظلومیت کی حالت میں تھے، ظاہر ہے طبعاً کوئی بھی انسان زیادہ دیر تک ظلم برداشت نہیں کر سکتا اور آخر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پھر عربوں جیسی بہادر قوم اور قریش جیسے غیور و شجاع قبیلے اپنی متکبر اور سرکش برادری کے ہاتھوں آئے دن گوناگوں تکالیف کیسے گوارا کیے جاتے؟ چنانچہ نومسلم ہاشمی اور قریشی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر منجملہ دوسری بعض باتوں کے جوابی کارروائی کی بھی اجازت طلب کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد بھی ابتداء میں کچھ ایسی ہی کیفیت رہی، اس پر اللہ تعالیٰ نے (متذکرہ عنوان آیت سے) اوپر کی آیات میں جہاں دشمنانِ اسلام کے خلاف اسباب کی حد تک پوری تیاری کرنے اور مستعد رہنے کا حکم دیا وہاں اس آیت میں فرمایا:

(ابھی) ''ٹھہرو، لڑائی سے ہاتھ روکو، دشمن سے مڈبھیڑ ہونے اور مقابلہ کرنے سے قبل اپنی تربیت کر لو، یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔''

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں معاندین اسلام پر حملوں کے مقابلے میں جس قسم کی جوابی کارروائی کرنا اور دفاع مطلوب ہے اس کے لیے خاص طور پر اخلاقی تربیت نہایت ضروری ہے اور اس تربیت کا طریقہ بھی اسلام کا اپنا اور نرالا ہے، جس کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب اختیار کرتے ہوئے اُس ذات پاک کے ساتھ خاص تعلق جوڑنا اور اس پر کامل اعتماد کرنا ہے اور اس تربیت کا بہترین طریقہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بسر و چشم اس ہدایت کو عمل میں لائے، انہوں نے سارے معاملات میں اولین حیثیت نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دی اور دوسری زکوٰۃ کو، ان کی ساری مساعی اور حکومتیں اسی مرکزی نقطہ پر مرکوز رہیں۔ ایسا اعلیٰ تربیتی کورس پاس کرنے کے بعد دُنیا نے دیکھا کہ کسی ایک میدان میں بھی اس مقدس جماعت نے پیٹھ نہیں دکھائی اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اس کی شریعت پر ایمان اور اس پر عمل کی برکت سے چند سالوں میں مخالفین اسلام کے ملکوں کے ساتھ دل بھی فتح کر لیے۔

قیام پاکستان کے وقت یعنی ۱۹۴۷ء سے آج ۲۴ سال ہوتے ہیں کہ سیکولر حکومت کے عنوان سے ہندوستان کی ہندو حکومت نے اندرونی طور پر اپنے زیر سایہ ہر مسلمان کو مسلمان ہونے کی ''سزا'' دینے پر اپنا پورا زور صرف کر دیا ہے، اور اب نوبت بہ ایں جا رسید کہ وہ پاکستان کو (خاکش بدہن) ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے کھلم کھلا ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ لیکن مسلمان خصوصاً پاکستانی اُس وقت کو ترس رہے ہیں کہ کب انہیں جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ملتا ہے اور کب وہ جذبہ جہاد میں سرشار کفن بردوش مدعیانِ سیکولرازم کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔

حالات کی جو بظاہر رفتار ہے اگر یہ ایسے ہی رہے تو جنگ کے دریا میں شاید دیوانہ وار کودنے پر ہمیں مجبور کر دیا جائے، لیکن اس وقت کے آنے سے پہلے ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کی زیب عنوان آیت میں مذکور تربیتی کورس پر اجتماعی طور سے خصوصی توجہ دیں۔ سب مسلمان نماز با جماعت کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لیں اور پوری زکوٰۃ ادا کر دینے اور جہاد کی راہ میں خرچ کرنے کا سچا عہد کریں اور پھر اس کو خوب خوب نبھائیں۔

اس تربیتی کورس کے نتیجے میں شجاعت، بہادری اور جواں مردی کے اوصاف پیدا ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے عاطفہ ہمدردی نشوونما پائے گا، دلوں کو جلا ملے گی تو دماغوں کو روشنی۔ حسب ارشاد باری تعالیٰ ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ دشمنانِ اسلام پر شدت مسلمانوں کا واحد ہدف ہوگی، جس کا سب سے پہلا اثر ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کی صورت میں ظاہر ہوگا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا یہ قرآنی نسخہ بہترین ہے!

جہاں تک مادی وسائل کا تعلق ہے، اس میں یہ بات نہایت نمایاں اور حوصلہ افزا ہے کہ اس وقت سارا عالم اسلام ہمارے ساتھ ہے اور بوقت ضرورت ان سے ہر قسم کا تعاون متوقع ہے۔ اس سلسلہ میں بظاہر جو کمی ہے وہ یہ ہے کہ عوام کو عسکری قسم کی ٹریننگ کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے، ممکن ہے اس میں کوئی مملکتی مصلحت ہو۔

بس ہمیں فکر کرنی چاہیے تو اسی چیز کی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ضروری شرط یعنی اللہ تعالیٰ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذریعہ اقامت صلوٰۃ وایتائے زکوٰۃ تعلق اجتماعی سے قائم کریں۔ بے حیائیوں اور بے حیائی قسم کی رنگ رلیوں سے تائب ہوں اوران سے اجتناب کا عہد کریں اور زیادہ توجہ بنیاد پر مرکوز رکھیں۔

خدا نہ کرے کہ ہم مادی وسائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنی اخلاقی گراوٹ کے باعث کسی میدان میں مات کھا جائیں، "لا قدرہ اللہ" توقع رکھنی چاہیے کہ ہماری حکومت، فوج اور مجاہد فورس اس قرآنی حکم پر فوراً عمل شروع کردے گی۔

وما علینا الا البلاغ.

(۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ !

احادیث نبویہ ﷺ میں کفارِ ہند سے جہاد کی ترغیب

سومنات پھر کسی غزنوی کے انتظار میں ہے!

پاکستان کے مشرقی محاذ پر ہندوستان نے جس جارحانہ جنگ کا آغاز کیا تھا، اس نے اب پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور جنگ کا دائرہ مغربی پاکستان تک وسیع ہو گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری بری افواج نے میدانِ جنگ میں اور ہماری فضائیہ کے شاہینوں نے فضائی لڑائی میں نمایاں کامیابی حاصل کر لی ہے اور مغربی پاکستان کے تمام محاذوں پر ہماری افواج کی پیش قدمی جاری ہے۔

واقعات شاہد ہیں کہ ہم نے بہت صبر و ضبط کیا، لیکن دُشمن ہماری اِس امن پسندی کو کمزوری پر محمول کر کے منہ زور ہو رہا تھا۔ بنا بریں اس کا منہ توڑ جواب دینا ناگزیر ہو گیا تھا، جس طرح کہ ہمارے صدرِ مملکت نے فرمایا ہے کہ ''بھارت کی یہ تازہ ترین اور سنگین جارحیت ہمارے خلاف اس کا سب سے بڑا اور آخری وار ہے'' ہمیں فی الواقع یہ جنگ اس طرح مکمل طریقے اور مجاہدانہ عزم و ولولے سے لڑنی چاہیے کہ دشمن کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے، اس کی توپوں کے دہانے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائیں اور بھارتی مہاشے پھر کبھی پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکیں...... مسلمانوں کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح ہندوؤں سے بھی ہماری جنگ سیاسی نہیں مذہبی ہے، جس طرح ہم نے مذہبی روح اور ایمانی جذبے سے سرشار ہو کر ہمیشہ عیسائیت کے دانت کھٹے کیے ہیں، اسی طرح ہنود کے معاملے میں بھی مذہبی جذبے سے کام لے کر ان کی قوت و اقتدار پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ وہ پھر کبھی سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ہمارے ہادی و رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کفار ہند سے لڑنے والوں کو مغفرت و رضوان کی خوشخبری دے دی تھی، چنانچہ حدیث کی متعدد کتابوں میں یہ بشارتیں موجود ہیں، مثلاً سنن نسائی، مسند امام احمد، مستدرک حاکم، مجمع الزوائد وغیرہ...... جو یہاں مع ترجمہ پیش خدمت ہیں۔

پہلی حدیث:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ فَاِنْ اُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ فَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ .)) ❶

یہی روایت مسند امام احمد (ص: ۳۶۹، ج: ۲ طبع قدیم) میں دوسری سند سے آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

((عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ خَلِيْلِى الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ يَكُوْنُ فِى هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْثٌ اِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ فَاِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَاكَ وَاِنْ اَنَا وَاِنْ اَنَا ...... رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ ...... قَدْ اَعْتَقَنِى اللّٰهُ مِنَ النَّارِ .)) ❷

(خلاصہ ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کفار) ہندوستان سے معرکہ جہاد پیش آنے کی ہم سے پیشگوئی فرمائی تھی، پس اگر مجھے اس جہاد کا موقع مل سکا تو میں اس میں جان و مال خرچ کردوں گا، پھر اگر شہادت نصیب ہوگئی تو بہتر، شہیدوں میں میرا نام ثبت ہو جائے گا اور اگر میدان جنگ سے زندہ واپس آ گیا تو بھی دوزخ سے نجات کا سبب بہرصورت حاصل ہوگا۔

دوسری حدیث:

((عَنْ ثوبان قال قال رسول الله ﷺ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِىْ حَرَّرَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تكون مَعَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام .)) ❸

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا، ایک وہ جو کفار ہند سے غزوہ کریں گے اور دوسری وہ جو قرب قیامت آسمان سے نازل ہونے والے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گی۔''

کیا بعید ہے کہ ان بابرکت بشاراتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہو کہ ہماری پچھلی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں جب کبھی مسلمانوں کا عیسائیوں یا ہندوؤں سے مقابلہ ہوا ہے، ڈپلومیسی الگ بات ہے...... اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی، مسلمانوں کو غلبہ دیا اور دشمنانِ اسلام کو منہ کی کھانی پڑی۔ ساتویں صدی ہجری میں یورپ کے سارے عیسائی صلیبی جنگوں میں اپنی پوری طاقت سے مشرق وسطیٰ کی اسلامی سلطنتوں پر چڑھ دوڑے تھے، مگر دُنیا نے دیکھا کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی مجاہدانہ یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور مسلمانوں سے ایسے مرعوب ہوئے کہ ان کو صدیوں تک ہوش نہ آ سکا۔ پھر پہلی جنگ عظیم میں موجودہ

❶ سنن نسائی، ص: ٥٦، ج: ٢۔ طبع المكتبة السلفية لاهور و مسند امام احمد ص: ٩٧، ج: ١٢۔ طبعة المعارف قال الامام احمد شاكر اسناده صحيح، نیز دیکھیے: التاريخ الكبير، ص: ٢٤٢، ج: ٢، قسم: ٢۔ (از: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ)

❷ دیکھیے البدایہ، ص: ٢٤٣، ج: ٦.

❸ سنن نسائی ايضًا و مجمع الزوائد، ص: ٢٥٢ والجامع الصغير للسيوطى نقلاً عن المسند والمختاره للضياء المقدسى كذافى فيض القدير شرح الجامع الصغير، ص: ٣١٧، ج: ٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی حکومتوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لیے کیا کیا جتن نہ کیے، لیکن ترکانِ احرار کی مقاومت کی تاب سارا یورپ نہ لا سکا، چنانچہ اپنے ارادوں میں بری طرح ناکام رہے اور حکومت ٹرکی کے شکست کھا جانے کے باوجود اللہ کے فضل سے قسطنطنیہ بدستور مسلمانوں کے قبضہ میں ہے، اور ایسے واقعات آپ کو بکثرت ملیں گے، ایسے ہی معاملہ ہندو قوم کا ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، تاریخ جاننے والوں پر مخفی نہیں ہو سکتا کہ خاندان بنو امیہ کے ایک مردِ مجاہد غازی محمد بن قاسم رحمہ اللہ، حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ، جناب غازی احمد شاہ ابدالی رحمہ اللہ کے ادوارِ مختلفہ میں ہندو کیسی کیسی شرارتیں اور سازشیں کرتے رہے، کتنے لاؤ لشکر اور جنگی ساز و سامان کے ساتھ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے غازیانِ اسلام کے مقابلہ پر آتے رہے (اور فطرت اس کم ظرف قوم کی اس وقت بھی یہی تھی کہ حملے خود کرتے تھے اور واویلا مسلمانوں کے حملوں کا مچاتے تھے)، لیکن کسی بڑے اور فیصلہ کن معرکے میں غازیانِ اسلام کے سامنے کبھی بھی نہ ٹھہر سکے اور مسلمانوں کے ہاتھوں ہمیشہ بتائیدِ الٰہی پٹتے ہی رہے: ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب: ٦٢)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبریاں ہر اس جنگ کے مجاہدین کے حق میں ہیں جو خالص اسلامی جذبہ سے سرشار، جنگ جو ہندوؤں سے برسرِ پیکار ہوں، خوش قسمت ہیں ہماری فضائی، بری اور بحری افواج جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا مصداق بن رہی ہیں ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

پاکستانی مجاہدو! اور غازیو! موجودہ جنگ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی روایات تازہ ہو رہی ہیں، آپ کے حق میں: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اللہ مسلمانوں کا حامی اور مددگار ہے۔'' ارشادِ الٰہی: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بشارتیں ہیں، اور ہندوؤں کے خلاف ﴿وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ ''یقیناً کافروں کا کوئی حمایتی نہیں۔'' وغیرہ تنبیہاتِ الٰہیہ کی نذارتیں ہیں!

ہندوؤں نے بت شکن سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کو ''حملہ آور'' قرار دیا، حالانکہ حملے خود کرتے تھے، اس جھوٹ کی سزا ان کو ''سومنات'' کے تیا پانچہ ہونے کی صورت میں ملی تھی۔ اُدھر کئی صدیوں کے بعد اس بت پرست اور آدم کش قوم نے اسی بت کو دوبارہ تعمیر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں۔ مجاہدو! غازیو! وہ دن دُور نہیں کہ تمہارے ہاتھوں اس بت اکبر کی پھر اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور یہ بات ایک دفعہ پھر اپنی صداقت کا لوہا منوائے گی کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے! ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾

(۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کی امداد اور جنگ کا پس منظر

حکومت پاکستان کے لیے صحیح راہِ عمل!

موجودہ پاک ہند جنگ جو مشرقی پاکستان میں ۲۲ نومبر اور مغربی محاذ پر ۳ دسمبر ۱۹۷۱ء سے شروع ہے، عالمی رائے عامہ کی بھارتی جارحیت کی مذمت کرنے کے باوجود معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اکثر ممالک ہندو ذہنیت سے نا آشنا ہونے کی بنا پر جنگ کے صحیح پس منظر سے بے خبر ہیں، غیر اسلامی ممالک کو تو چھوڑیے خود بہت سے مسلمان ملک بھی ہندو ذہنیت اور اس کے پیدا کردہ جنگ کے مضمرات عموماً نہیں سمجھ پائے۔ جن غیر اسلامی ملکوں نے بھارتی جارحیت کی مذمت کی ہے، اس کی بنیاد پاکستان کے اندرونی معاملات میں بھارت کی مداخلت ہے اور یہ مغربی طرز کی جمہوریت کے نقطہ نظر سے ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کا معاملہ اس سے کہیں زیادہ گہرا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا بھارت جمہوری ضوابط کو نہیں جانتا؟ یقیناً جانتا ہے۔ پھر اس نے ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت کیوں کی؟ اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ ہماری اندرونی ''شورش'' کے بہانے برصغیر کے امن کو آگ کے شعلوں میں جھونک دے؟

اس نکتے پر غور کرنے سے اُس پس منظر کا سرا ہاتھ آ جاتا ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں کہ اصل اختلاف جو بھارت کو پاکستان سے ہے وہ اس کی مذہبی بنیاد (اسلام) ہے۔ ہندو ذہنیت پاکستان کو اس لیے مٹانے پر تلی ہوئی ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور اب یہ اسلام کا گہوارہ اور محمد عربی ﷺ کی تعلیمات کا مرکز بننے والا ہے، بھارتی لیڈروں کے یہ عزائم پاکستان کے قیام کے فوراً بعد ہی ظاہر ہو گئے تھے، اور جب سے بھارت کے کئی لیڈروں نے کھلم کھلا اپنے ان عزائم کا واشگاف اعلان بھی کیا۔ موجودہ جنگ کے بعد ۶ یا ۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو خود بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھی دہلی کے جلسہ عام میں پاکستان سے اختلاف کی اصل بنیاد اسی چیز کو قرار دیا ہے کہ پاکستان ایک مذہب (اسلام) کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے (آل انڈیا ریڈیو سے یہ تقریر خود ہم نے سنی ہے)۔

جب تک اسلامی ممالک بھی اس نکتے کو نہیں سمجھ لیں گے، وہ پاکستان کے موقف کو صحیح طریقے سے نہ سمجھ سکتے ہیں، نہ کھلے دل سے اس کی مدد کے لیے آمادہ ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بھارتی جارحیت کے اس نازک موقع پر بھی بعض مسلمان ملکوں کی سیاسی، اخلاقی اور مادی تائید وحمایت سے محروم ہیں، اس میں جہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف ہمارے غیر ملکی مشنوں کی غفلت اور پاکستانی موقف کی اشاعت سے مجرمانہ تساہل کو دخل ہے، وہاں دوسری طرف خود ان ملکوں کی اس پالیسی کا بھی دخل ہے کہ اسلام ان کے ہاں کوئی کارفرما طاقت نہیں۔ اس وقت جن ممالک نے ہمارا ساتھ دیا ہے ان میں سعودی عرب اور چین سرفہرست ہیں، جنھوں نے ۱۹۶۵ء میں بھی ہمارے ساتھ اسی طرح تعاون کیا تھا، چین کی جتنی کچھ بھی تائید وحمایت ہمیں حاصل ہے گو ہم اس پر اس کے شکر گزار ہیں، تاہم اس کے اپنے مفاد سے وابستہ ہونے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے بے لوث سمجھنا واقعہ کے مطابق ہو گا۔

ترکیہ اور ایران کے تعاون کے حدود اور دائرہ کا عوام کو علم نہیں، غالباً ان کی ہمیں خالص مدد حاصل ہے، جیسا کہ یہی میثاقِ استنبول کی رُو سے تینوں ملکوں کی وابستگی کا تقاضا بھی ہے۔ بیانات کی حد تک امریکہ کی پالیسی بھی اس وقت بھارتی جارحیت کی مذمت پر مبنی ہے، لیکن یہ بھی اس کے اپنے مفاد کا نتیجہ ہے، ورنہ کون نہیں جانتا کہ امریکہ نے پاکستان کی بار بار تنبیہ کے باوجود بھارت کو بے پایاں اسلحی واقتصادی امداد دے کر برصغیر کا طاقتِ توازن بگاڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ہمارے خاص معاونین میں جو واحد حکومت کہ اس نے پاکستان کے موقف کو صحیح صحیح سمجھا ہے، وہ بارہویں صدی ہجری کے مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی قدس اللہ روحہ کی قائم کردہ صحیح اسلامی حکومت ''سعودی عرب'' ہے۔ ''سعودی عرب'' نے اس موجودہ جنگ کو مذہبی جنگ قرار دیا ہے، کیونکہ پاکستان ایک نظریہ اور مذہب کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور اسی لیے بھارتی سامراج اسے مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ نجدی حکومت پاکستان کو اسلام کا ایک مضبوط حصار سمجھتی ہے، جس کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لیے کہ وہ خود بھی پاکستان کی طرح مذہبی بنیادوں پر قائم ہے۔

اس موقع پر اتنا بتا دینا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ نجدیوں کی حکومت ...... سعودی عرب ...... کے موجودہ سربراہ نجدیوں کے بیدار مغز اور غیور بادشاہ حضرت سلطان عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جو سعودی حکومت کی نشاۃِ ثانیہ کے بانی ہیں، جنھوں نے ۱۹۲۵ء میں حرمین شریفین کو انگریزی اثر و رسوخ سے پاک کیا تھا، جس کے نتیجے میں انگریزوں کی پروپیگنڈا مشینری نے خصوصاً برصغیر میں سلطان مرحوم کے خلاف آسمان سر پر اُٹھا لیا تھا، تاہم برصغیر کے فہمیدہ طبقے نے نجدیوں کا بھرپور دفاع کیا تھا۔ سلطان عبدالعزیز مرحوم سمجھتے تھے کہ برصغیر کے علماء اور دانشوروں کا یہ دفاع خالص دینی بنیادوں پر تھا، الحمد للہ کہ شاہ فیصل خلف الرشید سلطان عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حکومت بعض کوتاہیوں کے باوصف بنیادی طور پر اسی جذبہ دینی سے سرشار اور توحید خالص کے پرستار ہیں، نتیجتاً اس کی اسلامی عصبیت زندہ، غیرتِ توحید تابندہ، اُس کا جذبہ اسلامی اخوت وتعاون بیدار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روحِ جہاد مضبوط اور استوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کو اس وقت جو بے پایاں مالی وسائل حاصل ہیں اس کا ایک عظیم حصہ عالم اسلام کی فلاح و بہبود کے لیے وقف ہے اور ہر نازک وقت میں وہ عالم اسلام کے کام آتا ہے۔

عرب اسرائیل جنگ کے بعد مصر کی معیشت کو جو سخت دھچکا لگا اور نہر سویز بند ہو جانے سے مصر کے مکمل دیوالیہ ہو جانے کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا، یہ سعودی عرب ہی تھا جس نے مصر کی اس وقت چارہ سازی کی جو اس کا جانی دُشمن بنا رہا ہے۔ راس کی مالی امداد کر کے اس کو سہارا دیا، اسی طرح اس نے اُردن، شام وغیرہ اور فلسطینی فدائیوں کی تنظیموں کو پوری امداد دی اور اب تک عرب ملکوں کی امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۱۹۶۵ء میں سعودی عرب نے اپنی دولت کے پٹ ہمارے لیے کھول دیے تھے اور اب بھی اس نے ہمیں بے پایاں امداد کی فراخ دلانہ پیشکش کی ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کے علاوہ اب شاہ فیصل کی یہ کوشش بھی ہے کہ اس وقت ایک اسلامی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے تاکہ وسیع بنیادوں پر تمام ممالک اسلامیہ کو جنگ کے صحیح پس منظر سے آگاہ اور پاکستان کی مدد کے لیے تیار کیا جائے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہ فیصل کی ان کوششوں کو بار آور فرمائے اور اس پر انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ویسے تو جو ملک ابھی اس نازک موقع پر اس وقت ہماری مادی یا سیاسی و اخلاقی اور جس انداز سے بھی امداد کر رہے ہیں ہم ان کے ممنون و شکر گزار ہیں اور اپنے نازک لمحات میں وہ پاکستانیوں کو اپنے دوش بدوش پائیں گے، ہمارا اصل مقصود اس گذارش سے صرف یہ پہلو اجاگر کرنا ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روح اور جذبہ بیدار کرنے کی شدید ضرورت ہے، اسلامی ملکوں کا آپس میں جس حساب سے یہ جذبہ توانا و بیدار ہوگا، اسی حساب سے مصیبت کے وقت مشرق کے مسلمان مغرب کے اور مغرب کے مسلمان مشرق کے ...... بُعد مکانی اور جغرافیائی و نسلی حد بندیوں سے ماوراء ہو کر ...... زیادہ سے زیادہ کام آئیں گے۔ خود پاکستان میں بھی اس وقت صرف اسلام جنگ لڑ رہا ہے، ہمارے ریڈیو، ٹیلی ویژن، حکمران اور اخبارات سب اسلام و ایمان کا حوالہ دے رہے ہیں، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ احساس ابھی تک زندہ ہے کہ ہم میں دُشمن سے لڑنے کا عزم و حوصلہ پیدا کرنے والی چیز اسلام و ایمان ہے، اس سے محروم ہو کر ہم اس جذبے اور قوت سے بھی ...... خدانخواستہ ...... محروم ہو سکتے ہیں جس کے ذریعے سے ہم اپنے ملک کا دفاع کر رہے ہیں۔ بنا بریں اسلام ہمارے لیے ناگزیر ہے، عالم اسلام کی مدد حاصل کرنے کے لیے بھی اور اپنے ملک ...... پاکستان ...... کو بچانے کے لیے بھی، اور اگر ہم نے کسی بھی عنوان سے ...... خدانخواستہ ...... اس سے منہ موڑ لیا تو جس طرح ہم عالم اسلام کی مدد سے محروم رہ سکتے ہیں، اسی طرح نصرتِ خداوندی سے محروم ہونے کا بھی خطرہ ہے، اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اپنی خاص امان میں رکھے اور ہمارے سیاست دانوں اور برسرِ اقتدار طبقہ کو اب بھی صحیح راہ پر چلنے کی توفیق سے بہرہ یاب فرمادے۔ اَللّٰھُمَّ آمین!

جنرل اسمبلی کی قرار داد:

پاک ہند جنگ کو روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کا اجلاس ہوا، جس میں جنگ بندی کی قرار داد دو مرتبہ بھاری اکثریت سے پاس ہوگئی، لیکن دونوں مرتبہ روس نے اسے ویٹو کر دیا۔ اس کے بعد یہ مسئلہ جنرل اسمبلی میں پیش کیا گیا، کیونکہ وہاں کسی طاقت کو ویٹو پاور حاصل نہیں ہے، چنانچہ جنرل اسمبلی میں جنگ بندی کی یہ قرار داد بھاری اکثریت سے پاس ہوگئی۔ یعنی ایک سو چار ملکوں نے اس کی حمایت کی اور صرف گیارہ ملکوں نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیے، جن میں سے دو تو خود روس اور بھارت ہیں۔ تین روس کی گویا اپنی ریاستیں ہیں، باقی وہ کمیونسٹ ملک ہیں جو روس کے زیرِ اثر ہیں، مثلاً: چیکوسلاویکیہ، رومانیہ، ہنگری وغیرہ۔ ایک ان میں سے بھوٹان ہے جو بھارت کا طفیلی ہے، البتہ فرانس اور برطانیہ نے "غیر جانبداری" اختیار کیے رکھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ روس بھارت کے سوا عالمی رائے عامہ نے برصغیر میں جنگ بندی کی حمایت کی ہے۔

اب اس قرار داد کو ٹھکرانے کا مطلب پوری عالمی رائے عامہ کو ٹھکرانے کے مترادف ہے، اسی لیے پاکستان نے اس کو بھی اُسی طرح منظور کر لیا ہے جس طرح اس سے پیشتر وہ برصغیر میں جنگ کو روکنے کے دوسرے مجوزہ اقدامات پر صاد کرتا رہا ہے، علاوہ ازیں حکومت پاکستان نے اسے اس لحاظ سے پاکستان کی سیاسی و اخلاقی فتح قرار دیا ہے کہ اس قرار داد کو اس نام نہاد بنگلہ دیش کے سٹنٹ سے مشروط نہیں کیا گیا جو بھارت نے قائم کر رکھا ہے۔ اب دیکھیے اقوامِ متحدہ کے رکن ممالک بھارت کے خلاف کیا اقدام کرتے ہیں جس کا رجحان اس قرار داد کو مسترد کر دینے کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

مشرقی محاذ کے مجاہدوں کو سلام:

پاکستان کے مشرقی محاذ پر جو جانباز جیالے مجاہد ہندو جبر و استبداد سے نبرد آزما ہیں، انھوں نے ہمارے اسلاف کی روشن روایات کو ایک مرتبہ پھر زندہ کر دیا ہے اور اپنے خون سے شجاعت و پامردی کا ایک ناقابل فراموش باب رقم کر دیا ہے۔ ان کی شجاعت کی یہ داستانیں ہماری آئندہ نسلوں کے لہو کو گرماتی اور برماتی رہیں گی اور ان کے لیے ان شاء اللہ مشعل راہ ثابت ہوں گی، وہ جس عالم میں وہاں دادِ شجاعت دے رہے ہیں اور جس طاقت سے نبرد آزما ہیں اسے دیکھتے ہوئے بے اختیار دلوں میں اُن کی عقیدت و محبت کا طوفان موجزن ہو جاتا ہے، زبان پر ان کے لیے فتح و نصرت کی دعائیں مچلنے لگتی ہیں اور ہاتھ ان کی عظمت کو سلام کرنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بے تابانہ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

مجاہدو! اس برہمنی سامراج پر اللہ اکبر کی کاری ضربیں لگاتے رہو، ہماری دعائیں اور ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں۔تم اسلام کی آبرو، وطن کی عزت اور ہمارے قومی وقار کے محافظ ہو، ان شاء اللہ تم سرخرو اور کامیاب ہوگے۔

تیسری عالمی جنگ کے دہانے پر:

تازہ ترین خبر کے مطابق امریکہ نے سلامتی کونسل کا جو اجلاس دوبارہ جنگ بندی کے سلسلہ میں طلب کیا تھا اس میں پیش کردہ جنگ بندی کی قرارداد کو روس نے پھر اپنا حق تنسیخ (ویٹو پاور) استعمال کر کے کالعدم کر دیا ہے، اس کے ساتھ یہ خبریں بھی زینت اخبار بنی ہیں کہ چینی افواج حرکت میں آ گئی ہیں اور امریکہ کا ایک بحری بیڑہ بھی خلیج بنگال کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ اگر اب بھی روس اور بھارت نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ برصغیر عالمی جنگ کا اکھاڑہ بن جائے، اگر ایسا ہو گیا تو پھر پورا برصغیر اس میں بھسم ہو کر رہ جائے گا، نہ پاکستان رہے گا نہ ہندوستان۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور اس خطرے کو ہمارے سروں سے ٹال دے، آمین!

(۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصویر (فوٹو سازی) اسلام میں حرام اور ممنوع ہے

مسلمان فوٹو گرافروں اخباروں اور لیڈروں کے لیے لمحہ فکریہ

تصویروں کی حرمت کا مسئلہ ایسا ہے جو امت مسلمہ کا اجماعی نیز چودہ سو سال سے مسلّم چلا آ رہا ہے نہ صرف کہ سب ہی محدثین، فقہائے عظام اور ائمہ کرام رحمہم اللہ اس کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔ بلکہ احادیث کی رُو سے یہ مسئلہ معمولی بھی نہیں اس کا وِزر و گناہ غیر معمولی اور اس پر عذابِ شدید کی سخت وعید آئی ہے، لیکن آج عملاً اس اہم مسئلے کی ہر طرف سے بے حرمتی ہو رہی ہے، کیا بے دین سیاست دان اور کیا مذہب کا نام لینے والے سیاسی علماء وزعماء، سب پورے دھڑلے سے اس کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں۔ کسی کی نظر میں بھی اس کی اہمیت نہیں رہی جس کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ پاکستان کے ۹۹ فیصد اخباروں کے رپورٹر بے محابا فوٹو لیتے اور ان کو پوری بے باکی سے شائع کراتے ہیں اور کسی کے ضمیر میں کوئی کسک نہیں پیدا ہوتی، بے دینوں سے تو کوئی گلہ شکوہ نہیں، ان کی اکثریت تو شاید مذہب کی افادیت وضرورت کی ہی قائل نہ ہو، لیکن ان سیاست زدہ اور شہرت کے بھوکے ''علماء'' کے کردار پر سخت تعجب ہے جو اپنے طرزِ عمل سے اس مسئلے کی اہمیت کو دن بدن کم یا ختم کیے جا رہے ہیں۔ کیا انھیں اپنے منصب کی ذمہ داریوں اور تقاضوں کا احساس نہیں؟ کیا خدا کے سامنے کھڑے ہو کر جواب دہی کے تصور سے ان کے دل خالی ہیں؟

بہر حال یہ تو ان کے ایمان وضمیر کا داخلی معاملہ ہے، وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں ان سوالوں کا کیا جواب پاتے ہیں؟ اس سے ہمیں غرض نہیں، ہم تو آج کی صحبت میں اس سلسلے میں چند فرموداتِ رسول مع تشریحات علمائے حق پیش کر رہے ہیں تاکہ

۱۔ اولاً تو ہم اپنے خواص کو اس منکر کے ترک کی طرف پھر توجہ دلائیں۔

۲۔ ثانیاً یہ کہ عوام بھی اس بنیادی اور ضروری مسئلے کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

۳۔ ثالثاً مسلمان فوٹو گرافروں کی خدمت میں عرض کریں کہ اس صنعت کی کمائی حرام اور ممنوع ہے ؏

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

((عن ابن عمر: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ الْقِيَامَةِ . يُقَالُ لَهُمْ: اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ .)) (بخاری مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں، انہیں ایک تو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، دوسرے ان سے کہا جائے گا ''جو تصویریں تم نے بنائی تھیں ان میں زندگی کی روح بھی پھونکو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت آتی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے متعلق فرمایا:

((اُوْلٰئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ .))

''ان میں جب کوئی نیک مرد مر جاتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر کو سجدہ گاہ (جائے عبادت) بنا لیتے ہیں پھر ان کی تصویریں بنا لیتے ہیں (یاد رکھو!) یہ اللہ کے نزدیک بدترین لوگ ہیں۔''

اس حدیث کے ذیل میں ساتویں صدی ہجری کے مشہور محدث وفقیہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قد تظاهر دلائل الشريعة على المنع من التصوير والصور ولقد اَبْعَدَ غاية البُعد من قال: ان ذلك محمول على الكراهة وان هذا التشديد كان في ذلك الزمان لقرب العهد بعبادة الاوثان وهذا الزمان حيث انتشر الاسلام وتمهدت قواعده لايساويه في هذا التشديد وهذا عندنا باطل قطعا لانه قد ورد في الاحاديث الاخبار عن امر الآخرة بعذاب المصورين فانهم يقال لهم "احيوا ما خلقتم" وهٰذهٖ علة مخالفة لما قال هذا القائل وقد صرح بذلك في قوله عليه السلام المشبهون بخلق اللّٰه وهٰذهٖ علة عامة مستقلة مناسبة لا تخص زمانا دون زمان وليس لنا ان نتصرف في النصوص المتظاهرة بمعنى خيالي يمكن ان لا يكون هو المراد مع اقتضاء اللفظ التعليل بغيره وهو التشبيه بخلق اللّٰه .)) [1]

''تصویر کشی کے ممنوع ہونے پر اسلامی شریعت میں بھرپور دلائل موجود ہیں...... اور بہت دور کی کوڑی لایا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ''یہ ممانعت بطورِ کراہت (ناپسندیدگی) کے ہے'' اور کہ ''یہ تشدد اور سختی، بت پرستی کے قریبی عہد کی وجہ سے کی گئی تھی لیکن اب جب کہ اسلام پھیل چکا ہے

---

[1] احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام: ۲/ ۱۷۱ ـ ۱۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ وجہ باقی نہیں رہی اس قدر سختی مناسب نہیں!'' مگر (ایسے خام علم کی) یہ بات قطعاً باطل ہے اس لیے کہ احادیث شریفہ میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ ''تصویر کشی کرنے والوں کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ: ''تم لوگوں نے جو شکل بنائی ہے اس میں اب زندگی بھی ڈالو' جب وہ یہ نہ کر سکیں گے تو (اس عمل کے سزا کے طور پر) ان کو سخت عذاب ہوگا۔''

اس حدیث میں منع کرنے کی وجہ تو خود ہی موجود ہے جو ان لوگوں کی من گھڑت علت کے مخالف ہے اور جو حدیث میں بیان فرمودہ علت، مستقل اور عام ہے کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں، پھر ہمیں کیا حق ہے کہ ہم نصوص متواترہ کے معانی میں اپنے خیال کے ایسے گھوڑے دوڑائیں، جو آنحضرت ﷺ کی منشاء کے خلاف ہوں، خصوصاً جبکہ حدیث میں علت کا بیان صراحتاً آ گیا ہے اور وہ ہے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ (معاذ اللہ) مشابہت''

اس جامع تعلیق پر مزید وضاحتی نوٹ میں مصر کے ایک فاضل اہلِ حدیث محقق علامہ محمد منیر دمشقی لکھتے ہیں کہ: موجودہ دور کی ترقی یافتہ شکل فوٹو بھی بلاشبہ اسی ذیل میں آتا ہے:

((وظاهر قوله "كل مصور"...... سواء كان الفعل باليد اوبالآلة المعروفة الأن ويؤيد ذلك مافى حديث عائشة المتقدم من التعميم ولان اسم الصورة صادق على الكل اذهى فى كتب اللغة الشكل وهو عام.)) ❶

''حضور ﷺ کا یہ قول کہ ہر ''تصویر ساز کو عذاب دیا جائے گا۔'' ہر ایک کو شامل ہے، چاہے وہ تصویر ہاتھ سے بنائی جائے یا آج کل کے معروف آلے (کیمرے) کے ساتھ۔ اس تعمیم کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور اس سے بھی ہوتی ہے کہ ''تصویر'' کا لفظ ہر ایک پر صادق آتا ہے اس لیے کہ لغت میں شکل کو تصویر کہا جاتا ہے اور شکل بالکل عام ہے جو ہر تصویر کو محیط ہے۔''

حال ہی کے نامور مصری محدث احمد محمد شاکر مرحوم ومغفور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

((يقول الله عزوجل: وَمَنْ اَظْلَمُ وَمِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْ شعيرة.)) ❷

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح مخلوق سازی کی کوشش کرتا

---

❶ ایضاً ۲/۳۷.

❷ رواہ احمد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے انہیں چاہیے کہ پہلے وہ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو پیدا کر کے دکھائیں۔"
کے تحت لکھتے ہیں:

((وفی عصرنا هٰذا كنا نسمع عن اناس كبار ينسبون الى العلم ممن لم ندرك ان نسمع منهم انهم يذهبون الى جواز التصوير كله بما فيه التماثيل الملعونة تقربا الى السادة الذين يريدون ان يقيموا التماثيل تذكاراً لا بائهم المفسدين وانصار هم الغناة والمنافقين ثم تقربا الى العقائد الوثنية الاروبية التى ضربت على مصرو على بلاد الاسلام من اعداء الاسلام الغاصبين وتبعهم فى ذلك المقلدون والدهماء اتباع كل ناعق حتى امتلأت بلاد المسلمين بمظاهر الوثنية السافرة من الاوثان والانصاب ومن تعظيمها وتبجيلها بوضع الازهارو الرياحين عليها و بالتقدم بين يديها بمظاهر الوثنية الكاملة حتى بوضع النيران احيانا عندها...... وكان من حجة اولئك الذى شرعوالهم هذا المنكر اول الامر الذين اجازو انصب التماثيل بالفتاوى الكاذبة المضلة ان تأولوا النصوص بربطها بعلة لم يذكرها الشارع ولم يجعلها مناط التحريم، هى فيما بلغنا ان التحريم انما كان اول الامر لقرب عهد الناس بالوثنية اما الآن وقد مضٰى علىٰ ذلك دهر طويل فقد ذهبت علة التحريم ولا يخشى على الناس ان يعودو العبادة الاوثان۔ ونسى هؤلاء ماهو بين ايديهم من مظاهر الوثنية الحقة بالتقرب الى القبور واصحابها واللجئى اليها عند الكروب والشدائد وان الوثنية عادت الى التغلغل فى القلوب دون ان يشعر اصحابها بل نسوا نصوص الاحاديث الصريحة فى التحريم وعلة التحريم ١ هـ۔)) ❶

خلاصہ یہ کہ:

"ہمارے دور کے بت پرست عیسائی تہذیب سے بعض متاثر ہونے والوں اور حکومت کے خوشامد پسندوں نے بھی فوٹو کو جائز کرنے کے لیے بہانہ اسی خود ساختہ علت کو بنایا ہے (جس کا ذکر ابن دقیق العید) نے کر کے اس کی مدلل و معقول تردید کر دی ہے کہ اب شرک کے پیدا ہونے کا خطرہ

❶ تعليق مسند امام احمد، ص: ١٥٠، ج: ١٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہا۔ افسوس! یہ وبا مصر اور دوسرے سب بلاد اسلامیہ میں پھیل گئی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اب قد آور تصویروں کے ساتھ مجسمے بھی رواج پا رہے ہیں...... اور انہی لوازم کے ہمراہ جو بتوں اور مجسموں کے ساتھ مشرک اور عیسائی لوگ کرتے ہیں اور یہ سب نتیجہ ہے ان جھوٹے اور گمراہ کن فتووں کا جو منع کی خود وجہ بنا کر دیے گئے۔ کیا وہ دیکھ نہیں رہے کہ وہی شرک آ کر رہا پھر کیا ان کو یہ بھی نظر نہیں آیا کہ ہزاروں (بزرگوں کی) قبر پر دن رات کیا ہو رہا ہے؟ کیا وہی سب کچھ نہیں جو بت پرست بتوں سے کرتے ہیں!۔"

الاعتصام: ۲۲/ دسمبر ۱۹۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ اگست ۱۹۷۳ء ''آئین پاکستان'' کے نفاذ کا دن!

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: ۳)

''اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اس کردار پر کہ تم جو کہو وہ کرو نہیں۔''

ہمارے حالات کے لحاظ سے برصغیر کی قریبی سیاسی تاریخ کے مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ یہاں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کو انگریز عیسائیوں نے سازشوں اور طاقت کے ذریعے ہم سے چھینا اور ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم تک اس وسیع و عریض ملک کو اپنی آبادی کے طور پر خوب غلامی کے شکنجے میں جکڑے رکھا۔ اس جنگ کے نتیجے میں آزادی کی لہر اٹھی تو بیسویں صدی کی دوسری چوتھائی میں ہندو مسلم جھگڑوں سے متحدہ ہندوستان کو جہنم زار بنا دیا گیا۔ ۱۹۳۹ء کی دوسری جنگِ عظیم کے بعد انگریز حکومت کی گرفت اس ملک پر ڈھیلی ہوتی نظر آئی تو اس نے ہندوستان سے بطورِ حکومت چلے جانے میں عافیت سمجھی اور ہندو مسلمانوں کی شدید کش مکش کا حل اکثریت و اقلیت کے سیاسی فلسفہ کے عنوان سے یہ نکالا گیا کہ ''ہندوستان کا بہت زیادہ حصہ ہندوؤں کے سپرد کر دیا جائے اور کچھ حصہ...... اور وہ بھی جغرافیائی طور پر تقسیم کر کے...... پاکستان کے نام سے مسلمانوں کو عنایت کر دیا جائے۔

۴۷ء کے قبل کے چند سال جو سیاستدان مسلمانوں کی قیادت کے منصبِ رفیع پر فائز تھے، انہوں نے حصول پاکستان کے لیے مسلمان عوام کو...... جو ہندو ذہنیت اور اس کے مذہبی تعصب کے جنون سے سخت ہراساں ہو رہے تھے...... یہ نعرہ دیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ

اور اس کی تشریح میں یوں تشہیر کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گی جس کے بعد مسلمان اپنے مذہب کو پورے طور پر رائج اور نافذ کر سکیں گے۔ اپنی ملی تہذیب اور تاریخ تمدن و ثقافت کو فروغ دے سکیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے خوشنما اور دلنواز وعدوں کے جلوؤں میں...... کم و بیش پانچ کروڑ مسلمانوں کو ہندو حکومت کے تحت چھوڑ کر...... طے شدہ منصوبے کے تحت ۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

۴۷ء کی عملاً عملی افراتفری اور نفسانفسی میں مسلمانوں کو بے حد و حساب نقصان پہنچا، لاکھوں جانیں قیامِ پاکستان کی نذر ہوئیں۔ ہزاروں عصمتیں لٹیں، کروڑوں کا مالی ضیاع ہوا جس کو مسلمانوں نے اسلام کی راہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عظیم قربانی سمجھ کر نہایت خندہ پیشانی سے محض اس لیے برداشت کیا کہ دنیا کے نقشے پر نئے ابھرنے والے ملک میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ مذہبی شعائر کو اوّلین حیثیت حاصل ہوگی اور بہت آسانی سے زندگی کے سارے شعبوں میں روحانی بنیادوں پر قوم کی نئی تعمیر کی جائے گی۔

ضروری تھا کہ انگریز اور ہندو سے نجات پاتے ہی قائدین سیاست و حکومت مسلم عوام سے کیے گئے وعدے پورے کرتے لیکن ربع صدی سے زائد عرصہ جا رہا ہے کہ وہ سب وعدہ ہائے فردا اپنی تکمیل کی راہ تک رہے ہیں جبکہ مسلم عوام ہر ممکن طریقے سے پاکستان کے کارپردازوں کو ان کے وعدے یاد دلاتے رہے لیکن پاکستان کے ناخدا ہیں کہ آپس میں اوپر نیچے ہوئے ہیں۔ تا حال مصروف ہیں۔ ایک آیا تو ایک گیا۔ تا آنکہ ۱۹۷۰ء آ گیا اور ایک اور جنگ کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے ایک حصہ پر...... کسی بھی عنوان سے...... دشمن کا قبضہ ہو گیا اور اس طرح مزید سات کروڑ مسلمانوں پر ہندو اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گئے۔ یعنی پہلے پانچ کروڑ سمیت اب بارہ کروڑ ہندوؤں کے رحم و کرم پر کر دیئے ہیں۔

((انا للہ وانا الیہ راجعون .))

یہ تو بیرونی طور سے ہوا، اندرونِ ملک جس قسم کی پریشانی عوام کو لاحق ہے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سب کے سامنے ہے۔

اندریں صورتِ حالات مسلمان ہونے کی حیثیت سے متذکرہ عنوان آیت قرآن مجید کے آئینے میں دیکھا جائے تو صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ یہ حوادثِ فاجعہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا ظہور ہے جو قول و فعل میں ہمارے قائدین سیاست کے تضاد، مسلم عوام کو فریب دہی، ان سے کیے گئے وعدوں سے انحراف کے باعث نازل ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہماری پاکستانی قوم کی سنگ دلی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمیں اب پاکستان کے موجودہ حصے کے بچانے کی فکر لاحق ہوئی ہے لیکن ہماری کرتوتوں سے بارہ کروڑ اپنے ہی جو بھائی ظالموں کے نرغے میں بری طرح پھنس گئے ہیں، ان کے رہا کرانے کی کوئی فکر ہے، نہ اس کا کوئی پروگرام......!!

تحریکِ پاکستان کے دوران وعدوں اور نعروں کا تاریخی جائزہ لیجیے اور اس کی روشنی میں ۱۴ اگست ۷۳ء کے دن کو دیکھیے جس دن آئین پاکستان کے نفاذ کے بعد نئے پاکستان کا طلوع ہوگا...... پھر یہ ہوگا اور وہ ہوگا...... یعنی ۱۴ اگست کے بعد بھی ۴۷ء اور ۷۱ء کی طرح کے مژدہ ہائے مواعید۔ سچ کہا تھا حضرت اقبال رحمہ اللہ نے ؎

خداوند! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

اخباری اطلاعات کی رو سے اب کے ۱۴ اگست کو ہونے والے صدر اور وزیراعظم کی خدمت میں پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صحیح ترین طبع شدہ قرآن مجید کے دو نسخے پیش کیے جائیں گے۔ بڑی اچھی بات ہے لیکن اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھ لینا چاہیے جو یہودیوں کو دیا گیا تھا۔

﴿خُذُوْا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ: ٦٣)

''جو ہم نے تمہیں دیا ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں درج ہے اس کو (ہمیشہ) یاد رکھو جبھی تم اپنا بچاؤ کر سکتے ہو۔''

اتنے اہتمام اور پروپیگنڈے سے قرآن پاک کو خاص طور سے ہاتھ میں لے لیا گیا ہے۔ تو نفاذِ آئین کے دن سے ہی درج ذیل ارشاد باری پر عمل کرنے کی ابتدا کر دیجیے۔

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (الحج: ٤١)

''جب (مسلمانوں) کو ہم کسی علاقے میں کام کرنے کے مواقع مہیا کرتے اور اس پر انہیں قدرت دیتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔ نیکیوں کا لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور ہر قسم کی برائیوں سے روکتے ہیں۔''

اور اگر خدانخواستہ قرآنی احکام کو حسبِ سابق پس پشت ڈالے رکھا تو اس کی جو سزا ملے گی وہ ۴۷ء کے وعدوں کی خلاف ورزیوں کی سزا سے بھی سخت ہوگی۔

لاقدرہ اللہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور نیک ارادوں میں برکت عنایت فرمائے اور اسباب عذاب کردار و عمل سے بچائے رکھے۔ آمین

۱۰ / اگست ۱۹۷۳

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک قابلِ اسوہ کارنامہ

کاش! ہمیں اس کی توفیق ملے

۲۲ جمادی الاخری بمطابق ۱۳/ جولائی یومِ وفات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھا، اس روز مسلمانوں نے ان کی یاد میں جلسے کیے، تقریریں کیں اور اس خلیفۃ الرسول اور افضل البشر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ تحسین وعقیدت پیش کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت سوانح اور اس کے تابندہ نقوش گو ہر مسلمان کے لیے روشنی کے مینار ہیں، مگر ان کے مختصر ترین دورِ خلافت کے کارہائے نمایاں تو ایسے ہیں کہ انہیں دیکھ کر، سن کر اور پڑھ کر دنیا کے بڑے بڑے مفکر بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور بلااختیار ان کے سرِ نیاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے محرابِ فضل وامتیاز میں جھک جاتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ ارتحال کے بعد اسلام کو جو خطرات لاحق ہو گئے تھے یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور ان کی عزیمت واستقامت تھی کہ اسلام کو ان خطرات سے بچایا اور اسلام کی اس عظمت وشوکت پر کوئی حرف نہ آنے دیا جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں قائم کر گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں ارتداد وبغاوت اور دعوی ہائے نبوت کی ایک ایسی لہر اٹھی تھی کہ اس کو فرو کرنے میں اگر ذرا بھی تساہل سے کام لیا جاتا تو آج اسلام اور مسلمانوں کا نقشہ اس سے بہت مختلف ہوتا جو اس وقت ہے۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مومنانہ بصیرت، صدیقی فراست اور ان کا غیر متزلزل عزم وایمان تھا جس نے اس وقت اسلام کی ڈولتی کشتی کو سہارا دیا، طوفان بلاخیز کے تھپیڑوں اور گردابوں سے اسے نکالا اور ساحلِ عافیت سے اسے ہم کنار کیا، آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک ایک کارنامہ ایسا ہے جو آپ کی عظمت کے لیے بس کرتا ہے وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ ہو یا مانعین زکوۃ سے قتال کا معرکہ، وہ مرتدین کی سرکوبی کا اقدام ہو یا مدعیان نبوت کے استیصال اور خاتمہ کا مسئلہ ان میں سے ہر ایک مسئلہ ایسا ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے، کیونکہ اس نے اسلام کو مضبوط کیا، مسلمانوں کو سرخرو کیا اور سازشوں کی بیخ کنی کی۔

انہی خدمات جلیلہ کی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لقد قمنا بعد رسول الله ﷺ مقاما كدنا نهلك فيه لولا ان الله منَّ علينا بابي بكر.)) ❶

''ہم سب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایسے حالات میں گھر گئے تھے کہ اگر اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔''

آپ رضی اللہ عنہ کے عظیم کارناموں میں سے ایک کارنامہ مدعیان نبوت کا خاتمہ ہے، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نبوت کو ختم کر دیا ہے اور دینِ اسلام کی تکمیل کر دی ہے، اب آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور جو بھی کوئی ایسا دعویٰ کرے گا وہ دجال وکذاب اور اسلام اور مسلمانوں کا غدار ہوگا۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا وحدتِ امت میں رخنہ اندازی کا باعث ہوگا۔ اس لیے ایسا دعویٰ اسلام اور ملت مسلمہ دونوں سے غداری ہے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے جھوٹے مدعیان نبوت سے بھرپور لڑائی کی اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچائے بغیر چین سے نہیں بیٹھے۔

اس دور میں کئی لوگ نبوت کے سودائے خام میں مبتلا ہوئے حتیٰ کہ ایک عورت سجاح بنت الحارث نے ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا، اس کے علاوہ اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور مسیلمہ کذاب تھے۔ اسود عنسی یمن میں رہائش پذیر تھا۔ حجۃ الوداع کے بعد جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو اس وقت اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور آپ ﷺ نے اسی وقت اس علاقے کے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ اس جھوٹے مدعی نبوت کا کام تمام کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ ﷺ کی وفات سے چند روز قبل اس کو جہنم رسید کر دیا گیا۔ دوسرا طلیحہ اسدی تھا، اس نے بھی آخرِ عہدِ رسالت میں دعویٰ نبوت کیا تھا، لیکن اس کا خاتمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کیا گیا۔

سب سے بڑا مدعی اس وقت مسیلمہ کذاب تھا، اس نے بھی آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، لیکن آپ ﷺ کو اس کی سرکوبی کا موقع نہیں ملا، اور یہ سعادت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی انہوں نے مسیلمہ اور اس کے جتھے سے میدان کارزار میں پوری قوت سے ٹکر لی اور انہیں موت کے گھاٹ اتارا...... حالانکہ مسیلمہ کذاب کے متعلق صاف صراحت موجود ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا نہ قرآن کا منکر تھا وہ بھی غلام احمد قادیانی علیه مایستحقه کی طرح آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر ''اشهد ان محمد رسول الله'' پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقتِ اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ چنانچہ تاریخ طبری میں ہے:

❶ فتوح البلدان، ص: ۱۰۱ طبع اولیٰ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كان يؤذن للنبى ﷺ ويشهد فى الاذان ان محمداً رسول الله وكان الذى يـؤذن له عبدالله ابن النواحة وكان الذى يقيم له حُجُيْر بن عمير ويشهد له وكـان مسـليـمة اذادنـا حـجيـر من الشهادة قال: صرح حجير ، فيزيد فى صوته .)) ❶

''مسیلمہ نبی کریم ﷺ کے لیے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا اور جب حجیر اقامت کہتے کہتے شہادت پر پہنچتا تو مسیلمہ بآوازِ بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی۔''

الغرض آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر دعوائے نبوت کی وجہ سے مسیلمہ کو کافر سمجھا گیا اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا ایک عظیم لشکر روانہ کیا تو صحابہ میں سے کسی نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز روزہ، حج وزکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے؟ اور کیوں کر ان سے قتال کیا جائے؟

علاوہ ازیں مسیلمہ کے پیروکار بھی کافی تعداد میں تھے، اس کی طرف سے لڑنے والی فوج کی تعداد چالیس یا ساٹھ ہزار (اختلاف روایت) تھی، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے متبعین ضرور لاکھ سے متجاوز ہوں گے۔ لیکن متبعین کی اس کثرت کا بھی کوئی خیال نہیں کیا گیا، کیونکہ کسی کے گرد ایک ہجوم کا جمع ہو جانا اس کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پھر یہ لڑائی بھی ایسے معرکے کی ہوئی کہ بڑی کثیر تعداد کھیت رہی، مسیلمہ کے اٹھائیس ہزار آدمی مارے گئے اور خود مسلمان کے ۱۲ سو آدمی شہید ہوئے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیسا گھمسان کا رن پڑا ہوگا اور فریقین کس طرح باہم صف آرا ہوئے ہوں گے۔

آج ہمیں پھر وہی مسئلہ درپیش ہے۔

(۱۹ر جولائی ۱۹۷۴ء)

❶ الطبری، ج ۳، ص: ۲۸۳، طبع جدید، مصر.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الاعتصام'' کا ستائیسواں سال

الحمدلله الذی بتوفیقه بدایة المهمات وبنعمته تتم الصالحات ثم افضل الصلوٰت علی خیر البریات وعلیٰ اله واصحابه ذوی النفوس الذکیات۔
اما بعد:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح قلم کا
ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب سے
درد دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

(خواجہ میر درد)

بعونہ تعالیٰ وصونہ۔ مسلک اہل حدیث کا قدیمی مبلغ اور جماعت کا خادم جریدہ ''الاعتصام'' اپنی عمر کے ۲۶ سال پورے کرکے موجودہ شمارے سے ۲۷ویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالہ سے ایسے دور میں اس کا اجراء عمل میں آیا تھا جبکہ جماعت اہلحدیث ۴۷ء کے حوادثِ فاجعہ کے سبب خصوصاً نڈھال ہو رہی تھی اور تبلیغی اعتبار سے ''اہلحدیث'' امرتسر کا خلا بشدت محسوس کیا جا رہا تھا۔ خاکسار نے اس ضرورت کے پیش نظر ''الاعتصام'' جاری کرنے کی کوشش کی اور کامیابی کے بعد باہمی مشورے سے حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) کی سرپرستی میں دے دیا۔ جب سے اب تک مختلف مراحل سے گزرتا ہوا یہ خادم، اسلام کی اشاعت، مسلک کی تبلیغ اور جماعت کی تبلیغی، علمی، تنظیمی اصلاحی اور سیاسی...... ہر قسم کی خدمت میں امکانی حد تک برابر مصروف اور رواں دواں ہے اور اپنی ٹھوس مثبت خدمات کی بنا پر جماعت میں بھی اسے شرف و قبولیت اور ممتاز مقام حاصل ہے۔

((فللّٰه الحمد وله المنة سبحانه وتعالیٰ نعم المولیٰ ونعم النصیر.))

اور دورِ جدید...... ساتواں سال:

مخدومنا حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث (مغربی) پاکستان کے سانحۂ ارتحال (فروری ۱۹۶۸ء) کے سال ڈیڑھ سال بعد (۱۹۶۹ء) مشیت الٰہی کے تحت ایک داخلی سازش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ جس کی قدرے مناسب تفصیل جلد نمبر ۲۱ کے ''الاعتصام'' کے ابتدائی شماروں میں آ چکی ہے۔

''الاعتصام'' ایسے حوادث سے دوچار ہوا، جن کے نتیجے میں ۱۹۶۹ء میں خاکسار بانی کو انتظامی لحاظ سے اس کو اپنی تحویل میں لینے پر مجبور کر دیا گیا۔ جس کو ''الاعتصام'' کا ''دورِ جدید'' کہا جا سکتا ہے۔

بنابریں دورِ جدید کے بھی ۶ سال (جلد ۲۱ تا ۲۶) بیت گئے اور اب ساتویں میں اس نے قدم رکھا ہے۔

ناگزیر ہے کہ ''الاعتصام'' کے دورِ جدید کا ذکر آئے تو اپنے دوست حاجی محمد اسحٰق حنیف امرتسری مرحوم ومغفور کی دردانگیز یاد کے زخم تازہ ہو جائیں جو مرکزی جمعیت اہلحدیث (مغربی) پاکستان کے ناظم نشرو اشاعت اور...... جامعہ سلفیہ کمیٹی کے ان دنوں رکن رکین تھے۔ افسوس! کہ ''الاعتصام'' کو پیش آمدہ دل خراش واقعات کے دوران ہی ۷۔۸ ستمبر ۶۹ء کی درمیانی شب میں...... (قرائن پر مبنی ہمارے اندازے کے مطابق) کسی ظالم کے ہاتھوں پراسرار طریقے سے مقتول پائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے زیادہ لکھنے کا قلم میں یارا نہیں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

حاجی صاحب کا حادثۂ شہادت چونکہ بظاہر ''الاعتصام'' کے مذکورہ حوادث کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اس لیے ہمارے بعض مہربان شاید اپنے زعم میں اس کو ختم کر چکے تھے، لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ اس حادثہ جانکاہ کے مضر اثرات سے بحمد اللہ ''الاعتصام'' بال بال محفوظ رہا۔ چنانچہ حالات سے بے نیاز اصلاً اسی پالیسی پر عمل پیرا جو ہمارے دونوں بزرگوں سیدنا مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے بیس سالہ دورِ رہنمائی میں رہی۔ پوری لگن سے اپنے کام میں مصروف ہے۔ وباللہ التوفیق

ظاہر ہے کہ ''الاعتصام'' کے لیے یہ بڑا مشکل دور تھا، تاہم قریب کے جو احباب حقیقت حال سے واقف تھے اور میرے اور حاجی اسحاق حنیف کے موقف کو اصولاً برحق سمجھتے تھے۔ انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ مالی تعاون سے بھی دریغ نہ کیا۔ ناسپاسی ہو گی اگر اب بھی اس بات کے اظہار میں کوئی مصلحت آڑے آئے کہ دورِ جدید میں ''الاعتصام'' جن دوستوں کا مرہونِ منت ہے، ان میں سرفہرست ہمارے دوست جناب میاں عبدالمعید صاحب مالک مجیدیہ ملز لاہور اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ابتدائی دور سے رکن مجلس عاملہ جناب چودھری عبدالقادر صاحب زیروی (فیروز پوری) مرحوم ومغفور ساہیوال کے اسمائے گرامی ہیں۔ ان کے بعد مولانا عبدالقادر صاحب ندوی مدظلہ، حاجی عبدالواحد لائلپور، قاضی محمد اسلم سیف، مولانا حاجی شیخ عبدالرشید صاحب صدیقی، خواجہ صلاح الدین لاہور، احباب خانیوال، احباب انجمن اسلامیہ سلفیہ گوجرانوالہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اہلحدیث سوہدرہ وزیرآباد اور احباب حیدرآباد کراچی وغیرہم کا شکریہ بھی واجب ہے کہ باذن اللہ تعالیٰ ان احباب کی بدولت دورِ جدید کا ''الاعتصام'' اپنی مشکلات پر قابو پانے کے قابل ہوسکا۔

((فجزاهم الله تعالىٰ بما يجزي به عباده الصالحين .))

اواخر ۷۳ء میں چودھری عبدالقادر مرحوم ومغفور بھی داغِ مفارقت دے گئے تو ان کے صاحبزدگانِ محترم جناب چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ مع برادران نے الاعتصام سے ہمدردی کے سلسلہ میں بھی اپنے گرامی قدر والد صاحب کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

((بارك الله فيهم وحفظهم ووفقهم وايانا لمرضاته .))

''الاعتصام'' کے اس گزشتہ سال میں بھی ہمیں متعدد جماعتی خدشات سے دوچار ہونا پڑا۔ ہمارے بہت سے بزرگ اور دوست ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہوگئے جن کی یادیں تڑپا رہی ہیں۔مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح (راولپنڈی) مولانا رضاء اللہ ثنائی (سرگودھا) حضرت صوفی عبداللہ صاحب وزیرآبادی (ماموں کانجن) مولانا سید مولا بخش صاحب کوموی (ضلع لائل پور) مولانا مہدی زمان صاحب آف کھلابٹ (ہزارہ) حافظ عبدالغفور صاحب (نجانوالی) اور حضرت مولانا محمد اسماعیل (گوجرانوالہ) کے پچاس سالہ رفیق خاص میاں غلام محمد صاحب ڈار اور ہمارے دیرینہ مخلص رفیق مولانا عبیداللہ احرار فیروز پوری (لائلپور)۔ان سب حضرات کی اسلامی جماعتی تبلیغی اور تعلیمی خدمات تاریخ میں سنہری حروف سے ثبت ہیں۔یہ اپنے اپنے دائرہ کے بلاشبہ قطب تھے جن کی سرپرستی اور دعاؤں سے ہم لوگ محروم ہوگئے ہیں۔لکن ماشاءاللہ کان

اور ''الاعتصام'' کے لیے ذاتی قسم کا صدمۂ تازہ یہ رونما ہوا کہ حال ہی میں چودھری عبدالقادر صاحب (آف ساہیوال) کے منجھلے فرزندِ ارجمند محمد خالد صاحب (لاہور) حال ہی میں ناگہانی طور پر جوانی ہی میں داغِ جدائی دے گئے۔انا لله وانا اليه راجعون .

مرحوم متدین، مرنجاں مرنج، جذبۂ خدمت سے سرشار، باغ و بہار اور اوصاف حسنہ سے آراستہ تھے۔غفر الله له ورحمه۔

ہمارے اس دور میں جرائد ورسائل کا معیار طباعت اپنی بہت سی مشکلات کے باوجود ''ترقی پسندی'' اختیار کرنے پر زمانے کی ضرورت کے پیش نظر مجبور ہے۔

قارئین ''الاعتصام'' کا مدت سے تقاضا تھا کہ اگر لیتھو کی طباعت سردست نہیں بدلی جاسکتی تو کم ازکم اس کا سائز چھوٹا کرنے کے ساتھ ساتھ ٹائٹل کو بھی جاذب بنا دیا جائے۔ادھر ہمارے لیے مالی مشکلات حائل تھیں۔ بالآخر محبّ مخلص حاجی عبداللطیف صاحب دام مجدہ لائلپوری نے اپنے اندازِ خاص سے نہ صرف ہمیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل بلکہ عمل بھی کرالیا۔ چنانچہ جلد ۲۶ باذنہ تعالیٰ جدید سائز اور شکل میں تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔اس سے اخراجات بڑھنے لازمی تھے جس کے لیے مخلص دوستوں نے مختلف فرموں کے اشتہارات عنایت فرمائے اور فراہمی اشتہارات میں ''الاعتصام'' کا خاطر خواہ ہاتھ بٹایا۔ جناب میاں محمد انور صاحب جمال کارپوریشن لاہور، مرزا عبدالحمید صاحب مالک وینس پریس (لاہور) حاجی فضل الرحمٰن صاحب لاہور، میاں محمد ارشد لائلپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ''الاعتصام'' کی اس مخلصانہ سرپرستی کے لیے ہم حاجی عبداللطیف صاحب کے اولاً اور دوسرے سب احباب کے ثانیاً تہ دل سے شکرگزار ہیں۔

شکر الله مساعيهم!

کیا ہی اچھا ہو کہ ایک قدم بڑھا کر ''الاعتصام'' کی طباعت آفسیٹ پر کرلی جائے، تاکہ مزید معیاری اور جدید ذوق کے مطابق ہوجائے۔ اب پرچہ لیتھو پر چھپ رہا ہے جس سے اس کا ظاہری حسن ومعیار متاثر ہوتا ہے۔ وٹد ائنک طباعت سے قدردانوں کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہوسکتی ہے، لیکن ہمارے موجودہ وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر مخلصین ''الاعتصام'' اضافی خرچ کی کوئی مستقل صورت تجویز کردیں تو ایسا اقدام کیا جاسکتا ہے۔ امید ہے کہ رفقائے کرام، احباب جماعت اور خیرخواہان ''الاعتصام'' اس سلسلے میں بھی حسبِ سابق ہمارے ساتھ پورا تعاون فرمائیں گے۔موجودہ دور میں دینی جرائد کی اعانت بہت بڑی تبلیغی خدمت ہے، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام لاکھوں بندگانِ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا ''الاعتصام'' کی اعانت میں بھرپور حصہ لیا جائے ۔صدقات وتبرعات کا یہ بہتر مصرف ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ گزشتہ سالوں سے ہزاروں کے قرض سے ''الاعتصام'' زیر بار چلا آرہا ہے۔ اس سے ایک دفعہ سبکدوشی حاصل ہوجائے تو اس کے معنوی اور علمی معیار کو بلند کرنے کا پروگرام زیرغور لایا جائے۔

((وماذلك على الله بعزيز هذا ولله الحمدفى الاولىٰ والآخرة .))

ا راگست ۱۹۷۵ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلِ دیگر شگفت

مولانا مودودی رحمہ اللہ کی ایک تازہ ''ریسرچ'':

یادش بخیر جماعت اسلامی کے مذہبی پیرومرشد اور سیاسی قائد وقتاً فوقتاً ''نادر تحقیقات'' فرماتے رہتے ہیں۔ کچھ سال قبل ''خلافت وملوکیت'' کے عنوان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ''ریسرچ'' فرمائی تھی جس میں شیعہ حضرات کی سب تنقیدات (جو ہمیشہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وہ کرتے آئے ہیں اور جن کی بھرپور تردید علمائے اہل سنت بارہا کر چکے ہیں) کا مواد موصوف نے نہایت سلیقے سے اس ''سیاسی کتاب'' میں ایک ہی جگہ مرتب کر دیا ہے جس سے شیعہ حلقوں میں مسرت کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اب حال ہی میں آپ نے ''ترجمان القرآن، ستمبر ۱۹۷۵ء کے دو شماروں میں'' احکام اسلامی میں ترمیم پسند تجدد زدہ طبقہ اور دل دادگانِ بدعات کو نصوصِ شرعیہ کا احترام مجروح کرنے اور عبادات کا حلیہ بگاڑنے کے لیے ''ریسرچ'' کے ذریعہ ایک ''اصول'' مہیا کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے کسی فتویٰ (جس کا ذکر ابھی آتا ہے) کے سلسلے میں ایک صاحبِ علم نے آپ کو لکھا:

> ''تعبدی اعمال کے بارے میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ شارع نے ان کی تعلیم جس طرح دی ہے۔ اسی طرح اس کی تعمیل کی جانی چاہیے۔ ان کے اندر کوئی تصرف نہیں کیا جا سکتا۔ علمائے اصول اس بات پر متفق ہیں کہ عبادات میں اصل، حکم کی پیروی اور شارع کے بتائے ہوئے طریقے کا اتباع ہے اور اس سے تجاوز بدعت ہے لیکن آپ درود شریف میں اضافے ہی کے نہیں رد و بدل اور کمی بیشی کے قائل ہیں۔'' ❶

اس اہم مسلمہ اصولِ شرعی کے جواب میں آپ نے ایک اصول بنا کر ''تعبدی امور میں رد و بدل اور کمی بیشی کی گنجائش'' عنوان سے ازخود ''استثناء'' اختراع کیا۔ پھر اس پر تطویل لاطائل ریسرچ کی عمارت کھڑی کر دی اور ''قاعدہ کلیہ'' سے استثناء کا کوئی مستند ضابطہ بیان کیے بغیر ''رد و بدل اور کمی بیشی کی گنجائش'' کے بے محل ''نظائر'' کے مغالطوں کا تانا بانا بننا شروع کر دیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولانا موصوف نے گزشتہ دنوں درود شریف میں ''سیدنا'' کے اضافہ کے

---

❶ ترجمان القرآن ستمبر ۷۵ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز کا فتویٰ دیا تھا، جس پر آپ کے معتقد ایک صاحب علم وقلم ہی معترض ہوئے۔ چنانچہ کچھ ''اشکال'' انہوں نے حضرت والا کی خدمت اقدس میں بھیجے تاکہ ان کا حل فرمائیں۔

ظاہر ہے کسی ذیلی مسئلے میں دو رائیں ہو سکتی ہیں۔ بڑی آسانی سے جناب معترض کو نفس مسئلہ میں مطمئن یا خاموش کیا جا سکتا تھا لیکن ہوا یوں کہ جانے کس غرض سے یہ لکھ کر کہ: ''میں ایسے اعتراضات کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔'' ❶

(یہ تاثر خلاف واقعہ نہ ہوگا کہ) مولانا اپنے فتویٰ کی پیچ کرتے ہوئے (شاید غیر شعوری طور پر) جلال میں آ گئے جیسا کہ معترض کے لفظ ''ردوبدل'' پر ان کے حاشیہ کے ان الفاظ سے مترشح ہوتا ہے۔

''اگر معترضین کو اصرار ہو کہ میں ردوبدل کا بھی قائل ہوں تو اس کی نظیر بھی.....'' ❷

معلوم نہیں جناب معترض کا اطمینان ہوتا ہے یا نہیں، لیکن مولانا نے اس خودساختہ اصول سے نہ صرف کہ بہت سے مقاصد کا دروازہ کھول دیا ہے بلکہ جس دعوت کو اپنا جماعتی نصب العین بتاتے ہیں، شاید اس کے راستے میں بھی کانٹے بکھیر دیئے ہیں۔

مقلِّد ''محدث'' کے منصب پر:

جناب معترض نے اپنے سوالات کے ضمن میں لکھا تھا: حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت ...... کہ حضور نے اس کو عبدہ ورسولہ تک تعلیم دینے کے بعد فرمایا: کہ ''جب تم نے یہ پڑھ لیا تو تم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد اٹھ جانا چاہو تو اٹھ جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو۔'' سے یہ استدلال کہ عبدہ ورسولہ پر نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آدمی نہ پڑھے تو نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ درود و دعا تشہد میں داخل نہیں ایک زائد چیز ہے، صحیح نہیں، کیونکہ حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ عبدہ ورسولہ کے بعد کا دراصل حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے جسے کسی راوی نے بے احتیاطی سے اس طرح حدیث میں درج کر دیا ہے کہ حضور کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔ ❸

اس کے جواب میں مولانا نے جو طنطنہ دکھایا ہے وہ یہ ہے:

> ''مجھے معلوم ہے کہ یہ رائے کن حفاظ نے ظاہر کی ہے مگر ان کے فضل وکمال کا انتہائی معترف و معتقد ہونے کے باوجود میں ان کا اندھا مقلد نہیں ہوں کہ بس سن کر کہ وہ ان الفاظ کے الحاقی ہونے پر متفق ہیں خود بھی الحاقی مان لوں اور یہ نہ دیکھوں کہ جس بنیاد پر انہوں نے یہ فیصلہ کر

---

❶ حوالہ مذکورہ، ص ۳۲. ❷ ص: ۳۱.

❸ ملخص از حوالہ مذکورہ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالا ہے وہ بجائے خود معقول بھی ہے یا نہیں۔''

گزارش یہ ہے کہ اس زبانی جمع خرچ کے اعتراف ''کمال'' کا فائدہ؟ جب ان کے فنی مجتہدانہ فیصلے کو جو بغیر کسی ذہنی تحفظ کے سب سندوں کو سامنے رکھ کر فرمایا گیا ہے۔ آپ ٹھکرا رہے ہیں۔

اور حفاظ حدیث کی متفقہ تحقیق (جو نفس روایت کی رو سے کی گئی) کا ''اندھا مقلد'' بننے سے تو آپ کو عار ہے لیکن خود ''محدث'' کا روپ دھارتے ہوئے مقلد بن رہے ہیں آپ حنفی فقہاء کے، جو حدیث کی ''تحقیق'' حنفی مذہب کو ''مدلل'' بحدیث بنانے کی کوشش میں عموماً رہتے ہیں۔ چنانچہ زیرِ بحث حدیث میں صورت حال کچھ ایسی ہے۔ مختصراً بات یہ ہے کہ حنفی نقطہ نظر سے تشہد کے بعد نہ درود ضروری ہے، نہ نماز سے خروج (فراغت) کے لیے سلام۔ ان دو مسئلوں کے لیے جو ''دلائل'' مہیا کیے گئے، ان میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے۔ مگر جب اس استدلال میں وہ خامی ظاہر کی گئی ہے جس کا جناب معترض کے بیان میں ہے۔ تو حنفیہ کے علامہ ابن الترکمانی اور علامہ عینی رحمہ اللہ وغیرہ نے تقریباً ایسی ہی تقریر فرمائی ہے۔ جسے مولانا نے اپنے طور پر پیش کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہوا کہ مولانا حفاظ حدیث کے ''مقلد'' نہ ہوئے جو کہ درحقیقت تقلید ہے ہی نہیں۔ مگر مقلدوں کے ''مقلد'' بنتے ہوئے حفاظ حدیث کے متفقہ فیصلہ پر نہ صرف کہ ''غیر معقول'' ہونے کا فتویٰ داغا بلکہ ان کی مساعی حسنہ پر تبصرہ فرمایا:

> ''حدیث کی روایات میں اس طرح کے فیصلے صادر کر دینا فن حدیث کی قدر و منزلت کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔'' ❶

ملاحظہ فرمایئے ایک ''مقلد'' کی کس قدر جسارت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیے

واضح رہے فقرہ زیرِ بحث کو مدرج (الحاقی) قرار دینے والے حفاظ حدیث چوتھی پانچویں ہجری کے ہیں جن میں حافظ ابن حبان (ف ۳۵۴ھ) حافظ دارقطنی (ف ۳۸۵ھ) حافظ خطیب (۴۶۳ھ) اور حافظ بیہقی (۴۵۸ھ) جیسے کبار محدثین ہیں اور جن حنفی بزرگوں کی تقلید ہمارے مولانا نے فرمائی ہے، وہ آٹھویں، نویں ہجری کے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا بہ کجا (پھر بشرطِ ضرورت ان شاء اللہ)

(۲۴/ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

---

❶ حوالہ مذکورہ، ص: ۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ ''مصباح القرآن'' اور دفتر ''الاعتصام''

نئی عمارت میں افتتاحی تقریب

لاہور کے اس علاقے میں جو خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ کی قبر کے عنوان سے شہرت یافتہ ہے، ۱۹۶۳ء کے زمانے میں اہل توحید کے لیے تعلیم قرآن مجید کا کوئی مدرسہ نہ تھا اور نہ دُور دُور تک جماعت اہل حدیث کی کوئی مسجد ہے، بنا بریں خاکسار نے اللہ کا نام لے کر حاجی محمد اسحاق صاحب حنیف رحمہ اللہ کی وساطت سے اپنے پڑوس میں کرایہ پر ایک مکان حاصل کر لیا اور مصباح القرآن کے نام سے ایک مدرسہ کا اجراء کر دیا، جس میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی گئی۔ جس کے ساتھ بچوں کو حسب طاقت ضروری دینی مسائل اور نماز مع روزہ مسنونہ دعائیں سکھانے کا انتظام بھی ہے، اور الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احبابِ خاص کے مخلصانہ تعاون سے ہمارے اس حلقہ کے لیے یہ مدرسہ بہت مفید ثابت ہوا۔

پھر ۱۹۶۹ء میں حاجی محمد اسحاق حنیف رحمہ اللہ کی پر اسرار مظلومانہ وفات کے بعد جب ہفت روزہ ''الاعتصام'' مشیتِ الٰہی کے تحت خاکسار کی تحویل میں آیا تو اس کا دفتر بھی مدرسہ مصباح القرآن کے مکان میں قرار پایا، اور دونوں ادارے اس کرائے کے مکان میں خوش اسلوبی سے کام کر رہے تھے کہ گزشتہ رمضان شریف ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں مالک مکان نے اس مکان کے فوراً خالی کر دینے کے لیے نامناسب حد تک زور ڈالا، جس کی وجہ سے ہمیں خاصی تکلیف اور پریشانی ہوئی، لیکن کچھ عرصہ تگ و دو اور سعی و کوشش سے قریب ہی ایک چھوٹا سا پلاٹ حاصل کرنے میں اللہ عزوجل کی تائید و نصرت سے کامیابی ہوگئی۔ فروری میں رجسٹری ہوئی مارچ میں مدرسہ کی تعمیر شروع کر دی گئی، جولائی میں عمارت اس قابل ہوگئی کہ اُس میں مدرسہ اور دفتر منتقل کیے جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ تشکر کے بعد اپنے احباب خاص، حاجی فضل الرحمن صاحب، چوہدری محمد صادق صاحب ایڈووکیٹ فیروز پوری، مرزا عبدالحمید صاحب، جناب میاں عبدالمجید صاحب، خواجہ قمر الدین صاحب، خواجہ عبدالقیوم صاحب، چوہدری محمد صدیق صاحب (دھرم پورہ)، مولوی محمد سلطان شامی صاحب، محترم مولانا قاری عبدالخالق صاحب رحمانی (کراچی)، چوہدری محمد علی صاحب (کراچی) عزیزم حافظ عبدالرحمن اور عزیزم مولوی محمد سلیمان (مصری شاہ لاہور) کا شکریہ واجب ہے، جن کی توجہات خصوصی سے یہ مہم سر ہوئی، وللہ الحمد. اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، قبولیت بخشے اور ہم سب کو اخلاص سے نوازے۔ آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اپنی اس نو تعمیر عمارت میں مدرسہ اور دفتر ''الاعتصام'' کی مختصر سی ایک افتتاحی مجلس دعوت کا انعقاد قرار پایا، جس کے لیے لاہور میں سعودی عرب کے ثقافتی مرکز کے نائب، فضیلۃ الشیخ ناصر بن محمد الراجح حفظہ اللہ نے مہمان خصوصی ہونا منظور فرما لیا۔

یہ تقریب ۲۶ جون ۱۹۷۷ء بروز اتوار ۱۱ بجے دن منعقد ہوئی جس میں مہمان خصوصی کے علاوہ جناب میاں عبدالمجید صاحب ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث، ان کے صاحبزادگان میاں عبدالمعید، میاں عبدالوحید، حاجی فضل الرحمٰن صاحب، حافظ محمد بشیر صاحب، چوہدری محمد صادق صاحب، جناب جسٹس فاروقی صاحب، خواجہ محمد طفیل صاحب، مولانا محمد سلیمان صاحب، مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب سرہالوی فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا شیخ عبیدالرحمٰن صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی، حاجی مولوی عبدالغفور صاحب امرتسری اڈیٹر ''حور'' حافظ صلاح الدین یوسف اڈیٹر الاعتصام اور دیگر کئی حضرات۔

برخوردار عبدالقیوم کی تلاوت قرآن مجید سے کارروائی شروع ہوئی، بعدہ مولانا حاجی فضل الرحمٰن صاحب ایم اے خطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث لاہور نے اس عمارت کے بنانے کا پس منظر بیان کیا، اور اس علاقہ میں مدرسہ مصباح القرآن اور ایک اہل حدیث تبلیغی مرکز کی شدید ضرورت اور ''الاعتصام'' کی خدماتِ اسلام و مسلک وغیرہ امور پر دل نشیں اور بھرپور روشنی ڈالی، اور ضمناً المکتبۃ السلفیۃ کی ٹھوس اور خاموش اشاعتی خدمات کو بھی خراجِ تحسین پیش کیا، بعدہٗ محترم شیخ عبیدالرحمٰن صاحب نے حاجی صاحب کی جامع تقریر کا مہمان خصوصی کے لیے عربی میں ملخصاً ترجمہ کیا۔ ان کے بعد مہمان خصوصی نے نہایت موثر فصیح و بلیغ خطاب فرمایا، مدرسہ کی مساعی ''الاعتصام'' کی تبلیغی اور المکتبۃ السلفیہ کی اشاعتی خدمات کو بہت سراہا اور نہایت مسرت کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل علم کا فرض ہے کہ توحید و سنت کی اشاعت میں دیوانہ وار محنت کریں، اس خطاب کی ترجمانی بھی شیخ عبیدالرحمٰن موصوف نے فرمائی۔

آخر میں خاکسار نے تشریف لانے والے سب حضرات کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلك!

یہ تو ہوئی اب تک کی مختصراً کارگزاری، آئندہ کا عزم، اور وہ عزم یہ ہے کہ چوں کہ مکتب کے ساتھ مسجد انتہائی ضروری ہے تاکہ بچوں کا تعلق شروع ہی سے مسجد سے پیدا اور مضبوط ہو اور اصل اسلامی روایات کا تقاضہ بھی یہی ہے، بنا بریں اب مدرسہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تمنا ہے کہ مسجد کے اوپر ایک اہل حدیث لائبریری قائم کی جائے جس میں راقم اپنے تمام علمی سرمائے کو جو بحمد اللہ ہزاروں پر مشتمل ہے اہل علم کے استفادے اور قرآن و حدیث کی خدمات سرانجام دینے والوں کے لیے وقف کر دینا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے۔

موجودہ عمارت کے سلسلے میں تقریباً ۲۰۔۲۵ ہزار کا قرض ہو گیا ہے جس کے ادا ہونے پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو توفیق خصوصی سے نوازکر اس علمی و تبلیغی منصوبے کی تکمیل کا سرو سامان بھی مہیا کر دے گا۔ السعی منا والاتمام من اللہ!

خاکسار

محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کان اللہ لہ

(۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الاعتصام'' ۲۹ ویں سال میں

﴿كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ﴾

الحمد لله رب العالمين وصلوت الله وسلامه على اشرف المرسلين وهادي المتقين وشفيع المذنبين سيدنا محمد وعلى اٰله وصحابته أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

اما بعد! اللہ عز وجل کی توفیق اور اسی کی عنایاتِ متواترہ ومتواصلہ کی بدولت جماعت اہل حدیث پاکستان کا سب سے قدیم خادم ''الاعتصام'' اپنی عمر کے اٹھائیس (۲۸) سال پورے کر کے انتیسویں سال میں داخل ہو گیا، جس کا یہ چوتھا شمارہ قارئین وہمدردان کے ہاتھ میں ہے۔

ایک عربی شاعر کی زبان میں عاجزانہ دعا ہے کہ:

كما احسن الله في الماضي

كذلك يحسن في ما بقي

جس طرح اُس ذاتِ باری تعالیٰ کے اب تک احسانات، بہ ہر حیثیت رہا کیے، آئندہ بھی ''الاعتصام'' کو اپنی بے پایاں رحمتوں اور توفیقاتِ خاصہ سے بدستور نوازتا رہے: فعليه توكلنا و إليه أنبنا و إليه المصير وهو سبحانه وتعالى نعم المولى ونعم النصير.

خاکسار ذرہ بے مقدار نے فیروز پور (ہند) سے پاکستان منتقل ہونے کے بعد شدید جماعتی ضرورت کے پیش نظر اس کے اجراء کی ٹھانی، سعی وطلب کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا، چنانچہ گوجرانوالہ کی دو بزرگ ہستیوں حضرت مولانا محمد اسماعیل الخطیب السلفی، اور حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم رحمہما اللہ کی سرپرستی اور مولانا محمد حنیف ندوی مدظلہ کی ادارت میں پہلا شمارہ ۱۹/ اگست ۱۹۴۹ء (۲۳ شوال ۱۳۶۸ھ) کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو گیا، پھر کچھ مدت بعد سیدنا ومولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی سرپرستی کا شرف بھی اس کو حاصل ہو گیا، بس پھر کیا تھا۔ ''الاعتصام'' هو المسك مهما كررته يتضوع کا مصداق اور جماعت کا تبلیغی اور تنظیمی روح رواں قرار دیا گیا۔ اب نو سال ہونے کو آئے کہ وسط ۱۹۶۹ء سے بعض دل خراش حادثات کے نتیجے میں جبری طور پر سارا بوجھ اس ناکارہ کے دوش پر ہے، جبکہ قویٰ مضمحل ہیں، طبیعت افسردہ ہے اور علمی منصوبے ادھورے رہتے نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرہے ہیں۔ ربع صدی سے زائد عرصے میں بہت سے بزرگ اور رفقاء اللہ کو پیارے ہو گئے اور جو ہیں وہ تیار بیٹھے ہیں۔ تقریباً ستر سال یوں ہی دیکھتے دیکھتے بیت گئے اور اب حال یہ ہے کہ بزبان حضرت نواب سید محمد صدیق حسن رحمہ اللہ

اللہ ہے طبیب مجھ درد مند کا
عاشق ہے درد میرے بند بند کا

تاہم اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جہاں تک تبلیغی لگن، تنظیمی، ذہن، مسلک کی اشاعت بین الفرقی مسائل میں معتدل اسلوب، ملکی سیاست میں بروقت متوازن راہنمائی اور جماعت اہل حدیث کی ٹھوس خدمات کا تعلق ہے ''الاعتصام'' اسی نہج اور معیار پر بدستور قائم ہے، جو شروع ہی سے اس کا امتیاز چلا آرہا ہے وللّٰہ الحمد وما توفيقنا إلا باللّٰہ۔

اس طویل عرصے میں کئی نشیب و فراز بھی آئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احباب کے تعاون سے ہر مشکل پر قابو پا لیا جاتا رہا۔ ادارے کی خواہش رہی کہ ''الاعتصام'' کو ہر لحاظ سے ایک معیاری جریدہ بنایا جائے، اسی نقطہ نظر سے اس کا سائز بھی مناسب اور جاذب کیا گیا تاکہ ظاہری گیٹ اپ بھی حسین ہو جائے، لیکن بمصداق ؎ اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی

پرچہ کو جاذبِ نظر اور دیدہ زیب بنانے میں جو اضافی خرچ ہو رہا تھا، اُس کا بیشتر حصہ تجارتی اشتہارات کے ذریعے پورا ہو جاتا تھا، لیکن مسلسل چھ سات مہینے سے زبوں اقتصادی حالات نے ''الاعتصام'' کو اشتہارات کی آمدنی سے محروم کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے ادارہ اس وقت سخت مالی بحران کا شکار ہے۔

سائز چھوٹا کرنے کے بعد قدر دانوں کی خواہش تھی کہ اس کی کتابت و طباعت بھی لیتھو کے بجائے آفسٹ وِنڈ اٹک پر کرائی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل کے معیار کے مطابق ایسا کرنا ضروری ہے اور ادارے کی بھی شدید خواہش ہے کہ کتابت و طباعت کے معیار کو اور اونچا کیا جائے، لیکن ظاہر ہے کہ جو ادارہ موجودہ اخراجات کا بھی متحمل نہیں ہو رہا ہے وہ نئے اخراجات کیونکر برداشت کر سکتا ہے!

بنابریں احباب و رفقاء قارئین اور ہمدردانِ ''الاعتصام'' سے اپیل ہے کہ ''الاعتصام'' کے اس مالی بحران میں اس سے بھرپور تعاون فرمائیں، تاکہ جماعت کا یہ قدیم اور تاریخی جریدہ نہ صرف زندہ رہے بلکہ اس کے معیار کو بھی بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ ہماری مشکلات کو دُور فرمائے اور محدثین کے طریقہ پر زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق سے نوازے۔ آمین

خاکسار: محمد عطاء اللہ حنیف خادم ''الاعتصام'' لاہور (۲۶/اگست ۱۹۷۷ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’الاعتصام‘‘ کا ۳۰واں سال

الحمدلله الذی بتوفیقه بدایة المهمات وبنعمته تتم الصالحات ثم افضل الصلوٰت علی خیر البریات وعلیٰ اله واصحابه ذوی النفوس الذکیات۔

اما بعد:

بعونه تعالیٰ وصونه۔ مسلک اہل حدیث کا قدیمی مبلغ اور جماعت کا خادم جریدہ ’’الاعتصام‘‘ اپنی عمر کے ۲۹ سال پورے کر کے موجودہ شمارے سے ۳۰ویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالہ سے ایسے دور میں اس کا اجراءِ عمل میں آیا تھا جبکہ جماعت اہلحدیث ۴۷ء کے حوادثِ فاجعہ کے سبب خصوصاً نڈھال ہو رہی تھی اور تبلیغی اعتبار سے ’’اہلحدیث‘‘ امرتسر کا خلا بشدت محسوس کیا جا رہا تھا۔ خاکسار نے اس ضرورت کے پیش نظر ’’الاعتصام‘‘ جاری کرنے کی کوشش کی اور کامیابی کے بعد باہمی مشورے سے حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) کی سرپرستی میں دے دیا۔ جب سے اب تک مختلف مراحل سے گزرتا ہوا یہ خادم، اسلام کی اشاعت، مسلک کی تبلیغ اور جماعت کی تبلیغی، علمی، تنظیمی اصلاحی اور سیاسی...... ہر قسم کی خدمت میں امکانی حد تک برابر مصروف اور رواں دواں ہے اور اپنی ٹھوس مثبت خدمات کی بنا پر جماعت میں بھی اسے شرف وقبولیت اور ممتاز مقام حاصل ہے۔

((فللہ الحمد وله المنة سبحانه وتعالیٰ نعم المولیٰ ونعم النصیر .))

اور دورِ جدید.....نواں سال:

مخدومنا حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث (مغربی) پاکستان کے سانحۂ ارتحال (فروری ۱۹۶۸ء) کے سال ڈیڑھ سال بعد (۱۹۶۹ء) مشیت الٰہی کے تحت ایک داخلی سازش کے ذریعہ جس کی قدرے مناسب تفصیل جلد نمبر ۲۱ کے ’’الاعتصام‘‘ کے ابتدائی شماروں میں آ چکی ہے۔ ’’الاعتصام‘‘ ایسے حوادث سے دوچار ہوا، جن کے نتیجے میں ۱۹۶۹ء میں خاکسار بانی کو انتظامی لحاظ سے اس کو اپنی تحویل میں لینے پر مجبور کر دیا گیا۔ جس کو ’’الاعتصام‘‘ کا ’’دورِ جدید‘‘ کہا جا سکتا ہے۔ بنابریں دورِ جدید کے بھی ۸ سال (جلد ۲۱ تا ۲۹) بیت گئے اور اب نویں میں اس نے قدم رکھا ہے۔

ہمارے اس دور میں جرائد ورسائل کا معیار طباعت ......اپنی بہت سی مشکلات کے باوجود ’’ترقی پسندی‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے پر زمانے کی ضرورت کے پیشِ نظر مجبور ہے۔ قارئین ''الاعتصام'' کا بھی مدت سے تقاضا تھا اور خواہش بھی کہ ''الاعتصام'' بھی موجودہ ذوق اور معیار کے مطابق شائع ہو۔ بعض احباب نے اس سلسلے میں مزید اضافی بوجھ کے لیے تعاون کی کچھ صورتیں بھی تجویز کیں، جن میں اشتہارات کا حصول سرفہرست تھا، کئی احباب نے بصورت اشتہار ''الاعتصام'' سے تعاون بھی فرمایا اور کئی نے وعدے فرمائے۔ چنانچہ ''الاعتصام'' کا سائز بھی چھوٹا کر دیا گیا اور اب لیتھو طباعت کی بجائے آفسٹ کتابت وطباعت پر شائع ہو رہا ہے۔ جس سے اخراجات میں کافی اضافہ ہو گیا ہے، جبکہ اشتہارات کی آمدنی توقع اور تخمینے سے بہت کم ہے۔ اس لیے احباب رفقائے کرام اور خیر خواہانِ ''الاعتصام'' سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ موجودہ دور میں دینی جرائد کی اعانت بہت بڑی تبلیغی خدمت ہے، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام لاکھوں بندگانِ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ بنابریں صدقات وزکوٰۃ کا بھی یہ ایک بہتر مصرف ہے۔ (خاکسار: محمد عطاء اللہ حنیف)

الاعتصام: ۶/ اگست ۱۹۷۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الدعوۃ السلفیہ لاہور...... قیام اور مقصد

جماعت کے اہلِ علم واہلِ ذوق سے ضروری گزارش

برصغیر پاک وہند میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان نے فقہی جمود کو توڑنے اور اشاعتِ حدیث کے سلسلے میں جو عظیم خدمت انجام دی ہے وہ اہلِ علم وخبر سے مخفی نہیں۔ شاہ ولی اللہ کی خدمات کے تین دائرے بڑے نمایاں ہیں۔

۱۔ اہل الحدیث اور اہل الرأی جو قرآن وحدیث کے فہم' ان سے استدلال اور ان پر عمل کے لحاظ سے دو مستقل مکتبِ فکر صدیوں سے چلے آ رہے تھے' ان کے منہاج وعمل کو ایک واضح صورت میں پیش کیا۔ دونوں مکتبِ فکر کے خدوخال نمایاں کیے اور ان کے فکر وعمل کے حدود متعین کر کے ان کے اصول استدلال وطریقۂ استنباط وتخریج میں موازنہ فرمایا۔ [1]

۲۔ اہل الحدیث میں ائمہ ثلاثہ' مصنفین صحاح ستہ وغیرہم فقہائے محدثین کو مجتہدین امت کی حیثیت سے پیش کیا اور ان کے اصول استدلال وطریقۂ استنباط کی (جس میں فقہی جمود کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو اوّلیت وبالادستی حاصل ہے) تحسین کی بلکہ خود بھی ان کے اس کاز کو آگے بڑھایا اور موطا امام مالک کی جدید ترتیب وتبویب مع ترجمہ وشرح' مسوی ومصفی میں بالعموم یہی طریقۂ محدثین اپنایا اور ''الانصاف'' اور ''عقد الجید'' وغیرہ میں طبقۂ علماء کو یہی طریقہ فقہائے محدثین اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

صحیح الفکر علماء جانتے ہیں کہ دسویں صدی ہجری کے بعد سے دنیائے اسلام میں عام طور پر جمودی اور محدودی فقہ کا دور دورہ رہا یا پھر خشک بلکہ الحادی تصوف، مدارس میں حدیث کے علوم اگر تھے تو فقہ کے تابع۔ روایات کا کام صرف یہی تھا کہ رطب ویابس سے محافل میں رنگینی پیدا کرلی جائے یا اپنے اپنے مذہب یا مشرب کے لیے بلا لحاظ ثابت وغیر ثابت ان سے اینٹ اور گارے کا کام لیا جائے۔ ان حالات میں شاہ صاحب نے فقہائے محدثین کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے فقہی اعتبار سے عہدِ محدثین کو زندہ کرنے کی جو تحریک تدریساً اور تحریراً شروع کی، وہ اتنی اہمیت وافادیت اور دُوررس نتائج کے لحاظ سے زرّیں کارنامہ ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: حجة الله البالغة کا ساتواں مبحث.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ طریقۂ محدثین کو واضح کرنے اور اسے اپنانے کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب نے تیسرا کام یہ کیا کہ اہل الحدیث اور اہل الرائی میں اختلافات کم کرانے کے لیے بہت سی اصولی باتوں کی طرف رہنمائی فرمائی جس میں فقہاء کی فقہی کاوشوں کو روایاتِ حدیث کی کسوٹی پر پرکھنے اور ظاہر حدیث کو بنیاد بنانے پر زور دیا۔

جدامجد (شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ) کے اس پودے کی آبیاری مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے کی۔ بعدہ ان کے فیض یافتگان کے ایک محقق طبقہ کے ہاں یہ درخت بارآور ہوا یعنی حضرت شاہ محمد اسحٰق (۱۲۶۲ھ) کے تلمیذِ خاص حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۳۲۰ھ) اور مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ (۱۲۸۲ھ) نواسہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) اور ان کے فیض یافتگان اور ان کے مسند ہائے درس و افتاء کے جانشین حضرات۔ جیسے مولانا محمد شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ، مولانا محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبداللہ غازی رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ، مولانا ڈپٹی سید احمد حسن، مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ، مولانا عبدالاوّل غزنوی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے علماء و فضلاء۔

ان حضرات (علمائے اہلحدیث) نے شاہ ولی اللہ کی تحریک تجدید و احیائے سنت کو عملاً و علماً اور تدریساً وتحریراً سرگرمی سے جاری رکھا۔ نواب صاحب قدس اللہ روحہ نے تحریر و تالیف اور دولت کثیرہ کے ذریعے علومِ قرآن و حدیث کو اکنافِ عالم تک پہنچایا۔ حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے اس مقدس تحریک کو تدریساً خوب پھیلایا جسے ان کے فاضل تلامذہ نے بھی تدریساً وتحریراً پھیلانے میں بڑے نمایاں اور انتہائی قابل قدر شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔ عون المعبود، تحفۃ الاحوذی، تنقیح الرواۃ، تراجم صحاح ستہ وغیرہ یہ علمی خدمات ہیں، جن سے آج پورا عالم اسلام مستفید ہو رہا ہے۔

اس تحریک اشاعت حدیث و احیائے سنت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے جو کام کروائے وہ بقول سید سلیمان ندوی مرحوم:

> ''بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا، توحید کی حقیقت نکھاری گئی، قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا، قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا، حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف واشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔ نیز فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی......سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبوی کا جوجذبہ گم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا، وہ سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا۔ مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جا رہا ہے، اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ ''جہاد'' جس کی آگ اسلام کے مجمر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی، وہ پھر بھڑک اٹھی یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے۔

اس تحریک کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور یہ جو خیال ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، رفع ہو گیا اور لوگ ازسرِ نو تحقیق وکاوش کے عادی ہونے لگے، قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو بو پیدا ہوئی اور قیل وقال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سرچشمہ مصفی کی طرف واپسی ہوئی۔'' ❶

یہ حکایت لذیذ تو ہے علمائے اہل حدیث کی جن کی مساعی سے برصغیر پاک و ہند میں قرآن وحدیث کا غلغلہ بلند ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ علمائے اہل حدیث کی اس بے لوث خدمت حدیث اور بغیر کسی حزبی تعصب اور ذہنی تحفظ کے اشاعتِ حدیث کے جذبے اور طریقِ تدریس کو شاہ ولی اللہ ہی کے خاندان سے متوسل ایک گروہ نے مخصوص مصلحتوں کی بنا پر ترک کر دیا۔ اس گروہ کے اصحابِ تدریس وتالیف نے بلاشبہ دین کی بعض قابلِ قدر خدمات تو سرانجام دیں، مگر علم حدیث کو اس کا وہ حقِ واقعی جو اس کا حق تھا اس کو دینے کے لیے تیار نہ ہو سکے۔ انہوں نے اپنے اکثر گروہی پیش رو مؤلفین وشارحین کی طرح علم حدیث کی خدمت کرتے وقت بعض خاص مقاصد سامنے رکھے۔ ان کتابوں کو شاہ صاحب کے مجوزہ طریقے کے بجائے ''اصحاب الرائی'' کے طریق پر پڑھایا۔ ان کتابوں کو مفید اور مدرسی حواشی سے بھی انہوں نے ضرور مزین کیا لیکن احادیث کی تشریح و تطبیق اور تصحیح وتضعیف میں مخصوص جانبداری ملحوظ رکھی گئی۔ متنازعہ فیہ مقامات میں کتاب کے اندر جو کچھ ہوتا ہے اس کی اثر آفرینی سے تقریر تدریس میں بچانے کی کوشش ہوتی ہے اور حاشیے میں متن کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ جو حدیث مدرس ومحشی کو مخالف مذہب نظر آئے اس کو توجیہہ وتاویل کی نذر کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مقصد سارے تکلف اور کاوش سے یہ ہوتا ہے کہ طلبائے علوم حدیث میں وسعت قلب وفسحتِ نظر نہ پیدا ہونے پائے، وہ بدستور ایک محدود حصار میں محصور اور ایک خاص سانچے میں ڈھلے رہیں۔ ان میں تنقیدی ذوق اگر پیدا بھی ہو تو وہ تعمیری نہ ہو، جارحانہ ہو۔ صحیح بخاری، جامع ترمذی، ابن ماجہ، سنن نسائی اور مشکوٰۃ وغیرہ جو پاک وہند میں متداول ہیں، ان کے عربی حواشی اسی انداز کے ہیں جو مذکورہ خاص مقاصد کے تحت لکھے گئے ہیں، ان کے بعد اسی گروہ کے بعض افراد نے بعض کتب احادیث کے اردو تراجم وحواشی کا کام بھی اسی خاص ذہن اور مقاصد کے مطابق کیا۔

❶ مقدمہ ''تراجم علمائے حدیث ہند'' ص ۳۲، ۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے یہ صورتحال طلبائے علوم حدیث کے لیے الجھن کا باعث ہوتی ہے کہ حاشیہ متن کے مخالف نظر آئے، اس لیے ضرورت تھی کہ ہمارے ہاں مدارس عربیہ میں متداول حدیث کی کتابوں کے تشریحی حواشی ایسے ہوں جو اس مشکل کا علاج ہوں اور کسی الجھاؤ کا سبب نہ بنیں، بلکہ ائمہ حدیث کے نظریات کے وضاحت کنندہ ہوں جن میں محدثین کے غیر جانبدارانہ معیار جرح وتعدیل اور بحث وتمحیص اور شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اصولِ فقہیات سے رکھا جائے۔ نیز بلا امتیاز مذہب ومشرب سارے اسلاف کرام محدثین ہوں یا فقہاء کا احترام ملحوظ رہے۔

یہ کام علمائے اہل حدیث کا تھا، متحدہ ہندوستان میں اس کی طرف قدرے توجہ بھی کی گئی۔ چنانچہ علامہ شیخ حسین بن محسن یمانی بھوپالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۷ھ) کے ایک فاضل شاگرد مولانا محمد بن نورالدین ہزاروی رحمہ اللہ کے حواشی سنن ابن ماجہ (مؤلفہ ۱۳۱۲ھ) اور حواشی سنن ابی داود (مؤلفہ ۱۳۱۸ھ) اصح المطابع لکھنؤ سے اور حضرت میاں صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے دو قابل شاگردوں مولانا عبدالرحمٰن محمد پنجابی (۱۳۱۵ھ) اور مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری (۱۳۳۸ھ) کے قلم سے سنن نسائی کا حاشیہ مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۱۵ھ میں شائع ہوئے۔

ان میں تنقیح الرواۃ حاشیہ وتخریج احادیث مشکوٰۃ کا نام بھی لیا جا سکتا ہے جو حضرت شیخ الکل رحمہ اللہ ہی کے ایک تلمیذ مولانا سید احمد حسن دہلوی (۱۳۳۸ھ) مؤلف ''احسن التفاسیر'' کی محنت وعرق ریزی کا نتیجہ ہے (جو انہوں نے بلوغ المرام کے تحشیے کے بعد لکھا تھا) جس کا ایک حصہ مطبوعہ اور دوسرا حصہ تا حال طباعت سے محروم ہے۔ مگر افسوس تحشیے کا یہ کام یہیں تک پہنچ کر رک گیا اور مزید آگے نہ بڑھ سکا، جس کا احساس حساس افراد کو ہمیشہ رہا کیا۔

راقم خاکسار بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہے جن کے لیے یہ علمی خلا اضطراب کا باعث چلا آ رہا ہے اور اس خلا کو پر کرنے کا جذبہ وخیال ہی ہمیشہ اس کے فکر وعمل کا محور رہا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں جبکہ راقم بہ سلسلہ تدریس وخطابت فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں مقیم تھا۔ حضرت میاں باقر صاحب کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد زکریا مرحوم سے وہاں اکثر ملاقات رہتی اور ہم دونوں کے درمیان موضوع بحث یہی ہوتا کہ اپنے اکابر کے کارنامہ ہائے اشاعت علومِ حدیث کا کسی طرح پھر سے احیاء عمل میں لایا جائے۔ تقسیم ملک کے بعد راقم پاکستان چلا آیا، حافظ زکریا رحمہ اللہ سے ملاقات ہونا قدرتی بات تھی۔ یہاں پھر وہی مشورے، تجویزیں اور منصوبے۔ بالآخر طے پایا کہ کتب حدیث اور ان سے متعلقات کے تحشیہ وطباعت کی داغ بیل ڈال کر اپنے بزرگوں کے مشن کو زندہ کیا جائے اور مشکوٰۃ سے اس کا آغاز ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب مرحوم کی خواہش تھی کہ خاکسار حاشیہ مشکوۃ کا کام شروع کرے، لیکن ادھر سے نااہلی کا عذر ہوا اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی رحمہ اللہ کا اسم گرامی تجویز کیا گیا۔ چنانچہ مولانا رحمانی دام مجدہم نے ہماری درخواست پر اس کام کا آغاز فرما دیا۔ دوسری طرف مرحوم کے زور دینے پر راقم نے (مدرسۃ تقویۃ الاسلام غزنویہ لاہور) میں تدریسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ سنن ابی داود کی تعلیقات ''فیض الودود'' نام سے لکھنا شروع کر دی، لیکن اللہ کی مشیت کہ حافظ صاحب موصوف، جو معدے کے دائم المریض تھے نوجوانی ہی میں (اگست ۱۹۴۹ء) میں ہمیشہ کے لیے داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کے انتقال پر ایک تو ہمت ٹوٹ گئی۔ دوسرے شغلِ تدریس کے باعث فیض الودود کا سلسلہ دو پاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ مگر تھوڑے ہی عرصے بعد کارسازِ حقیقی نے غیر متوقع ایسے اسباب مہیا فرما دیے کہ سنن نسائی کا حاشیہ التعلیقات السلفیہ کے نام سے راقم کو لکھنے اور شائع کرنے کی توفیق ارزانی ہوئی جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن قبول سے بھی نوازا۔ برصغیر کے علاوہ عرب ممالک میں اس کو پذیرائی بخشی۔ فللّٰه الحمد و المنة .

ادھر مشکوۃ کا وہ حاشیہ جس کا آغاز مولانا رحمانی نے کیا تھا، وہ ایک ضخیم اور مبسوط شرح کی شکل اختیار کر گیا جس سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ یہ شرح بھی بلاشبہ ایک اہم ضرورت تھی جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولانا رحمانی کو عطا فرمائی اور ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کہ یہ شرح جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ تاہم حاشیہ مشکوۃ کا وہ خلا، جسے پر کرنے کے لیے مولانا رحمانی سے کام کا آغاز کرایا گیا تھا، وہ پھر اپنی جگہ پر بدستور موجود ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ تحشیہ کتب حدیث کا جذبہ و خیال راقم کے دل و دماغ پر ہر وقت مستولی رہا ہے اور اس سلسلے میں کام آنے والے علمی مواد کی فراہمی اور اس کا ذخیرہ جمع کرنا اس کا مطمح نظر۔ جہاں تک علمی مواد کی فراہمی کا مسئلہ ہے بحمد اللہ راقم کے ہاں بہت حد تک موجود ہے اور اپنی امکانی حد تک اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کام بھی ہو رہا ہے۔ تاہم یہ اعتراف ہے کہ تحشیہ کتب حدیث کے سلسلے میں جتنا کام ہونا چاہیے تھا، اپنے عزم و ارادے اور شدید خواہش و کوشش کے باوجود اتنا کام نہیں ہو سکا۔ جو علمی منصوبے ساری عمر میرے سوچ بچار کا محور رہے ہیں، اب بھی قلب و دماغ پر قبضہ انھی ارادوں کا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ عمر کے اعتبار سے ان منصوبوں پر کام تنہا راقم کے بس کا نہیں۔ بنابریں یہ خیال ہوا کہ اپنے کاموں کو تنظیمی شکل دے دی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مخلص اور باذوق احباب سے مشورے کے بعد طے پایا کہ دارالدعوۃ السلفیہ کے نام سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں لایا جائے جس کے ماتحت متعدد شعبے ہوں۔ مدرسہ مصباح القرآن، جریدہ الاعتصام، سلفیہ لائبریری تالیف وطباعت حواشی کتب صحاح ستہ اور مسجد اہل حدیث 'اول الذکر دونوں ادارے پہلے ہی کئی سال سے خاموشی اور تندہی سے بتوفیقہ تعالیٰ مصروف عمل ہیں۔ جن سے متعلقہ تفصیلات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الاعتصام'' کے صفحات پر آتی رہتی ہیں۔ دارالدعوۃ السّلفیہ کا اصل ہدف چوتھی چیز ہے۔ جماعتی لائبریری کا دوسرے فوائد ومنافع کے علاوہ ایک اہم مقصد مذکورہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانا ہے۔

خاکسار کو احساس ہے کہ جماعتی تنظیموں، انجمنوں اور اداروں کی کمی نہیں اور اپنے دائروں میں مفید کام بھی ہو رہا ہے۔ تاہم حساس اصحابِ علم وذوق اس سے اتفاق کریں گے کہ جس خلاء کا ذکر کیا گیا ہے وہ بدستور باقی ہے۔ لہٰذا جماعت سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس خلا کو پر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ایک صورت پیدا کر دی ہے۔ پس آیئے کہ خشک، علمی لیکن ہمیشہ باقی رہنے والے اس خاکہ میں عمل کا رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔ جماعت کے اہل علم اور باذوق اصحاب ثروت آگے بڑھیں اور تحشیہ کتب حدیث کے بقایا کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ایسا انتظام کر دیا جائے کہ کم از کم چند اصحاب علم سلفیہ لائبریری میں بیٹھیں اور متذکرہ صدر تالیفی منصوبوں کی تکمیل کے لیے کام کریں اور جماعت ان کی مناسب کفالت کرے۔

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اس سلسلے کے بعض اہم کرنے والے کام یہ ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری کا عربی حاشیہ۔

۲۔ تنقیح الرواۃ کے اس مسودے کی تکمیل وطباعت جو ابھی تک طباعت سے محروم ہے (اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کی کسی آئندہ اشاعت میں ان شاء اللہ وضاحت کر دی جائے گی)۔

۳۔ سنن ابوداود، جامع ترمذی، مؤطا امام مالک اور مشکاۃ وغیرہ کتب حدیث کے عربی حواشی (جو اصل مقصد ہے)۔

۴۔ کتب حدیث کے معیاری اردو تراجم وحواشی (اگر مذکورہ کے ساتھ ہو سکیں)۔

۵۔ بعض اہم مسلکی اور بنیادی کتابوں کی تالیف وترتیب اور ان کی اشاعت۔

۶۔ ایک دارالافتاء کا قیام اور اس کے لیے مستقل کسی صاحب علم کا تقرر۔

اول الذکر دو منصوبوں پر تو بحمد اللہ وتوفیقہ کام کچھ نہ کچھ شروع کر دیا گیا ہے، لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ کہیں کام رک نہ جائے۔

اس توقع پر معروضات پیش کی گئی ہیں کہ جماعت ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کے اس مثبت اور ٹھوس کام پر کماحقہ توجہ کرے گی اور حسبِ عادت بے اعتنائی اور سرد مہری نہیں برتی جائے گی۔ ہمارا کام جدوجہد ہے جو اخلاص اور استقامت سے ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور توفیق سے سرفراز فرماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کما وعدنا سبحانہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین .

خاکسار نے تو اپنا دردِ دل آپ حضرات کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اللہ طبیب ہے مجھ درد مند کا
عاشق ہے درد میرے بند بند کا

و اللّٰہ ولی المعونۃ و التوفیق ھو نعم المولی و نعم النصیر .

خاکسار محمد عطاء اللہ حنیف

الاعتصام: ۲۷/جون ۱۹۸۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نص قرآنی کے خلاف خواتین کا مظاہرہ قرآن سے بغاوت وانحراف ہے

گزشتہ دنوں لاہور میں چند مغرب زدہ خواتین نے اسلامی نظریاتی کونسل کے مجوزہ قانون شہادت کے خلاف جو جلوس نکالا، جس پر پولیس نے لاٹھی چارج وغیرہ کیا، اس سلسلے میں راقم بھی اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی مجلسِ شوریٰ کے رُکن ہونے کی حیثیت سے صورت حال کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے۔

جہاں تک خواتین پر پولیس کے تشدد کا مسئلہ ہے، اس کی کوئی شخص بھی تائید نہیں کر سکتا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ خواتین نے بے پردہ ہو کر احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیوں کیا؟ عورتوں کا اس طرح بلاوجہ سڑکوں پر نکلنا ہی قرآنی حکم میں پیش کردہ بیان کی خلاف ورزی ہے۔ اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ عورتوں نے یہ مظاہرہ بھی ایک نص قرآنی (کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے) کے خلاف کیا۔ حالانکہ قرآن سے یہ بغاوت وانحراف کسی بھی مسلمان مرد وعورت سے متوقع نہیں۔

مظاہرہ کا اہتمام کرنے والی خواتین کی تنظیم نے ایک قرارداد میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل کے مجوزہ قانونِ شہادت کو تسلیم نہیں کرتیں، کیونکہ یہ خلافِ اسلام ہے اور اس کے بنانے والے غیر منتخب ارکان ہیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ اسلام اور خلافِ اسلام کا فیصلہ وہ لوگ ہی کر سکتے ہیں جو علومِ قرآن وحدیث میں مہارت رکھتے ہیں۔ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا اس بات کا اہل نہیں کہ وہ نصوصِ قرآن کے بارے رائے زنی کرے۔

رہی بات منتخب وغیر منتخب کی: تو یہ بحث بھی یہاں بلا جواز ہے۔ شرعی مسائل میں رائے وہی لوگ دے سکتے ہیں جنھوں نے اپنی عمریں اس راہ میں کھپائی ہیں اور نظریاتی کونسل میں ملک کے ایسے ہی اہل علم وفضل ارکان شامل ہیں جو شرعی مسائل کا ادراک رکھتے ہیں اور ان پر بحث وتمحیص کر سکتے ہیں۔ ان کو شرعی مسائل پر رائے دینے کے لیے عوام کے ووٹوں کی ضرورت ہے نہ انتخابی کھکھیڑوں میں پڑنے کی۔

بہر حال حکومت کو چاہیے کہ وہ ان چند مغرب زدہ خواتین کو جن کا عمل قرآن سے بغاوت وانحراف پر مبنی ہے سختی سے اس قسم کے مظاہروں سے باز رکھے۔ یہ طرزِ عمل خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور)

۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء

محمد عطاء اللہ حنیف شیش محل روڈ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علومِ دینیہ کی ترقی اور ترفع کے لیے ایک اہم تجویز

شہیدین رَحِمَھُمَا اللّٰہُ بالاکوٹ کے ارشاد کی روشنی میں

گزشتہ اشاعت کے ادارتی صفحات میں ہم نے اربابِ مدارسِ عربیہ اور طلبائے علومِ دینیہ کی خدمت میں چند ضروری گزارشات پیش کی تھیں۔ ذیل کا مضمون بھی اسی موضوع پر کئی سال قبل حضرت مولانائے محترم دامت برکاتہم نے اس وقت تحریر فرمایا تھا جب کہ وہ بیماری، جس کا ذکر اس مضمون میں ہے، نئی نئی چلی تھی اور اکثر مدارس اس سے محفوظ تھے لیکن اب وہ بیماری متعدی مرض کی طرح اکثر مدارسِ دینیہ میں نفوذ کر گئی ہے۔ اس لیے مضمون کی اہمیت و افادیت پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ یہ گراں قدر مضمون وقت کی اسی ضرورت کے پیشِ نظر اصلاحِ احوال اور علومِ دینیہ کی ترقی و ترفع کے نقطۂ نظر سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کاش متعلقہ حضرات اس پر غور فرما سکیں (ص۔ ی)

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ کی طرح اب بھی اپنے دین اور علومِ دین کی حفاظت کے لیے ضرور سامان پیدا کرے گا۔ جیسا کہ اس کی ایک سنتِ دائمہ کو قرآن حکیم کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

﴿وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم﴾ (محمد: ۳۸)

اور جس کی مثالیں اسلام کی زریں تاریخ میں موجود ہیں۔ لیکن علومِ دین کے سلسلے میں ہمارے ہاں کا دن بدن علمی انحطاط تشویشناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے، اس کے اسبابِ واقعہ کی طرف بھی توجہ کی ضرورت سے کوئی ہوشمند انکار نہیں کر سکتا۔

اس قابلیتی بحران کے بہت سے اسباب تشخیص کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں جن کی تفصیل اور اُن کے جائزہ کی بحث تو اس وقت موجبِ طوالت ہوگی۔ آج کی صحبت میں ہمیں اربابِ فکر و نظر اور اصحابِ حل و عقد...... ''اصحابِ حل وعقد'' سے فی الوقت ہماری مراد علماء کرام اور حساس ومتدین دولت مند طبقہ سے ہے۔ کی خدماتِ عالیہ میں ایک ایسے اہم سبب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جس کی طرف موجودہ تحریک احیاء وتجدید توحید وسنت کے بانی حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ (۱۲۴۶ھ) قدس اللہ روحہ نے اشارہ فرمایا تھا۔ مولانا ممدوح اپنے شیخ طریقت حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات یعنی کتاب ''صراطِ مستقیم'' میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باید دانست کہ در جوہر اولاد کرما استعدادے مکنون بطریق میراث از آبائے کرام ایشان ودیعت مے نہند لیکن آں محض استعداد در ہیچ یکے از امور معاشیہ و معادیہ کار آمدنی نیست آرے اگر ہماں استعداد بر روئے کار آید بہ سبب تعلیم وتعلم وتشرع و تدین جلوہ گر شود البتہ مظہر امورِ عظیمہ و مصدر منافع جلیلہ خواہد شدو ایں استعدادِ مکنونہ را بمشابہ استعداداتِ ازلیہ کہ نصیبہ ہر شخص در ازل الازل استعدادے از استعدادات صالحہ یا فاسدہ گردیدہ باید فہمید ابنائے مجازاۃ بر محض آں استعدادات نیست۔ الخ۔ ❶

''واضح رہے کہ شرفاء (غالبًا پرانے علمی ومنصبی خاندان مراد ہوں گے جو قدیم ایام سے دینی ودنیوی اعلیٰ مناصب پر فائز چلے آرہے تھے) میں اللہ تعالیٰ نے فطانت و ذہانت اور شرافت کا ایک جوہر ودیعت کر رکھا ہے جو آباء واجداد سے ان میں وراثتاً منتقل ہو کر آتا ہے۔ مگر صرف یہ فطری استعداد ہرگز ہرگز کارآمد نہیں جب تک کہ علوم دینیہ کی تعلیم وتعلم اور تشرع و تدین کے ذریعے سے ان قابل جوہروں کی تربیت نہ کی جائے۔ بلاشبہ اس ذہین وفطین طبقے کی علمی ودینی تربیت سے بڑے مفید نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔'' (خلاصہ)

اس ارشاد کی روشنی میں عربی کی پچھلی پون صدی کی تعلیمی رفتار اور معیار قابلیت کی بتدریج پستی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مومنانہ فراست کا مذکورہ بالا تجزیہ کس قدر درست ہے......!

برصغیر پر عیسائیوں کی حکومت مسلط ہونے کے بعد مسلمانوں کے ذہین طبقے نے عربی کے بجائے انگریزی کا رخ کیا اور اسلامی نظام تعلیم کے بجائے ان کا میلان انگریزوں کے درآمد کردہ عیسائی نظامِ تعلیم کی طرف ہو گیا۔

''عیسائی'' اس لیے کہ بالعموم اس کا فائدہ بلاواسطہ یا بالواسطہ عیسائیت کو ہی پہنچا' اسلام کو نہیں۔ جس کے دائرہ کار سے مذہب اور اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اقدار خارج تھے۔ یہ بات سر کی آنکھوں سے صاف نظر آرہی تھی مگر ہوا یہ کہ ''کرماء'' کی اکثریت اور قدیمی علمی خاندانوں نے اپنے نونہالوں کو جنھیں ورثہ میں ''اعلیٰ استعداد کا جوہر'' ودیعت ہوا تھا۔ دہلی (مرحوم) لکھنو، دیوبند، رام پور، امرتسر (مرحوم) حجاز، مصر، شام کے عربی دار العلوموں اور تفسیر وحدیث کے مدارس کے بجائے علی گڑھ، لندن، کیمبرج اور امریکہ وغیرہ بھیجنا شروع کر دیا جو عیسائی تعلیم کے گڑھ ہیں۔ انتہاء یہ کہ یہ وباء بعض علمائے عربیت کے گھروں میں بھی گھس آئی جنھوں نے عربی ہی کی بدولت قوم میں عزت پائی اور شہرت وحیثیت کے مالک ہوئے۔ ان حضرات نے بھی اپنی اولاد کو سکول وکالج ہی کی طرف دھکیل دیا۔ تا آنکہ...... وہ ''استعدادی جوہر'' سے کام لے کر بہترین ''دفتریت'' کے

❶ ص ٦٦، طبع مجتبائی دھلی ١٣٢٢ھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام رفیع پر فائز ہو گئے......اور اس طرح اپنے طرزِ عمل سے عام مسلمانوں کو بھی عربی پر انگریزی کی ترجیح کا تاثر دیا۔ جس سے قومی لیکچر اور وعظ بے اثر ہو کر رہ گئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ کالج کی ''تعلیم'' تمتعاتِ مادیہ کا حصول اور خوش حال زندگی بسر کرنے کا مستقبل نظر آ رہا تھا اور اب......؟

اب یہ سیلاب بلا ہے کہ تھمتا نظر نہیں آ تا......!

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ علماء تک اس رَو میں بہہ گئے؟ اکثر ذہین وطباع حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ عربی کے مروّجہ نظامِ تعلیم میں جاذبیت وکشش نہیں۔ اس میں معاشی مسئلے کا حل نہیں۔ پھر اس مفروضے پر کبھی مشرقی علوم کے کالجی امتحانات تجویز کیے گئے لیکن کیا اس سے علومِ عربیہ کے مقصدِ حصول کو کبھی بھی کوئی معتد بہ فائدہ پہنچا؟ ہماری رائے یہ ہے کہ نہیں......اور کبھی یہ سوچا گیا کہ کیوں نہ اسلامی تعلیم کے مخمل میں انگریزی اوز...... کالجی طریقہ ''تعلیم'' کے ٹاٹ کا پیوند لگا دیا جائے۔ تا کہ عربی مدارس میں جاذبیت پیدا ہو سکے......بد قسمتی سے یہ رَو بھی دیکھا دیکھی چل نکلی ہے۔

لیکن اپنے قصورِ فہم کا اعتراف کرتے ہوئے بھی ہمیں اس میں تامل ہے اس لیے کہ یہ دو زبانوں کا مسئلہ نہیں کہ تطبیق کے کسی بقراطی نسخے سے مرض کا علاج ہو سکے بلکہ مسئلہ دو مختلف المزاج واللوازم تعلیمی نظاموں کا ہے جن کے درمیان اتنا بعد مسافت ہے کہ اُسے پاٹنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھ لیا گیا ہے۔

اگر ایک کا مقصد اصلی حکومت کی گاڑی چلانا، دفتری کاموں میں مہارت اور مادیات سے تعلق پیدا کرنا اور دنیوی خوش حالی کو مقصودِ زیست بنانا ہے......تو

دوسرے کا نصب العین حق تعالیٰ کی رضا کے اسباب کا حصول، اخروی فلاح و بہبود، اعلیٰ اخلاقی اقدار کی نشوونما، قناعت کی زندگی اور اعتماد علی اللہ کی نعمت سے سرفرازی ہے۔

ایک ''تعلیم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعلیم سے دوری کا سبب بنتی ہے تو......

دوسری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اتباعِ سنت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ ایک سے اپنے قابلِ فخر اسلاف سے رشتہ جڑتا ہے۔ دوسری سے حال و مستقبل کا فکر ذہن پر ایسا مستولی ہوتا ہے کہ اپنے ماضی، تابناک ماضی سے نفرت شروع ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے ایک مسلمان کے نقطۂ نظر سے اسلامی و عربی تعلیم کے یہ مقاصد بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ''جدیدیت'' کا طریقہ پست اور سفلی ہے۔

چنانچہ اس ''جدید نظامِ تعلیم'' کی طرف لپکنے کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ ''تشرع وتدین'' کے فقدان کے باعث ہماری قوم کے جواہر پاروں میں جو ''استعدادت مکنونہ'' موجود تھیں وہ دینی شکل میں ''جلوہ گر'' نہ ہو سکیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا: ''منافع جلیلہ'' سے قوم محروم ہوگئی اور ہوتی جارہی ہے۔ لائق خطیبوں کا قحط ہے۔ قابل مدرسین علوم عربیہ کا کال ہے۔ اچھے مصنف نہیں ملتے اور محققین علوم قرآن وحدیث عنقا ہوتے جارہے ہیں۔ چند دن قبل تک چند چراغ ٹمٹما رہے تھے جو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے گل ہو کر ہمیں داغِ مفارقت دیے چلے جا رہے ہیں۔

خوب سوچنے کی بات ہے کیا اس صورت حال سے پیدا ہونے میں حضرت شاہ صاحب کے بیانِ فرمودہ سبب کو دخل نہیں؟ اس کو موضوع بنا کر غور وفکر فرمایا جائے اور ایسے ذرائع کو بروئے کار لانا چاہیے کہ ملک کے ذہین وفطین افراد اور علمی خاندان دین کا علم عربی کے ذریعے بحیثیت دینی علم کے حاصل کرنا شروع کر دیں۔ پھر دیکھیے گا کہ یہ طریق کیسا مثمرِ برکات ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارا شاندار ماضی اس پر شاہد عدل ہے۔

یہ درست ہی کہ جاذبیت ہونی چاہیے۔ اس کا انکار نہیں لیکن ہونی وہ ایسی چاہیے جو دینی علوم اور مزاج سے مناسبت رکھتی ہو۔ عربی تعلیم وتعلم کی عمر تیرہ سو سال سے زیادہ ہے۔ کیا اس کا دامن جذب انجذاب سے خالی ہے کہ ہم مصنوعی طریقے تلاش کرتے پھریں اور تجربوں میں حیران وپریشان ہو کر وقت ومال کا ضیاع کریں۔

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (الزمر: ۱۷، ۱۸)

(الاعتصام: ۱۹/ اگست ۱۹۸۳ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''دارالدعوۃ السّلفیہ'' لاہور کے زیر اہتمام زیر تسوید حواشی صحیح بخاری

حقیقت حال کی ضروری وضاحت

''تنظیم اہل حدیث'' مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کے شمارے میں حواشی صحیح بخاری کے بارے میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس کی اصل حقیقت کی وضاحت کے طور پر ذیل کی سطور شائع کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ (ع، ح)

ہماری جماعت کے ایک فاضل بزرگ مولانا صغیر احمد شاغف بہاری (مقیم جدہ، سعودی عرب) بھی راقم خاکسار ہی کی طرح صحاح ستہ پر عربی حواشی لکھنے لکھوانے کا شدید جذبہ اور داعیہ رکھتے ہیں، علاوہ ازیں راقم سے اُنہیں خاص حسن ظن اور محبت ہے۔ انہوں نے چند سال قبل جدہ سے لکھا کہ فقہائے محدثین کے مسلک کے مطابق صحیح بخاری کے تدریسی قسم کے حواشی کی شدید ضرورت ہے، اور کہا کہ تم (یعنی راقم) یہ خدمت سرانجام دو اور اس کے تمام اخراجات کی انہوں نے پیش کش کی۔ لیکن عاجز نے ''تنقیح الرواۃ'' جلد ثالث کی تہذیب و ترتیب میں مصروفیت کی وجہ سے معذرت کر دی اور ان کو لکھا کہ میں کبرسنی وغیرہ مصروفیات کی وجہ سے یہ بار اٹھانے کے قابل نہیں، البتہ جماعت کے ایک اور فاضل بزرگ مولانا عزیز زبیدی صاحب سے یہ کام کروالیا جائے۔

اس کے جواب میں مولانا شاغف بہاری صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو مولانا عزیز زبیدی صاحب کے بارے میں ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں، صرف آپ کو جانتا ہوں، اگر آپ کے خیال میں وہ اس کے اہل ہیں اور آپ کی ہدایات و نگرانی اور ہمارے مقصد کے مطابق وہ یہ کام کرنے کے لیے تیار ہوں تو ہم آپ کا تجویز کردہ ماہانہ مشاہرہ ان کے لیے بھیج دیا کریں گے۔ چنانچہ مولانا زبیدی صاحب سے صحیح بخاری کے متذکرہ صدر عربی حواشی کے لیے عرض کیا گیا، انہوں نے ازراہِ نوازش خاکسار کی درخواست قبول فرمائی اور ان کے حسب تجویز بارہ سو (۱۲۰۰) روپیہ ماہوار معاوضہ طے پایا، جو ۱۹۸۰ء سے اپریل ۱۹۸۴ء تک ہر ماہ مولانا صغیر صاحب بھیجتے رہے اور محترم مولانا زبیدی صاحب کی خدمت میں پیش کیا جاتا رہا۔

غالباً ڈیڑھ دو سال تک تو جدہ سے یہ رقم میرے ذاتی نام پر آتی رہی اور میں ''واسطہ'' بنا رہا، لیکن جب ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کی باقاعدہ تشکیل ہوئی تو گزشتہ پوری رقم کی رسید ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کی طرف سے صغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی خدمت میں بھیج دی گئیں اور اس طریقے سے تحریر حواشی کا کام ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کی تحویل میں دے دیا گیا اور میری اس انداز کی وساطت ختم ہوگئی۔

مولانا صغیر احمد شاغف صاحب کی طرف سے ڈالی گئی ذمہ داری کی بنا پر خاکسار نے اس سلسلے کی چند بنیادی باتیں محترم مولانا زبیدی صاحب دام فیضہ کی خدمت میں عرض کر دیں، اور تحریری حواشی کے لیے شروح کتب حدیث ولغت وغیرہ ضروری کتابیں جمع کر لی گئیں، اور مولانا زبیدی صاحب سے عرض کیا گیا کہ لاہور تشریف لے آئیں اور دارالدعوۃ السّلفیہ میں کام کریں اور اس دوران کسی اہم تحریری قسم کی کوئی اور ذمہ داری نہ اٹھائیں تاکہ مجھ پر عائد ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا مجھے بھی کچھ شرف حاصل ہوتا رہے۔ لیکن بوجوہ ایسا نہ ہو سکا، ایک تو مولانا زبیدی صاحب شاید خانگی مجبوریوں کی وجہ سے لاہور منتقل نہ ہو سکے اور یہ کام وہ اپنی اقامت گاہ منڈی وار برٹن میں ہی سرانجام دیتے رہے، البتہ ہر بدھ کے دن دو چار گھنٹوں کے لیے تشریف لے آتے تھے اور ضرورت کی کتابیں سلفیہ لائبریری سے لے جاتے۔ دوسرا میں بھی دُوری کی وجہ سے اس خدمت سے بہرہ ور نہ ہو سکا جو مولانا بہاری کی خواہش تھی، اور پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے کے بعد راقم بعارضہ فالج صاحب فراش ہو گیا اور سرے سے اس قابل ہی نہ رہا کہ اس انداز کی کوئی خدمت کر سکے۔

مقصود اس درازنفسی سے یہ گزارشِ احوالِ واقعی کرنا ہے کہ صحیح بخاری کے عربی حواشی کے اس کام کا تمام تر سہرا مولانا صغیر احمد شاغف بہاری مقیم جدہ اور اُن کے محترم رُفقاء کے سر بندھتا ہے کہ جن کی مخلصانہ ترغیب اور سعی وتعاون سے ادارہ دارالدعوۃ السّلفیہ اس لائق ہوا کہ وہ ایک صاحب علم کی خدمات حاصل کر کے اس علمی خلا کو پُر کر سکے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دوسرا مقصد اس وضاحت سے یہ ہے کہ تسوید کی حد تک بلاشبہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے اور مولانا زبیدی صاحب دام فیضہ نے جس محنت و ہمت سے یہ کام سرانجام دیا ہے اس پر وہ ہدیہ تبریک وتحسین کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ تاہم اب یہ سارا مبارک کام احباب جدہ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے اور انھوں نے ہی اسے دیکھ کر اب فیصلہ کرنا ہے کہ یہ مسودہ ان کے اُس مقصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں جو ان کے پیش نظر تھا۔ علاوہ ازیں اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ علمی کام ہوتے ہی اس انداز کے ہیں کہ جب تک ان پر اس طرح بار بار جگر کاوی اور عرق ریزی نہ کی جائے، ان میں بہت سی چیزیں رہ جاتی ہیں، اس لیے نظرثانی کا یہ کام بھی جتنا مشکل اور جانکاہ ہے، وہ اربابِ نظر سے مخفی نہیں، معلوم نہیں اس پر کتنا عرصہ لگ جائے۔ اس کے بعد اتنی بڑی کتاب کی طباعت مع تصحیح تام کا مرحلہ جاں گداز بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کچھ ہے اس سے ''سبکساران ساحل ہا'' تو شاید واقف نہ ہوں، تاہم اس وادی پُر خار کے آبلہ پا اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

بنا بریں احباب دعا فرمائیں کہ جس طرح حواشی صحیح بخاری کے مسودے کا کام پورا ہوا ہے، اب جلد از جلد وہ بقیہ مراحل بھی طے پا جائیں جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے۔

السعی منا و الاتمام من اللہ، وبتوفیقہ تتم الصالحات.

محمد عطاء اللہ حنیف، لاہور

(یکم تا ۸ جون ۱۹۸۴ء)

www.Kitabosunnat.com

المكتبة الرحمانية
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..............

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

المكتبة السلفية

علوم سلف کی اشاعت میں مستعد